تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ا

انہ من سلیما ن و انہ بسم اللہ الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ سی وششم (۳۶)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ سی وششم (۳۶)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۳۲
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عناوین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی چھتیسویں جلد پیش خدمت ہے،اس کا آ غاز ایک فتوی سے ہوا ہے جو مولا نا قاضی عبداللہ مدراسی نے ۱۳۱۱ھ میں دیا اور :

فتوی در تکفیر منکر عروج جسمی ونزول حضرت عیسی ،

کے عنوان سے اسی سال زیور طبع سے آراستہ بھی ہوا تھا۔ یہ قیمتی دستاویز کوئی دوسطری تحریر نہیں تھی بلکہ تقریباً ۸۰ صفحات پر مشتمل مفصل تحریر تھی ۔اس فتوی کو نقل کرتے ہوئے ایک مناسب مقام پر میں نے لدّ نامی قصبے کے بارے میں وکی پیڈیا سے انگریزی اور عربی میں کچھ معلومات باریک خط میں درج کر دی ہیں ۔امید ہے کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔

اس کے بعد ایک اور کتابچہ شامل اشاعت ہے جو

النصر المبین فی رد اقوال الجاهلین

کے نام سے سامنے آیا تھا۔ یہ کتابچہ در اصل ۱۸۹۵ء میں دہرہ دون میں مولوی محمد احسن امروہی قادیانی اور مولوی احمد علی مدرس مظاہر العلوم سہارن پور (جو بعد ازاں میرٹھ منتقل ہو گئے تھے) کے درمیان جولائی ۱۸۹۵ء میں ہونے والی گفتگو، نیز خط وکتابت اور مباحثہ وغیرہ کی روداد ہے۔

اس کے بعد مولوی خلیل الرحمٰن صاحب بھوپالی کے رقیمة الاخلاص کا اندراج ہوا ہے۔جس کا شان نزول کچھ یوں ہے کہ مولانا احمد علی سے شکست فاش

کے داغ کو دھونے کے لئے مولوی محمد احسن امروہی نے تحریری مکالمہ کے لئے ڈول ڈالا۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب نے اس چیلنج کو قبول کر کے تحریری مکالمہ کا آغاز کیا۔ اس تحریری مکالمے کو بتمام وکمال مولوی دوست محمد صاحب نے مرتب کر کے رقیمة الاخلاص کے نام سے ۲۴۔ اگست ۱۸۹۵ کو شائع فرمایا۔

مولوی محمد احسن امروہی جب ان تمام کاروائیوں میں رسوا ہوئے تو انہوں نے ایک رسالہ بنام سواء السبیل شائع کیا جس کا مولانا خلیل الرحمٰن نے نصرة الحق فی رد قول الزا هق کے نام سے جواب لکھا جو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ اورقاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی کی ایک تحریر بھی نقل ہوئی ہے جو ایک مسئلے پر علمی بحث سے متعلق ہے۔

اس کے بعد شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ رد قادیانیت سے اگست ۱۹۰۴ء میں میرٹھ میں ہونے والے ایک مباحثے کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ اس مباحثے میں مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی، مولانا احمد علی (جن کا اوپر ذکر ہوا ہے) خواجہ غلام الثقلین وکیل، حکیم محمد میاں، اور منشی منور علی مینیجر عصر جدید میرٹھ وغیرہ مسلمانوں کی طرف سے پیش پیش تھے اور قادیانیوں کی طرف سے مولوی محمد احسن امروہی تھے۔ اور اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بھی تحریری چیلنج کیا گیا تھا۔

اس کے بعد مولانا عبدالقادر ساتگڈھی کی:

ردّ الشّبهات القادیانیّة بالاحادیث و الآیات القرآنیّة

کا اندراج ہوا ہے۔ یہ کتاب ماہ شوال ۱۳۱۳ھ کی تحریر ہے اور تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے لٹریچر سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا محمد بشیر سہسوانی کے الحق الصریح فی اثباة حیاة المسیح سے بہت سی تحریریں باحوالہ نقل کی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد بشیر کی اس کتاب میں موجود دلائل و براہین کو مسلمانوں میں قبول عام حاصل ہو چکا تھا۔

اس کے بعد مولوی منشی امام الدین گجراتی کا رسالہ درج کیا جارہا ہے جو: راست بیانی بر شکست قادیانی، کے عنوان سے مرزا غلام احمد کی زندگی میں منظر عام پر آیا تھا۔ یہ رسالہ دراصل ان غلط بیانیوں کی تردید میں لکھا گیا تھا جو ۱۹۰۰ء میں پیرمہر

علی صاحب مباحثہ لاہور کے بعد مرزائیوں کی طرف سے پھیلائی گئی تھیں۔

مولوی امام الدین صاحب گجرات کے ایک سکول میں مدرس تھے اور سرسید احمد خان علی گڈھی کے معتقدین میں شامل تھے۔ان کی کتاب میں آپ کی ایک ملاقات کی تفصیلات درج ہیں جو گوجرانوالہ میں کسی تقریب کے موقع پر محترمہ محمدی بیگم کے شوہر مرزا سلطان محمد صاحب سے ہوئی۔ امید ہے قارئین کے لئے اس ملاقات کی روداد دلچسپی کا باعث ہوگی۔

مرزا غلام احمد کے امام الصلوۃ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کا ایک طویل مضمون ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے الحکم میں شائع ہوا تھا۔منشی امام الدین نے اپنے رسالے میں اس مضمون کے بعض حصوں کا جواب لکھا ہے اس لئے موقع کی مناسب سے میں نے اصل قادیانی مضمون کا کچھ حصہ بھی الحکم کے متعلقہ شمارے سے باریک خط میں نقل کر دیا ہے۔

اس کے بعد وسیلۃ المبتلاء لدفع البلاء مصنفہ سید علی الحائری لاہور سے ضروری اور مناسب مواد نقل ہوا ہے۔ یہ کتاب صفر ۱۳۲۰ھ کی ہے۔

اس کے بعد پادری جی ایل ٹھاکر داس کا رسالہ: ازالۃ المرزا القادیانی، درج کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ ۱۹۰۳ء میں پہلی بار امریکن ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوا تھا اور اس میں کشمیر میں قبرعیسی کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی کی دریافت کا اور اس پر اس کے اوہام مسیحائی کا خاکہ اڑایا گیا ہے۔توراۃ و انجیل کی جن عبارات کا حوالہ دیا گیا ہے انہیں بائیبل کے انگریزی نسخے سے بھی نقل کر دیا گیا ہے۔

اسکے بعد منشی امام الدین صاحب گجراتی کا ایک اور رسالہ نقل کیا گیا ہے جو

البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد وسید احمد خان،

کے نام سے ۱۹۰۶ء میں باراول روزگار پریس راولپنڈی سے شائع ہوا تھا۔اس میں منشی امام الدین صاحب نے سرسید احمد خان کو مرزا صاحب کا محسن گردانتے ہوئے مرزا قادیانی پر سرسید احمد کے احسانات گنوانے کے ساتھ سرسید احمد کی خدمات اسلامیہ کا عمدہ تذکرہ کیا ہے۔

آخر میں عیسائی حضرات کا ایک اور رسالہ شامل اشاعت ہے جو ردّ

قادیانیت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کا عنوان:

قادیانی محاسب اور خداوند مسیح کے شاگردوں کی تعداد

ہے۔ یہ مضمون شائد ۱۹۰۷ء میں پہلی بار ایک عیسائیوں کے ایک رسالے میں شائع ہوا تھا، اور اس کے مصنف مسٹر اکبر مسیح ہیں جو اس دور میں عیسائی حلقوں میں سلطان القلم کہلاتے تھے۔ اس مضمون میں بھی جہاں توراۃ وانجیل کے حوالے تھے انہیں انگریزی نسخے سے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے۔

والسلام۔ فقیر بارگاہ صمدی   محمد بہاء الدین

جاء الحق و زھق البا طل ان البا طل کا ن زھو قاً

فتوی در تکفیر منکر عروج جسمی

ونزول حضرت عیسیٰؑ

مولانا مولوی قاضی عبداللہ

باہتمام سید محمد محی الدین

در مطبع محمدی متعلقہ مدرسہ محمدی مدراس رائی پیٹھ حلیہ طبع پوشید۔ طبع اول ۱۳۱۱ھ

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص یہ اعتقاد کرتا ہے کہ

❁ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو کر زمین میں ان کا دفن ہو چکا ہے اور اس جسم سے ان کا آسمان پر جانا ایک لغو خیال ہے (ازالہ اوہام۔ص ۴۷)

❁ اور کہتا ہے کہ اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کر لیں.. کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے اور اس کے ہرگز لائق نہیں ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کر سکیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۵۰)

اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کرنے کا انکار کرتا ہے اور احادیث صیحہ میں جو مسیح کا نزول جو وارد ہوا ہے اس کے لئے دعوی کرتا ہے کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ (ازالہ اوہام)

اور کہتا ہے کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا، وہ خطرہ کی

حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور ...کے مستحق وہ ٹھہر گئے ہیں۔(ازالہ اوہام۔ص ۱۷۹)

اور نبوت و وحی کا دعوی کرتا ہوئے لکھا ہے کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نہ خدا تعالی ..وحی پانے والا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوٹ تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے (ازالہ اوہام)

اور لکھا ہے مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی، نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے، اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔(توضیح مرام ص ۱۸۔۱۹)۔

اور لکھا ہے خاکسار محدث ہے۔

اور لکھا ہے المحد ث نبی یعنی محدث نبی ہوتا ہے (توضیح مرام۔ص ۱۸،۱۹)

اور کہتا ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی (ازالہ اوہام۔ص ۵۳۳)

اور آیت و مبشراً برسو ل یا تی من بعدی اسمه ا حمد میں اپنے طرف ہی اشارہ ہونے کا دعوی کرتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۶۷۳)

اور آیت هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله درحقیقت اپنے ہی زمانہ سے متعلق ہونے کا دعوی کرتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۶۷۵)

اور کہتا ہے کہ آنخضرت ﷺ کا سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا۔

بعد میں کہتا ہے کہ:

اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے (ازالہ اوہام۔ص ۴۷۔۴۸)

اور کہتا ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بیجا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھنا خدا تعالی نے اپنے سپرد کیا ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۵۹)

اور لکھا ہے کہ:

خدا تعالی نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور پھر مثیل نوح قرار دیا اور پھر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا۔ اور پھر مثیل حضرت داوٗد بیان فرمایا۔ اور پھر مثیل موسی کر کے بھی اس عاجز کو پکارا۔ پھر اللہ تعالی نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا۔ اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ ﷺ قرار دیا (ازالہ اوہام ص ۲۵۳)

اور کہتا ہے کہ:

حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ (یعنی شخص مذکور) کے دل میں جو قوی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنے طرف کھینچ لیا ہے ان دونوں محبتوں کے ملنے سے تیسری چیز پیدا ہوئی جسکا نام روح القدس ہے اور اسکو بطور استعارہ کے ان دونوں محبتوں کا بیٹا کہنا چاہیے اور یہ پاک تثلیث ہے (توضیح مرام ص ۲۲)

اور کہتا ہے کہ:

مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی ابن اللہ کہہ سکتے ہیں۔ (توضیح مرام۔ص ۲۷)

اور قرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے برخلاف اپنی رائے سے کرتا ہے اور صحابہ اور تابعین سے اس کی جو تفسیر وارد ہوئی ہے اس کو کہتا ہے یہ سراسر غلط تفسیر ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۱۲۹)

اور کہتا ہے کہ:

جبریل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر (یعنی صدر مقام) نہایت روشن نیر سے جدا نہیں ہوتا ہے، بلکہ صرف اوس کی تاثیر نازل ہوتی ہے، اور اس کی عکس سے تصویر ان کے دل میں (یعنی انبیاء کے دل میں) منقوش ہو جاتی ہے (توضیح مرام ص ۶۸۔۷۰۔۸۵)

اور کہتا ہے:

لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ مراد ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم

رنگ ہے، اور وہ نبی یا اوس کے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینے بعد آتا ہے (فتح اسلام۔ص ۵۴)

اور کہتا ہے کہ:

آخری زمانہ میں دجال کا آنا سراسر غلط ہے (ازالہ اوہام۔ص ۲۳۷)

اور انبیاء کے معجزوں کا انکار کرتا ہے۔ان کو مسمریزی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آنے کا دعوی کرتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۵)

عیسی علیہ السلام کے معجزات جو قرآن شریف میں واقع ہیں یعنی مٹی سے پرندہ بنا کے اس میں دم پھونکنا اور اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرنا، اور مردہ کو زندہ، ان سب کا انکار کرتا ہے اور وے سب مسمریزم کے طریق پر ہونے کا قائل ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۵)

اور لکھا ہے:

اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم تر نہ رہتا (ازالہ اوہام)

اور کہتا ہے کہ:

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۲۲)

اور عیسی علیہ السلام کا باپ یوسف نجار ہونے کا قائل ہے (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۳)

اور عیسی علیہ السلام کا خنزیر کو قتل کرنا جو احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اس کے حقیقی معنی خنزیر کا شکار کھیلتے پھریں گے کر کر زعم کر کے اس پر تمسخر و استہزاء کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۴۱)

اور ازواج مطہرات میں کون سی بی بی کا پہلے انتقال ہو گا جو آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی اس کے بارہ میں کہتا ہے کہ اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہیں تھی (ازالہ اوہام۔ص ۷۳۶)

اور کہتا ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔
اور کہتا ہے کہ امور غیبیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے۔
(ازالہ اوہام۔ص ۷)
اور کہتا ہے جب کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے غلطی کا امکان ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے (ازالہ اوہام ص ۱۴۱)
اور شیطانی دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جانے کا دعوی کر کے اس کی سند میں موجودہ توریت سے جھوٹا یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی ،اور وہ جھوٹے نکلے۔ اور اس کی توجیہہ اپنے طرف سے یہ بیان کرتا ہے کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا، نوری فرشتہ کے طرف سے نہیں تھا۔ اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر یہ ربانی سمجھ لیا تھا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۲۹)
اور کہتا ہے کہ یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ
انا انز لنا ہ قر یباً من القا دیا ن و با لحق انز لناہ و با لحق نز ل و کا ن وعد اللہ مفعو لاً ۔
اس کے بعد لکھا ہے کہ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا ۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ
انا انز لناہ قر یباً من القا دیا ن
تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن

شریف میں درج ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۷۷)
الغرض اس کے ایسے اقوال بہت ہیں بخوف تطویل نہیں لکھے گئے۔
پس ایسے شخص کا اور اس کے تابعداروں کا، اور اس کے اقوال کی تصدیق کرنے والوں کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

السائل: سید محمد محی الدین

الجواب:

حامداً للہ وحدہ

و مصلیاً و مسلما علی رسولہ سیدنا محمد الذی لا نبی بعدہ

ایسا اعتقادی شخص شرط ثبوت عقل وعدم جنون، بے شک کافر و مرتد و زندیق ہے، اور جس نے اس کی تابعداری یا تصدیق کی، وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ عیسی علیہ السلام کا اپنے جسم سے آسمان پر جانا، اور وہاں زندہ رہنا، پھر اخیر زمانہ میں اتر آنا، اور امام مہدی کے ساتھ ملنا، اور دجال نکل کے جو الوہیت کا دعوی کرے گا اس کو قتل کرنا، ان امور سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب اور اس میں شک کرنا کفر و ارتداد ہے۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت ہے۔ اس میں کسی ایک اہل سنت کو خلاف نہیں۔ پھر عیسی علیہ السلام مر گئے، اور ان کا جسم شریف زمین پر رہ گیا، اور فقط ان کی روح آسمان پر گئی کر کے زعم کرنا نصاری کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالی قرآن شریف میں جو فرمایا:

بل رفعہ اللہ الیہ

اور فرمایا:

و رافعك الیّ

سو وہ نص قطعی ہے عیسی علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے میں۔

اور جو فرمایا:

و ان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ

اور فرمایا

و انّہ لعلم للسّاعة

اس میں دلیل ظاہر ہے ان کے نزول پر۔

اور اس مضمون کی بہت سی احادیث صحیحہ بھی آئی ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہیں۔ ہم بخوف تطویل چند احادیث لکھتے ہیں اللہ تعالی کی طرف سے جس کے نصیب میں ہدایت ہے اس کو کافی ہیں۔

امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری نے اپنی صحیح کے باب نزول عیسی بن مریم میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و الذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیها ثم یقول ابو هریره و اقرؤا ان شئتم و ان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته و یوم القیامة یکون علیهم شهیداً۔

(یعنی قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، البتہ عنقریب مریم کا بیٹا حاکم عادل ہو کے تم میں اترے گا۔ سو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا، اور جزیہ اٹھاوے گا، اور مال بہت ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملنے سے بہتر ہوگا۔ بعد ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو و ان من اهل الکتاب الا لیؤمننّ به قبل موته و یوم القیامة یکون علیهم شهیداً)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور امام نووی ؒ نے بھی شرح السنہ میں اس حدیث کو روایت کر کے کہا ہے:

هذا حدیث متّفق علی صحته۔

حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں قبل موته کے ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ یعنی اہل کتاب کا کوئی شخص نہیں مگر ایمان حضرت عیسی پر لائے گا حضرت عیسیٰؑ کے مرنے سے پہلے۔

یعنی حضرت عیسیٰؑ اخیر زمانے میں جب آسمان سے اتریں گے، تو اہل

کتاب سے کوئی شخص باقی نہ رہے گا مگر حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے گا۔

اور وان من اھل الکتاب کا لفظ اگرچہ عموم پر دلالت کرتا ہے لیکن اس عموم سے وہی اہل کتاب مراد ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھیں گے اور ان کے زمانے کو پاویں گے۔

اس آیت میں دوسری توجیہہ بھی آئی ہے لیکن مفسروں کی ایک جماعت نے اسی کو جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہوئی ہے اختیار کیا ہے۔ اور امام ابو جعفر طبریؒ نے اسی قول کو ترجیح دی اور یہی قول حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری اور حضرت عطاء وغیرہ کا بھی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے جو اسی کی تائید کرتی ہے چنانچہ عنقریب مذکور ہوگی۔

۲۔ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم

(یعنی تم کیسے ہوگے جب کہ مریم کا بیٹا تم میں اترے گا اور تمہارا امام تمہارے میں کا ہی ہوگا)۔

اس حدیث کو امام احمدؒ اور بیہقی کتاب الاسماء و الصفات میں روایت کئے ہیں۔ اور امام بغویؒ نے بھی شرح السنہ میں روایت کی اور کہا:

ھذا حدیث متفق علی صحتہ۔

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو آیا ہے و اما مکم منکم یعنی تمہارا امام تمہارے میں کا ہی ہوگا، سو اس سے مراد حضرت امام مہدی ہیں کہ حضرت عیسی بن مریم آسمان سے اترے بعد صبح کی نماز کو ان کے پیچھے اقتداء کریں گے۔ چنانچہ ان مضمون کی احادیث بھی آئی ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہو کے حضرت امام مہدی کی اقتداء کرنا بعید نہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے اقتداء فرمایا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اما مکم منکم سے یہاں حضرت عیسی علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی وہ حاکم ہو کے اتریں گے۔ سو قرآن اور سنت مصطفوی ﷺ پر حکم کریں گے۔

۳۔ اور امام مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تزا ل طا ئفة من امتی یقا تلو ن علی الحق ظا ھر ین الی یوم القیا مة قا ل فینز ل عیسی بن مر یم فیقو ل امیر ھم تعال صلّ بنا فیقو ل لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله ھذہ ا لا مة (یعنی قیامت تک میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑائی کرتی غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ سو مومنوں کا امیر کہے گا آپ آیئے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ کہیں گے ایسا نہیں، تمہارے میں کا بعض تمہارے بعض پر امیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے یہ مکرمت ہے)۔

۴۔ اور امام مسلم نے حضرت نواسؓ بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

قال ذکر رسول اللّٰہ ﷺ الدّجال..... فقال ان یخرج و انا فیکم فانا حجیجه دونکم، و ان یخر ج، ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسه، و اللّٰہ !خلیفتی علی کل مسلم، انه شابّ قطط عینه طا فئة، کانّی اشبّهه بعبد العزی بن قطن، فمن ادرکه منکم فلیقرأ علیه فواتح سورة الکھف، انه خا ر ج خلّة بین الشا م و العراق، فعا ث یمیناً و عا ث شما لاً، یا عبا د الله ! فا ثبتوا۔

قلنا یا رسو ل الله ! وما لبثه فی الارض۔ قال: اربعون یوماً، یوم کسنةٍ ، و یوم کشھرٍ، و یوم کجمعةٍ، و سائرا یّامه کایّامکم۔ قلنا: یارسول اللّٰہ فذلك الیوم الّذی کسنةٍ أتکفینا فیه صلوة یوم؟ قال: لا، اقدروا له قدرہ۔

قلنا: یا رسول اللّٰہ! وما اسراعه فی الارض؟ قال:کالغیث استدبرته الرّیح، فیأتی علی القوم فیدعوھم، فیؤمنون به و یستجیبون له، فیأمر السّماء فتمطر و ا لا ر ض فتنبت ، فتروح علیھم سارحتھم، اطول ما کانت ذرّی واسبغه ضروعاّ، و امدّہ خواصر، ثمّ یأتی القوم، فیدعوھم فیردّون علیه قوله، فینصرف عنھم، فیصبحون ممحلین، لیس بایدیھم شیء من

اموا لهم و يمرّ بالخرِبة فيقول لها: اخرجى كنوزك، فتتبعه كنوزها كيعاسيب النّحل، ثم يد عوا رجلاّ ممتلئاّ شباباً، فيضربه بالسيف فيقطعه جزِلتين رمية الغرض،ثم يدعوه فيقبل و يتهلّل وجهه، ويضحك، فبينما هوكذ لك اذ بعث اللّه المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقىّ دمشق بين مهرودتين، واضعاً كفيه على اجنحة ملكين، اذا طأطأ رأسه قطر، واذا رفعه تهدرمنه جمان كاللّؤلؤ، فلا يحلّ لكافر يجد ريح نفسه الّامات، و نفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لدّ ، فيقتله ، ثم يأتى عيسى (ابن مر يم) قوم قد عصمهم الله منه ، فيمسح عن وجوههم و يحدّثهم بدر جا تهم فى الجنّة، فينما هو كذلك اذ اوحى اللّه الى عيسى ، عليه السلا م ، انّى قد ا خر جت عباداً لى، لا يدانِ لاحدٍ بقتالهم، فحرّز عبادى الى الطّور، و يبعث اللّه يأجوج و مأجوج ، و هم من كلّ حد بٍ ينسلون ، فيمرّ اوا ئلهم على بحيرة طبريّة ، فيشربون ما فيها،و يمرّ آ خر هم فيقو لو ن : لقد كا ن بهذه ، مرّةً، ما ء، و يحصر نبى اللّه عيسى و اصحابه، حتى يكو ن رأس الثور لاحدهم خيراً مّن مأة دينار لاحدكم اليوم ، فيرغب نبىّ اللّه عيسى و اصحابه ، فيرسل (اللّه) عليهم النّغف فى رقابهم، فيصبحو ن فرسى كموت نفس وا حدةٍ ، ثم يهبط نبىّ اللّه عيسى عليه السلا م و اصحابه الى الارض، فلا يجدون فى الارض موضع شبرٍ الّا قد ملأه زهمهم و نتنهم ، فير غب نبىّ اللّه عيسى ، عليه السلا م ، و اصحابه الى اللّه ، فير سل اللّه طيراً كاعناق البختِ، فتحلمهم فتطرحهم حيث شاء اللّه، ثم ير سل اللّه مطراً لا يكنّ منه بيت مدرٍو لا وبرٍ، فيغسل الارض حتّى

يتركها كالزّلفة، ثم يقال للارض: أنبتنى ثمرتكِ، و ردّى بركتكِ، فيومئذٍ تأكل العصابة من الرّمّانة، و يستظلّون بقحفها، و يبارك فى الرّسل، حتّى انّ اللّقحة من الابلِ لتكفى الفئام من النّاس، و اللّقحة من البقر لتكفى القبيلة من النّاس ، و اللّقحة من الغنم لتكفى الفخذ من النّاس، فبينما هم كذلك اذ بعث اللّه ريحاً طيّبةً ، فتأخذهم تحت ابا طهم، فتقبض روح كلّ مؤمنٍ و كلّ مسلمٍ، و يبقى شرار النّاس، يتهارجون فيها تهار ج الحمر، فعليهم تقوم الساعة ۔

(ایک دن صبح کو نبی ﷺ نے دجال کا حال ذکر کیا۔ پھر اس میں اتارا اور چڑھایا (اتارا اور چڑھایا: اس سے کیا مراد ہے۔اس میں دوقول ہیں ۔ پہلاقول اتارا یعنی اس کی بہت حقارت بیان کی۔اور چڑھایا یعنی اس کا فتنہ نہایت عظیم ہوگا، کر کے فرمایا۔ دوسرا قول۔اتارا یعنی اپنی آواز کو پست فرمایا اور چڑھایا یعنی نبی ﷺ نے آواز کو بلند فرمایا یعنی اس کا بہت سا احوال بیان فرما کے تعب سے آرام لینے آواز کو پست فرمایا بعد لوگوں کو سنانے پھر آواز کو بلند فرمایا) یہاں تک کہ ہم گمان کیئے کہ وہ خرمے کے درختوں کے کسی بن میں ہے پھر ہم جب دو پہر کے بعد نبی ﷺ کے پاس گئے تو ہمارے میں اس کو پایا یعنی اس کا احوال سننے سے ہم پر جو خوف و دہشت ہوئی تھی اس کو سمجھ کے فرمایا تمہارا کیا حال ہے۔ہم کہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صبح کو دجال کا ذکر فرمایا۔سو اس میں اتارا اور چڑھایا۔ یہاں تک کہ وہ خرمے کے درختوں کے کسی بن میں ہے کر کے ہم کو گمان ہوا ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے ؟ دجال کے...کا خوف مجھ کو زیادہ ہے۔اگر دجال نکلے اور میں تمہارے میں ہوں تو اس کا حجیج میں ہوں۔تم نہیں ۔یعنی دلیل دینے والا اور اس کو جھٹلانے والا میں ہوں ۔تم اس کو جھٹلانے کی احتیاج نہیں ۔اگر وہ نکلے اور میں تمہارے میں نہ رہوں تو ہر شخص اپنے نفس کا آپ حجیج ہےتم پر اور ہر مسلمان پر اللہ تعالی میرا خلیفہ ہے۔یعنی تمہارا نگہبان اللہ ہے۔مقرر دجال جوان ہے،اس کے بال بہت اکڑے ہوئے ہیں ۔اس کی آنکھ طافیہ ہے۔یعنی نکل آئی ہے۔اس کو میں عبدالعزی بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔یعنی دجال عبدالعزی سے مشابہ ہے۔تمہارے سے جو کوئی اس کو پائے گا،تو سورہ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے ۔وہ شام وعراق کے درمیان کی راہ سے نکلے

گا سو داہنے طرف اور بائیں طرف فساد کرے گا۔ اے اللہ کے بندوں تم ثابت رہو۔ ہم کہے یا رسول اللہ وہ دجال زمین پر کتنے دن رہے گا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا۔ چالیس دن۔ اس کا ایک دن ایک برس کے مانند ہے، اور ایک دن ایک مہینے کے مانند، اور ایک دن ایک جمعہ کے مانند ،یعنی ایک ہفتے کے ہے۔ اور باقی کے دن تمہارے دنوں کے مانند ہیں۔ ہم کہے یا رسول اللہ ﷺ وہ دن جو ایک برس کے اتنا ہوگا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنا ہم کو کفایت کرے گا یا نہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفایت نہ کرے گا۔ اندازہ کرو نماز کے واسطے ایک دن کا اندازہ۔ ہم کہے یا رسول اللہ ﷺ اس کی جلدی زمین پر کیسی ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا غیث کے مانند ہے۔ یعنی مینہ کے مانند یا ابر کے مانند ہے کہ جس کے پیچھے ہوا ہے۔ سو ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو اپنی طرف دعوت کرے گا۔ پھر وے اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی دعوت قبول کریں گے تو آسمان کو حکم کرے گا سو مینہ برسے گا ،اور زمین کو حکم کرے گا، سو اگے گی۔ پھر ان قوم کے جانور جو صبح کو چرنے گئے تھے سو شام کو آئیں گے سو ان کے کوہان بہت بلند رہیں گے، یعنی ان کے مواشی نہایت فربہ رہیں گے اور ان کے کاس بہت بھرے ہوئے رہیں گے ،ان کے پٹھے بہت ہی دراز رہیں گے۔ پھر دجال دوسری قوم کے پاس آ کے ان کو دعوت کرے گا۔ وے اس کی دعوت کو ردّ کریں گے تو ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ صبح کو دیکھے تو یہ لوگ قحط زدہ ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ان کا کچھ مال باقی نہ رہے گا۔ دجال ویرانے پر گذرے گا اور اس کو کہے گا تیرے خزانہ کو نکال۔ تو اس ویرانے کے خزانے اس کے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیوں کی ٹکڑی ہے۔ بعد دجال ایک شخص کو جو بھری جوانی میں ہے بلائے گا، اور اس کو تلوار سے مار کے دو ٹکڑے کر کے تیر کے نشانے کے مقدار موافق سے ڈالے گا۔ پھر اس جوان کو پکارے گا تو زندہ ہو کے آئے گا۔ اس کا منہ چمکتا ہوا اور وہ ہنستا ہوا۔ دجال اس ہی میں تھا کہ یکا یک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔ سو سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب میں ہے، اتریں گے دو مہرودے پہنے ہوئے (مہرود، دال مہملہ اور ذال معجمہ سے، اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کو ورس کے رنگ میں...زعفران کے رنگ میں رنگتے ہیں) اور اپنے ہاتھوں کے پنچے دو فرشتوں کے بازوؤں پر دھرے ہوئے، اپنے سر کو جھکائے تو سر سے پسینہ ٹپکے گا ،اور جب سر کو اٹھائے تو عرق کے قطرے موتی کے دانوں کے مانند سر پر سے اتریں گے۔ پس ممکن نہیں کسی کافر کو کہ اس کی سانس کی بھانپ لگے مگر یہ کہ مر جائے گا۔ ان کی نگاہ جہاں تک جاتی ہے ان کا

دم اتنی دور جائے گا۔ پھر عیسی علیہ السلام دجال کو طلب کریں گے۔ یہاں تک کہ لد (لد لام کی ضم اور دال کی تشدید سے۔ وہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے (آج کے اسرائیل میں۔ بہاء) کے دروازہ کے پاس اس کو پا کر اس کو قتل کریں گے۔ بعد عیسی کے پاس ایک قوم آئے گی کہ جن کو اللہ تعالی نے دجال سے نگاہ رکھا تھا۔ سو ان کے منہ پونچھینگے اور ان کو ان کے مرتبوں سے جو بہشت میں ہیں خبر دیں گے۔ ایسے میں اللہ تعالی ع حضرت یسی کی طرف وحی بھیجے گا کہ مقرر میں اپنے کئی بندوں کو نکالا ہوں کہ کسی کو ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں۔ میرے بندوں کو یعنی مومنوں کو محافظت کرنے کے لئے کوہ طور پر جا۔ پھر اللہ تعالی یاجوج ماجوج کو نکالے گا۔ پھر وے ہر بلند وسخت زمین سے شتاب آویں گے اور ان میں پیش رواں طبریہ کے بحیرے پر یعنی تالاب پر گذریں گے۔ سو اس کا پانی سب پیویں گے۔ ان میں کے پیچھے آنے والے اس پر جب گذریں گے کہیں گے اس بحیرے میں کسی وقت پانی تھا۔ نبی اللہ عیسی علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور رہیں گے۔ یہاں تک کہ آج تم میں سے کسی ایک کے پاس سو دینار ہونے سے ان میں سے کسی ایک کے پاس بیل کا سر ہونا بہتر ہوگا۔ پھر عیسی علیہ السلام اور ان کے اصحاب۔ اللہ کے پاس یاجوج ماجوج ہلاک ہونے کے لئے دعا کریں گے۔ تب اللہ تعالی ان کی گردنوں میں نغف یعنی کیڑوں کو بھیجے گا۔ سو سب یکبارگی مر جاویں گے۔ بعد نبی اللہ عیسی اور ان کی اصحاب زمین پر اتریں گے، وہ زمین پر بالشت بھر کی جگہ نہ رہے گی مگر ان کی چربی اور بدبو ہی سے بھری جائے گی۔ پھر نبی اللہ عیسی اور ان کے اصحاب اللہ کے پاس التجا کریں گے تب اللہ تعالی بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندوں کو بھیجے گا سو ان کے لاشوں کو اٹھا کے اللہ تعالی جہاں چاہا وہاں ڈالیں گے۔ پھر اللہ تعالی مینہ برسائے گا کہ جس مینہ کو مٹی کے گھر اور بال کے گھر مانع نہ ہوں گے اور ساری زمین کو ایسا دھوئے گا کہ آئینے کی مانند مصفا ہوگی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا تیرے پھلوں کو اگا اور اپنی برکت کو پھر لے آ۔ تب ایک انار ایک عصابہ یعنی جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکوں سے سایہ بنا دیں گے اور دودھ میں برکت ہوگی یہاں تک کہ اونٹ کے ایک لِقحہ (لِقحہ اس جانور کو کہتے ہیں کہ جن کو تھوڑے دن ہوئے ہوں) کا دودھ ایک جماعت کو کفایت کرے گا اور گائے کے ایک لقحے کا دودھ ایک قبیلے کے لوگوں کو کافی ہوگا، اور بکری کے ایک لقحے کا دودھ لوگوں کی ایک فخذ (فخذ یعنی قرابتی لوگوں کی جماعت) کو کفایت کرے گا۔ لوگ اسی حال میں رہیں گے کہ اللہ تعالی ایک ہوا خوشبو بھیجے گا، جب ان

کے بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی۔ اور بد لوگ باقی رہیں گے گدھے جیسے مختلط (یعنی لوگ علانیہ جماع کریں گے جیسے گدھے کرتے ہیں اور ان کو کسی بات کا لحاظ نہ رہے گا) ہوتے ہیں ویسے اختلاط کریں گے انہیں پر قیامت قائم ہوگی)۔

اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی روایت کئے ہیں۔

۵۔ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ سے روایت کی ہے:

قا ل اطلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذا کر فقا ل ما تذ کرون قا لوا نذ کر السا عة۔ قا ل انها لن تقو م حتی تروا قبلها عشر آیا ت فذ کر الد خا ن و الد جال و الدا بة و طلوع الشمس من مغر بها و نزو ل عیسی بن مر یم و یا جو ج و ما جو ج۔ الحد یث

(یعنی نبی ﷺ ہم پاس تشریف لائے اور ہم کچھ تذکرہ کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا تم کیا تذکرہ کرتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کرتے تھے۔ فرمایا قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس کے آگے دس نشانیاں دیکھیں۔ پھر بیان فرمایا دخان اور دجال اور دابہ اور طلوع آفتاب کا اس کے مغرب سے اور نزول عیسیٰ بن مریم کا اور یاجوج ماجوج۔ الحدیث)

۶۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ابی امامۃ الباہلیؓ سے روایت کی ہے:

قا ل خطبنا رسو ل الله ﷺ و کا ن اکثر خطبته حد یثاً حدثنا ہ عن الد جال و حذر نا ہ فکا ن من قو له ان قا ل انّه لم تکن فی ا لا ر ض منذ زرء الله ذریة آ د م اعظم من فتنة الد جا ل و ان الله عز و جل لم یبعث نبیاً ا لا حذّر امته الدّجال و انا آ خر ا لا نبیاء و انتم آ خر الا مم و هو خا ر ج فیکم لا محا لة و ان یخر ج و انا بین ظهرا نیکم فا نا حجیج لکل مسلم و ان یخر ج من بعدی فکل امرء حجیج نفسه و الله خلیفتی علی کل مسلم و انه یخر ج من خلةٍ بین الشا م و العراق فیعیث یمیناً و یعیث شما لاً یا عبا د الله ایها الناس فاثبتوا فا نی سا صفه لکم صفة لم یصفها ایا ہ نبی قبلی انه یبد أ فیقول انا نبی و لا نبی بعدی ثم یثنی فیقو ل انا ر بکم

و لا ترو ن ر بكم حتى تمو توا و انه اعور و ان ر بكم ليس باعور و انه مكتو ب بين عينيه كا فر يقرؤه كل مو من كا تب و غير كا تب و ان من فتنته ان معه جنة و نا راً فنا ره جنة و جنته نا ر فمن ابتلى بنا ر ه فليستغث با لله و اليقرأ فوا تح الكهف فتكو ن عليه بر دا و سلا ماً كما كا نت النار على ابراهيم و ان من فتنته ان يقو ل لا عرا بى ار ا يت ان بعثت لك ابا ك و امك اتشهد انى ر بك فيقو ل نعم فيتمثل له شيطانان فى صورة ابيه و امه فيقو لا ن يا بنى اتبعه فا نه ربك و ان من فتنته ان يسلط على نفس وا حدة فيقتلها ينشرها بالمنشا ر حتى يلقى شقتين ثم يقو ل انظروا الى عبدى هذا فا نى ابعثه ا لآ ن ثم يز عم ان له ر با غيرى فيبعثه الله فيقو ل له الخبيث من ر بك ؟ فيقو ل ر بى الله و انت عدو الله انت الد جا ل و الله ما كننت بعد اشد بصيرة بك منى اليو م و انّ من فتنته ان يا مر السما ء ان تمطر فتمطر و يا مر ا لا ر ض ان تنبت فتنبت و ان من فتنته ان يمرّ با لحى فيكذ بو نه فلا تبقى لهم سا ئمة ا لا هلكت و ان من فتنته ان يمر با لحى فيصدقونه فيا مر السما ء ان تمطر فتمطر و بالارض ان تنبت فتنبت حتى ترو ح موا شيهم من يو مهم ذاك اسمن ما كا نت و اعظمه و امده خوا صر و ادره ضرو عا و ان لا يبقى شيء من ا لا ر ض ا لا و طئه و ظهر عليه ا لا مكه و المد ينة فا نه لا يا تيهما من نقب من نقا بهما ا لا لقيته الملا ئكة با لسيو ف صلتة حتى ينز ل عند الظر يب الا حمر عند منقطع السبخة و تر جف المد ينة با هلها ثلا ث ر جفا ت فلا يبقى منا فق و لا منا فقة ا لا خر ج اليه فتنفى الخبث منها كما ينفى الكير خبث الحد يد و يد عى ذ لك اليو م يو م

الخلاص فقا لت ام شر يك بنت ابی العکر یا رسو ل الله ﷺ فا ین العرب یو مئذ قا هم هو یو مئذ قليل و جلهم ببيت المقدس اما مهم ر جل صا لح

فبینما امامهم قد تقدم یصلّی بهم الصبح اذا نزل عیسی ابن مریم الصبح فر جع ذلك ا لامام ينكص یمشی القهقرا ليتقدم عیسی یصلّی بالنّاس فيضع عیسی ید ه بین كتفيه ثمّ يقول له تقدم فصلّ فا نها لك اقيمت فيصلی بهم امامهم ۔ فاذا انصرفوا قال عیسی افتحو الباب ففتح و وراء الدجال معه سبعو ن الف یهو دی کلّهم ذو سيف محلی و سا ج فاذا نظر اليه الدجال ذا ب كما يذو ب الملح فی الما ء و ینطلق ها ر باً فيقو ل عیسی ان لی فيك ضر بة لن تسبقنی بها فيد ر که عند با ب ا للد الشر قی فيقتله فيهز م الله اليهود و لا يبقى شیء مما خلق الله عز و جل يتوا ری به یهو دی ا لا انطق الله ذلك الشیء لا حجر و لا شجر و لا حا ئط و لا دا بة ا لا الغر قد فا نها من شجر هم لا تنطق ا لا قا ل یا عبد الله المسلم هذا یهودی فتعا ل اقتله ۔ الحد يث ۔

(یعنی ایک بار رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا سواس میں اکثر باتیں دجال کے فرمایا اور ہم کو اس سے ڈرایا از جملہ سخنان یہ فرمایا کہ اللہ تعالی آدم کی اولاد کو جب سے پیدا کیا ہے تب سے دجال کے فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ زمین پر نہیں ہوا اور اللہ تعالی کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس نبی نے دجال سے ڈرایا میں نبیوں کا آخر ہوں اور تم خیر امت ہو۔ دجال ناگز یر تمہارے میں ہی نکلے گا پھر اگر وہ نکلے اور میں تمہارے میں موجود رہوں تو میں ہر مسلمان کی طرف سے حجیج ہوں یعنی دلیل گو ہوں اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی دلیل آپ ہی کہے گا اور اللہ تعالی ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا اور وہ دجال ایک خلہ؟ سے یعنی راہ سے جو شام وعراق کے درمیان ہے نکلے گا پھر داہنے اور بائیں طرف فساد کرتا پھرے گا اے اللہ کے بندو تم ثابت قدم رہو دجال کی صفت میں تم کو ایسی بیان کرتا ہوں کہ کوئی نبی میرے آگے اسکو بیان نہیں کیا۔ ابتداء میں تو دجال کہے

گا میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔ بعد کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ حال تو یہ ہے تم اپنے پروردگار کو مرے تک نہیں دیکھیں گے اور وہ دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہیں اور اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے ۔ جو مومن ہے اس کو پڑھے گا خواہ لکھنا پڑھنا جانے یا نجانے ۔ اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ رہیں گے اس کی دوزخ بہشت ہے اور بہشت ہے سو دوزخ ہے۔ اس کی دوزخ کی بلا میں کوئی تمہارے میں کا پڑا تو اللہ تعالی سے مدد مانگے اور سورہ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے تو وہ دوزخ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی جیسے ابراہیم پر ہوئی تھی ۔ اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ اعرابی کو بولے گا اگر ماں باپ کو اگر میں زندہ کر دوں تو آیا میں تیرا رب ہوں کر کے اقرار کرے گا وہ بولے گا بہتر پھر دو شیطان ان کی ماں اور باپ کی صورتوں سے آئیں گے، اور کہیں گے بیٹا تو اس کا تابعدار ہو کیونکہ وہ تیرا رب ہے۔ اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص پر مسلط ہو کر اس کو آرے سے کاٹ کے دو پھانک کرے گا بعد لوگ کو کہے گا دیکھو میرے اس بندے کو اب میں جلاتا ہوں وہ زندہ ہو کے بولے گا میرا رب تو نہیں دوسرا کوئی ہے پھر اس کو زندہ کر کے وہ خبیث کہے گا تیرا رب کون ہے وہ شخص بولے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے ۔ تیرے حال سے واللہ مجھ کو آگے سے زیادہ اب یقین حاصل ہوا ہے۔ اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ آسمان کو حکم کیا تو مینہ برسائے گا زمین کو حکم کیتا تو اگائے گی اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ کسی قبیلے پر گذرا اور وے لوگ اس کی تکذیب کئے تو ان کے جانور جتنے ہیں سب مر جائیں گے ۔ اس کے فتنوں سے یہ بھی ہے کہ کسی قبیلے پر گذرا، اور وہ لوگ اس پر ایمان لائے تو مینہ کو حکم کرے گا کہ ان پر برسے تو مینہ برسے گا زمین کو حکم کرے گا اگا وے تو اگائے گی ۔ پھر اس ہی دن ان کے جانور نہایت فربہ اور پرشکم اور کاس دودھ سے بھرے ہو جائیں گے اور تھوڑی سی زمین خالی رہے گی جو اس کے پامال نہ ہو مگر مکے اور مدینے میں نہ آئے گا ان کے راہوں پر فرشتے تلوار لئے ہوئے تکتے ہیں اس کو دفع کریں گے پھر سرخ پہاڑ پاس جہاں چوڑ کی زمین منقطع ہوتی ہے آ کے اترے گا مدینے کو تین بار زلزلہ ہوگا پھر کوئی منافق مرد یا عورت مدینے میں باقی نہ رہے گا مگر نکل کے دجال کے پاس چلا جائے گا اور مدینہ اپنے اندر کی نجاست کو نکال دے گا۔ جیسا کیر یعنی مس یا بھیا لوہے کے گوہ کو نکالتا ہے اس دن کا نام یوم الخلاص ہے ۔ ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ اس دن عرب

کہاں رہیں گے نبی ﷺ نے فرمایا وے تھوڑے رہیں گے اور اکثر ان کے بیت المقدس میں رہیں گے ان کا امام ایک صالح مرد ہوگا سو ایک دن امام صبح کی نماز کے واسطے آگے بڑھا کہ اس میں عیسی بن مریم اتریں گے وہ امام پچھلے پاؤں ہٹتا ہوا آئے گا تا عیسی امامت کرے۔ عیسی اس کے دونوں شانوں میں اپنا ہاتھ رکھ کے کہیں گے اقامت تمہارے واسطے کی گئی ہے تم ہی امام ہو کے نماز پڑھو۔ پھر وہی صالح مرد امام ہو کے نماز پڑھے گا۔ نماز سے جب فراغت پاوے تو عیسی کہیں گے دروازہ کھولو پھر دروازہ کھولے تو اس کے روبرو دجال رہے گا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہود رہیں گے ان کے پاس تلواریں آراستہ سونے کا کام کئے ہوئے رہیں گی اور ان پر سبز طیلسان رہیں گی دجال عیسی کو دیکھتے ہی گھل جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھلتا ہے پھر وہاں سے بھاگے گا عیسی کہیں گے میرے پاس تیرے واسطے ایک مار ہے تو اس سے نہ بچے گا۔ پھر اس کا پیچھا کر کے لد کے دروازے کے پاس جو شرقی جہت میں ہے قتل کریں گے اور اللہ تعالی اس کے ساتھ یہودیوں کو شکست دے گا۔ اللہ تعالی جس چیز کو پیدا کیا ہے اس کے پاس یہود جا کے پاشیدہ ہونا چاہیں گے پتھر ہو یا درخت جانور ہو یا دیوار اللہ تعالی مخلوق کو زبان دے گا وہ پکار اٹھے گا اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے تو آ کے اس کو قتل کر مگر غرقد (غرقد نام ہے ایک درخت کا انار کے درخت کے اتنا بڑا ہوتا ہے اس کو کانٹے رہتے ہیں) نہ بولے گا کیا واسطے وہ یہود کا جھاڑ ہے۔ الحدیث)۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے:

سمعت ابا الحسن الطنافسی یقول سمعت عبد الرحمن المحاربی یقول ینبغی ان یدفع ھذا الحدیث الی المودّب حتی یعلمه الصبیان فی الکتّاب۔

(یعنی میں نے ابوالحسن طنافسی کو سنا وہ کہا میں نے عبدالرحمٰن المحاربی کو سنا کہتا تھا سزاوار ہے کہ اس حدیث کو مودب کو دینا تا کہ مکتب خانہ میں بچوں کو سکھلاوے)۔

اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے باب ذکر خروج الدجال میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیس بینی و بینه یعنی عیسی علیه السلام نبی و انه نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة و البیاض

بین ممصّرتین کا ن ر أسه یقطر و ان لم یصبه بلل فیقا تل الناس علی ا لاسلا م فیدق الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یة و یهلك الله فی زما نه الملل کلها ا لا ا لاسلا م و یهلك المسیح الد جا ل فیکمث فی ا لا ر ض ار بعین سنة ثم یتو فی فیصلی علیه المسلمو ن ۔

(یعنی میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور مقرر انہوں اتریں گے تم انہوں کو دیکھے تو پہچانو کہ انہوں میانہ قد ہیں سرخ وسفید ان پر ممصّر دو کپڑے رہیں گے یعنی تھوڑی زردی ملی ہوئی گویا ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے اگر چہ پانی کی تراوت نہ پہنچی اور لڑائی کریں گے لوگوں سے اسلام لانے پر پھر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مارڈالیں گے اور جزیہ کو اٹھاویں گے اور ان کے زمانے میں سوائے اسلام کے دوسرے سب ملتوں کو اللہ تعالیٰ نابود کر دے گا اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر عیسیٰ چالیس برس زمین پر ٹھہرے رہیں گے بعد مرنے کے مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں)۔

۸۔ امام احمدؒ نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ا لا نبیاء ا خوة العلا ت امها تهم شتی و دینهم وا حد و انی اولی النّاس بعیسی بن مر یم لا نه لم یکن نبی بینی و بینه و انّه نازل فا ذا ر أیتمو ه فاعرفوه ر جل مر بو ع الی الحمرة و البیا ض علیه ثو با ن ممصرا ن کا ن ر أسه یقطر و ان لم یصبه بلل فید ق الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یة و یدعوا الناس الی ا لاسلا م و یهلك الله فی زما نه الملل کلها الا ا لاسلا م و یهلك الله فی زما نه المسیح الد جا ل ثم تقع ا لا ما نة علی ا لا ر ض حتی تر تع ا لا سود مع ا لا بل و النما ر مع البقر و الذئا ب مع الغنم و یلعب الصبیا ن بالحیا ت لا تضر هم فیمکث ار بعین ثم یتو فی و یصلی علیه المسلمو ن ۔

(یعنی انبیاء سوتیلے بھائی ہیں ان کی مائیں علیحدہ ہیں اور دین ان کا ایک ہی ہے اور لوگوں سے میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ اولیٰ ہوں یعنی احق اور نزدیک تر ہوں کیا واسطے میرے اور ان کے

درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور مقرر انہوں اتریں گے۔تم انہوں کو دیکھے تو پہچانو کہ انہوں میانہ قد ہیں۔سرخ وسفید ان پر ممصر دو کپڑے رہیں گے گویا ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے اگر چہ پانی کی تراوت نہ پہنچی پھر صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو مار ہی ڈالیں گے اور جزیہ کو اٹھاویں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاویں گے ان کے زمانے میں سوائے اسلام کے دوسری سب ملتوں کو اللہ تعالی نابود کرے گا اور اللہ تعالی مسیح الدجال کو ان کے زمانہ میں ہلاک کرے گا پھر زمین پر امن ہو جائے گا۔ باگ اونٹ کے ساتھ اور چیتا گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ مل کر چریں گے اور آدمی کے بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے تو سانپ ان کو ایذاء نہ دیں گے۔سو عیسی چالیس برس ٹھہرے رہیں گے بعد مریں گے مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے)۔

اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کی اس کا لفظ یہ ہے:

ان روح الله عیسی نازل فیکم فاذا رأیتموه فاعرفوه۔

۹۔امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لقيت ليلة اسرى بى ابراهيم و موسى و عيسى عليهم السلام فتذاكروا امر السّاعة فردوا امرهم الى ابراهيم فقال لا علم لى بها فردوا امرهم الى موسى فقال لا علم لى بها فردوا امرهم الى عيسى فقال اما وجبتها فلا يعلم بها احد الا الله و فيما عهد الىّ ربى عز و جل ان الدجال خارج و معى قضيبان فاذا رأنى ذاب كما يذوب الرصاص فيهلكه الله اذا رأنى حتى ان الحجر و الشجر يقول يا مسلم ان تحتى كافرا فتعال فاقتله فيهلكهم الله ۔الحدیث۔

(یعنی ملاقات کیا میں نے شب معراج میں ابراہیم اور موسی اور عیسی سے پھر قیام قیامت کا مذاکرہ کیئے کہ کب ہوگی۔ سب اس سوال کو ابراہیم پر پیش کیئے تو ابراہیم کہے مجھ کو اس کا علم نہیں۔ پھر موسی پر پیش کیئے تو موسی کہے مجھ کو اس کا علم نہیں۔پھر عیسی پر پیش کیئے،تو کہے کہ قیامت کا عین وقت وقوع سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔لیکن میرا رب عزوجل مجھ سے وعدہ

کیا ہے کہ دجال نکلنے والا ہے اور میرے ہاتھ میں دو چھڑی رہیں گی۔پس جب دجال مجھ کو دیکھے گا تو پگلے گا جیسا سیسہ پگلتا ہے پھر اللہ تعالی دجال کو ہلاک کرے گا جب مجھ کو دیکھے گا یہاں تک کہ پتھر اور جھاڑ کہیں گے اے مسلمان مقرر میرے نیچے کافر ہے تو آ کے اس کو قتل کر۔ پھر اللہ تعالی ان سب کو ہلاک کرے گا)۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا۔اس میں ہے:

فذکر خروج الدّجال قال فانزل فاقتله۔

(یعنی حضرت عیسی نے دجال کے نکلنے کو ذکر کر کے فرمایا کہ آپ اتر کر اس کو قتل کرونگا)۔

اور اس حدیث کو امام حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔اس میں ہے:

فذکرن خروج الدجال فاهبط فاقتله

(یعنی عیسی نے دجال کے نکلنے کو ذکر کر کے فرمایا کہ میں اتر کر اس کو قتل کرونگا)۔

امام حاکم نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے۔اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دجال کو قتل کرنے وہی عیسی علیہ السلام آئیں گے جن پر انجیل نازل ہوئی اور اب آسمان پر موجود ہیں۔

۱۰۔اور سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی:

لما اراد الله ان یرفع عیسی الی السماء خرج الی اصحابه و فی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین فخرج علیهم من عین البیت و رأسه یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشر مرة بعد ان آمن بی ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی فیکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم ثم قام الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب فقال انا فقال انت ذاك فالقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء۔ الحدیث

(یعنی اللہ تعالی جب عیسی کو آسمان پر اٹھالے جانے کا ارادہ کیا تو عیسی اپنے اصحاب کے پاس آیا اور اس گھر میں عیسی کے بارہ حواری تھے اس گھر میں ایک چشمہ تھا عیسی اس میں سے نکل آئے ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے۔سو عیسی نے ان کو فرمایا تمہارے میں کا ایک شخص میرے پر ایمان لایا، سو بارہ دفعہ میرے سے کفر کرے گا۔ بعد فرمایا تمہارے میں کون شخص چاہتا ہے کہ میرا شبیہ بنے اور میرے درعوض مارا جائے اور میرے ساتھ میرے درجہ میں رہے۔ان میں سے ایک کم عمر جوان کھڑا ہوا اور بولا میں ہوتا ہوں۔عیسی نے اس کو کہا بیٹھ اور اس کو دوبارہ فرمایا۔ وہی جواب اٹھ کے کہا میں حاضر ہوں عیسی نے اس کو فرمایا بیٹھ اور پھر اس کلام کا اعادہ کیا پھر وہی جوان کھڑے ہو کر کہا میں ہوں عیسی نے فرمایا وہ تو ہی ہے پھر وہ شخص عیسی کا ہم شکل بن گیا عیسی گھر کے ایک جھروکہ میں سے نکل کے آسمان پر چلے گئے)

۱۱۔امام نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی:

ان ر هطا من اليهود سبوه و امه فد عا عليهم فمسخهم الله قردة و خنا ز ير فا جتمعت اليهود على قتله فا خبره الله تعالى با نه ير فعه الى السماء و يطهره من صحبة اليهود فقا ل لا صحا به ايكم ير ضى ان يلقى الله شبهي فيقتل و يصلب و يد خل الجنة فقا ل ر جل منهم انا فا لقى الله عليه شبهه فقتل و صلب ۔ الحد يث (یعنی ایک جماعت یہود کی عیسی اور ان کی ماں کو گالیاں دیں۔تب حضرت عیسی نے ان پر بددعا کی۔سو اللہ تعالی اس جماعت کو مسخ کر کے بندر اور خنازیر بنا دیا۔پھر یہود عیسی کے قتل پر جمع ہوئے۔سو اللہ تعالی نے عیسی کو خبر دیا کہ ان کو آسمان پر لے جاتا ہوں اور یہود کی صحبت سے پاک کرتا ہوں۔ پھر حضرت عیسی اپنے اصحاب کو کہے تمہارے میں کون شخص راضی ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اس کو میرا شبیہ کرے، سو قتل کیا جاوے اور سولی دیا جاوے اور جنت میں وہ داخل ہووے۔ پھر ان میں سے ایک شخص کہا میں راضی ہوں۔سو اللہ تعالی اس کو عیسی کا شبیہ کیا پھر وہ قتل کئے گیا اور سولی دیئے گیا۔الحدیث)

۱۲۔ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کی:

قا ل رسو ل الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يمت و انه را جع اليكم قبل يو م القيا مة (یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا مقرر عیسی نہیں مرے

اور انہوں روز قیامت کے آگے تمہاری طرف لوٹنے والے ہیں)۔

۱۳۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے روایت کی:

قا ل ان النصا ری اتو النبی ﷺ فخا صمو ہ فی عیسی بن مریم و قا لوا لہ من ابو ہ و قا لوا علی اللہ الکذ ب و البھتا ن فقا ل لھم النبی ﷺ الستم تعلمو ن انہ لا یکو ن و لد ا لا و ھو یشبہ ابا ہ قا لوا بلی قا ل الستم تعلمو ن ان ر بنا حی لا یموت و ان عیسی یا تی علیہ الفنا۔ الحدیث

(یعنی نبی ﷺ کے نزدیک نصاری کی ایک جماعت آئی سو عیسی بن مریم میں جھگڑنے لگی اور کہے ان کا باپ کون ہے اور اللہ تعالی پر کذب و بہتان کہنے لگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی لڑکا نہیں پیدا ہوتا مگر وہ اپنے باپ سے شبیہ رکھتا ہے سو تم جانتے ہو یا نہیں۔ کہے ہاں، تب رسول اللہ ﷺ نے ہمارا رب زندہ ہے نہ مرے گا اور عیسی پر فنا آوے گی۔ سو تم جانتے ہو یا نہیں)

دیکھو اس حدیث میں: عیسی پر موت آوے گی، کر کے فرمایا۔ اور: عیسی فنا ہو گئے، کر کے نہیں فرمایا۔

۱۴۔ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے:

کنا فی المسجد نتذا کر فضل ا لا نبیاء فذ کر نا نو حاً بطول حیا تہ و ابرا ھیم بخلتہ و موسی بتکلیم اللہ تعا لی ایا ہ و عیسی بر فعہ الی السما ء و قلنا رسو ل اللہ ﷺ افضل منھم بعث الی الناس کا فۃ و غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تا خر و ھو خا تم ا لا نبیاء فد خل علینا فقا ل فیم انتم فذ کر نا لہ۔

(یعنی با یک دگر ہم صحابہ مسجد میں انبیاء کے فضل کو بیان کر رہے تھے۔ سو حضرت نوح کا ذکر کئے، ان کی طول حیات سے اور حضرت ابراہیم کا ان کی خلت سے، اور حضرت موسی کا اللہ کا ان سے بات کرنے میں اور حضرت عیسی کا اللہ ان کو آسمان پر لے جانے میں۔ اور ہم کہے کہ رسول اللہ ﷺ سب انبیاء سے افضل ہیں کہ آپ کافہ ناس یعنی سب انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور آپ کے اگلے پچھلے گناہ مغفرت کئے گئے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے نزدیک تشریف لائے۔ سو فرمایا تم کیا ذکر کرتے تھے۔ پس ہم عرض کئے۔)

۱۵۔ بزاز اور طبرانی نے سمرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینزل عیسی بن مریم مصد قا لمحمد ﷺ و علی ملته فیقتل الدجال ثم انما؟ هو قیام الساعة

(یعنی اتریں گے عیسی بن مریم، محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر قتل کریں گے دجال کو اس کے بعد کچھ نہیں پر یہ کہ قیامت قائم ہوگی)

۱۶۔ اور طبرانی معجم کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت کئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یلبث الدجال فیکم ما شاء الله ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد ﷺ و علی ملته اماما مهدیا و حکما عدلا فیقتل الدجال (یعنی تمہارے میں دجال جب تک خدا چاہے ٹھہرا رہے گا اس کے بعد عیسی بن مریم اتریں گے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر امام ہدایت پایا ہوا اور حاکم عادل پھر دجال کو قتل کریں گے)۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اس کی سند کو جید کہا۔

۱۷۔ اور ابن عساکر نے ابی ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا ان ابن مریم لیس بینی و بینه نبی و لا رسول الا انه خلیفتی فی امتی من بعدی۔ (یعنی سنو ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول ہے سنو میرے بعد میری امت پر مقرر وہ میرا خلیفہ ہے)۔

۱۸۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیهبطن الله عیسی بن مریم حکما عدلا و اماماً مقسطاً فلیسلکن فج الروحاء حاجا او معتمرا و لیقفن علی قبری لیسلمن علی و لاردن علیه

(یعنی البتہ اتارے گا اللہ عیسی بن مریم کو حاکم عادل اور امام منصف کر کے پھر حج یا عمرہ کرتے ہوئے روحا (نام ایک جگہ کا مدینہ سے ۳۶ میل) کی راہ چلیں گے اور البتہ میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر مجھ کو سلام کریں گے اور البتہ میں ان کے سلام کا جواب دونگا)۔

۱۹۔ اور حضرت امام ابوداؤد طیالسیؒ نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

یمکث عیسی فی الارض بعد ما ینزل اربعین سنة ثم یموت و یصلی علیه المسلمون و یدفنونه۔

(یعنی حضرت عیسی اترے بعد زمین پر چالیس سال رہیں گے اس کے بعد مریں گے اور مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے اور دفن کریں گے)۔

۲۰۔حکیم ابوعبداللہ الترمذیؒ نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و الذی بعثنی بالحقّ لیجدن ابن مریم فی امّتی خلفا من حواریه (یعنی قسم ہے اس کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ابن مریم میری امت میں اپنے حواری کا بدل پاوے گا)

یعنی حضرت عیسیؑ کو آسمان پر جانے کے قبل حواریان تھے سو ان کے عوض میری امت کے چندلوگ جو حواری کے مثل ہوں گے عیسیؑ کے نزدیک رہیں گے۔

اور روایت کی ہے ابویعلی نے ابی ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیدرکن رجال من امتی عیسی بن مریم و لیشهدن قتال الدجال (یعنی البتہ پاویں گے میرے امت سے چندلوگ عیسی بن مریم کو اور البتہ حاضر ہوویں گے دجال کے قتال میں)۔

۲۲۔امام حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ادرك منکم عیسی بن مریم فلیقرئه منی السلام۔

(یعنی جو شخص تمہارے سے عیسی بن مریم کو پائے گا تو چاہیے اس کو میرا سلام کہے)۔

امام حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

یاد رکھئے کہ نبی ﷺ اپنی امت کو حضرت عیسیؑ کو سلام پہنچانے کے باب میں وصیت فرمائی ہے۔ پھر جو شخص حضرت عیسیؑ کو پائے گا تو اس کو ضرور سلام پہنچاوے گا۔ اور یہ خیال رکھنا کہ کوئی زندیق آپ عیسی بن مریم ہوں کر کے دعوی کیا، تو اس کو سلام نہیں پہنچانا بلکہ وہ عیسی جو آسمان سے تشریف لاویں گے ان کو پہنچانا ہے۔

۲۳۔ابن ابی شیبہ اور امام احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک بار رسول اللہ

ﷺ میرے پاس تشریف لائے ،اور میں روتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس لئے روتی ہو۔ میں کہی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ذکر کیا اس لئے میں روئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان یخرج الد جال و انا حی کفیتموہ و ان یخرج بعدی فان ربکم لیس باعور انه یخرج فی یہو دیة اصبهان حتی یاتی المد ینة فینزل نا حیتها و لها یو مئذ سبعة ابوا ب علی کل نقب منها ملکا ن فیخر ج الیه شرار ا هلها حتی یا تی الشام مد ینة بفلسطین بباب لد فینزل عیسی فیقتله و یمکث فی الا رض ار بعین سنة اما ماً عد لاً و حکماً مقسطاً

(یعنی اگر دجال نکلے اور میں زندہ رہوں تو تم کو میں بس ہوں اور اگر میرے بعد نکلا تو تم پہچانو کہ مقرر تمہارا پروردگار کانا نہیں۔ بے شک دجال اصبہان کے یہودیہ (یہ نام ہے ایک قریہ کا اصفہان میں) سے نکلے گا یہاں تک کہ مدینے کو آکے اس کے ایک جانب میں اترے گا اس وقت مدینے کو سات دروازے رہیں گے اس کے ہر راستے پر دو فرشتے رہیں گے مدینہ میں بدلوگ جو ہیں سب نکل کے دجال کے پاس جاویں گے بعد دجال فلسطین کے علاقہ میں شام کا شہر جو ہے وہاں جا کے لدّ کے دروازہ کے پاس اترے گا پھر عیسی بن مریم اتر کے اس کو قتل کریں گے اور عیسی زمین پر چالیس برس تک امام عادل اور حکم مقسط ہو رہیں گے)۔

(از وکی پیڈیا...

اللد من اکبر و اقدم مد ن فلسطین التا ریخیه تقع الیو م فی اللواء الاوسط الا سرائیله علی بعد ۳۸ کم شما ل غرب القدس۔ اسسها الکنعا نیو ن فی الا لف الخا مس قبل المیلاد، و تم ذکر ها فی العدید من المصادر التا ر یخیه۔ تقع اللد علی مسا فة ١٦ کم جنوب شرق مد ینه یا فا و ٥ کم شما ل شرق الر ملة... حتی الفتح الاسلا می لفلسطین بقیادة عمرو بن العا ص فی عهد الخلیفة عمر بن الخطا ب کا نت اللد عا صمة لفلسطین القدیمة ۔ و بعد الفتح الاسلا می اتخذ ها عمرو بن العا ص عا صمة لجند فلسطین سنة ٦٣٦ م و استمر ت کذ لك حتی تم انشا ء مد ینة الر ملة سنه ٧١٥ حیث احتلت مر کز الر ئا سة فی فلسطین...

A city 15 kilometers southeast of Tel Aviv. At the end of 2011, it has a population of 74,000.

Of the former Palestinian population, only 1,056 inhabitants remained, and they were not permitted to live in their own homes. It is today known as lod, its Biblical name.

The city was visited by the local geographer al-Muqaddasi in 985, during the Abbasid Caliphate and was noted for its great mosque which served the residents of al-Ludd, Ramla and nearby villages. He also wrote of the city's wonderful church (of St. George) at the gate of which Christ will slay the antichrist.

The Israel Defense Forces entered Lydda on July 11, 1948. The following day, under the impression that it was under attack, the 3rd Battalion was ordered to shoot anyone, seen on the streets.

During 1948 the population rose to 50,000...

The new Jewish immigrants came in waves, from Morocco, and Tunisia, and later from Ethiopia and former Soviet Union...

A three meter-high wall has beed erected to separate Jewish districts from Arab ones.)

۲۴۔ابن عساکرؒ نے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے ایک طویل حدیث روایت کی اس میں مذکور ہے:

فبينما هم كذلك اذ سمعوا صوتا من السماء ان ابشروا فقد اتاكم الغوث فيقولون نزل عيسى بن مريم فيستبشرون و يستبشر هم و يقولون صل يا روح الله فيقول ان الله اكرم هذه الامة فلا ينبغي لاحد ان يؤمهم الا منهم فيصل امير المومنين بالناس و يصلى عيسى خلفه۔الحدیث

(یعنی لوگ اسی حالت میں (یعنی سختی ومشقت میں) رہیں گے۔ دفعتاً آسمان سے آواز سنیں گے کہ اے لوگو! خوش ہوجیو تمہارا فریادرس آیا۔ سولوگ ایک دوسرے سے کہیں گے عیسی بن مریم اترے ہیں۔ پھر لوگ خوش ہوں گے اور عیسی بھی لوگ سے خوش ہوں گے۔ اور لوگ عیسی کو کہیں گے یا روح اللہ نماز پڑھایئے تو حضرت عیسی فرماویں گے مقرر اللہ تعالی نے اس امت کو بزرگی دی ہے سو ان کے سوائے دوسرے کسی کو ان کی امامت کرنا سزاوار نہیں پھر مومنوں کا امیر لوگ کے ساتھ نماز پڑھے گا اور حضرت عیسی اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے)

۲۵۔ حضرت ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی:

ينزل المسيح بن مريم فاذا راه الدجال ذاب كمايذوب الشحمة فيقتل الدجال و يفرق عنه اليهود فيقتلون حتى ان الحجر يقول يا عبد الله للمسلم هذا يهودى فتعال فاقتله

(یعنی حضرت مسیح بن مریم اتریں گے پھر ان کو دجال دیکھے گا تو پگھلے گا جیسا چربی پگھلتی ہے پس عیسی دجال کو قتل کریں گے اور یہود متفرق ہو جاویں گے سولوگ ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ مسلمان کو پتھر کہے گا اے اللہ کے بندہ یہ یہودی ہے سو تو آ کے اس کو قتل کر)۔

۲۶۔ اور نعیم نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے ایک طویل حدیث روایت کی کہ اس میں مذکور ہے:

حتّى ينزل عليهم عيسى بن مريم فيقاتلون معه الدجال

(یہاں تک کہ مومنوں پر حضرت عیسی بن مریم اتریں گے سو مومنین ان کے ہمراہ دجال سے قتال کریں گے)

۲۷۔ امام ترمذی نے اپنی سنن میں مجمع بن جاریہ الانصاری سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرماتے تھے:

يقتل ابن مريم الدجال بباب لد

(یعنی ابن مریم لد کے دروازہ کے پاس دجال کو قتل کریں گے)۔

اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی وغیرہ بھی روایت کئے ہیں۔ اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور کہا اس باب میں عمران بن حصین اور نافع بن عتبہ اور ابو برزہ اور حذیفہ بن اسید اور ابو ہریرہ اور کیسان اور عثمان بن ابی العاص اور جابر اور ابو

امامہ اور ابن مسعود اور عبد بن عمر اور سمرہ بن جندب اور نواس بن سمعان اور عمرو بن عوف اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔

۲۸۔ ابن جریر نے حضرت حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول الآیات الدجال و نزول عیسیٰ۔ (الحدیث)۔

(یعنی قیامت کے اول نشانیوں سے دجال اور نازل ہونا عیسیٰ کا)۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتقوم السّاعۃ حتّی ینزل عیسی بن مریم حکماً مقسطاً و اماماً عادلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیہ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد۔ (یعنی قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم اتریں گے حکم مقسط اور امام عادل ہو کے۔ پھر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو اٹھا دیں گے اور مال بہت ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا)۔

۳۰۔ امام طبرانی اور امام حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت واثلہؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تقوم السّاعۃ حتّی یکون عشر آیات خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف فی جزیرۃ العرب و الدجال و نزول عیسی و یاجوج و ماجوج۔ الحدیث۔ (یعنی قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دس نشانیاں ہوویں۔ خسف مشرق میں، اور خسف مغرب میں اور خسف جزیرہ عرب میں اور دجال اور اترنا عیسیٰ کا اور یاجوج ماجوج۔)

۳۱۔ طبرانی نے اوس بن اوسؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینزل عیسی بن مریم عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق

(یعنی اتریں گے عیسیٰ بن مریم سفید منارہ پاس جو دمشق کے شرقی جہت میں ہے)۔

۳۲۔ طبرانی، حضرت نافع بن کیسان سے، وہ اپنے باپ حضرت کیسانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینزل عیسی بن مریم عند باب دمشق الشرقی (الحدیث)

(یعنی اتریں گے عیسیٰ بن مریم دمشق کے دروازہ کے پاس جو شرقی جہت میں ہے)۔

۳۳۔ ابوداؤدطیالسی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لم یسلط علی الدجال الا عیسی بن مریم

(یعنی دجال پر کوئی مسلط نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰؑ بن مریم)

۳۴۔ اور ابوحفص الیانشی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینزل عیسی فیتزوّج و یولد له

(یعنی حضرت عیسیٰؑ اتریں گے پھر نکاح کریں گے اور ان کو اولاد ہوگی)

۳۵۔ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے:

قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر فیکون قبرا رابعا۔

(یعنی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابی بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عیسیٰؑ بن مریم مدفون ہوں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کی قبر چوتھی ہوگی)۔

اس حدیث کو حضرت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور یحی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے اس کا لفظ یہ ہے:

یدفن عیسی بن مریم مع النبی ﷺ و صاحبیه و یکون قبره الرابع

۳۶۔ اور امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے:

قال مکتوب فی التوراة صفة محمد ﷺ و عیسی بن مریم یدفن معه (یعنی توریت میں حضرت محمد ﷺ کی صفت لکھی ہوئی ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم، حضرت محمد ﷺ کے پاس مدفون ہوں گے)۔

امام ترمذیؒ نے کہا ابو مودود کہتا ہے کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ ابن النجار نے کہا اہل سیر کہتے ہیں کہ وہاں ایک قبر کی جگہ ہے۔ سو سعید بن المسیب سے منقول ہے کہ اسی میں عیسیٰ بن مریم مدفون ہوں گے۔

۳۷۔ امام احمد نے اپنی مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں عثمان بن ابی العاص سے ایک طویل حدیث روایت کئے ہیں اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

و ینزل عیسی بن مر یم عند صلوة الفجر فیقو ل له امیر هم یا رو ح الله تقد م صل فیقو ل هذه ا لا مة امرا ء بعضهم علی بعض فیقدم امیر هم فیصلی فا ذا قضی صلوته ا خذ عیسی حر بته فیذ هب نحو الد جا ل فا ذا رآه الد جا ل ذا ب کما یذو ب الر صا ص فیضع حر بته بین ثند و ته فیقتله و ینهزم ا صحا به فلیس یو مئذ شیء یواری منهم ا حدا حتی ان الشجرة لتقو ل یا مو من هذا کا فر

(یعنی عیسی بن مریم صبح کی نماز کے وقت اتریں گے۔لوگ کا امیر جو رہے گا عیسی کو کہے گا ،یا روح اللہ! آپ بڑھیئے ،نماز پڑھئے۔حضرت عیسی کہیں گے یہ امت بعض ان کے بعض پر امیر ہیں ۔پھر وہ امیر مقتدا ہو کے نماز پڑھے گا۔نماز سے فراغت ہوتے ہی حضرت عیسی اپنا حربہ لے کے دجال کی طرف جاویں گے۔دجال ان کو دیکھ کے پگھلے گا جیسا سیسا پگلتا ہے۔حضرت عیسیٰ اپنا حربہ دجال کے ثندوے پر (یعنی پستان کے گوشت پر)رکھ کر دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے ساتھ والے بھاگیں گے۔ان کو پناہ کے واسطے کچھ چیز نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ جھاڑ بولے گا،اے مومن! یہ کافر ہے۔یعنی یہاں کافر چھپا ہے،تو اس کو قتل کر)۔

۳۸۔ابونعیم نے ابی سعید سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینز ل عیسی بن مر یم فیقول امیر هم تعا ل صل بنا فیقو ل لا ان بعضکم علی بعض امرا ء بکرا مة الله هذه ا لا مة ۔

(یعنی عیسی بن مریم اتریں گے لوگوں کا امیر مہدی کہے گا آؤ ہمارے ساتھ نماز پڑھو عیسی کہیں گے ایسا نہیں (یعنی میں امام ہو کے نماز نہیں ادا کرونگا) تمہارے بعض بعض پر امیر ہیں اللہ تعالی سے اس امت کو بزرگی ہے)۔

۳۹۔ اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فعند ذ لك ینز ل ا خی عیسی بن مر یم من السما ء . الحد یث

(یعنی پھر اس وقت یعنی جب کہ دجال مسلط ہوگا اور مومنان بیت المقدس میں جمع ہوں گے تو میرے بھائی عیسی بن مریم آسمان سے اتریں گے)۔،

اس حدیث میں تصریح ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے۔

۴۰۔ ابوعمر الدانی نے اپنی سنن میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یلتفت المھدی و قد نزل عیسی بن مریم کانما یقطر من شعرہ الماء فیقول المھدی تقدم و صل بالناس فیقول عیسی انما اقیمت الصلوۃ لك فیصلی خلف رجل من ولدی۔ الحدیث۔ (یعنی مہدی پلٹ کر دیکھے گا تو حضرت عیسی بن مریم اترے ہیں، گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہے۔ پھر مہدی کہیں گے آپ مقدم ہو، اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ تو حضرت عیسی کہیں گے تمہارے ہی لئے نماز کی اقامت ہوئی۔ پھر میری اولاد سے ایک شخص کے پیچھے حضرت عیسی نماز پڑھیں گے)۔

۴۱۔ امام حاکم نے حریث بن مخشی سے روایت کی:

ان علیاً قتل صبیحۃ احدی و عشرین من رمضان سمعت الحسن بن علی و ھو یقول قتل لیلۃ انزل القرآن و لیلۃ اسری بعیسی و لیلۃ قبض موسی

(یعنی حضرت علیؓ اکیسویں رمضان کی صبح کو شہید ہوئے۔ سو میں نے حضرت حسنؓ بن علیؓ کو سنا، فرماتے تھے کہ قتل کئے اس شب میں جو قرآن نازل ہوا، اور اس شب میں جو حضرت عیسیٰؑ اسراء کئے گئے (یعنی اللہ ان کو لے گیا) اور اس شب میں جو حضرت موسیٰؑ وفات پائے)۔

ابونعیم نے حضرت کعبؓ الاحبار سے روایت کی:

قال یحاصر الدجال المومنین ببیت المقدس فیصیبھم جوع شدید حتی یاکلوا اوتارقسیھم من الجوع فبینما ھم علی ذلك اذ سمعوا صوتاً فی الغلس فیقولون ان ھذا لصوت رجل شبعان فینظرون فاذا بعیسی بن مریم و یقام الصلوۃ فیرجع امام المسلمین المھدی فیقول عیسی تقدم فلك اقیمت الصلوۃ فیصلی لھم تلك الصلوۃ ثم یکون عیسی اماماً بعدہ۔

(یعنی دجال محاصرہ کرے گا مومنوں کو بیت المقدس میں۔ پھر لوگوں کو سخت فاقہ کشی ہوگی یہاں تک کہ بھوک سے اپنے کمان کی وتر یعنی چلا چوئی کا ہوتا ہے اس کو کھائیں گے۔ اسی حالت میں رہیں گے، دفعتاً آخر شب کی اندھیری میں آواز سنیں گے، لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ پیٹ بھرے آدمی کی آواز ہے۔ پھر دیکھے تو یکا یک حضرت عیسی بن مریم ہیں، اور نماز کی اقامت کہی جاوے گی۔ پھر مہدیؑ مسلمانوں کا امام پیچھے ہٹے گا، تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے تم مقدم ہو تمہارے ہی لئے نماز کی اقامت ہوئی۔ پھر امام مہدیؑ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ پھر اس کے بعد کے نمازوں میں حضرت عیسیٰؑ امام ہوویں گے)۔

۴۳۔امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن سیرین سے روایت کی ہے:

قال المهدی من هذه الامة و هو الذی يؤم عيسى بن مريم

(یعنی مہدی اسی امت سے ہے اور وہی امامت کریں گے عیسی کی)

۴۴۔ابن جریر نے بسند صحیح، حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے:

قال لما رأى عيسى قلة من اتبعه و كثرة من كذبه شكى ذلك الى الله فاوحى الله اليه انى متوفيك و رافعك اليّ و انى سابعثك على الاعور الدجال فتقتله۔ الحديث

(یعنی جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے تابعوں کی کمی اور جھٹلانے والوں کی کثرت دیکھی، تو اللہ تعالی سے اس کی شکائت کئے۔ اللہ تعالی نے وحی کیا کہ میں تجھ کو لینے والا ہوں، اور اٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف۔ اور میں قریب اعور دجال کی طرف تجھ کو بھیجونگا۔ پھر تو اس کو قتل کرے گا)۔

۴۵۔حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی:

و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته قال خروج عيسى بن مريم (یعنی قرآن شریف میں و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته جو ہے، اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ بن مریم کا خروج ہے)۔

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر۔

۴۶۔اور حافظ ابن کثیر نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی:

و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موت عيسى و الله انه لحى الآن عند الله و لكن اذا نزل آمنوا به اجمعون

(یعنی اہل کتاب کا کوئی شخص نہیں مگر حضرت عیسیٰ کے موت کے آگے ان پر ایمان لائے گا۔ اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، مقرر حضرت عیسیٰ اس وقت زندہ ہیں اور لیکن جب اتریں گے تو سب اون پر ایمان لائیں گے)۔

۴۷۔ امام احمد اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ اور عبد بن حمید اور مسدد اور سعید بن منصور اور فریابی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی:

و انّہ لعلم للسّاعۃ قال خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامۃ (یعنی قرآن شریف میں و انہ لعلم للساعۃ جو ہے اس سے مراد عیسیٰ بن مریم قیامت کے قبل خروج کرنا ہے)

۴۸۔ اور عبد بن حمید نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کی:

و انّہ لعلم للسّاعۃ قال خروج عیسی یمکث فی الارض اربعین سنۃ تکون تلك الاربعین اربع سنین یحج و یعتمر

(یعنی و انہ لعلم للساعۃ سے مراد حضرت عیسیٰ کا نکلنا ہے۔ وہ زمین پر چالیس سال رہیں گے۔ وہ چالیس سال بمنزلہ چار سال کے ہوں گے۔ حج اور عمرہ ادا کریں)۔

۴۹۔ اور عبد بن حمید اور ابن جریر نے حسن سے روایت کئے:

و انہ لعلم للسّاعۃ قال نزول عیسی

(یعنی و انہ لعلم للساعۃ سے مراد عیسیٰ کا اترنا ہے)

۵۰۔ اور عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کی:

و انہ لعلم للساعۃ قال نزول عیسی علم للساعۃ و ناس یقولون القرآن علم للساعۃ

ان سب احادیث و آثار صحیحہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے۔ اور اب آسمان پر زندہ ہیں۔ اور اخیر زمانے میں آسمان سے نازل ہو کے دجال اعور کو قتل کریں گے۔ اور مراد دجال اعور سے ایک معین شخص ہے، جو اولاً نبوت کا دعویٰ کر کے اس کے بعد الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ اور اقسام کے فتنے پھیلاوے گا۔ تب حضرت عیسیٰ آسمان سے سفید منارہ پاس جو دمشق کے شرقی جہت میں ہے، اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ سو اللہ

تعالی، حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے ان کو ہلاک کرے گا۔ اس کے بعد کئی سال کے حضرت عیسی کی وفات ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

پھر جو کوئی آپ مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا ہے،

اور شہر دمشق (ازالہ اوہام۔ص ۶۲) سے مراد قادیان،

اور دجال سے مراد پادریوں کی جماعت (ازالہ اوہام)

اور یاجوج ماجوج سے مراد روس وانگریز کر کے کہتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۸)

اور زعم کرتا ہے کہ اپنے کو خواب پڑا ہے کہ میں ہی روضہ مبارک میں دفن ہوں گا (ازالہ اوہام۔ص ۴۷۰)

سو وہ جھوٹا اور زندیق ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت جو امورات ہوویں گے وہ بالتفصیل صراحتاً احادیث میں مذکور ہیں، ان سے کوئی ایک امر اس زندیق میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے احادیث صحیحہ کو حقیقی معنی سے پھیر کر اپنے زعم کے موافق غلط معنی کرتا ہے۔ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے:

قا ل القا ضی هذه ا لا حا دیث التی ذکر ها مسلم و غیره فی قصة الد جا ل حجة لمذ هب اهل الحق فی صحة و جو ده و انه شخص بعینه ابتلی الله به عبا ده و اقدره علی اشیاء من مقدورا ت الله تعا لی من ا حیا ء المیت الذی یقتله و من ظهور زهرة الد نیا و الخصب معه و جنته و نا ره و نهر یه و اتباع کنو ز ا لا ر ض له و امر ه السما ء ان تمطر فتمطر ا لا ر ض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذلك بقدرة الله و مشیئته ثم یعجزه الله تعا لی بعد ذ ؛ل فلا یقدر علی قتل ذ لك الر جل و لا غیره و یبطل امر ه و یقتله عیسی و یثبت الله الذین آ منوا هذا مذهب اهل السنه و جمیع المحد ثین و الفقهاء ..

اور معلوم کریں کہ حضرت عیسی دمشق کے سفید منارہ کے پاس اتریں گے کر کے جو احادیث صحیحہ میں آیا ہے، سو اس پر کسی زندیق نے اعتراض کیا ہے کہ ان دنوں

انگریزی اخبارات سے معلوم ہوا کہ شہر دمشق کی مسجد جل گئی، پھر سفید منارہ باقی نہ رہا۔ یہ اعتراض جو احادیث صحیحہ پر کرتا ہے سو وہ قساوت قلبی سے ہے۔ اب منارہ بیضاء جل گیا اور موجود نہ رہا، تو بھی اس سے کچھ خلل نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ آسمان سے اترنے کے قبل وہاں البتہ بنایا جائے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ میں لکھا ہے:

قا ل الحا فظ ابن کثیر و قد جدد ت منا رۃ فی زما ننا و فی سنۃ ا حدی و ار بعین و سبع مأۃ من حجا رۃ بیض و لعل ھذا یکو ن من د لا ئل النبوۃ ا لظا ھرۃ حیث قبض اللہ بنا ء ھذہ المنا ر ۃ لینز ل عیسی بن مر یم قلت ھو من د لا ئل النبوۃ بلا شك فا نہ ﷺ او حی الیہ بجمیع ما یحد ث بعدہ مما لم یکن فی زمنہ

اس کے بعد کہا:

فا ن لم یکن فی بیت المقدس ا لآ ن منا ر ۃ بیضا ء فلا بد ان تحد ث قبل نزو لہ

اور ہم نے جو ذکر کیا اس ہی پر اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

ثمّ انّہ ر فعہ الیہ و انّہ با ق حی و انّہ سینز ل قبل یو م القیامۃ کما دلت علیہ ا لا حا دیث المتوا ترۃ التی سنو ر د ھا ان شا ء اللہ قر یباً فیقل المسیح الضلا لۃ و یکسر الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یۃ یعنی لا یقبلھا من ا حد من ا ھل ا لا دیا ن بل لا یقبل ا لا ا لاسلا م او السیف

۲۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے:

و خرو ج الد جا ل و یا جو ج و ما جو ج و طلوع الشمس من مغر بھا و نزو ل عیسی من السما ء و سا ئر علا ما ت یو م القیامۃ علی ما ور دت بہ ا لا خبار الصحیحہ حق کا ئن

۳۔اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اعلام الہدی وعقیدۃ ارباب التقی میں فرمایا ہے:

و تعتقد ان عیسی ینزل و ان الدجال یخرج و الشمس تطلع من مغربھا کل ذلک حق لا شك فیه

۴۔امام کمال الدین محمد بن الہمام نے کتاب المسائرہ فی العقائد المنجیة فی الآخرہ میں لکھا ہے:

و اشراط الساعة من خروج و الدجال و نزول عیسی و خروج یاجوج و ماجوج وخروج الدابة و طلوع الشمس من مغربھا حق

۵۔اور توضیح شرح المسائرہ میں ہے:

و اشراط الساعة من خروج الدجال و نزول عیسی بن مریم من السماء و خروج یاجوج و ماجوج و خروج الدابة کما فی سورة النمل و فی جامع الترمذی عن ابی ھریرہ قال قال رسول الله تخرج الدابة و معھا خاتم سلیمان و عصی موسی فتجلو وجه المومن و تحطم انف الکافر الحدیث و طلوع الشمس من مغربھا کل منھا حق و ردت بھا النصوص الصحیحة الصریحة

۶۔امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے:

قال القاضی عیاض نزول عیسی و قتله الدجال حق و صحیح عند اھل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذلك و لیس فی العقل و لا فی الشرع ما یبطله فوجب اثباته و انکر ذلك بعض المعتزلة و الجھمیة و من وافقھم و زعموا ان ھذه الاحادیث مردودة بقوله تعالی و خاتم النبیین و بقوله صلی الله لا نبی بعدی و باجماع المسلمین انه لا نبی بعد نبینا ﷺ و ان شریعته مؤبدة الی یوم القیامة لا تنسخ و ھذا استدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی انه

ینزل نبیا بشرع ینسخ شر عنا و لا فی هذه ا لا حا دیث و لا فی غیر ها شیء من هذا بل صحت هذه ا لا حا دیث هنا و ما سبق فی کتا ب ا لا یما ن و غیر ها انه ینز ل حکماً مقسطاً بحکم شر عنا و یحیے من امور شر عنا ما هجر ه الناس

۷۔اورامام عبداللہ النسفی نے عمدۃ العقا ید میں لکھا ہے:

و ما ا خبر به النبی ﷺ من خرو ج الد جا ل و دا بۃ ا لا ر ض و یا جو ج و ما جو ج و نزو ل عیسی و طلوع الشمس من مغربها حق

۸۔اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں لکھا ہے:

و ما ا خبر به النبی ﷺ من اشرا ط السا عۃ ای من علا ما تها من خرو ج الد جا ل و دا بۃ ا لا ر ض و یا جو ج و ما جو ج و نز و ل عیسی من السما ء و طلوع الشمس من مغر بها فهو حق لا نها امور ممکنۃ ا خبر بها الصا دق

۹۔اور شیخ الاسلام احمد النفراوی المالکی نے الفوا که الدوا نی علی رسا لۃ ابی زید القیر وا نی میں لکھا ہے:

للسا عۃ اشرا ط و علا ما ت یجب ا لا یما ن بها و هی علی قسمین کبری و صغری فا لکبری عشرۃ خمس متفق علیها خرو ج الد جا ل و نزو ل عیسی بن مر یم من السما ء ا لثا نیۃ و خرو ج الدا بۃ و یا جو ج و ما جو ج و طلوع الشمس من مغر بها

اور بھی کہا :

الفا ئدۃ الثا لثه فی نزو ل عیسی الی ا لار ض لا ن نزو له حق ثا بت بالکتا ب و السنۃ و ذ لك عند نزو له من السما ء آ خر الزما ن و سئل ا لجلا ل السیو طی عن حیا ۃ عیسی و مقری و طعا مه و شرا به فقا ل فی السما ء الثا نیۃ لا یا کل و لا یشر ب

بل هو ملاز م للتسبيح كا لملا ئكة و سبب رفعه الى السماء ان اليهود كذ بته و آ زنه و همت بقتله فر فعه الله الى السماء و اجتمع بالمصطفى ليلة ا لا سراء فى السماء الثا نية و استمر فيها حتى ينز ل آ خر الز ما ن عند المنا رة البيضاء شر قى دمشق وا ضعاً يد يه على ا جنحة ملكين و يكو ن نزو له عند صلا ة الصبح فيقو ل له امير الناس و هو المهدى تقدم يا روح الله فصل بنا فيقو ل انكم معشر هذه ا لا مة امراء بعضكم على بعض فصل بنا فيصلى بهم المهدى فا ذا انصرف يا خذ عيسى حر بته و يتبع الد جا ل فيقتله عبد با ب لد الشر قى و يحكم بشر يعتنا۔

(یعنی عیسیٰؑ کا زمین پر اتر نا حق ہے، کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اور یہ حکم اخیر زمانہ میں ان کے آسمان سے اترے وقت ہوگا کسی نے سیوطی کو عیسیٰؑ کی حیات اور ان کی رہنے کی جائے اور کھانے پینے سے سوال کیا تو کہے عیسی دوسرے آسمان پر ہیں۔ کچھ کھاتے پیتے نہیں بلکہ ملائکہ کے مانند ہمیشہ تسبیح کرتے ہیں اور انہوں آسمان پر جانے کا سبب یہ ہے کہ یہود نے آپ کو جھٹلایا اور ستایا اور قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی آپ کو آسمان پر اٹھا لیا اور نبی ﷺ سے معراج کی رات دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی اور عیسی اسی میں ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ اخیر زمانہ میں سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب میں ہے اتریں گے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پکھوتوں پر دہرے ہوئے اور نماز صبح کے وقت اتریں گے پھر لوگوں کا امیر جو وہ مہدی ہے کہے گا یا روح اللہ آپ مقدم ہو کر ہمارے ساتھ نماز پڑھئے۔ عیسیٰؑ کہیں گے تم اے گروہ اس امت کے بعضے بعضوں کے امیر ہیں تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ پھر مہدی لوگ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ جب نماز سے پھریں گے تو عیسی اپنا حربہ لیویں گے اور دجال کا پیچھا کریں گے۔ پھر اس کو لد کے دروازہ شرقی پاس قتل کریں گے۔ اور عیسی ہماری شریعت کے موافق حکم فرمائیں گے۔

۱۰۔ اور شیخ جلال الدین السیوطی نے اتمام الدرا یه شر ح النقا یه میں لکھا ہے:

و ان نزو ل عيسى بن مر يم قر ب السّا عة و قتله الد جا ل

حق

۱۱۔اور علامہ المولی محمد الافندی نے الطر یقۃ الاحمد یہ میں لکھا ہے:

و ما اخبره النبی ﷺ من اشرا ط السا عة من خروج د جا ل و دا بة الا ر ض و یا جو ج و ما جو ج فنزو ل عیسی من السماء و طلوع الشمس من مغر بها و نحو ذ لك كله حق

۱۲۔ شیخ ضیاء الدین ابراہیم نے شرح الا رشاد الی الا عتقا د میں لکھا ہے:

نزو ل السید المسیح عیسی بن مر یم قر ب السا عة بعد خرو ج المسیح الد جا ل و فی الصحیح ما من نبی ا لا انذر قومه المسیح الد جا ل و فی روا یة ا لا عور الکذا ب و انی انذر كموه الحد یث و فیه ما من بلد ا لا سید خله غیر مكه و المد ینه فا ذا شدت فتنة انز ل الله المسیح بن مر یم فنز و له و قتله الد جا ل ثا بت فی الحد یث الصحیح فذ لك حق یجب الا یما ن به

۱۳۔اور علامہ ابن اموردی ؟ نے خر یدۃ العجا ئب میں لکھا ہے:

المسلمو ن لا یختلفو ن فی نز و ل عیسی بن مر یم آ خر الزمان قد قیل فی قو له تعا لی و انه لعلم للسا عة فلا تمتر ن بها انه نزو ل عیسی

۱۴۔اور الشیخ الا مام ابوعبداللہ القرطبی نے کتا ب التذ کر ہ فی کشف ا حوا ل المو تی و امور ا لآ خر ہ میں لکھا ہے:

قا ل ابو ا لحسن محمد بن الحسین بن ابرا هیم بن عا صم الاثری السجزی قد توا تر ت ا لا خبار و استفاضت بكثرة روا تها عن محمد المصطفی و النبی المر تضی ﷺ بمجیء المهدی و انه من اهل بیته و انه سیملك سبع سنین و انه یملأ ا لا ر ض عد لًا و انه یخر ج مع عیسی فیسا عده علی قتل الدجا ل بیا ب لد با ر ض فلسطین و انه یو م لهذه ا لا مة و

عیسی یصلی خلفه فی طو ل من قصته و امره۔

۱۵۔اور علامہ برزنجی نے اشاعۃ فی اشرا ط السا عۃ میں لکھا ہے:

قد علمت ان ا حا دیث و جود المهدی و خرو جه آ خر ا لزمان و انه من عترة رسو ل الله ﷺ من و لد فا طمة بلغت حد التوا تر فلا معنی لا نکار ها و من ثم ورد من کذ ب با لد جا ل فقد کفر و من کذ ب با لمهدی فقد کفر رواه ابو ا لاسکا ف فی فوا ئد ا لا خبار و ابو القاسم السهیلی فی شر ح السیر له

۱۶۔ شیخ علی متقی نے بر ها ن فی علا مة مهدی آ خر الز ما ن میں لکھا ہے:

ا خر ج ابو بکر ا لا سکا ف فی فوا ئد ا لا خبار عن جا بر بن عبد الله قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ من کذ ب با لد جا ل فقد کفر و کذ ب با لمهدی فقد کفر قا ل الشیخ ابن حجر الهیتمی ای کفر حقیقة کما هو المتبا در عن ا للفظ اذ کا ن تکذ یبه کتکذیبه با لسنة او ا لا ستهزا ء بها او الر غبة عنها فقد قا ل آئمتنا و غیر هم لو قا ل لا نسا ن قر ص اظفار ك فا نه سنة فقا ل لا افعله و ان کا ن سنة ر غبة عنها کفر فکذا یقا ل بمثله

۱۷۔اور شیخ سیوطی نے اعلا م بحکم عیسی علیه السلا م میں لکھا ہے:

فیلز مك ا حد امر ین اما نفی نزو ل عیسی او نفی النبوة عنه و کلا هما کفر

۱۸۔اور امام عبدالوہاب شعرانی نے کتا ب الیوا قیت و الجوا هر میں لکھا ہے:

فا ن قیل فما الد لیل علی نز و ل عیسی من القر آ ن فا لجواب ا لد لیل علی نزو له قو له تعا لی و ان من اهل الکتا ب ا لا لیومنن به قبل مو ته ای حین ینز ل و یجتمعو ن علیه و انکرت المعتز لة و الفلا سفة و الیهو د و النصاری عرو جه بجسده الی السماء و قا ل تعا لی فی عیسی و انه لعلم للساعة قری لعلم بفتح ا للام و العین و ا لضمیر فی انه را جع الی

عیسی لقو له تعا لی و لما ضر ب ابن مر یم مثلاً و معنا ہ ان
نزو له علا مة القیا مة و فی الحد یث فی سۃ الد جا ل
فبینماهم فی الصلوة اذ بعث الله المسیح بن مر یم فنز ل عند
المنا ر ة البیضاء شر قی دمشق بین ید یه مهروذتا ن وا ضعاً
کفیه علی ا جنحة ملکین و مهر و ذتا ن با لذا ل المعجمة و
المهملة معا حلتا ن مصبو غتا ن با لورس فقد ثبت نزو له
بالکتا ب و السنة و زعمت النصاری ان نا سو ته صلب و
لاهو ته رفع و الحق انه رفع بجسده الی السما ء و ا لا یما ن
بذلك و ا جب قا ل تعا لی بل رفعه الله الیه قا ل ابو طا هر
القزوینی و اعلم ان کیفیة تفعه و نزو له و کیفیة مکثه فی
السما ء الی ان ینز ل من غیر طعا م و لا شرا ب مما یتقا صر
عن در که العقل و لا سبیل لنا ان ان نو من بذ لك تسلیماً
لسعة قدرة الله تعا لئی و اطا ل فی ذکر شبه الفلا سفة و
غیرهم فی انکار الر فع فا ن قیل فما الجوا ب عن استغنا ئه
عن الطعا م و الشرا ب مدة رفعه فا ن الله تعا لی قا ل و ما
جعلنا هم جسداً لا یا کلو ن الطعا م فا لجوا ب ان الطعا م انما
جعل قو تا لمن یعیش فی ا لا ر ض لا نه مسلط علیه الهوا ء
الحا ر و البا رد فینحل بد نه فا ذا انحل عو ضه الله تعا لی
بالغذا ء ا جزا ء لعا د ته فی هذه الخطه الغبراء و اما من رفعه
الله تعا لی الی السماء فا نه یلطفه بقد ر ته و یغنیه عن الطعام
و الشرا ب کما ا غنی الملا ئکة عنهما فیکو ن حینئذ طعا مه
التسبیح و شرا به التهلیل کما قا ل ﷺ انی ابیت عند ا بی
یطعمنی و یسقینی و فی الحد یث مر فو عا ان بین یدی
الدجال ثلا ث سنین سنة تمسك السما ء منها ثلث قطر ها و
الا ر ض نبا تها و فی السنة الثا نیة تمسك السماء ثلثی قطرها

و ا لا ر ض ثلثی نبا تها و فی السنة الثا لثة تمسك السما ء قطرها كلها و ا لا ر ض نبا تها كلها فقا لت له اسما ء بنت زيد يا رسو ل الله ﷺ انا لنعجن عجيننا فما ننجزه حتى نخبزه حتى نجوع فكيف با لمو منين حينئذ فقا ل يجز يهم ما يجزى اهل السما ء من التسبيح و التقديس قا ل الشيخ ابو طاهر و قد شا هد نا ر جلاً اسمه خليفة الخرا ط كا م مقيماً بابهر من بلا د المشرق مكث لا يطعم طعا ما منذ ثلا ث و عشرين سنة و كا ن يعبد الله ليلاً و نها راً من غير ضعف فا ذا علمت بذ لك فلا يبعد ان يكو ن قو ت عيسى التسبيح و التهليل ۔ و الله اعلم بجميع ذ لك ۔ انتہی

(یعنی اگر کسی نے کہا کہ عیسیٰؑ کے اتر نے پر قر آن شریف سے کیا دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسی کے اتر نے پر اللہ تعالی کا قول دلیل ہے و ان من اهل الكتا ب ا لا ليو منن به قبل مو ته یعنی اور کوئی نہیں اہل کتاب سے مگر البتہ اس پر ایمان لائے گا اس کی موت کے آ گے یعنی جب کہ عیسی اتریں گے اور لوگ ان پر جمع ہوں گے اور عیسی اپنے جسد سے آسمان پر جانے کو معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود ونصاری انکار کئے ہیں حالانکہ خدا تعالی ،حضرت عیسی کی شان میں فرماتا ہے و انه لعلم للسا عة بعضوں کی قرأت لعلم ہے لام اور عین کی فتح سے اور انه کی ضمیر عیسی کی طرف راجع ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا و لما ضر ب ابن مر يم مثلاً اور اس کا معنی اس طور پر ہے کہ عیسی کا اتر نا قیامت کی علامت ہے اور حدیث شریف میں دجال کی صفت میں آیا ہے کہ جس حال میں کہ لوگ نماز میں رہیں گے یکا یک اللہ تعالی مسیح ابن مریم کو بھیجے گا پھر سفید منارہ پاس جو دمشق کے شرقی جانب ہے اتریں گے دو مہر وذے پہنے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کے نیچے دو فرشتوں کے پکھونوں پر دھرے ہوئے ۔ پس عیسی کا اتر نا کتاب و سنت سے ثابت ہو چکا اور نصاری زعم کرتے ہیں کہ عیسی کا ناسوت یعنی جسم مصلوب ہوا اور ان کا لاہوت یعنی روح اٹھایا گیا اور حق بات وہ ہے کہ عیسی اپنے جسد کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اللہ تعالی فرماتا ہے بل رفعه الله اليه شیخ ابو طاہر قزوینی نے کہا کہ عیسی آسمان پر اٹھائے جانا اور نزول کرنا اور نزول کئے تک بغیر کھانے اور پینے کے

آسمان میں ٹھہرے رہنا ان امور سے ہے جن کے دریافت سے عقل قاصر ہے اور ہم کو اس میں کچھ راہ نہیں ملتی مگر اللہ تعالی کی قدرت وسیعہ کو مان لے کر اس پر ہم ایمان لانا ہے۔ پھر شیخ ابو طاہر نے فلاسفہ وغیرھم جو عیسی کے رفع کا انکار کرتے ہیں ان کی شبہوں میں بیان طویل کیا ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسی ایام رفع میں کھانے اور پینے سے کیوں بے نیاز ہوئے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے و ما جعلنا هم جسداً لا یا کلو ن الطعا م تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص زمین پر گزران کرتا ہے اس ہی کے لئے طعام قوت ہوا ہے کیونکہ ان پر گرم و سرد ہوا مسلط رہنے سے بدن لاغر ہوتا ہے پھر جب بدن لاغر ہوگیا تو اللہ تعالی بطور عادت کے یہاں خطہ زمین میں غذا کو اس کا عوض کیا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالی آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے سو اس کو اپنی قدرت سے لطیف کرتا ہے، اور کھانے پینے سے بے پرواہ کرتا ہے جیسا کہ فرشتوں کو کھانے پینے سے مستغنی کیا پھر اس وقت عیسی کا کھانا تسبیح ہے اور پینا تہلیل جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انی ابیت عند ر بی یطعمنی و یسقینی اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ دجال نکلنے کے آگے تین سال آئیں گے ایک سال آسمان سے ثلث یعنی تہائی برسات اور زمین سے ثلث سرسبزی کی کشش ہوگی اور دوسرے سال آسمان سے دو ثلث برسات اور زمین سے دو ثلث سرسبزی کی کشش ہوگی اور تیسرے سال آسمان سے کل برسات اور زمین سے کل نبات کا امساک ہوگا پس اسماء بنت زید نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آٹا گوندھتے ہیں۔ سو روٹی تیار ہونے کے آگے ہم بھوکے ہو جاتے ہیں پھر اس روز مومنوں کا کیا حال ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو تسبیح و تقدیس کافی ہوگی جو کہ آسمان والوں کو کفایت کرتی ہے۔ شیخ ابو طاہر نے کہا کہ ہم نے مشاہدہ کیا ایک شخص کو جس کا نام خلیفۃ الخراط تھا اور ابھر میں مقیم تھا جو بلاد مشرق سے ہے۔ ۲۳ برس تک کچھ نہ کھایا اور شب و روز بغیر ضعف کے اللہ تعالی کی عبادت کرتا تھا پس جب یہ معلوم ہوا تو کچھ بعید نہیں کہ عیسی کا قوت تسبیح و تہلیل رہے)

۱۹۔ اور امام ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی نے کتا ب العرا ئس میں لکھا ہے:

ذکر نز و ل عیسی من السّما ء فی المرّ ۃ الثّا نیۃ فی آ خر الزّمان قا ل اللّٰہ تعا لی و انّہ لعلم للسّا عۃ فلا تمتر نّ بھا ۔ و قیل للحسین بن الفضل ھل تجد نزو ل عیسی فی القر آ ن قال نعم قو لہ و کھلا و ھی لم یکن یکھل فی الد نیا و انما معناہ

و کھلا بعد نزو له من السماء

۲۰۔اور شیخ ابن حجر نے شرح الهمزیة میں لکھا ہے:

انهم ای ایهو د حسدوا عیسی حتی ز عموا انّهم قتلوه و صلبوه و ما دری الملا عین انه شبه لهم مثله فقتلوه و نجا ه الله منهم ثم رفعه الی السماء لینز ل آ خر الز ما ن حا کما بشریعة محمد ﷺ مصلیا وراء المهدی او ل نزو له لیعلم انه نز ل تا بعا لهذه ا لا مة عا ملا بشریعة نبیهم ۔

۲۱ ۔ اور شیخ ا لاسلام ابو عبد اللہ فضل اللہ بن تا ج الدین ابو سعید الحسن التو را پشتی نے کتاب المعتمد فی المعتقد میں لکھا ہے:

و بعد ظہور د جال و افساد وی در زمین نزول عیسی بن مریم از آ سما ن است و احا دیث درست از رسول اللہ ﷺ ثا بت شدہ است کہ عیسی در وقت اقراب سا عت از آ سما ن فرود آ ید زندہ و د جال را بہ کشد و زمین از خبث و فساد و اتباع وی از اہل شرک خا صہ جہو دا ن کہ دعوی کر دہ اند کہ ما عیسی را بکشتیم و صلب کر دیم پا ک کند

۲۲ ۔اور حا فظ سنا وی نے شرح جا مع الصغیر میں لکھا ہے:

ینز ل عیسی بن مر یم من السماء آ خر الز ما ن و هو نبی رسو ل عند المنا رة البیضاء

۲۳ ۔اور علا مہ شیخ عبد العزیزی نے سراج المنیر شرح جا مع الصغیر میں لکھا ہے:

ینز ل عیسی بن مر یم من السماء آ خر الز ما ن و هو نبی رسو ل عند المنا رة البیضاء

۲۴ ۔اور مولا نا شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں لکھا ہے:

و نیز از ضلالت ایشان یعنی نصا ری یکی آ ن ست کہ جزم می کنند کہ حضرت عیسی مقتول شدہ است و فی الواقع در قصہ عیسی اشتبا ہی وا قع شدہ بود رفع بر آ سمان را قتل گما ن کر دند و کا براً عن کا برٍ ہماں غلط را ء روا یت نمو دند خدا تعا لی در قر آ ن شریف ازالہ شبہہ فرمو د کہ ما قتلو ہ و ما صلبو ہ و لکن

شبّہ لھم

۲۵۔اور میرے والد امام العلماء مولانا صبغۃ اللہ قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نے اپنے کسی فتوی میں لکھا ہے:

عروج جسمی مرعیسی را نیز واقع شدہ چنانچہ نص اذ قال اللہ یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ ۔ ونص و ما قتلو ہ یقیناً بل رفعه الله الیه . بران دلیل است وانکار آن کفر وضلالت ۔ انتہی

اور معلوم کریں کہ للہ تعالی قرآن شریف میں جو فرماتا ہے و ما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه یعنی اور نہیں مارے اس کو یعنی عیسی کو بیشک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ تعالی نے اپنی طرف اور فرمایا یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ سو اس رفع سے حضرت عیسیٰؑ کو ان کے جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالینا مراد ہے ۔ رفع روحی مراد نہیں اور الیه جو کہا ہے یعنی اپنی طرف اٹھالیا سو وہ تعظیم کے لئے ہے اور اس سے مراد ایسی جگہ پر لے لیا جہاں اللہ تعالی کے غیر کا حکم جاری نہیں وہ آسمان ہے اس پر تمامی مفسروں کا اتفاق ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم، حضرت حسن بصری سے روایت کئے ہیں:

فی الآیة قال رفعه الله فهو عنده فی السماء

اور امام واحدی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

بل رفعه الله الیه ای الموضع الذی لا یجری لا حد سوی الله فیه حکم لکان رفعه الی ذلك الموضع رفعا الیه لانه رفع عن ان یجری علیه حکم احد من العباد یوکد هذا ان الحسن قال بل رفعه الله الیه ای الی السماء کما قال و من یخرج من بیته مهاجرا الی الله و کانت الهجرة الی المدینه ۔

اور یہ بھی امام واحدی نے کہا:

را فعك الیّ ای سمائی و محل کرامتی فجعل ذلك رفعا الیه للتفخیم و التعظیم

اور امام ابو اللیث نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

قا ل مقا تل بل رفعه الله الى السما ء فی شهر ر مضا ن

اور امام عبداللہ بن احمد النسفی نے مدارک التنزیل میں لکھا ہے:

و را فعك اليّ الى سما ئی و مقر ملا ئكتی۔

امّا ، متو فيك جو فر ما یا اس سے کیا مراد ہے سو سلف اس میں ا ختلاف کرتے ہیں کیونکہ محا ورہ عرب میں تو فی کا لفظ متعدد معنوں پر مستعمل ہوتا ہے سو یہاں کون سا معنی ہے اس میں چند اقوال ہیں:

پہلا قو ل :تو فی کا معنی استو فی کا ہے وہ مشتق ہے تو فی حقّه و استو فا ہ سے یعنی پورا کرنا اس سے مراد مستو فی ا جلك ہے یعنی تیری عمر پوری کرونگا کافروں کے ہاتھ پر تجھے مرنے نہ دونگا بلکہ تجھ کو آسمان پر بلوا لوں گا عمر پوری ہوئے بعد تیری موت آوے گی

تفسیر بیضاوی میں ہے:

انّی متو فّيك ای مستو فی ا جلك و مؤ خّر ك الى ا جلك المسمي عا صما ايا ك من قتلهم

اور تفسیر کبیر میں ہے:

ای انّی متمم عمر ك فحينئذ اتو فيك فلا اتر كهم حتی يقتلوك بل انا را فعك الى سما ئی و مقر بك بملا ئكتی و ا صو نك عن ان يتمكنوا من قتلك

اور تفسیر مدارک میں ہے:

ای مستو فی ا جلك و معنا ہ انی عا صمك ان يقتلك الكفار و مميتك هتف انفك لا قتلا با يد يهم

دوسرا قو ل : تو فی کا معنی قبض کرنا ہے اس سے مراد متو فيك من الارض ہے یعنی قا بضك من ا لا ر ض وہ مشتق ہے تو فيت الشیء سے یعنی اس چیز کو میں پوری لے لیا ہے اس سے کچھ نہ چھوڑا اب معنی آیت کے یہ ہوں گے میں تجھ کو پورا یعنی تیرے روح اور جسد کے ساتھ زمین سے لے لوں گا اور کافروں کے ہاتھ پر مرنے نہ دونگا۔ یہ معنی حسن بصری اور مطر الوراق اور ابن ...اور کلبی اور ابن جریر

سے منقول ہے

شیخ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں لکھا ہے:

و ا خر ج عبد الرزاق و ابن جر یر و ابن ابی حا تم عن الحسن قا ل متو فیك من ا لا ر ض ۔

اور بھی کہا:

و ا خر ج ابن جر یر و ابن ابی حا تم عن مطر الوراق فی الآیة قا ل متو فیك من الد نیا و لیس بو فاۃ مو ته

اور بھی کہا:

و ا خر ج ابن ابی حا تم عن ابن جر یج فی ا لآ یة قا ل رفعه ایاہ تو فته اور تفسیر ابن کثیر میں لکھا ھے و کذا قا ل ابن جر یر تو فیه ھو رفعه۔

اور امام محی السنہ البغو ی نے معا لم التنز یل میں لکھا ہے:

و ا ختلفوا فی معنی التو فی منھا قا ل الحسن و الکلبی و ابن جر یج انی قا بضك و را فعك من الد نیا الیّ من غیر مو ت بدنك ید ل علیه قو له تعا لی فلما تو فیتنی ای قبضتنی الی السماء و انا حیّ لا ن قو مه انما تنصروا بعد رفعه لا بعد موته

اور علا مہ شمس الدین الرملی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

اوقا بضك من ا لا ر ض و را فعك الیّ من غیر مو ت من قو لھم تو فیت الشیء و استو فیته اذا ا خذ ته و قبضته تا ماً للرد علی النصاری حیث زعموا ان اللہ رفع رو حه دو ن جسده

تیسرا قول: اس کا معنی ممیتك ہے اور اس میں تقدیم وتا خیر ہے یعنی تجھ کو اٹھا نے وا لا ہوں اور ما ر نے وا لا ہوں یعنی ا خیر زما نے میں ۔ یہ قو ل ابن عباس اور قتا دہ اورضحا ک کا ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے:

یا عیسی انی متو فیك و را فعك مقدم و مو خر یقو ل انی رافعك الیّ و مطھر ك منجیك من الذین کفروا بك و جا عل

الذين اتبعو ا دينك فو ق الذين كفروا با لحجة و النصرة الی یو م القیا مة ثم متو فیك قا بضك بعد النزو ل

اور شیخ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں لکھا ہے:

ا خر ج اسحاق بن بشر و ابن عسا کر من طر یق جر یر عن الضحا ك عن ابن عباس فی قو له انی متو فیك و را فعك یعنی را فعك ثم نتو فیك فی آ خر الز ما ن

اور بھی کہا:

ا خر ج ابن جر یر و ابن المنذر و ابن ابی حا تم من طر یق علی عن ابن عباس فی قو له انی متو فیك یقول انی ممیتك

اس اثر حضرت عبداللہ ابن عباس کو امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے اس سے مخالفین جو تو ہم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مر گئے اور آسمان پر فقط ان کی روح گئی سو وہ جہل ہے۔

کمالین حاشیہ جلالین میں ہے:

و فی البخا ری قا ل ابن عباس متو فیك ای ممیتك معناہ فی وقت مو تك بعد النزو ل من السماء و را فعك ا لآ ن

اور شیخ سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے:

و ا خر ج ابن ابی حا تم عن قتا دہ انی متو فیك و را فعك الیّ قا ل ھذا من المقدم و المو خر ای را فعك الیّ و متو فیك

اور شیخ جلال الدین السیوطی نے اتقا ن میں لکھا ہے:

الرا بع و الا ر بعون فی مقدم القر آ ن و مو خر ہ ھما قسما ن الا ول ما اشکل معنا ہ بحسب الظا ھر فلما عرف انه من با ب التقدیم و التا خیر اتضح و ھو جد یر ان یفرد بالتصنیف و قد تعر ض السلف لذ لك فی آ یا ت فا خر ج ابن ابی حا تم عن قتا دة فی قو له فلا تعجبك اموا لھم و لا او لا د ھم انما یر ید اللہ لیعذ بھم بھا فی الحیوة الد نیا قا ل ھذا من تقا دیم الکلا م

يقو ل لا تعجبك اموا لهم و لا او لا د هم فی الحیوه الد نیا انّما یر ید الله ان یعذ بهم بها فی ا لآ خرة و ا کر ج عنه ایضاً فی قو له و لو لا کلمة سبقت من ر بك لکا ن لزا ماً و ا جل مسمی قال هذا من تقا د یم الکلام یقو ل لو لا کلمة و ا جل مسمی لکان لزا ماً ۔ و ا خر ج عن مجا هد فی قو له انز ل علی عبدها لکتا ب و لم یجعل له عو جا قیما۔ قا ل هذا من التقدیم و التاخیر انز ل علی عبده الکتا ب قیما و لم یجعل له عو جا ۔ و ا خر ج عن قتا ده فی قو له انی متو فیك و را فعك الیّ قا ل هذا من المقدم و المو خر انی را فعك الی و متو فیك ۔

اور فقیہ ابو اللیث السمر قندی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

ففی ا لآ یة تقدیم و تا خیر و معناه انی را فعك من الد نیا الی السماء و متو فیك بعد ان تنز ل من السماء علی عهد الد جال ۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ جس نے اس تقدیم و تا خیر کو تحریف ہے کہا سو وہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ وغیرہ سلف پر طعن کیا ۔

چوتھا قول: متو فیك کا معنی ممیتك ہے یعنی میں مار نے وا لا ہوں اور را فعك میں وا و جو آیا ہے تر تیب کا فا ئدہ تو نہیں بخشتا آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعا لی ،حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ یہ کا م کر ے گا لیکن کب کر ے گا کیسا کر ے گا آیت میں مذکور نہیں ، اس کا بیان دلیل پر موقو ف ہے دلیل سے ثا بت ہے کہ عیسیٰؑ زند ہ ہیں ۔ احا دیث سے ثا بت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر آ و یں گے دجال کو قتل کر یں گے بعد انکی وفات ہو گی ۔

امام فخر الدین الرازی نے تفسیر کبیر میں کہا:

الو جه الرا بع فی تا ویل ا لآ یة ان الوا و فی قو له متو فیك و را فعك لا یفید التر تیب فا لآ یة تد ل علی انه تعا لی یفعل به هذه ا لا فعا ل فا ما کیف یفعل و متی یفعل فا لا مر فیه موقوف علی الد لیل و قد ثبت با لد لیل انه حی و ورد ا لخبر

عن النبی ﷺ انه سینز ل و یقتل الد جا ل ثم انه تعا لی یتوفا ہ بعد ذلك

اور تفسیر مدارک میں ہے:

او ممیتك فی وقتك بعد النزو ل من السماء و را فعك ا لآ ن اذ الوا و لا یو جب التر تیب قا ل النبی ﷺ ینز ل عیسی خلیفة علی امتی ید ق الصلیب و یقتل الخنا زیر و یلبث ار بعین سنة و یتز و ج و یو لد ثم یتوفی

پانچواں قول: موت سے مراد نیند ہے۔ حضرت عیسی سوتے تھے، اوس ہی حالت میں ان کو آسمان پر لے گیا تا کہ ان کو کچھ خوف لاحق نہ ہو پھر آسمان پر گئے بعد بیدار ہوئے یہ قول ربیع بن انس وغیرہ کا ہے اور حسن بصری سے بھی ایک روایت ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے:

و ا خر ج ابن جر یر و ابن ابی حا تم من و جه آ خر عن الحسن فی قو له انی متو فیك یعنی وفا ة المنا م رفعه الله فی منا مه

اور امام محی السنہ البغو ی نے معا لم التنز یل میں لکھا ہے:

و قا ل الر بیع بن انس المراد با لتو فی النو م و کا ن عیسی قد نا م فر فعه الله نا ئماً الی السما ء معنا ھا انی منیمك و رافعك الیّ کما قا ل الله تعا لی و ھو الذی یتو فاکم با للیل اے ینمیکم

اور امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

الثا لث قا ل الر بیع بن انس انه تعا لی نو مه حا ل ما رفعه الی السماء قا ل تعا لی الله یتو فی ا لا نفس حین مو تها و التی لم تمت فی منا مها

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے:

و قا ل ا لا کثرو ن المراد با لو فاة ھنا النو م کما قا ل الله

تعالی و هو الذی یتو فاکم با للیل ا لآ یه ۔ و قا ل الله یتو فی الانفس حین مو تها و التی لم تمت فی منا مها ۔ ا لآ یة و کا ن رسو ل الله ﷺ یقو ل اذا قا م من النو م ا لحمد لله الذی احیا نا بعد ما اما تنا ۔

اور علامہ شمس الدین الرملی نے کہا:

متو فیك نا ئما و منه قو له تعا لی الله یت وفی ا لا نفس حین مو تها و التی لم تمت فی منا مها فجعل النو م و فا ۃ و انما رفعه نا ئماً لئلا یلحقه خو ف

اور تفسیر مدارک میں ہے:

او متو فی نفسك با لنو م و را فعك و انت نا ئم حتی لا یلحقك خو ف و تستیقظ و انت في السماء آ من مقرب

یہاں سے معلوم ہوا کہ مخالفین جو زعم کرتے ہیں کہ ربیع بن انس بھی واقعہ موت حضرت مسیح کے قائل ہیں سو وہ باطل ہے۔

چھٹا قول: اس کا معنی مرنے کا ہے یعنی میں تجھ کو مارتا ہوں اور تیرے دشمنوں کو تجھ پر مسلط نہیں کرتا پھر عیسی مر گئے بعد تین ساعت یا تین روز یا سات ساعت کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر گئے یعنی روح و جسم کے ساتھ آسمان پر گئے۔ علماء اس قول کو ضعیف ہی کہے ہیں بلکہ محمد بن اسحاق وغیرہ اس کو نصاری کا قول ہے کر کے تصریح کئے ہیں اور معالم میں وہب سے نقل کیا ہے:

تو فّی الله عیسی ثلا ث سا عا ت من النّها ر ثمّ ا حیاہ و رفعه الله الیه و قا ل محمد بن اسحاق ان النصا عی یز عمو ن ان الله تو فّا ہ سبع سا عا ت من النّها ر ثم ا حیاہ و رفعه الیه

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قا ل ابن اسحاق و النصاری یز عمو ن ان الله تو فّا ہ سبع سا عا ت ثم ا حیاہ قا ل اسحاق بن بشیر عن اد ریس عن وهب اما ته الله ثلا ثه ایا م ثم بعثه ثم رفعه

اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابی سعود میں ہے:

و قیل اما ته الله سبع سا عا ت ثم رفعه الی السماء و الیه ذهبت النصاری

یہاں سے معلوم ہوا کہ وہب سے یہی منقول ہے کہ حضرت عیسی مر کر پھر زندہ ہو کے اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اور ابن اسحاق اس کو نصاری کا قول ہے کر کے لکھا ہے پھر مخالفان نے عیسی مر جا کے فقط رفع روح ہونے کی نسبت وہب اور ابن اسحاق کی طرف جو کئے ہیں وہ باطل ہے۔ اور جانئے کہ یہاں متوفّيك کے معنی میں سلف اختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سب اہل سنت کا اتفاق ہے کہ عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اس مین کسی اہل سنت کو خلاف نہیں ہاں اختلاف اس میں کئے ہیں کہ بغیر مرے کے زندہ آسمان پر گئے یا مر کے چند ساعات کے بعد زندہ ہو کے اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر گئے سو جمہور مفسرین پہلے قول کو اختیار کئے ہیں اور ثانی قول جو وہب سے منقول ہے وہ ضعیف لکھے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ حضرت عیسیؑ کے آسمان پر زندہ رہنے سے ہمارے نبی کریم ﷺ پر ان کی فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ جب آپ سے دین کی تکمیل ہو چکی تو آپ کو یہاں رہنے سے وصال الٰہی ہونا بہتر ہے اور بھی عیسی جب محمد ﷺ کی اور آپ کے امت کی صفت انجیل میں دیکھی تو اللہ تعالی سے دعا کئے کہ اپنے کو زندہ رکھے تا کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھے اور آپ کی امت میں رہنے کا شرف حاصل کرے سو اللہ تعالی ان کی دعا قبول کیا اور اخیر زمانے میں شریعت مصطفوی کو ان سے تائید بخشے گا اس صورت میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس کے سوائے نبی کریم شب معراج میں اس سے زیادہ ترقی فرمائے۔ علامہ قسطلانی نے موا هب اللدنیه میں لکھا ہے:

و اما ما اعطیه عیسی ا یضا من رفعه الی السماء فقد اعطی نبینا ﷺ ذ لك لیلة المعرا ج و زا د فی التر قی لمز ید الدرجات و سما ع المنا جا ت و الخطوة فی الحضرة المقدسة بالمشا هده۔

اور حضرت محمد ﷺ جس زمین پر مدفون ہوئے سو اس کا رتبہ عرش سے بھی بڑھ

کر ہے اور روضہ منورہ مہبط برکات وکمالات ہے جس سے امت کو انواع خیرات و منافع حاصل ہوتے ہیں

امام تقی الدین السبکی نے کہا قبر شریف پر کمالات اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ ان کے ادراک سے عقول قاصر ہیں پھر وہ جائے کیونکر افضل نہ ہو۔

الشیخ الامام احمد بن محمد العباسی تحفۃ السائل میں لکھا ہے:

سید نا عیسی یذوق المو ت فی آ خر الز ما ن لا نه قر أ الانجیل و ر أی صفة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتمنی ان یرا ه فد عا الله تعالی ان یر زقه الحیا ة ان یخر ج محمد صلی اللہ علیہ وسلم فا ستجا ب الله دعا ء ه فرا ه لیلة المعرا ج و لما ر أی فی ا لا نجیل فضل امته صلی اللہ علیہ وسلم تمنی ان یکو ن من امته دف عا الله تعا لی فا ستجا ب دعا ء ه و وعده ان یخر ج فی هذه ا لا مة فی آ خر الز ما ن و فی هذا فضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور علامہ ملا کمال پاشا نے رسالہ فی افضلیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے:

و اما احتجاج المخا لف علی تفضیل عیسی علی نبینا با نه فی السما ء و فی زمرة ا لا حیاء فا لجوا ب عنه ان کو نه علیه السلا م میتا بعد تکمیل النفس و اکما له الدین انفع من کو نه حیّا اما فی حق نفسه فظا هر فا ن تعلق النفس با لبد ن المصلحة التکمیل فبعد فرا غها عن تلك المصلحة حقها ان یقطع علا قة البد ن و یر جع الی ا صلها و ما یلیق بشا نها من التجرد؟ و اما فی حق الا مة فلما فیه من الر حمة علی ما افصح عنه علیه السلا م بقو له اذا ارا د الله ر حمة امةٍ من عباده قبض نبیها فجعل لها فر طا و سلفا بین ید یها ۔ ثم ان فی کو نه علیه السلا م مد فو نا فی ا لا ر ض غیر مر فوع الی السما ء نفعاً آ خر للا مة حیث صا ر ت رو ضة المقد سة مهبطا للبر کا ت و مصعداً للدعوات و سو طنا للا جتما عا ت علی

الطا عا ت الی غیر ذ لك من انوا ع الخیرا ت ۔ ثم ان کو ن عیسی فی زمرة ا لا حیاء لمصلهة ا حیاء د ینه علیه السلا م فی آ خر الز ما ن بد لا لة انه ینز ل من السماء و یکو ن خلیفة له علیه السلام فا لشرف من الو جه المذ کور مر جع جله الی نبینا ﷺ فما ذکر المخا لف فی معر ض ا لا حتجا ج لنا لا علینا

اور حضرت عیسیٰؑ بن مریم جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر حکم کریں گے اور نبی کریم کی امت سے رہیں گے اس پر علماء کا اجماع ہے اور انہوں ان امت میں رہ کر نبی کریم ﷺ کی شریعت پر حکم کرنا ان کی نبوت و رسالت کو منافی نہیں بلکہ ان کی نبوت ورسالت علی حالہ باقی ہے اور انہوں کی نبوت باقی رہنا نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں کیوں انہوں نبی ﷺ کے تابع اور امتی ہوں گے۔

حافظ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

ا لذی نص علیه العلماء بل اجمعوا علیه انه یحکم بشر یعة محمد ﷺ و علی ملته و فی روا یة سند ھا جید مصدقا بمحمد و علی ملته اما ما مهد یا و حکما عد لا ۔

اور یہ بھی کہا :

و عیسی نبی کر یم با ق علی نبو ته و رسا لته لا کما ز عمه من لا یعتد به انه وا حد من ھذه ا لا مة لا ن کو نه وا حدا منهم یحکم بشر یعة لا ینا فی بقا ء ه علی نبو ته و رسا لته ۔

اور امام خطابی نے معالم السنن میں حدیث ان عیسی یقتل الخنز یر کی شرح میں لکھا ہے:

فیه دلیل علی و جو ب قتل الخنا زیر...و ذ لك لا ن عیسی انما یقتل الخنز یر علی حکم شریعة نبینا ﷺ لا ن نزو له انما یکو ن آ خر الز ما ن و شریعة الاسلا م با قیة

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے:

لا ن عیسی انما یقتلها ای الخنا زیر علی حکم شرع ا لا سلا م

اور امام قرطبی نے کتا ب التذکرۃ میں لکھا ہے:

لا یجوز ان یتو هم ان عیسی ینز ل نبیا بشریعة متجددة غیر شر یعة نبینا محمد ﷺ بل اذا نز ل یکو ن یو مئذ من اتباع محمد ﷺ کما ا خبر ﷺ حیث قا ل لعمر لو کا ن موسی حیا ما وسعه ا لا اتباعی

اور حافظ جلال الدین السیوطی نے کتا ب ا لا علا م بحکم عیسی علیه السلا م میں لکھا ہے:

انه یحکم بشرع نبینا لا بشر عه کما نص علی ذ لك العلماء و ورد ت به ا لا حا دیث و انعقد علیه ا لا جماع

اور بھی کہا کہ امام سبکی وغیرہ ایک جماعت علماء کی کہے ہیں:

ان عیسی مع بقا ئه علی نبو ته معدود من امة النبی ﷺ و هو حی مو منا و مصدقا و کا ن اجتما عه به مرا ت فی غیر لیلة الاسراء

اور یہ بھی کہا:

قد ر أیت فی عبارة السبکی فی تصنیف له ما نصه انما یحکم عیسی بشر یعة نبینا ﷺ بالقر آ ن و السنة و حینئذ فیترجح ان ا خذه للسنة من النبی ﷺ بطر یق المشا فهة من غیر وا سطة و قد عده بعض المحد ثین فی جملة الصحا بة هو و الخضر و الیاس قا ل الذ هبی فی تخر یجه الصحا بة موتا

اور علامہ تفتازانی نے شرح المقاصد میں لکھا ہے:

فا ن قیل الیس عیسی حیا بعد نبینا رفع الی السما ء و سینزل الی الد نیا قلنا بلی و لکنه علی شر یعة نبینا اذ لا

يسعه ا لا اتبا عه على ما قا له عليه السلا م فى حق مو سى انه لو كا ن حيا لما وسعه ا لا اتبا عى فيصح انه خا تم ا لا نبياء بمعنى انه لا يبعث بعده نبى

اور شیخ شہاب الدین الاسدی نے الاقوا ل النا فعة فی حل فر یدة الجا معة میں لکھا ہے:

فلا نبى بعده يقينا للنص و ا لا جماع فحينئذ فعيسى ﷺ الوارد فى الحد يث نزو له آ خر ا لز ما ن بشر عنا الحمدى اى لا بشر عه

اور ملا جلال الدوانی نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے:

و اما نزو ل عيسى و مرا بعته لشر يعته (اى شر يعة محمد ﷺ) فهو مما يؤكد كو نه خا تم النبيين

اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے:

بتحقیق ثابت شدہ است باحادیث صحیحہ ان عیسی فرودمی آید از آسمان بزمین ومی باشد تابع دین محمد را ﷺ وحکم می کند بشریعت آنحضرت ﷺ

اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے

چوں درآخر زمان بقول رسول۔ کند از آسمان مسیح نزول۔ پیرو شرع دین او باشد۔ تابع اصل وفرع او باشد۔ دین ہمیں شرع و دین او داند۔ ہمہ کس را بدین او خواند

اور امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب نمبر ۲۰۹ جلد اول میں لکھا ہے

چوں حضرت عیسی نزول خواہد فرمود ومتابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود از مقام خود عروج فرمود بہ تبعیت بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید وتقویت دین او خواہد نمود

اور مکتوب ۲۴۹ میں امام ربانی نے لکھا ہے:

وپیغمبران اولوالعزم آروزی متابعت او (یعنی محمد ﷺ) می نمایند و لو كا ن موسى حيا فى زمنه ما وسعه ا لا اتبا عه وقصہ نزول روح اللہ و

متابعۃ حبیب اللہ معلومہ مشہورہ

اور بھی مکتوب ۶۲ جلد دوم میں امام ربانی نے لکھا ہے:

انبیاء فرستادہای حق اند بسوئے خلق تا ایشاں را بحق دعوت کنند تعالی واز ضلالت براہ ارند ہر کہ دعوت ایشان را قبول کند اورا بہ بہشت بشارت دہند وہر کہ انکار نماید بعذاب دوزخ تہدید کنند ہر چہ ایشان از حق تبلیغ نمودہ اند و اعلام فرمودہ اند ہمہ حق است وصدق کہ شائبہ تخلف ندارد و خاتم انبیاء محمد رسول اللہ ﷺ است و دین او ناسخ ادیان سابق است و کتاب او بہترین کتب ما تقدم است وشریعت اورا ناسخی نخواہد بود بلکہ تا قیام قیامت خواہد ماند وعیسی کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان است او خواہد بود

اور یہ بھی کہا:

وعلامات قیامت کہ مخبر صادق ازاں خبر دادہ است حق است واحتمال تخلف ندارد وطلوع آفتاب از جانب مغرب برخلاف عادت وظہور حضرت مہدی و نزول حضرت روح اللہ وخروج دجال وظہور یاجوج ماجوج وخروج دابۃ الارض، ودخانے کہ از آسمان پیدا شود تمام مردم را فرو گیرد، وعذاب درد ناک کند مردم از اضطراب گویندار ی پروردگار من ایں عذاب را از ما دورکن کہ ما ایمان می آریم وآخر علامات آتش است کہ از عدن خیزد و جماعہ از نادانی گمان کنند شخصی را کہ دعوی مہدویت نمودہ بود از اہل ہند مہدی موعود بودہ است پس بزعم اینان مہدی گذشتہ است وفوت شدہ ونشان می دہند کہ قبرش درقرہ است درا حادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنی رسیدہ اند تکذیب ایں طائفہ است چہ آنسرور ﷺ مہدی را علامات فرمودہ است کہ درحق آں شخص کہ معتقد ایشانست آن علامات مفقود اند درا حادیث نبوی آمدہ است کہ مہدی موعود بیرون آید و برسروی پارہ ابر بودن دراں ابر فرشتہ باشد کہ ندا کند کہ ایں شخص مہدی است اورا متابعت کنید وفرمودہ کہ تمام زمین را مالک شدند چاکس دوکس از موماناں ودوکس از کافراں ذوالقرنین و سلیمان از موماناں ونمرود و بخت نصر از کافراں مالک خواہد شد آن زمین را

شخص پنجم از اہل بیت من یعنی مہدی وفرمودہ ﷺ دنیا نرود تا آنکہ بعث کند خدا تعالی مردے را از اہل بیت من کہ نام او موافق نام من بود و نام پدر او موافق نام پدر من باشد پس پرسا زوزمین را بہ داد و عدل چنانچہ پر شدہ بودے جور وظلم و در حدیث آمدہ است کہ اصحاب کہف اعوان حضرت مہدی خواہند بود وحضرت عیسی درزمان وی نزول خواہد کرد و او موافقت خواہد کرد با حضرت عیسی درقتال دجال و درزمان ظہور سلطنت او در چہاردہم شہر رمضان کسوف شمس خواہد شد و در اول آن ماہ خسوف قمر برخلاف عادت زمان بر خلاف حساب منجمان بنظر انصاف باید دید کہ ایں علامات دراں شخص میت بودہ است یا نہ وعلامات دیگر بسیار است کہ مخبر صادق فرمودا ست شیخ ابن حجر رسالہ نوشتہ است در علامات مہدی منتظر کہ بدویسے علامات می کشد نہایت جہل است کہ باوجود وضوح امر مہدی موعود جمعی در ضلالت مانند۔ ھدا ھم الله سبحا نه سواء الصرا ط

اور مکتوب ۱۶ جلد ثالث میں امام ربانی مجدد الف ثانی نے لکھا ہے:

اول انبیاء حضرت آدم وآخر ایشاں وخاتم نبوت شان حضرت محمد ﷺ ...وبجمیع انبیاء ایمان باید آورد و ہمہ را معصوم وراست گو باید دانست عدم ایمان بہ یکے ازایں بزرگواران مستلزم عدم ایمان است بجمیع ایشان چہ کلمہ ایشان متفق است واصول دین شان واحد وحضرت عیسی کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ کسی زندیق نے جو کہا ہے: امام ربانی مجدد الف ثانی نے مصنوعی مسیح کے ثبوت پر پیش گوئی فرمائی ہے، یہ بات امام ربانی پر افتراء ہے۔ اور جو عبارت کہ امام ربانی کی طرف منسوب کی گئی ہے اس میں تحریف ہے۔ امام ربانی عقیدہ اہل سنت کے موافق وہی حضرت عیسیؑ کے آسمان پر سے اتر آنے کے قائل ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی۔

اور یہ بھی معلوم ہو کہ مخالفین عیسی کے مرجانے اور رفع مع الجسد والروح کے انکار پر معراج کی حدیث سے جو دلیل لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح کا رفع

مع الجسد والروح ہوتا تو کیوں حضرت مسیح فوت شدہ نبیوں کی جماعت میں معراج کی شب دیکھے جاتے اوران کی زندگی فوت شدہ نبیوں کی زندگی کے ہم رنگ ہوتی ، سو یہ استدلال باطل ہے کیونکہ علماء تصریح کر چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ معراج کی شب انبیاء کو جو دیکھے سو یا ان کے ارواح شکل لے کے آئے یا اللہ تعالی حضرت ﷺ کی تعظیم واسطے ان کے جسموں کو قبروں سے نکال کر آسمان پر لے گیا مگر عیسی کہ وہ اپنے جسم سے موجود تھے۔ علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے :

و قد اختلف فی رویۃ نبینا ﷺ لھؤلاء الانبیاء فحمله بعضھم علی رؤیۃ ارواحھم الا عیسی لما ثبت انه رفع بجسده

اور وہ شخص عیسی کے زندہ رہنے کا انکار کر کے جو لکھتا ہے (کہ اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت کے گذرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے اوراس کام کے ہر گز لائق نہ ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکیں) اس میں عیسی کے حق میں ایسے استخفاف و حقارت کے الفاظ جو ذکر کیا وہ بھی بالاجماع کفروارتداد ہے یہ زندیق جانتا نہیں کہ خدا تعالی انبیاء کو ایسی طاقت دی کہ اور بشر کو وہ میسر نہیں۔ اوران میں جن کی عمر دراز کیا، ان سے دینی کاموں میں کچھ فتور نہیں ہوا۔ جیسا آدم ونوح جن کی عمر ہزار سال کی ہوئی۔ پھر جب حضرت عیسی کو بے غذائی وغیرہ صفت ملکی عنایت ہوئی، تو ان پر ضعف و پیری کہاں سے آتی۔ دیکھو فرشتوں کو باوجود عمر دراز رہنے کے ضعف وفتور نہیں ہے۔ قاضی عیاض شفا میں اور ملاعلی القاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

او استخف ای احتقروا استھزاأ به او باحد من الانبیاء او ازری ای عاب علیھم ای جمیعھم او بعضھم او اذاھم او قتل نبیا او حاربه فھو کافر باجماع من علماء المسلمین اور ابن حجر مکی نے اعلام بقواطع الاسلام میں منجمله کفریات مین لکھا ھے او قال استخفافاً النبی طویل الاظفار خلق الثیاب جائع البطن۔

اور جو دعوی کرتا ہے کہ مسیح موعود آپ ہی ہوں اور کہتا ہے (کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا وہ لوگ ہر خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں) وہ بھی کفر ہے کیونکہ

اس کا مسیح موعود ہونا مان لینے میں عیسی کے نزول کا انکار ہے وہ کفر ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اس جھوٹے مدعی کو نبی تصور کرنا ہے وہ بھی کفر ہے۔ تمہید ابی شکور میں ہے:

من انکر نبیا فا نه یکفر و لو اقر لا حد با لنبوة و هم لم یکن نبیاً فا نه یکفر ایضاً

اور جو نبوت و وحی کا دعوی کرتا ہے وہ بھی کفر وارتداد ہے۔

تمہید ابی شکور میں لکھا ہے:

و من ا د عی النبوة فی زما ننا یصیر کا فرا و من طلب منه المعجزة فانه یصیر کا فرا لا نه شك فی النص فیجیب الاعتقاد بانه ما کا نت لا حد شر کة فی النبوة مع محمد ﷺ

اور ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

من اعتقد و حیا من بعد محمد ﷺ کا ن کا فرا باجماع المسلمین

اور علامہ قسطلانی نے موا ھب ا للد نیه میں لکھا ہے:

وقد ا خبر الله تعا لی فی کتا به و رسو له فی السنة المتوا ترة عنه انه لا نبی بعده لیعلموا ان کل من اد عی هذا المقام بعده فهو کذا ب افا ك د جا ل ضا ل مضل و لو تخرق و شعبد واتی با نوا ع السحر و الطلا سم و النیر نجیا ت فکلها محا ل و ضلا لة عند او لی ا لا لبا ب و لا یقد ح فی هذا نزو ل عیسی لانه اذا نز ل کا ن علی دین نبینا ﷺ و منهاجه مع ان المراد انه آ کر من نبی قا ل ابن حبا ن من ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع او الی ان الو لی افضل من النبی فهو زند یق یجب قتله و الله اعلم

اور علامہ شمس الدین الکسا ری نے شرح عمدۃ العقا ئد میں لکھا ہے:

ثبت با لد لیل انختا م الرسا لة علیه الصلوة و السلا م و انسداد با بها بعده فلو اد عی ا حد بعده انه نبی لا یطا لب

بالبر ھا ن بل یردد دعواہ با ول الرحلة ا لا اذا ار ید بمطا لبة البر ھا ن ا ظھار عجز ہ اذ من المعلوم انه لا یتمکن من اقا مة الد لیل فینتھك سترہ و یفتضح فی دعواہ

اور آ یہ و مبشرا برسو ل یا تی من بعدی اسمه ا حمد کا اپنے طرف ہی اشارہ ہونے کا اور آپ اس کا مصداق ہونے کا جو دعوی کرتا ہے، وہ بھی کفر و ارتداد ہے۔ کیونکہ یہ آیت بالا جماع محمد ﷺ کی شان میں نازل ہے۔ جو عیسی بشارت دیئے کہ اپنے بعد ایک رسول آویں گے نام احمد ﷺ اور سرور عالم ﷺ کے اسمائے مبارک میں احمد دوسرا نام ہے جو اہل سماوات کے نزدیک اس ہی نام سے مشہور ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب ۹۴ جلد ثالث میں لکھا ہے:

واحمد اسم دوم آنسرور است کہ در اہل سماوات بآن اسم معروف است چنانچہ گفتہ اند اینجا تواند بود کہ حضرت عیسی کہ از اہل سماوات گشتہ است بشارت قدوم آنسرور را باسم احمد دادہ است

جب کسی زندیق نے اس کو اپنے طرف اشارہ کر کے کہا تو محمد ﷺ کی صفت کو جو بالا جماع ثابت ہے جھٹلا یا وہ کفر ہے ابن حجر مکی نے کتاب الزواجر میں لکھا ہے:

ان کل صفة اجمعوا علی ثبو تھا له ﷺ یکو ن انکار ھا کفراً

اور خود رسول ہونے کا دعوی ہوا، وہ بھی کفر ہے جیسا کہ سابق گذرا۔

اور نص قرآن کو جو یقیناً ظاہر پر محمول ہے پھیرا، یہ بھی کفر ہے۔

شرح عقیدہ یافعی میں ہے:

و قد نص العلماء علی تکفیر کل من دا فع نص الکتا ب... او حد یثاً مجمعا علی نقله مقطو عا به مجمعا علی جاء علی ظاھرہ

اور تمہید ابی شکور میں ہے:

و ا لا صل فی ھذا ان من تکلم بکلمة او اعتقد بشیء یکو ن خلا ف النص او ما یقوم مقا م النص کا لسنة الظا ھرة الثا بتة و اجماع ا لا مة فا نه یو جب الکفر۔

اور آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون کو اپنے ہی زمانہ سے متعلق ہونے کا دعوی جو کرتا ہے، وہ بھی کفر وارتداد ہے۔ کیونکہ یہ آیت بالاجماع ہمارے نبی کریم ﷺ کے وصف میں نازل ہوئی۔ اس کے معنی یہ ہے کہ اسی نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تا اس کو غالب کرے ہر دین پر اور اگرچہ برا مانیں مشرک۔

علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

و هذه الآیة مشتملة علی کل وصف جمیل له۔

ہاں اختلاف اس میں کرتے ہیں کہ ظہور سے کیا مراد ہے۔ سو اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ظہور سے مراد رسول اللہ ﷺ کو نصرت و غلبہ دینا۔ اور بعضوں نے کہا ظہور سے مراد سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہنا، اور وہ عیسی کے نزول کے وقت ہوگا۔

تفسیر ابن عطیہ میں ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی الآیة تعظیم لامره ﷺ و اعلام بانّه یظهره علی جمیع الادیان و رأی بعضهم ان لفظ یظهر و یقتضی محو غیره به فقال هذا الخبر یظهر للوجود عند نزول عیسی فانه لا یبقی فی وقته دین غیر الاسلام۔

پھر جو بے دین کہ اس کو اپنے ہی زمانہ سے متعلق ہونے کا دعوی کرتا ہے اس سے ایک صورت ان دو سے نظر نہ آتی ہے۔ یا نبی کریم ﷺ کی صفت کو جھٹلانا یا خود مسیح موعود ہونا دونوں کفر ہیں۔

امّا نبی کریم ﷺ کا معراج جسم مبارک کے ساتھ ہونے کا انکار کرکے جو کہتا ہے (کہ اعلی درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں خود صاحب تجربہ ہوں)، وہ بھی کفر ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ کا معراج جسم مبارک اور روح شریف کے ساتھ سماوات کے اوپر الی ما شاء اللہ ہونا، اور وہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت سے ہونا، اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اس کا انکار کرکے وہ کشفی ہونا اور اپنے کو بھی تجربہ ہے یعنی وہ ہوتا ہے کر کے قائل ہونا کفر و ارتداد ہے۔ علماء اگرچہ سماوات پر تشریف لے جانے کے منکر کو مبتدع اور

ضال ومضل کہتے ہیں اور اس کے کفر میں اختلاف کئے ہیں لیکن بیت المقدس تک تشریف لے جانے کے منکر کی تکفیر میں اتفاق کئے ہیں قاضی عیاض شفا میں اور ملا علی القاری اس کی شرح میں لکھے ہیں:

و الحق من هذا و الصحیح ان شاء الله تعالی استثناء للتبرك بمنزلة و الله تعالی اعلم انه اسراء بالجسد و الروح فی القصه کلها و علیه ای و علی هذا تدل الآیة و صحیح الاخبار ای مجموعها علی جمیعها غایة ان دلالة الآیة علی الاسراء من المسجد الحرام اله المسجد الاقصی نص قاطع یکون جاحده کافرا او منافقا و دلالة الاحادیث علی اسرائه الی السماء و سدرة المنتهی و مقام قاب قوسین او ادنی ظنیة منکر و یکون مبتدعا فاسقا

اور علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

و المعراج لرسول الله ﷺ فی الیقظة بشخصه الی السماء ثم الی ما شاء الله تعالی من العلی حق ای ثابت بالخبر المشهور حتی ان منکره یکون مبتدعا۔

اور فتاوی حمادیہ میں لکھا ہے:

و کل ما ثبت بالخبر الواحد و اتفق الفقهاء علی صحة ذالك و اجتمع علی قبوله من غیر تاویل فانه یکون من شرائط الایمان کعذاب القبر و الصراط و المیزان و الشفاعة و المعراج الی السماء و مثل هذا بالخبر الواحد و لکن الفقهاء و الصحابة اتفقت علی صحة ذلك و قبولها فحل محل الاجماع فانه یوجب الایمان به ثم من انکر ذلك هل یصیر کافراً ام لا قال بعضهم یصیر کافرا و قال بعضهم لا یصیر کافرا۔

اور علامہ قسطلانی نے مواهب اللدنیة میں لکھا ہے:

و بالجملة حدیث الاسراء اجمع علیه المسلمون و اعرض

عنه الز نا دقة الملحدو ن یر یدو ن لیطفؤا نور الله با فوا ههم
و الله متم نو ره و لو کر ہ الکا فرو ن

اور ابن حجر مکی نے منح الما لکیه شر ح الهمز یه میں لکھا ہے

و قصة ا لا سراء و المعرا ج من اشهر المعجزا ت و ا ظهر البراهین و البینا ت و من ثم قا ل بعض المفسرین انها افضل من لیلة القدر لکن بالنسبة له ﷺ لا نه او تی فیها ما لا یحیط به ا لحد و لذا کا ن ا لا سرا ء با لجسم فی الیقظة من خصائص نبینا محمد ﷺ

وہ جو حضرت عا ئشہؓ سے روا یت کر تے ہیں کہ ما فقد جسد رسو ل الله ﷺ سو علماء کہتے ہیں کہ وہ حد یث ثا بت نہیں بلکہ حضرت عا ئشہ کا مذ ہب موا فق جمہور کے تھا کہ معراج روح اور جسم شریف کے سا تھ تھا۔

قاضی عیاض شفا میں اور ملا علی القا ری اس کی شرح میں لکھے ہیں:

و هو د لیل قو ل عا ئشة ای مذ هب المختا ر لها

اور یہ بھی لکھے ہیں:

و ایضاً فلیس حد یث عا ئشة ای ما فقدت جسده با لثا بت ای عند آ ئمة الحد یث لقا د ح فی سنده عنها۔

درصورت ثبوت اس میں معراج روح مع الجسد کا انکار نہیں۔علا مہ تفتا زا نی شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

و المعنی ما فقد جسده عن الرو ح بل کا ن مع رو حه و کا ن المعرا ج للرو ح و الجسد جمیعاً۔

اور یہ بھی معلوم کر یں کہ ہمارے نبی کر یم ﷺ کا جسم مبا رک اللہ تعا لی کے نور سے بنا تھا اللہ تعا لی اس کو کثا ئف جسما نیہ سے پا ک کر کے خا لص نور کیا تھا اس لئے آپ جب دھوپ یا چا ندنی میں گزر تے تو سا یہ نہیں پڑ تا تھا سو ایسے منور مقدس جسم کو یہ زندیق نے کثیف کے لفظ سے تعبیر کیا ہے سو معا ذ اللہ کیسی قساوت قلبی ہے ابن حجر مکی نے شر ح الهمز یة میں لکھا :

انّہ ﷺ کان ا ذا مشی فی الشّمس او القمر لا یظھر له ظل لا نه لا یظھر ا لا للکثیف و ھو ﷺ قد خلصه الله من سا ئر الکثا ئف الجسما نیة و صبره نو راً صر فا لا یظھر له ظل ا صلاً خر قا للعا د ة کما خر قت له فی شق صدره و قلبه مرا را و لم یتالم بذ لك

اور وہ جو کہتا ہے (کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بے جا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح و راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھنا خدا تعالی نے اپنے سپرد کیا ہے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ آپ جو کفریات شریعت غرا کے مخالف بکتا ہے اس کو خدا تعالی اپنے سپرد کیا ہے کر کے اللہ تعالی پر افتراء کرتا ہے وہ کفر ہے قا ل الله تعا لی و من ا ظلم ممن افتری علی الله کذ با

اور خطیب شربینی نے تفسیر سراج المنیر میں لکھا ہے:

قا ل العلماء و قد د خل فی حکم ھذه ا لآ یة کل من افتری علی کذ با فی ذ لك الز ما ن و بعده

اور ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

کل حقیقة رد تھا الشر یعة زند قة

اور زواجر میں لکھتا ہے:

و لا ریب ان تعمد الکذ ب علی الله و رسو له فی تحلیل حرا م او تحریم حلا ل کفر محض ۔

اور آپ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور دوسرے انبیاء کا مثیل ہونے کا جو دعوی کرتا ہے وہ بھی کفر ہے کیونکہ جمیع وجوہ سے مساوی رہنے والے کو مثیل کہتے ہیں تحفة المرید میں لکھا ہے:

ا لشبه و الشبیه بمعنی کالحب و الحبیب و ذ لك المعنی ھو المساوی فی ا غلب الو جو ہ و النظیر ھو المسا وی و لو فی بعض الو جو ہ و المثیل ھو المساوی فی جمیع الو جو ہ

پھر جب آپ مثیل ہوں کر کے کہا تو بجمیع وجوہ سرور عالم ﷺ اور دوسرے

انبیاء کا مساوی ہونے کا ادعا ہوا وہ کفر و ردّت ہے۔ غاية تلخيص المراد من فتاوی ابن زیاد میں لکھا ہے:

ر جل قا ل فی حلفه و ر أس علی بن عمر الشا ز لی الذی ما مثله ا لا النبی ﷺ ا جر يت عليه ا حكام الر دة فليستتا ب فان تا ب و ا لا قتل بر د ته لفعله هذا الشنيع من تشبيه سيد الكو نين ﷺ بغيره كيف و قد قا ل فی الشفا گی ابی نواس انه كفر او قا ر ب بتشبيه محمد ا لا مين با لنبی ﷺ و هذا اعظم منه۔ انتهی

اور مخا لفو ں نے جواز مثیل پر حد یث علماء امّتی کا نبیاء بنی اسرائیل سے جو استدلا ل لیا ہے سو وہ باطل ہے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اصل نہیں۔ ملا علی القاری نے رسالہ موضوعات میں لکھا ہے:

قا ل الد مير ی و العسقلا نی و الز ر كشی لا ا صل له

بتقد یر ثبوت اس میں کا ف تشبیہ لا کے علماء کی فضیلت بیان فرمائے اس سے یہ لازم نہیں آ تا کہ کوئی شخص اپنے کو مثیل انبیاء قرار دیوے۔

اور وہ جو کہتا ہے (کہ حضرت مسیح اور خود کے دل میں جو قوی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنے طرف کھینچ لیا ہے ان دونوں محبتو ں کے ملنے سے تیسری چیز پیدا ہوئی جس کا نام روح القدس ہے اس کو بطور استعارہ کے ان دونوں محبتو ں کا بیٹا کہنا چاہیے اور یہ پاک تثلیث ہے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالی کی توحید اور ابطال تثلیث پر عقاید اسلام کی بنا ہے پھر یہ شخص اپنی اور خدا کی محبت کے ملنے سے روح القدس پیدا ہوا اس کو بطور استعارہ ان دونو ں محبتو ں کا بیٹا اور یہ پاک تثلیث ہے کر کے تثلیث کا جو زعم کرتا ہے سو وہ کفر ہے۔

اور وہ جو کہتا ہے (کہ مسیح کا اور اپنا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں یعنی ابن اللہ کہہ سکتے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالی قرآن شریف میں نصاری مسیح کو اور یہود عزیر کو ابن اللہ کہنے پر ان کی سخت مذمت کیا اور ان پر لعنت کیا اور متعدد مقاموں میں ابنیت سے اپنی ذات کو تنزیہ کیا پھر حقیقی طور پر ہو یا مجازاً و استعارۃً اس کی ذات سے ابنیت کی نسبت لگانا شرعاً کفر ٹھہرا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

و قا لت اليهود عزير ابن الله و قا لت النصا رى المسيح ابن الله ذ لك قو لهم با فوا ههم يضا هئون قو ل الذين كفروا من قبل قاتلهم الله انى يؤفكو ن ۔(التوبۃ:۳۰)

(یعنی کہا یہود نے عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاری نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے مشابہ ہوتے ہیں بات سے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے پہلے اس سے ماریو اون کو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں)۔

اور اللہ تعالی یہ بھی فرماتا ہے:

و قا لوا اتّخذ الر حمن و لداً ۔لقد جئتم شيئا ادّا۔ تكا د السماوات يتفطر ن منه و تنشقّ ا لا ر ض و تخرّ الجبا ل هدّا۔ ان دعوا للر حمن و لدا۔ و ما ينبغى للرّ حمن ان يتّخذ ولدا

(مریم:۸۸۔۹۲) اور کہا انہوں نے پکڑی ہے اللہ نے اولاد البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری یعنی بھاری گناہ نزدیک ہیں آسمان کہ پھٹ جاویں اس سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعوی کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا اور نہیں لائق واسطے رحمان کے یہ کہ پکڑے اولاد)

اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

و اعلم ان السبب فى هذه ا لضلا لة ان ار با ب الشرا ئع المتقد مة كا نوا يطلقو ن ا لاب على الله تعا لى با عتبار انه السبب ا لا و ل حتى قا لوا ان ا لا ب هو الر ب ا لا صغر و الله سبحا نه تعا لى هو الر ب ا لا كبر ثم ظننت الجهلة منهم ان المراد به معنى الولا دة فا عتقدوا ذ لك تقليداً و لذا لك كفر قائله و منع منه مطلقاً جسما لما دة الضا د (الفساد)

اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے:

قو له و منع منه مطلقاً اى سواء قصد منه معنى مجا زياً او معنى حقيقياً

اور علامہ شیخ زادہ نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے:

و اذا ثبت هذا فنقو ل اذا لم یجز حقیقة الو لا د ة فلا یجو ز التسمیة بطر یق المجاز لا ن ا لا طلاق علی سبیل التجوز انما یصح اذا کا ن ا لا طلاق علی سبیل الحقیقة متصور ا لان الاطلاق المجازی هو التشبیه بحذ ف اداة التشبیه و التشبیه انما یتصور اذا کا ن المشبه به متصورا و اذا لم یتصور ان یکو ن له تعا لی و لد حقیقة لا یجو ز التسمیة بطریق المجاز۔

اور خطیب شربینی نے سرا ج المنیر میں لکھا ہے:

و ما ینبغی ان یتخذ و لدا ای ما یلیق به اتخا ذ الو لد لا ن ذلك محا ل اما الولا د ة المعرو فة فلا مقا لة فی امتنا عها و اما التنبی فا ن الو لد لا بد و ان یکو ن شبیها بالوا لد و لا شبیه لله تعا لی لا ن اتخا ذ الو لد انما یکو ن لا غرا ض اما من سرور او استعا نة او ذ کر جمیل و کل ز لك لا یصح فی حق الله تعا لی۔

اور وہ جو قرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے برخلاف اپنی رائے سے کرتا ہے اور صحابہ و تابعین سے اس کی جو تفسیر وارد ہوئی ہے اس کو سراسر غلط ہے کر کے کہتا ہے، وہ بھی کفر ہے۔ کیونکہ قرآن کی تفسیر نبی کریم ﷺ اور صحابہ وتابعین سے جو منقول ہے اسی کو اختیار کرنا واجب ہے۔ شیخ جلال الدین السیوطی نے اتقان میں لکھا ہے:

یجب ان یکو ن اعتما ده علی النقل عن النبی ﷺ و عن اصحا به او من عا صرهم

پھر جب اس کو سراسر غلط ہے کر کے اپنی رائے سے تفسیر کیا تو نص قرآن کا جو معنی ہے اس کو پھیرا وہ کفر ہے۔ قاضی عیاض شفا میں اور ملا علی القاری اس کی شرح میں لکھے ہیں:

و کذ لك وقع ا لا جماع علی تکفیر کل من دا فع نص الکتا ب

القديم و حمله علی خلاف ما ورد به معنی القويم

اور وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ جبریل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر نہایت روشن نیر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کی عکس سے تصویر ان کے دل میں منقوش ہو جاتی ہے) یہ بھی کفر ہے امام عبداللہ النسفی نے عمدۃ العقاید میں لکھا ہے:

و لو جا ز استبعا د صعود النبی لجا ز استبعا د نزو ل الملك و هو يووی الی النبوة

اور علامہ شمس الدین الکساری نے اس کی شرح میں لکھا ہے:

هذا اشارة الی فساد د ليل من ذهب الی انه ای المعرا ج فی المنا م تقريره ان محمدا ﷺ من جنس البشر لقو له تعا لی قل انما انا بشر مثلكم و من هو من جنس البشر يمتنع صعوده الی السما ء لا نا نعلم بالضرورة ان الجسم يمتنع صعوده الی الهواء العا لی

و الجوا ب انه لو صح استبعاد صعود شخص من البشر الی الهوا الوا لی لصح استبعا د نزو ل الجسم الهوا ئی الی ا لارض لكن الثا نی با طل لا نه يووی الی انكار نزو ل الملك و هو كفر لا تفاق ا لا نبياء و الر سل عليهم السلام عليه و بدا هة امتنا ع الصعود ممنوعة بل هو ممكن و الله تعا لی قا در علی جميع الممكنا ت فكا نت الشبهة زا يلة

اور علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

رو ية عليه الصلوة و السلا م لجبر ئيل هی ا صل ا لا يما ن لا يتم ا لا يما ن ا لا با عتقا د ها و من انكر ها كفر قطعاً

اور وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ وہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے اور وہ نبی یا اس کے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایک ہزار مہینے کے بعد آتا ہے) یہ بھی کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی جو فرماتا ہے:

لیلة القدر خیر من الف شهر(القدر:۳) یعنی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینہ سے۔

سو اس سے مراد رات ہے کر کے احادیث متواترہ اور اجماع سے ثابت ہو چکا پھر اس کا انکار کر کے نص قرآن کو اسکے ظاہر معنی سے بغیر دلیل قطعی کے پھیرا وہ کفر ہے۔قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے:

فا نه اذا جوز علی جمیع ا لا مة الو هم و الغلط فیما نقلو ه من ذلك و اجمعوا انه قو ل الر سو ل علیه الصلوة و السلا م و فعله و تفسیر مراد الله به ا د خل ا لا سترا بة فی جمیع الشریعة اذ هم النا قلو ن لها و للقر آ ن و انحلت عری؟ الدین کرة و من قال هذا کا فر

اور علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں لکھا ہے:

و النصو ص من الکتا ب و السنة تحمل علی ظوا هر ها ما لم یصرف عنها دلیل قطعی کما فی ا لآ یا ت التی تشعر ظواهرها با لجهة و الجسمیة و نحو ذ لك و العدو ل عنها ای عن الظوا هر الی معا ن تد عیها اهل البا طن و هم الملا حدة و سموا بالبا طنیة لا دعا ئهم ان النصو ص لیست علی ظوا هر ها بل لها معا ن با طنة لا یرفها ا لا المعلم و قصد هم بذ لك نفی الشر یعة با لکیة الحا د ای میل و عدو ل عن ا لا سلا م و وانسا ل و الصاق بکفر لکو نه تکذ یباً للنبی ﷺ فیما علم مجیئه بالضرورة

امّا انبیاء علیهم السلا م کے معجزوں کا جو انکار کرتا ہے اور ان کو مسمر یزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آنے کا دعوی کرتا ہے اور عیسی کے معجزات کو جو قرآن شریف میں واقع ہیں ان کا انکار کرتا ہے اور اس کو مشرکانہ خیال کہتا ہے اور ان کو مسمر یزم کے طریق پر ہونے کا قائل ہے وہ بھی کفر ہے۔علامہ شروانی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

ان من کفر بر سو ل وا حد و بمعجزۃ وا حدۃ فا نہ لا یمکنہ الا یما ن با حد من الر سل البتہ

اور وہ جو کہتا ہے (کہ اگر آپ اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان اعجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا) یہ بھی کفر ہے کیونکہ یہ مرتد باوجود اس قساوت قلبی کے اس عمل مسمریزم کو آپ مکروہ جانتا ہے اور اس کو عیسی علیہ السلام کی طرف نسبت کیا جو یقیناً کفر ہے۔ اس کے سوائے ان اعجوبہ نمائیوں میں عیسی سے کم نہ رہتا، کر کے جو کہتا ہے اس سے حضرت عیسی سے مساوات یا تفوق ہونے کا دعوی ہوا، وہ بھی کفر ہے۔ اور باتفاق فقہاء کسی ولی کو بھی نبی کے رتبہ کو پہنچا کر اعتقاد کرنا کفر ہے۔ چہ جائے کہ یہ زندیق آپ حضرت عیسی سے مساوی ہونے کا یا فائق ہونے کا دعوی کرے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے:

فا لنبی ا فضل من الو لی و ھو امر مقطوع بہ عقلا و نقلا و الصا ئر الی خلا فہ کا فر لا نہ مر معلوم من الشرع بالضرورۃ

اور ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

ان من اعتقد ان الو لی یبلغ مر تبہ النبی فقد کفر

امّا عیسی کا باپ یوسف نجار ہونے کا جو زعم کرتا ہے وہ بھی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالی بغیر باپ کے حضرت عیسی کو پیدا کیا سو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ پھر یہ شخص جب حضرت عیسی کا باپ یوسف نجار ہونے کا زعم کیا، سو قرآن مجید کی تکذیب کیا وہ کفر و ردت ہے کما مرّ

اور وہ جو عیسی علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے جو احادیث صحیحہ وارد ہوئے ہیں، سو اس سے مراد قتل کرنے کا حکم کرنا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے:

و یقتل الخنز یر اے یا مر باعدا مہ مبا لغۃ فی تحریھم اکلہ و فیہ تو بیخ عظیم للنصاری الذین ید عو ن انھم علی طر یقۃ عیسی ثم یستحلو ن اکل الخنز یر و یبا لغو ن فی محبتہ ۔

پھر اس سے یہ زندیق ایک غلط معنی کر کے جو زعم کرتا ہے کہ آپ کہا سو معنی

مراد نہ ہوتو اس کا حقیقی معنی شکار کھیلتے پھرنا ہوگا پھر اس پر استہزاء کرتا ہے سو شریعت کا استہزاء ہے وہ کفر ہے علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی میں لکھا ہے:

والا ستہزاء علی الشر یعة کفر لان ذ لك من اما را ت التکذ یب

امّا وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات میں کون سی بی بی کا پہلے انتقال ہوگا سو جو پیش گوئی فرمائی تھی اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت کو بھی معلوم نہ تھی) سو یہ بھی کفر ہے۔ پہلے ہم عوام کی اطلاع کے لئے وہ حدیث دکھلا کے بعد اس کا حکم لکھتے ہیں۔ معلوم کریں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کو فرمائے تمہارے میں جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ میرے سے اول ملے گی۔ نبی ﷺ کی وفات ہوئی بعد سب بی بیاں اپنے ہاتھ ماپ کر دیکھے تو بی بی سودہؓ کے ہاتھ سب سے دراز تھے جب زینبؓ کی وفات ہوئی تو سمجھے ہاتھ دراز ہونے سے مراد سخاوت تھی کہ زینبؓ بڑے ہاتھ کی بی بی تھی صدقہ بہت دیا کرتی تھی۔ انتہی

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کو اس پیش گوئی کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی کر کے مفہوم نہیں ہوتا بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہراتؓ نے ہاتھ بڑا رہنے سے اس کی ظاہری معنی مراد ہے کر کے ابتداء سمجھے پھر جب بی بی زینبؓ کی وفات ہوئی تب معلوم کرے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ بڑا رہنے سے اسکے مجازی معنی ارادہ فرمائے۔ شیخ جلال الدین السیوطی نے زہر الربی میں لکھا ہے:

قا ل القر طبی معنا ہ فھمنا ابتداء ظا ھر ہ فلما ما تت زینب علمنا انه لم یر د با لید العضو و با لطو ل طو لھا بل ارا د العطا ء و کثر تھا فا لید ھنا استعا ر ۃ للصدقة و الطو ل تر شیح لھا۔

اور یہ اعتقاد رکھنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو علوم اولین و آخرین اور علم ما کا ن و ما یکو ن کا عطا فرمایا تھا۔ اور آئندہ جو جو واقعات ہونے والے ہیں ان سب کی وحی کر چکا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ جو کچھ فرماتے تھے سو وہ بے قصد کے بغیر جاننے کے آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکل جاتا تھا، بلکہ جو کچھ فرماتے تھے سو وہ حقیقت الحق سے تھا۔ شیخ جلال الدین السیوطی نے مصبا ح الز جا جة حا شیه

سنن ابن ما جۃ میں لکھا ہے:

فا نّہ صلی اللہ علیہ و سلم او حی الیہ بجمیع ما یحد ث بعدہ مما لم یکن فی زمنہ

اور ابن حجر مکی نے شر ح الھمز یہ میں لکھا ہے:

وسع علمہ ﷺ علوم ا لا ولین ا لا نس و الملا ئکۃ و الجن لان اللہ تعا لی ا طلعہ علی العا لم فعلم علم ا لا ولین و الآ خرین ما کا ن و ما یکو ن کما مر و حسبک فی ذلک القر آ ن الذی او تیہ ﷺ و مثلہ معہ کما صح عنہ و قد قا ل تعا لی ما فر طنا فی الکتا ب من شیء و یلز م من ا حا طتہ ﷺ بالعلوم القر آ نیۃ و مثلھا الذی او تیہ ایضاً انہ ﷺ ا حا ط بعلوم الاولین و الآ خر ین و ان علو مھم مند ر جۃ و منغمرۃ فی علومہ ﷺ

اور علا مہ زرقانی نے شرح موا ھب ا للد نیہ میں لکھا ہے:

قا ل ا لاما م الغزا لی لا یظن ان تقدیر النبی ﷺ یجر ی علی لسا نہ کیف اتفق بل لا ینطق ا لا بحقیقۃ الحق

پھر جو شخص کہ اس مذکور پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی کر کے نبی کریم ﷺ کی طرف بے علمی کی نسبت کرتا ہے وہ کا فر ہے۔ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

و لا شک ان من اعتقد ان ابن سر یج اوا جل منہ علم علما حقا و جھلہ النبی ﷺ کا ن کا فرا مھد ر الد م لا نہ مر تد عن الاسلا م

امّا وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گو ئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں اور امور اخبار یہ کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ نبی کو غلطی کی طرف نسبت کرنا اور انبیاء سے پیش گوئی میں غلطی ہو جاتی ہے کر کے اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ شرح عقیدہ یافعی میں ہے:

و كذا يكفر من دا ن بالوحدا نية و صحة النبوة و نبو ة نبينا محمد ﷺ و لكن جوز على ا لا نبياء الكذ ب فيما اتوا به ادعى فى ذ لك المصلحة بز عمهم او لم يد عها

اور امام علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف السنوسی نے اپنے عقیدہ میں فرمایا ہے:

اما الر سل عليهم الصلوة و السلا م فيجب فى حقهم الصدق و ا لا ما نة و تبليغ ما امروا با بلا غه للخلق و يستحيل فى حقهم ا ضداد هذه الصفا ت و هى الكذ ب و الخيا نة بفعل شىء ما نهى عنى نهى تحريم او كرا هة ـ

اور یہ بھی کہا:

فلا ير تا ب فى صدقهم عليهم السلا م ا لا من طبع الله على قلبه و العيا ذ با لله تعا لى

امّا وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ جب کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ اس میں انبیاء سے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں امکان غلطی ہے کر کے جو اعتقاد رکھا وہ کفر ہے اس کے سوائے امت کی تضلیل کیا وہ بھی کفر ہے۔ شرح عقیدہ یافعی میں ہے:

و كذ لك نقطع بتكفير كل قا يل قا ل قو لا يتو صل به الى تضليل ا لا مة

اور ابن حجر مکی نے اعلام میں لکھا ہے:

ان كل ما فيه تضليل ا لا مة يكو ن كفرا۔

امّا انبیاء اور رسولوں کے وحی میں شیطانی دخل ہو جانے کا دعوی کر کے جو کہتا ہے (کہ چار سو نبی جھوٹے نکلے اور دراصل وہ ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا) یہ بھی کفر ہے کیونکہ شیطان فرشتہ کی صورت میں آ کے نبیوں کو دھوکا دینا صحیح نہیں پھر ویسا اعتقاد رکھا اس کے سوائے انبیاء کو جھوٹے نکلے کر کے اعتقاد کیا وہ کفر ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اور علامہ قسطلانی نے مذاہب اللدنیہ میں لکھا ہے:

و کذ لك لا یصح ان یتصور له الشیطا ن فی صورة الملك و یلبس علیها لا فی او ل الرسا لة و لا بعد ها بل لا یشك النبی ان ما یا تیه من الله هو الملك و رسو له حقیقة اما بعلم ضروری یخلقه الله او ببر ها ن یظهر لد یه

امّا وہ جو قادیانی کہتا ہے (کہ یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انز لنا ہ قریبا من القا دیا ن اور واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں ہے) یہ بھی کفر ہے کیونکہ قرآن شریف میں لفظ قادیان جو موجود نہیں ہے سو اس کو (ہے) کر کے اعتقاد رکھا جو لفظ قرآن شریف میں بالاجماع نہیں ہے اس کو (ہے) کر کے اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے :

قد اجمع المسلمو ن ان القر آ ن المتلو فی جمیع اقطار ا لارض المکتو ب فی المصا حف با یدی المسلمین مما جمعه الد فتا ن من اول الحمد لله رب العا لمین الی آ خر قل اعو ذ بر ب الناس انه کلام الله و و حیه المنز ل علی نبیه محمد ﷺ و ان جمیع ما فیه حق و ان من نقص منه حر فا فا صدا؟ لذ لك او بدله بحر ف آ خر مکا نه او زا د فیه حر فا مما لم یشتمل علیه المصحف الذی وقع علیه ا لا جماع و ا جمع علی انه لیس من القر آ ن عامدا لکل هذا انه کا فر۔

اب ہم اہل اسلام کو معلوم کراتے ہیں کہ جو شخص کہ ایسے دعوے کرتا ہے سو وہ نہ نبی ہے کیونکہ نبوت ہمارے نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو چکی اور نہ مسیح موعود ہے کیونکہ مسیح موعود، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی تھی اور اب آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہو کے شریعت مصطفوی ﷺ پر حکم فرماویں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور نہ کوئی اولیاء اللہ سے ہے کیونکہ اولیاء اللہ اس قسم کے شیطانی دعوے نہیں کرتے جس سے شریعت مصطفوی ہدم ہو اگرچہ منصور حلاج وغیرہ بعض اولیاء اللہ سے مثل انا الحق وغیرہ کلمے صادر ہوئے سو اس پر انہوں نے کسی کو دعوت نہیں کیئے بلکہ وہ بے خودی میں ہوتا تھا جو

شہود حق تعالی ان پر غالب ہو کے اپنے سے غائب ہو جاتے تھے اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکل آتے تھے اور وے اقوال قابل تاویل رہتے تھے اس لئے محققین ان کو معذور رکھے ہیں بلکہ یہ شخص جو کفریات کا زعم کرتا ہے سو اس کے اقوال کسی قسم سے تاویل پذیر نہیں پھر وہ متعدد وجوہ سے شرع شریف کے رو سے مرتد و زندیق و کافر ہے اور بمصداق ہمارے نبی کریم محمد ﷺ کی پیشین گوئی کے کہ لا تقوم الساعة حتی تخرج ثلاثون دجالا کلهم یزعم انه رسول الله (یعنی قائم نہ ہوگی قیامت جب تک کہ تیس دجال ظاہر نہ ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے یہ زعم کرے گا کہ آپ اللہ کا رسول ہوں) ان دجالوں میں سے ایک دجال ہے پھر جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر و مرتد ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اوس کی عورت حرام ہوتی ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو وطی کرے گا وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد کہ پیدا ہوتے ہیں وہ ولد الزنا ہوں گے:

قال فی التنویر و الکنز و ارتداد احدهما فسخ فی الحال.

اور بزازیہ میں ہے

و لو ارتدوا العیاذ بالله تحرم امرأته و یجدد النکاح بعد اسلامه و المولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمة الکفر ولد زنا.

اور مفتاح السعادت میں ہے

و یکون وطیه مع امرأته زنا و الولد المتولد منهما فی هذه الحالة ولد الزناء و ان اتی بکلمتی الشهادة بطریق العادة

اور مرتد بغیر توبہ کے مر گیا تو اس نماز جنازہ نہیں پڑھنا اور اس کو مقابر اہل اسلام میں دفن نہیں کرنا بلکہ بغیر غسل و کفن کے کتے کے مانند گڑے میں ڈال دینا۔

اشباہ والنظائر میں ہے

و اذا مات او قتل علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین و لا اهل ملة فانما یلقی فی حفرة کالکلب

اور بحر الرائق میں ہے:

اما المر تد فلا يغسل و لا يكفن و انما يلقى فى حفرة كا لكلب

چونکہ ہم کو طالبان حق کی آگہی منظور ہے اس لئے بطور اجمال کے اتنے ہی پر اکتفا کر کے ختم کلام کرتے ہیں اللہ جس کے نصیب میں توفیق لکھا ہے اس کو کافی ہے

و ما علينا ا لا البلا غ المبين

و آ خر دعوا نا ان الحمد لله ر ب العا لمين

و صلى الله على خا تم ا لا نبياء و المر سلين سيد نا و مو لا نا محمد و آ له و صحبه و سلم ۔ مر قو م ۳۰ شعبا ن ۱۳۱۱ھ

كتبه عبيد الله بن صبغة الله قا ضى الملك بدر الدو لة كا ن الله لهما

هذا الجوا ب صحيح بلا ار تيا ب ۔ جز ى الله المجيب عنا خير الجزاء الى يو م الحسا ب ۔ ا حمد على عفا الله عنه

يهدى من يشا ء و يضل من يشا ء

باعث تحریر ایں مقال وموجب تفصیل ایں اجمال آنکہ شخصے قادیانی از نواحی پنجاب خروج کردہ عوام کالانعام را در دام ضلالت انداختہ وخودرا مثیل حضرت عیسی بلکہ مسیح موعود شمردہ دعوت نبوت ورسالت میدارد کہ مرسل خداوند تعالی ام ۔ واشارہ آیت

و مبشراً برسو ل يا تى من بعدى اسمه ا حمد بطرف خوداست ومصداق آیت

هو الذى ار سل رسو له با لهد ى و دين الحق ليظهره على الدين كله خودرا می پندارد

ومیگوید کہ برخود الہام شد کہ انا انز لنا ه قر يباً من القا ديا ن و بالحق انز لنا ه و با لحق نز ل

حالانکہ و با لحق، آیت قرآن مجید است کہ مرجع آں بسوئے قرآن است نہ درشان ایں خبیث بلکہ عبارت بالای مہمل بآں منضم ساختہ وچوں آنحضرت ﷺ بنص قطعی خاتم النبیین بودند ولا نبی بعدہ درا حادیث واقع شدہ

وہم نزول فرشتہ و اظہار معجزات وغیرہ اموراز لوازم رسالت بودہ است و نیز عیسی علیہ السلام ابرص و اکمہ را تندرست می ساخت و احیای مردگان می کرد کہ بنص صریح ثابت است وخدائے تعالی اورا بالائے آسمان زندہ بردو در آخر زمان بر منارہ بیت المقدس نزول خواہد کرد وخروج دجال وقتل او دجال را و امامت مہدی و اقتدائے عیسی علیہ السلام وغیر ذلک امور کہ باحادیث متواترہ بہ ثبوت پیوستہ وعلماء امت براں اتفاق کردہ اند ایں ہمہ امور قادح نبوت او بودہ اند پس چارہ ندید بجز انکار ایں ہمہ امور صریحہ قاطعہ ازانکہ ختم نبوت بہ آنحضرت ﷺ شدہ وہیچک معجزہ مثل مسیح از و بظہور نہ پیوستہ و نہ طاقت آن میدارد و نہ دجال خروج کردہ است کہ جنگ از و واقع شود و نہ او از مسجد دمشق فرود شدہ وہم احادیثیکہ اہل سنت براں استناد و حجت می آرند آنرا بمعانی غلط و دروغ برائے نمائش جہلاء پرداختہ وآیاتے را کہ در حق عیسی علیہ السلام وارداند

و ان من اهل الكتا ب الاليو منن به قبل مو ته ۔

و ما قتلو ه و ما صلبوه و لكن شبه لهم ۔

و يا عيسى انى متو فيك و را فعك الى۔ و غير ذ لك

بہ تفسیر وتغیر دروغ و کذب می پرداز د کہ مخالف اقوال سلف است کہ صحابہ و تابعین ... وحش پرواز گشتہ و جسدش در زمین مدفون گشتہ و ایں بعینہ اعتقاد یہود وفرقہ نصاری بودہ پس کسے کہ ایں چنیں اعتقاد دارد پیش علمائے حقانی کافر و مرتد است وحکم ارتداد برو جاری میشود وآنکہ خود را مثیل مسیح میشمرد بیشک او مثیل مسیح الدجال است کہ مخبر صادق بآں خبر دادہ

كما روا ه الشيخا ن عن ابى هر يره عن النبى ﷺ قا ل لا تقوم السا عة حتى تبعث د جا لو ن كذا بو ن قريباً من ثلا ثين كلهم يز عم انه رسو ل الله ۔

پس بر حکام اسلام و مسلمین وقضاۃ و مفتیین لازم است کہ بدفع این شریر پردازند وآیہ فیض پیرایہ

ان الذين فتنوا المو منو ن و المو منا ت ثم لم يتو بوا فلهم عذا ب جهنم و لهم عذا ب الحر يق

را نصب العین دا شتہ فتنہ عظیم ایں کس را کہ درمیان اہل اسلام اندا ختہ است دور سا زند

و ما علينا ا لا البلا غ المبين و الله اعلم با لصوا ب و اليه المرجع و المآ ب

کتبہ محمد سعید مفتی مجلس عدالت عالیہ حیدر آباد دکن کا ن اللہ لہ

ما استد ل عليه با لآ يا ت الصريحة الجلية و ا لا حا ديث الشهيرة القوية و النقو ل المعتقدة السنية ا حرى بالقبو ل و اليق بالعمل فا للاز م على الر جل المسؤل عنه و اتبا عه ان يتو بوا عن سو ء اقوا لهم و اعتقا دا تهم و با لله التو فيق ۔

كتبه: محمود بن صبغة الله كا ن الله لهما

الجوا ب صحيح سید محمد علی قا دری

هذه الفتوى صحيح بلا ار تيا ب کتبہ: سید شا ہ محمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح ۔ کتبہ: سید عظمت پیران قا دری

لله در المجيب المصيب ۔ احمد محی الدین ۔

ا صا ب من اجا ب میر حیدر علی

هذا الجوا ب صحيح ۔ کتبہ: محمد عبد القا در عفی عنہ

یہ جواب مطابق مذہب حق کے ہے ۔ غلام محی الدین عفی عنہ

الجوا ب صحيح ۔ علی موسی رضا عفی عنہ

الجوا ب صحيح بلا ار تيا ب ۔ ابو الحسین شہاب الدین احمد

صح الجوا ب ۔ محمد حلیم الناصری

نحن نتبع على ما قا ل علما ء نا جز ى الله عنا المجيب الفاضل و الشيخ الكا مل خير الجزا ء ۔ کتبہ: محمد غو ث کا ن اللہ لہ

النصر المبین فی رد اقوال الجا هلین

بسم الله الر حمن الر حیم
نحمده و نصلی علی نبیّه و رسو له خا تم النبیین محمّد و آ له و
اصحا به ا جمعین

۱۹ جولائی ۱۸۹۵ء کو مولوی احمد علی صاحب جو بغرض وصول چندہ پہاڑ پر مقیم تھے، ڈہرہ دون میں تشریف لائے تھے اور ۲۰۔ جولائی ۱۸۹۵ء کو مولوی محمد احسن امروہی قادیانی سہارن پوری سے پیر جی خدا بخش کے مکان پر تشریف لائے۔ ۲۱ جولائی ۱۸۹۵ء بوقت ۴ بجے شام کے یہ خاکسار و محمد حنیف خلف خدا بخش صاحب و احمد حسین ملازم و جناب مولوی احمد علی صاحب اوپر دوکان پیر جی صاحب کے بیٹھے ہوئے تھے کہ مولوی محمد احسن امروہی قادیانی، پیر جی کے مکان سے دوکان تشریف لائے اور السلام علیکم و علی من لد یکم ، مولوی احمد علی سے ہوا اور بیٹھ گئے اور ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی کہ

مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے مولوی احمد علی سے دریافت کیا کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی سے ملے ہیں یا نہیں۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ میں حمایت اسلام امرتسر میں گیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی وہاں تشریف رکھتے تھے، مگر میری ملاقات نہیں ہوئی۔ اگلے روز مرزا قادیانی لدھیانہ تشریف لے گئے تھے۔

بجواب اس کے مولوی احسن امروہی قادیانی نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل ملاقات ہیں، ضرور ملئے۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ میرا ارادہ ضرور ملنے کا ہے۔ اور پیر جی خدا بخش صاحب نے بھی وعدہ قادیان چلنے کا کیا تھا۔ ابھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور

محمد حنیف کی طرف متوجہ ہو کر یہ بھی فرمایا کہ تم بھی قادیان چلو اور میں بھی چلوں مجھے بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے ملنا ہے کیونکہ اکثر شبہات جو ان کی تصنیف پر ہیں وہ ان کو سناؤنگا اور ان سے جواب لوں گا۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے دریافت کیا وہ شبہ آپ کے پاس لکھے ہوئے ہیں تو مجھے بھی دکھلایئے۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ میرے پاس یہاں لکھے ہوئے تو نہیں ہیں، لیکن مجھے زبانی یاد ہیں۔ اگر آپ سننا چاہیں تو سنا سکتا ہوں۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے کہا کہ میں شائق ہوں، سنایئے شاید یہی کچھ طے ہو جاوے۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ اول شبہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حما مۃ البشری میں تحریر فرمایا ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا ہو چکا ہے۔ بلکہ اور علامات قیامت اور خروج دجال اور دابۃ الارض وغیرہ بھی گذر چکے ہیں۔ اب جو مرزا قادیانی لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور دعوت اعلام کرتے ہیں، تو از روئے حدیث صحیح مسلم کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ

انّ رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم السّاعۃ حتّی تطلع الشّمس من مغربھا فاذا طلعت الشّمس من مغربھا امن الناس کلھم اجمعون فیومئذ لا ینفع نفساً ایمانھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیراً۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا کے بعد جو لوگ ایمان لاویں گے ان کو ایمان نفع نہ دے گا۔ اور وہ ایمان معتبر نہ سمجھا جاوے گا کیونکہ وہ ایک علامت کبری کو دیکھ کر ایمان لائے ہیں۔ اب وہ لوگ جو مرزا قادیانی کی طرف رجوع کر رہے ہیں ان کو ایمان کب نفع دے گا۔

یہ مولوی احمد علی کا شبہ تھا کہ بطور سوال کے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کے روبرو ظاہر کیا گیا کہ اسی عرصہ میں مولوی مرید احمد و مولوی دوست محمد تشریف لے آئے اور ان کے روبرو یہی شبہ ظاہر کیا گیا۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے کہا کہ آپ کا شبہ بہت عمدہ اور فاضلانہ اور عالمانہ ہے۔ ایسا شبہ نہیں کہ کوئی اس کا جواب بسہولت دے۔ اور دوسری رہی یہ بات کہ مرزا قادیانی نے حمامۃ البشری میں جہاں تک مجھ کو یاد ہوتا ہے یہ نہیں لکھا کہ طلوع الشمس من مغربہا کا گذر جانا لکھا ہو۔ اور یہ حدیث بھی تاوقتیکہ صحیح مسلم میں نہ دیکھی جائے و طلوع الشمس من مغربہا حمامۃ البشری میں نہ دیکھا جائے اس وقت تک میں تسلیم نہیں کرونگا۔ چنانچہ صحیح مسلم پیر جی صاحب کی دکان میں موجود تھی اور حمامۃ البشری مولوی خلیل الرحمٰن کے پاس موجود تھی۔ مولوی احمد علی نے اسی وقت صحیح مسلم، محمد حنیف سے لے کر مولوی محمد احسن قادیانی کو حدیث دکھلائی اور پڑھی اور ترجمہ کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ طلوع الشمس من مغربہا کے بعد جو لوگ ایمان لاویں گے، ان کو ایمان نفع نہ دے گا اور وہ ایمان معتبر نہ سمجھا جاوے گا۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے دوسری یہ حدیث پیش کی کہ:

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلث اذا خرجن لا ینفع نفساً ایمانہا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیراً طلوع الشمس من مغربہا و الدجال و دابۃ الارض

کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں جب ظاہر ہو جاویں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہوگا، اور اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا یا نیک کام نہیں کیا۔ ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے۔ دوسرا دجال کا، تیسرا دابۃ الارض کا نکلنا۔

اور مولوی احسن قادیانی نے یہ بھی کہا کہ مسیح اور خروج دجال کے زمانہ میں ایمان نفع دے گا یا نہیں۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ زمانہ مسیح اور خروج دجال جب ایک ہوگا نفع نہیں دے گا، اور جس حالت میں مرزا قادیانی نے خروج دجال کا گذر جانا حمامۃ البشری میں تحریر کیا ہے اور یہ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے مطابق اس کے یہ اعتراض بھی مرزا قادیانی کے اوپر پڑتا ہے۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے کہا کہ مرزا قادیانی کے اوپر کیسے

اعتراض پڑتا ہے، میں ثابت کرونگا۔قرآن اور حدیث اور بیضاوی سے کہ بعد طلوع الشمس من مغربھا اورخروج دجال کے ایمان نفع دے گا اور معتبر ہوگا۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ آپ قرآن مجید سے یا حدیث سے یا بیضاوی سے ثابت کریں، لیکن طول تقریر نہ کریں۔ جیسا کہ میں نے صحیح مسلم میں حدیث دکھلائی ہے آپ بھی دکھلا دیں۔ کسی کا قول یا مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر میں نہ مانوں گا۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے سب کے سامنے کہا کہ تفسیر بیضاوی میں دکھا دوں گا۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی دریافت کیا کہ بیضاوی یہاں ہے؟

مولوی مرید احمد نے فرمایا کہ میرے پاس کرن پور میں ہے۔ اسی عرصہ میں اذان عصر ہوگئی اور سب صاحبان موجود مسجد چلنے کو تیار ہو گئے اور مولوی احمد علی نے مولوی مرید احمد کو تفسیر بیضاوی لانے اور محمد حنیف سے حمامۃ البشری مولوی خلیل الرحمٰن کے پاس سے منگوانے کو فرمایا اور جلسہ کل ۲۲ جولائی ۱۸۹۵ء پر منحصر ہوا اور نماز کے لئے مسجد میں آ گئے۔

بعد نماز عصر کے مولوی محمد احسن قادیانی، مولوی احمد علی کے ہمراہ پیر جی خدا بخش کی دکان پر تشریف لائے۔ پھر مولوی محمد احسن اپنے مناظرے اور مرزا قادیانی کی تصنیفات سناتے رہے، اور تین چار کتابیں مثل رسالہ شاہین بطور دکھلانے اور ظاہر کرنے تحریر مرزا غلام احمد قادیانی کے مولوی احمد علی کو دیں۔ مولوی احمد علی پلٹن بازار کی مسجد کو تشریف لے گئے اور کل کے جلسہ میں میں فیما بین جو تقریر وقوع میں آوے گی ضبط تحریر ہوگی۔ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۹۵ء

۲۲ جولائی ۱۸۹۵ء کو مرزا کریم بیگ صاحب داروغہ اسکولز گورنر جنرل صاحب بہادر نے مہمانداری مولوی احمد علی و نیز جلسہ وعظ مقرر کیا۔ چنانچہ آج جلسہ متنازعہ فیھا ملتوی رہا۔ کل پر منحصر رکھا گیا۔

۲۳ جولائی ۱۸۹۵ء وقت شام ۴ بجے مولوی احمد علی و مولوی محمد احسن امروہی قادیانی واسطے نماز عصر کے مسجد دہا ما نوالہ میں موجود تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر مولوی

محمد احسن قادیانی نے کہا کہ قیام جلسہ پیر جی خدا بخش کے مکان پر کیا جاوے تو بہتر ہے بجواب ان کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ جلسہ مسجد میں بہتر ہے۔ عام ہونا چاہیے۔ چونکہ بات کا چرچا کئی روز سے تھا، بہت لوگ مشتاق تھے کرن پور سے مولوی مرید احمد و مولوی دوست محمد معہ چند ولایتوں کے اور نی نگر سے مولوی خلیل الرحمٰن و مولوی الہ دیا صاحب وضلع دار صاحب انہار ومنشی خلیل الرحمٰن و دیگر صاحبان پلٹن بازار سے حافظ محمد شریف و دیگر چند صاحبان غرضیکہ ایک مجمع کثیر مسجد میں جمع ہوا۔

مولوی احمد علی نے یہ فرمایا کہ کتاب (حمامۃ البشری۔صفحہ ۸۳) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ عبارت لکھی ہے:

فا علم ان ھذہ الانبا ء قد تمّت کلّھا، و وقعت کما کان فی الآثارا لمنتقاۃ المدو نہ عن الثقا ت و لکن الناس ما عر فو ھا و کا نوا غا فلین

کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ خروج د جال و دابۃ ا لار ض و طلوع الشمس من مغر بھا ہو چکا، اور مولوی محمد احسن قادیانی کو دکھلائے گئے اور یہ حدیث:

عن ابی ھر یرہ ان رسو ل اللہ ﷺ قا ل لا تقوم السا عۃ حتی تطلع الشمس من مغر بھا فا ذا طلعت الشمس من مغر بھا امن الناس کلھم اجمعو ن یو مئذ لا ینفع نفساً ایما نھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایما نھا.

صحیح مسلم میں دکھلائی کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعد طلوع الشمس من مغر بھا کے ایمان نفع نہ دے گا۔ مولوی محمد احسن قادیانی نے تسلیم کیا۔ اب مولوی محمد احسن اس کے ثبوت میں کہ بعد طلوع الشمس من مغر بھا کے ایمان نفع دے گا، آیات قرآنی یا صحیح مسلم یا صحیح بخاری یا بیضاوی شریف یا کسی مستند کتاب سے اس کا جواب پیش کریں۔ ان کے مقابلہ میں کسی کا قول خواہ مرزا قادیانی کا ہو، یا اور کسی کا ہرگز نہیں مانا جاوے گا۔ بیضاوی شریف اور قرآن مجید موجود ہے۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے کہا کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں جو مولوی احمد علی سمجھ رہے ہیں طلوع الشمس من مغر بھا سے شمس مراد

نہیں جیسا کہ عام سمجھ رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مما لک مغربی میں جو ظلمات کفر پھیل رہا تھا،وہاں اسلام چمک رہا ہے۔یعنی لیور پول وغیرہ میں لوگ ایمان لے آتے ہیں۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ آپ آفتاب کے کچھ ہی معنی سمجھئے ،جب مرزا قادیانی قد تمت کلها کے ساتھ حمامۃ البشریٰ میں تحریر فرما چکے ہیں تو اس میں طلوع الشمس من مغر بها بھی آ چکا ہے۔اور یہ آپ نے کہا کہ تم اس کا ترجمہ نہیں سمجھے تو مولانا صاحب مہربانی کر کے اس حدیث کا جو کچھ اور ترجمہ ہو کیجئے اور مجھ کو سمجھا دیجئے۔

مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے ترجمہ نہیں کیا اور اس امر کو تقریر میں ڈال دیا کہ جس سے سمع خراشی سامعین ہوتا تھا۔ بعدازاں مولوی محمد احسن قادیانی نے یہ حدیث پڑھ کر سنائی:

عن جا بر بن عبد الله حلف با لله تعا لی ان ابن صیا د هو الد جا ل و انه سمع عمر یحلف با لله علی ذ لك عن النبی ﷺ فلم ینکره النبی ﷺ و روی ابو دا ؤد باسناد صحیح عن ابن عمر انه کا ن یقو ل و الله ما اشك ان ابن صیا د هو المسیح الد جا ل۔

جس کا ترجمہ یہ ہے تحقیق حضرت جابر بن عبداللہ نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حلف کر کے کہا کہ یہ بات بہت تحقیق ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔اور انہوں نے سنا کہ حضرت عمرؓ، نزدیک رسول مقبول ﷺ کے حلفیہ کہا کرتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔اور آنحضرت ﷺ نے اس کا کچھ انکار نہیں کیا۔اور ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابن صیاد کے دجال میں کچھ بھی شک نہیں کرتا۔

اس صورت میں آپ کے شبہ کی تقریر کے بموجب جو اعتراض مرزا قادیانی پر وارد ہوتا ہے، اس سے بہت ہی بڑھ کر ان اجلہ صحابہ پر وارد ہوتا ہے۔

اور بطور وعظ کے اپنی کلام کو اس قدر طول دیا کہ جس سے مطلب اصلی تلف

ہو جاوے۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے یہ حدیث پڑھی:

یخرج الدجال و یری النّاس الجنّة و النّار و الخزائن التی تتبع و تطلع الشمس من مغربها کما اخبرعنها رسول اللہ ﷺ

کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ نکلے دجال اور لوگ دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ جنت اور نار ہے، اور خزانے جو اس کے پیچھے ہو لیویں۔ اور طلوع کرے آفتاب اپنے چھپنے کی جگہ سے، جیسے اس سے خبر دی رسول اللہ ﷺ نے۔

پس ابن صیاد میں یہ نشانیاں نہیں پائی گئیں۔

مولوی محمد احسن قادیانی اپنی تقریر کو طول دیتے جاتے تھے اور مولوی احمد علی ان کو بار بار روکتے تھے کہ معاذ اللہ منہا آپ اجلہ صحابہ کی نسبت ایسے کلمہ کہتے ہیں اور آپ تقریر کو اس قدر طول کیوں دیتے ہیں، اور مدعا اصلی کیوں بیان نہیں کرتے۔ اور صاف طور سے اس کا جواب کسی معتبر کتاب یا قرآن مجید یا بیضاوی شریف میں کیوں نہیں دکھلاتے؟ اپنے وعدہ کے مطابق کہ بیضاوی شریف میں دکھلا دوں گا کہ طلوع الشّمس من مغربہا کے بعد بھی ایمان نفع دے گا اور معتبر ہوگا۔

مگر وہاں وہی مرغی کی ایک ٹانگ تھی۔ نہ کسی معتبر کتاب سے، نہ کلام مجید سے اور بیضاوی شریف میں دکھلاتے تھے۔ اور بار بار یہ کہتے تھے کہ میں اس کا جواب پچاس حدیثوں اور قرآن شریف میں دکھلا دونگا اور بوجہ خشک لبی کے بار بار پانی پینے کو مانگتے تھے، اور منہ سے جھاگ آتی تھی۔ لیکن تقریر اور وعظ کے بعد دکھلانے کا وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس وقت دکھلانے پر صفر تھا۔ اس بات پر حاضرین جلسہ خوب قہقہہ اڑاتے تھے۔

مولوی احمد علی نے فرمایا کہ آپ دفع الوقتی کیوں کرتے ہیں۔ پچاس حدیثیں آپ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں صرف ایک حدیث کے لئے عرض کرتا ہوں کہ صحیح مسلم یا صحیح بخاری یا بیضاوی شریف میں دکھلایئے کہ بعد طلوع الشمس من مغربہا کے ایمان نفع دے گا۔

بہت دیر کے بعد مولوی محمد احسن قادیانی نے کہا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی

کتاب ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ

طلوع الشمس من مغر بہا مجھے خواب میں دکھلایا گیا، اور میں نہیں کہتا کہ طلوع الشمس من مغر بہاکے دوسرے معنی نہ ہوں۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ طلوع الشمس من مغر بہا کا ہوچکنا حمامة البشری میں تحریر ہے کہ جو کتاب ازالہ اوہام سے بعد کو تحریر فرمائی ہے۔اس کتاب ازالہ اوہام سے بحث نہیں ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں پیشتر ہی عرض کر چکا ہوں کہ حدیث نبوی کے مقابلہ میں کسی کا قول نہیں مانا جاوے گا اور اگر آپ یہی قول پیش کرتے ہیں تو یہ کتاب ازالہ اوہام، حمامۃ البشری سے پیشتر کی تصنیف ہے۔

مغرب کا وقت آ گیا۔مولوی محمد احسن قادیانی نہ کوئی حدیث،اور نہ آیات قرآنی پیش کر سکے،اور نہ بیضاوی شریف میں بموجب اپنے وعدہ کے دکھلایا۔ ہر چند مولوی خلیل الرحمٰن اور مولوی مرید احمد نے فرمایا کہ آپ پچاس حدیثیں پیش کرنے کو کہتے ہیں،ان میں سے ایک پیش کر دیجئے۔مگر توبہ۔گوتقریر تمام ہوچکی تھی اور حاضرین جلسہ سمجھ چکے تھے کہ مولوی محمد احسن قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکے اور ...ادھر ادھر کرتے تھے مگر جلسہ پھر کل پر منحصر رکھا گیا۔

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء کو بعد نماز عصر کے پھر جلسہ مسجد دہاما نوالہ میں ہوکر مباحثہ شروع ہوا۔ اور اس روز،اول روز سے زیادہ مجمع تھا۔ اور اکثر صاحبان غیر مذہب بھی وہاں موجود تھے۔مولوی احمد علی نے اعتراض حمامۃ البشری پر بذریعہ صحیح مسلم کے کہ جس طرح اول پیش کی تھی پیش کی،اور فرمایا کہ جیسے میں نے قول مرزا قادیانی کا معہ اس کتاب کے جس میں یہی عبارت لکھی ہوئی ہے:

فاعلم ان ھذہ الانباء قد تمّت کلھا ووقعت کما کان فی الآثار المنتقاۃ المدونہ عن الثقاۃ ولکن الناس ما عرفوھا وکانوا غافلین (حمامۃ البشری۔ص۸۳)

ونیز حدیث نبوی جو اس کا خلاف ظاہر کر رہی ہے یہ صحیح مسلم کی حدیث مذکورہ بالا پیش کر دی،ایسا ہی آپ بھی کریں کہ صحیح مسلم وصحیح بخاری وکلام مجید یا کسی مستند کتاب

معتبر سے یا بیضاوی سے جیسا کہ آپ کا وعدہ ہے کہ بیضاوی شریف میں دکھلا دوں گا۔ دیگر صاحب اور مولوی مرید احمد شاہد ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بعد طلوع الشمس من مغربها کے ایمان معتبر ہوگا۔

بجواب اس کے مولوی محمد احسن قادیانی نے کہا کہ میں نے ایک خط مولوی احمد علی کے پاس پیش کرنے کو منشی مظفر علی کی درخواست سے آج ۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء کو لکھا تھا کہ جس کا یہ مضمون ہے کہ ایک گھنٹہ آپ اس عاجز کو مرحمت فرماویں اور ایک گھنٹہ آپ کے واسطے ہے۔ اور اس وقت بھی مولوی احمد علی نیز حاضرین جلسہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ مجھ کو ایک گھنٹہ بیان کرنے کی اجازت کیوں نہیں ملتی۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ میں آپ کی زبانی گفتگو ہرگز ہرگز نہیں مانوں گا، جب تک آپ کسی معتبر کتاب سے نہ دکھا دیں کہ طلوع الشمس من مغربها کے بعد بھی ایمان نفع دے گا۔ اور جو آپ ایک گھنٹہ مہلت چاہتے ہیں تو بیان شروع کیجئے۔

مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے الحمد شریف پڑھنی شروع کی۔ اور الحمد شریف کی تفسیر بیان کرنی شروع کر دی۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ وعظ سے مناظرہ کو کیا نسبت۔ اگر آپ کو وعظ فرمانا ہے تو اور موقعہ ومحل ہے۔ اگر آپ مجھے وعظ سنانا چاہتے ہیں تو اور کسی موقع پر سنائیے گا۔ میں ایک گھنٹہ کی جگہ چار گھنٹہ سنوں گا۔ اور اگر ایک گھنٹہ کی مہلت چاہتے ہیں تو اس وقت منظور کی جاوے گی جب آپ یہ جملہ ضبط تحریر کر دیں کہ بعد گذرنے ایک گھنٹہ کے بیضاوی شریف میں حدیث مذکور کا خلاف دکھلا دوں گا۔ بیضاوی شریف موجود ہے۔

مولوی محمد احسن امروہی قادیانی اس بات کو منظور تو نہیں کرتے تھے، مگر اس وقت بغیر منظور کئے کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ جملہ:

> ایک گھنٹہ کے بعد بیضاوی شریف میں دکھلا دوں گا کہ خروج دجال وطلوع الشّمس من مغربہا کے بعد بھی ایمان معتبر ہوگا اور نفع دے گا،

مگر دستخط نہیں کرتے تھے۔ اور جب دستخط پر زور دیا گیا تو کہا ماشاءاللہ! میں یہ کب کہتا

تھا کہ طلوع الشّمس من مغر بھا کے بعد ایمان نفع دے گا،

اس وقت مولوی مرید احمد شہادت میں پیش کئے گئے۔ مولوی مرید احمد نے شہادت دی۔ اس کے بعد پھر مولوی محمد احسن امروہی قادیانی سے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ آپ اول اس ضبط تحریر پر دستخط کر دیں۔ اس وقت جو چاہیں تقریر کریں، اور بعد ایک گھنٹہ کے بیضاوی شریف میں خلاف حدیث نبوی کے دکھا دیں کہ بعد طلوع الشمس من مغر بھا کے ایمان نفع دے گا۔ چونکہ اب ان کا آپ انکار کرتے ہیں۔

لیکن مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے دستخط نہیں کئے اور صاف انکار کر دیا۔ اس پر سب حاضرین جلسہ ایک دم کھڑے ہوئے اور کرامت اللہ خان نے ایک خلعت معہ پارچہ ہار پوشید جو ایک کشتی میں اپنے ہمراہ اس غرض سے لائے تھے کہ جو صاحب غالب آئیں گے پہنا دیں گے، اور اس وقت تک کسی کو اس کا حال معلوم نہیں تھا، مولوی احمد علی صاحب کو پہنا دیئے۔

اس کے بعد مولوی احمد علی نے وعظ فرمانا شروع کیا اور مولوی محمد احسن امروہی قادیانی ایک گوشہ مسجد میں جا بیٹھے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا۔ جلسہ وعظ برخواست ہوا، اور ہر دو مولوی صاحب ہم بغل ہو کر ملے اور مولوی محمد احسن قادیانی نے تعرف وعظ کی۔

۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء کو کسی قسم کی ہر دو جانب سے مسئلہ متنازعہ میں تین بجے شام تک گفتگو نہیں ہوئی صرف مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے ۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء کو مولوی احمد علی کے نام ایک خط در بارہ جلسہ منعقد ہونے کی غرض سے لکھا، اور وقت ۴ بجے شام اس خاکسار کو پیر جی کے مکان پر بلا کر دیا کہ مولوی احمد علی کے پاس لے جاؤ جس کا یہ مضمون تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبّ مکرم حضرت مولوی احمد علی صاحب۔

بروز ۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء ذریعہ رقعہ نیاز بھی عرض کیا گیا کہ ایک گھنٹہ آپ عاجز کو مرحمت فرماویں اور ایک گھنٹہ جناب کے واسطے اور سب شرائط میں

نے بیاد سخن درمیان سخن، ضبط تحریر وتقریر وسکوت دیگر صاحبان حاضرین از طرفین آپ کے شبہ پیش کردہ میں گفتگو ہو جاوے لیکن آپ نے دیروز اس کو قبول نہ فرمایا۔

اتماما للحجة آج پھر عرض کیا جاتا ہے کہ ان شرائط کو، جو عند النقل و العقل ضروریات سے ہیں، قبول فرما کر جلسہ منعقد فرمالیجئے۔

والسلام۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء الراقم محمد احسن

کمترین تحریر مذکورہ بالا لے کر مولوی احمد علی صاحب کی خدمت میں مسجد پلٹن بازار میں پہنچا۔ مولوی صاحب نے خط کو ملاحظہ فرما کر جواب دینے کو تیار تھے کہ مولوی محمد احسن قادیانی و پیر جی خدا بخش بھی مولوی احمد علی کے پاس آ گئے۔ بدیں وجہ جواب خط ملتوی رہا۔ مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے صرف وہی گفتگو شروع کی کہ مولوی صاحب کیوں ایک گھنٹہ کی اجازت نہیں ہوئی۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ آپ کبھی الحمد پڑھنی شروع کر دیتے ہیں اور کبھی وعظ کہنا شروع کر دیتے ہیں مناظرہ میں وعظ سے کیا تعلق ہے؟ جیسا میں نے اپنے شبہ کو تحریر مرزا غلام احمد قادیانی میں اور خلاف تحریر مرزا قادیانی کا حدیث نبوی میں دکھلا دیا، ایسا ہی خلاف اس حدیث نبوی کے کوئی حدیث آپ دکھلا دیتے۔ مولوی خلیل الرحمٰن بھی مسجد میں نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ بھی تشریف لے آئے۔ مولوی محمد احسن امروہی نے مولوی خلیل الرحمٰن کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ لوگ اجازت ایک گھنٹہ کی کیوں نہیں دیتے، اور رہی یہ بات کہ الحمد شریف پڑھنے اور وعظ کہنے سے جو روکتے ہیں تو میں سو دفعہ الحمد شریف پڑھوں گا۔ یا تو تحریری یا تقریری مباحثہ منعقد کیا جائے، اس وقت حدیثیں پیش کروں گا۔

بجواب اس کے مولوی احمد علی نے فرمایا کہ اول وعدہ ہو چکا تھا کہ تحریر اور تقریری مباحثہ طول نہیں ہوگا جیسے میں نے حدیث نبوی اور تحریر مرزا غلام احمد قادیانی دکھا دی، اسی طرح خلاف حدیث نبوی کے کوئی حدیث آپ دکھا دیں، اس وقت دوبارہ جلسہ منعقد ہو سکتا ہے۔

اسی درمیان میں مولوی خلیل الرحمٰن سے مولوی محمد احسن امروہی نے فرمایا

چونکہ آپ سے اس شبہ کے بارہ میں میری خط و کتابت پیشتر ہو چکی ہے اس گفتگو کا آپ ہی فیصلہ کیجئے۔ چنانچہ اس وقت تحریری گفتگو مولوی خلیل الرحمٰن سے جس کا پرچہ علیحدہ تحریر ہوگا شروع ہوئے۔ تیسرا سوال مولوی خلیل الرحمٰن نے تحریر فرمالیا تھا کہ وقت نماز مغرب ہوا، اور حاضرین برخاست ہوئے۔ اور مولوی خلیل الرحمٰن سوال لکھ کر مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کو دے دیا اور فرمایا کہ اب وقت جواب لکھنے کا نہیں رہا، مکان پر لیتے جایئے۔ جواب لکھ کر بھیج دیجئے گا۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء

۲۶ جولائی ۱۸۹۵ء کو بجواب خط مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کے مولوی احمد علی نے خط لکھا جس کا مضمون ذیل میں درج ہے۔ تابعدار لے کر مولوی محمد احسن قادیانی کے پاس گیا، کچھ جواب نہیں دیا۔ واپس چلا آیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ مولوی احسن قادیانی۔ السلام علیکم

بجواب آپ کے خط کے عرض ہے کہ آنجناب نے جو دو روز جلسہ کے تقریر فرمائی ہے، اس کا حسن و قبح تمام حاضرین جلسہ پر ظاہر ہوگیا۔

جس امر کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا اس کو آپ نے پورا نہیں کیا۔ یعنی حدیث شریف یا قرآن مجید سے یہ ثابت نہیں فرمایا کہ بعد طلوع الشمس من مغربھا کے بھی ایمان نفع دے گا، وعظ فرمانا شروع کر دیا جس سے عام لوگوں کے خیال مطلب اصلی سے ہٹ جاویں اور شام ہو جاوے۔

مولانا صاحب! وعظ اپنے محل پر مناسب ہے، نہ کہ ہر جگہ۔ پھر جو امر چند جملوں سے طے ہو سکتا ہے اسے طول دینے سے کیا فائدہ۔ یعنی سوال دیگر جواب دیگر میں ہر طرح اس وقت بھی تیار تھا اور اب بھی ہمہ تن موجود ہوں۔ آپ شوق سے دو گھنٹہ وعظ فرمایئے یا حدیث شریف پڑھئے، مگر مجھے یہ تحریر دیجئے کہ بعد ختم ہونے اپنے وقت کے (بموجب اپنے وعدہ کے) بیضاوی شریف میں دکھلا دوں گا کہ بعد طلوع الشمس من مغربھا کے ایمان نافع ہوگا اور میں ہر طرح تیار ہوں جس وقت جہاں ارشاد ہو حاضر ہوں۔ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۵ء الراقم محمد احمد علی

نوٹ: مولانا صاحب حدیث پیش کریئے ورنہ یہ دھبہ ٹالے نہ ٹلے گا۔
بقلم دوست محمد خان

نقل پرچہ تصدیقی مطابق اصل کے ہے۔تحریر مناظرہ کو جملہ ناظرین تصدیق کرتے ہیں کہ واقع متعلقہ مسئلہ متنازعہ فیہا کے ہے اور دستخط ذیل میں کرتے ہیں:

مولوی مرید احمد۔مولوی دوست محمد، مولوی محمد عاشق۔حافظ شریف خان۔حافظ محمد ایوب۔مولوی اللہ دیا۔

حافظ سراج الدین۔منشی عبدالکریم۔حافظ احمد۔حافظ عبداللہ۔منشی محمد حنیف۔منشی کرامت اللہ۔وغیرہ وغیرہ...

مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۵ء کو مولوی احمد علی نے جو خط بنام مولوی محمد احسن صاحب روانہ کیا تھا کچھ جواب نہیں دیا ہے۔ ۱۰۔اگست ۱۸۹۵ء

اعلان

جملہ اہل اسلام کو مژدہ و بشارت ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے حواری مولوی محمد احسن مدعی طلوع الشمس من مغربھا کو کہتے ہیں کہ ہو چکا۔اور پھر کہتے ہیں کہ ایمان نفع دے گا۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے مطابق جو مناظرہ مندرجہ ہذا میں پیش کردہ جناب مولوی احمد علی صاحب ہے، ہرگز بعد طلوع الشمس من مغربھا کے ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور نہ معتبر ہوسکتا ہے، ان کے عقائد باطلہ کے رد میں یہ مناظرہ غور طلب ہے کہ وہ کوئی حدیث خلاف حدیث نبوی کے پیش نہیں کر سکے اور اس فتنہ سے اپنے آپ کو اور جملہ مومنین کو بچاویں۔
المشتہر: دوست محمد عفی عنہ

مرزا غلام احمد کی افترا پردازی کی حسرت ناک نامرادی

میر عباس علی صاحب صوفی لدھیانوی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید خاص تھے، اللہ تعالی نے عرصہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیعت سے نجات دی۔ یہ سچ ہے کہ بمقابلہ سچائی کے بناوٹ دور ہو جاتی ہے

قل جاء الحق و زھق البا طل ان البا طل کا ن زھو قاً۔

اللہ پاک اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے ان الشیطا ن لکم عدو مبین جہاں تک ممکن ہے شیطان بہکاتا ہے اور عالموں کے فرمانے کو مردمان بہت کم سنتے ہیں کیونکہ شیطان درپئے ایمان ہے

ربنا لا تز غ قلو بنا بعد اذ ھد یتنا و ھب لنا من لد نا ر حمة انك انت الو ھا ب

رقیمۃ الاخلاص

(مولوی دوست محمد خان)

و ان جند نا لھم الغا لبو ن

مراسلات فیما بین

مولانا خلیل الرحمٰن

و مولوی احسن قادیانی

واقع دہرہ دون

بسم الله الر حمن الر حیم

پرچہ نمبرا۔ خلیل الرحمٰن۔(تقریر سوال)

بعد طلوع شمس کے جانب سے مغرب سے جیسے کہ احادیث صحیحہ میں بیان ہے کسی کافر کا ایمان لانا عنداللہ اگر مقبول ہوسکتا ہے، تو قرآن یا حدیث سے عبارت کو منقول فرمایا جاوے۔ سائل: خلیل الرحمٰن

پرچہ نمبرا۔ محمد احسن امروہی قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بعد طلوع ہوچکنے شمس کے اپنے مغرب سے کسی کافر کا ایمان لانا ہرگز مقبول نہیں ہوسکتا جیسا کہ سائل صاحب فرماتے ہیں ہمارا اس پر ایمان ہے۔

الراقم: محمد احسن مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء

پرچہ نمبر۲۔ خلیل الرحمٰن:

درصورت تسلیم اس امر کے کہ بعد طلوع الشّمس کے کسی کافر کا ایمان عنداللہ مقبول نہیں ہونے کا، تو مرزا قادیانی کا تحریر فرمانا کہ کل آیات کبریٰ ہوچکیں اور واقع ہوچکیں جیسے کہ (حمامۃ البشریٰ۔ص۸۳) کے اندر جواب کے تقریر میں مذکور ہے کہ یہ سب چیزیں جیسے کہ صحیح اخبار میں ثابت ہیں واقع ہوچکی۔ جس میں طلوع الشمس من مغربھا کا بھی بیان ہے۔ آپ کے نزدیک مسلم ہے یا نہیں۔ راقم خلیل الرحمٰن

پرچہ ۲۔ محمد احسن امروہی

الجواب و بہ نستعین۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی اپنی تصنیف میں نہیں تحریر فرمایا کہ طلوع الشّمس من مغربھا جو علامت کبریٰ وجود قیامت کی ہے، وہ پوری ہوچکی۔

اور سائل صاحب کو جو یہ شبہ حضرت مرزا صاحب کی عبارت حمامۃ البشریٰ سے پیدا ہوا ہے، وہ محض خلاف ہے، کیونکہ مرزا صاحب قادیانی ایک معترض

کا قول بطور اعتراض کے نقل فرماتے ہیں کہ

مسیح موعود کی جو نشانیاں مثل خروج یاجوج ماجوج اور طلوع الشمس من مغربہا وغیرہ ہے، وہ تو ابھی واقع ہوئی ہی نہیں۔ پھر جب کہ امارات مقدمہ مسیح واقع نہیں ہوئیں تو مرزا صاحب مسیح موعود کیونکر ہو سکتے ہیں۔

پس یہ معترض کی غلطی ہے کہ طلوع الشمس من مغربہا کو مسیح کے پہلے اور مقدم سمجھ کر اس نے اعتراض کیا ہے۔

پس معترض کے قول کی غلطی مرزا غلام احمد قادیانی پر عائد نہیں ہوسکتی کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے تو اپنے قول میں کہیں نہیں فرمایا کہ طلوع الشمس من مغربہا ہو چکا۔

ہاں مرزا صاحب اس اعتراض کے جواب میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

فاعلم ان ھذہ الانباء قد تمّت کلھا ووقعت کما کان فی الآثار المنتقاۃ المدونہ عن الثقاۃ و لکن الناس ما عرفوھا و کانوا غافلین (حمامۃ البشری۔ص۸۳)

ظاہر ہے کہ الف لام لفظ الانباء جو عہد کا ہے، خواہ وہ عہد ذہنی آپ اس کو تسلیم کریں یا عہد خارجی اور استغراقی مانیں، جیسے کچھ آپ اس لام کی نسبت فرماویں اور نیز چونکہ ذکر انہیں نشانوں کا ہے جو متنازعہ فیھا مقدمات مسیح سے ہیں۔

یعنی وہ علامات جو مسیح سے پہلے واقع ہونی ضرور ہیں نہ ان نشانیوں کا جو متصل قیامت کے باتصال حقیقی واقع ہوں گے تو مراد الانباء معرف بلام اور لفظ ھذہ اسم اشارہ متوسط سے وہی خبریں مراد ہوسکتی ہیں جو کہ امارات مقدمہ مسیح کی ہوویں۔ نہ دیگر علامات متصلہ قیامت کیونکہ ان میں تو بحث ہی نہیں ہے۔

اور اسی مطلب کو بہت تائید کے ساتھ خود سائل صاحب سمجھ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے جواب تفصیلی اسی سوال میں جو شرح اور بسط فرمائی ہے اس میں اور علامات مقدمہ مسیح کا وقوع تو بیان کیا ہے لیکن طلوع الشمس من مغربہا کی نسبت ایک حرف تک نہیں لکھا۔

اور اگر کہا جاوے کہ جواب تفصیلی میں حضرت مرزا صاحب نے معترض کو

کیوں نہیں یہ تنبیہ کی، کہ تو نے یہ علامت مسیح سے مقدم کیوں گردانی اور اپنے اعتراض میں کیوں اس کو ذکر کیا کیونکہ وہ علامت مسیح سے پہلے انتہاء کو نہیں پہنچ چکی ،تو واضح ہو کہ حضرت مرزا صاحب مثل معلمین اطفال کے کوئی میاں جی نہیں کہ معترض کے قول میں جو جو اغلاط واقع ہوں ان سب کو تعلیم فرمایا کریں۔ ہاں جو امور متنازعہ فیھا میں یعنی وہ نشانیاں جو مسیح سے پہلے واقع ہونی چاہیے ان کا بیان فرما دیا، مرتبہ اجمال میں اس طرح پر کہ الف لام عہد ہے وہ جملہ اور کل پیشین گوئیاں جو مسیح سے پہلے ہونی چاہییں ذکر فرمائیں جس کی طرف الف لام عہد کا اور اشارہ متوسط ہذہ دلالت کرتا ہے اور جواب تفصیلی میں بھی وہی پیشین گوئیاں معہ اپنے اسرار و معارف کے بیان کیں جو مسیح سے پہلے ہونی ضرور تھیں لیکن طلوع الشمس من مغربھا کا کہیں ذکر نہیں کیا یہ اعتراض قلت تدبر سے پیدا ہوا ہے کہ اگر بنظر امعان نظر و انصاف سے دیکھا جائے تو کبھی یہ شبہ پیدا نہ ہو۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء۔ الراقم: محمد احسن

پرچہ ۳۔ خلیل الرحمٰن

براہ نوازش اس بات کا ثبوت کہ مرزا صاحب قادیانی نے طلوع الشمس من مغربھا کا واقع ہو چکنا بیان کیا ہے تو ھذہ الانباء قد تمّت کلّھا کہنے سے وہ کون سے اخبار مراد ہیں جو اشارہ کے ساتھ صفحہ ۸۳ حمامۃ البشریٰ میں عبارت کے ساتھ مرحمت فرمائے۔ راقم: خلیل الرحمٰن ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء

پرچہ ۳۔ محمد احسن امروہی

الجواب وبہ نستعین۔ اے مولوی صاحب عاجز کو آپ کا مبلغ علم معلوم ہو گیا۔ اصول علم مناظرہ وغیرہ کے آداب کے بیان کرنے کی اب مجھ کو کچھ ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ مخاطب کو جملہ علوم مستحضر نہیں، دو سہ کلمات عرض کئے دیتا ہوں۔

اے مولوی صاحب! آپ مجھ سے معدوم کا وجود ثبوت کیوں طلب فرماتے ہیں۔ یہ تو تکلیف مالا یطاق ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔

جب کہ آپ کسی مضمون کے وجود کی صورت میں ہی اعتراض قائم کر سکتے

ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ مضمون یعنی طلوع الشمس من مغر بھا کا واقع ہو چکنا کہیں مرزا صاحب نے تحریر نہیں فرمایا جو بنا اعتراض ہے، تو فرمایئے کہ بنا اعتراض کا دکھانا معترض کا کام ہے، یا مجیب کا۔ میں کیونکر اس مضمون کو جو مرزا قادیانی نے اپنے کسی رسالہ میں نہیں لکھا ہے دکھلا سکتا ہوں۔

اگر آپ اعتراض کرتے ہیں تو آپ پر فرض ہے کہ نقل عبارت کر کے اول بنا اعتراض قائم فرماویں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس انباء کا وجود پیدا کریں اور پھر اعتراض کریں، ورنہ آپ کا اعتراض ہباء منثوراً ہو گیا اور میں تو عرض کر چکا کہ لفظ الا نباء میں الف لام عہد کا موجود ہے اور لفظ ھذہ اسم اشارہ متوسط اسی واسطے لایا گیا ہے کہ امارات صغری اور طلوع الشمس من مغر بھا کے درمیان میں لیکن مسیح سے پہلے جو امارات ہیں وہ پوری ہو چکی اب میں آپ کے خطاب میں اور کیا عرض کر سکتا ہوں کہ کلّموا النّاس علی قدر عقو لھم وارد ہے۔ اگر آپ کو اس بارہ میں مفصلاً نظر کرنا ہو تو رقیمۃ الوداد کو جس میں مولوی احمد علی صاحب کے شبہ کا تارو پودا کھاڑا گیا ہے ملاحظہ فرماویں۔

معانی الفاظ سے ہی مفہوم ہوا کرتے ہیں۔ جو معنی عاجز نے لکھے اس کے الفاظ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اگر اب بھی آپ کا شبہ رفع نہ ہوا تو یہ قصور فہم آپ کا ہے زیادہ حد ادب۔ راقم: محمد احسن مقام دہرہ دون ۲۵ جولائی ۱۸۹۵ء

پرچہ ۴۔ خلیل الرحمٰن

ایّھا المو لا نا ! معلوم رہے کہ حسب ارشاد باری و فوق کل ذی علم علیم کے یہاں فخر علمی پہلے سے ہی نہیں ہے۔ پر افسوس ہے کہ جن صاحبوں کو زعم اعلم الناس ہونے کا ہے، اور وہ اپنے مبلغ علم کو کام میں نہ لا سکے، ان پر فرض تھا کہ سچ پر گواہی دینے سے نہ شرماتے۔ کما قال اللہ تعالی: و لو علی انفسھم او الوا لدین اس پر نظر کر کے حق گوئی سے منہ نہ پھیرتے۔ اے مخدوم:

شکستہ قدح گر بہ بندند چست
نیا ورد خواہد بہائے درست

جب کہ قرآن وحدیث سے مرزا قادیانی کے اقوال شکستہ ہیں تو آپ کے تکلفات سے کب درست ہو سکتے ہیں:

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

علم مناظرہ کے اصول آپ بیان فرماتے تو کیا عنداللہ آپ کا جواب مقبول ہوتا اور جو تحریر نہیں تو کون کی محولہ جواب میں خیال کی جاتی ہے۔ مجھ کو امید تھی کہ بخاری کی تفسیر کے مطابق آیت شریفہ ا لا تطغوا فی المیزا ن و اقیموا الوز ن بالقسط ۔کی بات چھپی ہوئی بیان فرماتے۔

انصاف تو کیجئے آپ کا جواب میں یہ عذر کہ شئے معدوم کیوں طلب کی جاتی ہے اور یہ کہ طلوع الشمس من مغر بھا کا واقع ہو چکنا کہیں مرزا قادیانی نے تحریر نہیں فرمایا کوئی نفس الامری عذر ہے اور بناء اعتراض کا نہ دکھلانا تو صرف آپ کے ارشاد سے تھا کیونکہ آپ نے سوال کی تحریر کے وقت یہ کہہ کر کہ حما مۃ البشری کی عبارت جب کہ طرفین کو معلوم ہے تو لکھنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ کو متنازع فیہ عبارت کے پیش کرنے سے روک دیا۔ اب جو آپ اس کی نقل طلب فرماتے ہیں تو انشاء اللہ اس تقریر کے خاتمہ پر گذارش کر دیا جاوے گا۔ اب اس کو بجنسہ ان سوال اور جوابوں کے ساتھ شامل ومحفوظ رکھے گا تاکہ جناب کے جواب سب ھبا ء منثوراً ہی رہیں اور جو کہ آپ نے بیان میں اللام ا لا نباء کے الام قلم بند کئے ہیں اور سوال دوئم کے جواب میں اس لام کے اعتماد پر سائل کے حق میں ملامت کی متوجہ ہوئے۔

اے مخدوم! اصطلاحات علمیہ سے واقف شخص کون ہے جو نہیں جانتا کہ بیان کے موقع میں خاموشی بیان کا فائدہ دیا کرتی ہے پس وہ امارات کبری جن کے تفصیل اعتراض کی تقریر اور (حمامۃ البشری۔ص۸۳) میں موجود ہے خواہ ازراہ معترض کی خام خیالی کے ہو اور واقع میں نہ ہو خواہ مطابق واقع کے ہووے جب کہ مرزا قادیانی نے اصلاً ان کی علامت خاصہ نزول مسیح موعود کے واسطے ہونے پر انکار نہ کیا اور بے ساختہ جواب میں کہہ دیا کہ سب خبریں بے شک تمام ہو چکیں تو آپ کا یہ فرمانا کب معتبر ہو سکتا ہے کہ طلوع الشمس من مغر بھا کا واقع ہو چکنا کہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریر نہیں فرمایا کیونکہ:

اولاً بلا انکار کے مرزا قادیانی نے معترض کی تقریر اعتراض کو اپنی تصنیف میں درج کیا یہ خود دلالت کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک مسیح موعود کے نزول کے لئے پہلے سے ظہور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض اور دجال کا مع اپنی نشانیوں کے اور طلوع آفتاب کا اپنے چھپنے کی جگہ سے ہونا تحریری مسلم ہے۔

ثانیاً جواب میں اشارہ کر کے انہیں مذکورہ بالا خبروں کی جانب یہ کہنا کہ وہ سب خبریں بے شک پوری ہو چکیں جو صریح اقرار پر دلالت کرتا ہے۔

ثالثاً اس پر یوں زور دینا کہ ایسی واقع ہو چکے جیسے کہ چیدہ خبروں میں ثقہ لوگوں سے جمع ہوئیں۔

رابعاً اس پر ترقی اس طور پر دینا کہ لوگوں نے ان علامات کے پورے ہو چکنے کو نہ پہچانا اور بے خبر رہے۔

خامساً پھر یوں ہی تائید کرنا کہ جو بڑے نشان ہیں وہ بجز استعارات اور مجازات کے نہیں واقع ہوتے اور ظاہر طور پر ہرگز نہ جلوہ گر ہوتے یا کہ ہو سکتے ہیں۔

سادساً اس کو چند آیات قرآنی سے یوں مؤید کرنا کہ پوشیدہ اور بے خبری کی حالت میں ہی بڑے نشانوں کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سابعاً امارات کبری اگر ظاہر اور حقیقت میں جلوہ گر ہوں تو اس پر منع تفصیلی کرنا اور ان میں طلوع الشمس من مغربھا کو شمار کر کے اس طرح بتلانا کہ کما اخبر عنہا رسول اللہ ﷺ۔ پس کیا یہ سب ثبوت مرزا قادیانی کی انگلیوں نے تحریر نہیں کئے جو آپ حمامۃ البشری کے اندر ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

ایھا المولانا! شئے بدیہی الثبوت پر عدم موجودگی کا دعا کرنا آپ کے ہی مبلغ علم کا مقتضا ہے۔ افسوس کیونکر آپ کو جرأت ہوئی کہ مرزا قادیانی جو طلوع الشمس من مغربھا کے واقع ہو چکنے پر زور دے کر بیان کر چکے اس کے عدم وجود ہونے کو آپ سناویں اور نیز اپنے دوسرے جواب میں بے سود تکلف کی طرف مائل ہو کر یوں لکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو (حمامۃ البشری۔ص ۸۳) کے اعتراض کی تقریر پر کچھ انکار نہیں، اس کی وجہ عدم ضرورت ہے اور یہ کہ مرزا قادیانی مکتب کے معلموں کی طرح اطفال کے میاں جی تو نہیں کہ معترض کے قول میں جو جو اغلاط واقع

ہوں ان سب کو تعلیم فرمایا کریں۔ مولانا آپ کا یہ عذر تو ایسا ہے جس کو بدتر از گناہ کہا جاوے تو بجا ہے حضرت بہتر یوں ہے کہ آپ اب الام کے حلقہ سے آزاد ہو کر سیدھے راہ پر الف قامت ہو جائے اور واضح ہووے کہ اس رقیمۃ الاخلاص کو ملحوظ رکھنے کے بعد آپ کے تار و پود شکستہ رقیمۃ الوداد پر کچھ التفات کرنے کی احتیاج نہیں رہی ہے۔

و ما علینا الا البلاغ المبین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اور حمامۃ البشریٰ کی مطلوبہ عبارت ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔

(الراقم خلیل الرحمٰن مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۵)

(عبارت حمامۃ البشریٰ)

و من اعتراضاتھم انّھم قالوا انّ المسیح الموعود لا یأتی الا عند قرب القیامۃ و ظھور اماراتھا یعنی ظھور یاجوج ماجوج و دابۃ الارض و الدجال الی تسیر معہ الجنۃ و النار و طلوع الشمس من مغربھا و ما ظھر شئے من ھذا العلامات فمن این جاء المسیح الموعود مع عدم مجیء آیات اخری و کیف یطمئن القلب علی ھذا و کیف یحصل الثلج و الیقین۔

اما الجواب فاعلم ان ھذہ الانباء قد تمت کلھا وقعت کم کان فی الآثار المنتقاۃ المدونہ من الثقاۃ و لکن الناس ما عرفوھا و کانوا غافلین (حمامۃ البشری ص ۸۳)

ایضاً: فثبت من قولہ عز و جل، اعنی و لا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ ان العلامات القطعیۃ المزیلۃ للمریۃ و الامارات الظاھرۃ الناطقۃ الدالۃ علی قرب القیامۃ.. لا تظھر ابداً و انما تظھر آیات نظریہ التی تحتاج الی التاویلات، و لاتظھر الا فی حلل الاستعارات، و الا فکیف

یمکن ان تنفتح ابوا ب السماء و ینز ل منھا عیسی امام اعین الناس و فی یدہ حر بة، و تنز ل الملائکة معه، و تنشق الار ض و تخر ج منھا دا بة عجیبة تکلم الناس ان الدین عند الله الاسلا م ،و یخر ج یأ جو ج و مأ جو ج بصور ھم الغر یبة و آذا نھم الطو یلة، و یخر ج حمار الدّ جا ل و یر ی الناس بین اذ نیه سبعو ن با عا، و یخر ج الد جا ل و یر ی الناس الجنة و النار معه والخزا ئن التی تتبعه، و تطلع الشمس من مغر بھا کما ا خبر عنھا رسو ل الله ﷺ ،و یسمع الخلق اصوا تاً متواترة عن السما ء ان المھدی خلیفة الله، ومع ذ لك یبقی الشك و الشبھاة فی قلو ب الکا فر ین۔

و لا جل ذ لك کتبت فی کتبی غیر مرة ان ھذہ کلھا استعارات و ما ارا د الله بھا الا ابتلاء الناس لیعلم من یعرفھا بنور القلب و من یکو ن من الضا لین (حمامۃ البشری۔ص۸۴)

اور معترضوں کی باتوں سے ہے کہ انہوں نے کہا بے شک مسیح موعود آئے گا مگر جب ہے کہ قیامت کے نزدیک اور اس کی بڑی نشانیوں کا ظہور ہوگا یعنی ظہور یاجوج ماجوج، و دابۃ الارض اور دجال کے جس کے ساتھ جنت اور نار چلتے ہوں گے اور طلوع ہونے سورج کے اس کی چھپنے کی جگہ سے۔ حالانکہ ان علامات سے کوئی شیٔ نہیں ظاہر ہوئی تو مسیح موعود کہاں سے آ گیا ؟ باوجود دوسرے نشان نہ آنے کے اور کیونکر دل اطمینان اس پر پاوے اور کیسی ٹھنڈک اور یقین حاصل ہووے۔

پس جواب معلوم رہے کہ بلا شک یہ خبریں البتہ تمام ہوچکیں اور واقع اس طور پر ہوئیں جیسے حدیثوں میں ثقہ سے جمع شدہ تھیں ولیکن لوگوں نے نہ پہچانا اور بے خبر رہے..

پس ثابت ہوا قول اس بزرگ غالب سے، اور ہمیشہ کافر اس سے شک میں رہیں گے۔ یہ کہ بلا شبہ نشانیاں قطعیہ جو شبہ مٹا ویں اور نشانات ظاہری جو

صریح دلالت قیامت کے قرب پر کریں کبھی نہیں ظاہر ہوتی اس کے سوائے نہیں کہ فکری طور پر نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جو تاویلات کی طرف ظاہر ہوں اور نہیں ظاہر ہوتیں مگر پیرایہ استعارات میں۔ ورنہ کیونکر ہوسکتا ہے اگر کھولے جاویں آسمان کے دروازے اوران سے عیسی لوگوں کی آنکھوں کے آگے اتریں اور اپنے ہاتھ میں حربہ لئے ہوں اور ان کے ساتھ جیسے اتریں اور زمین پھٹے اور اس میں سے دابہ عجیبہ نکلے جو لوگوں سے کہے کہ بے شک مقبول دعین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور نکلے یاجوج ماجوج اپنی عجیب صورتوں اور لمبے کانوں کے ساتھ اور نکلے گدھا دجال کا اور لوگ دیکھیں کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان فاصل ستر ہاتھ کا ہو اور نکلے دجال اور لوگ دیکھیں کہ اس کے ساتھ جنت اور نار ہے اور خزانے جو اس کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور طلوع کرے آفتاب اپنے چھپنے کی جگہ سے جیسے کہ اس سے خبر دی رسول اللہ ﷺ نے اور لوگ آواز پے در پے آسمان سے سنیں کہ بے شک مہدی اللہ کا نائب ہے اور باوجود اس کے شک وشبہ کافروں کے دلوں میں باقی رہے اور اس وجہ سے میں نے اپنی کتابوں میں کتنی ہی دفعہ لکھا کہ بے شک یہ سب استعارات ہیں اور ان سے اللہ تعالی نے نہیں ارادہ کیا مگر ان کی آزمائش تاکہ دیکھے کون ان کو دل کے نور سے پہچانتا ہے اور کون بہکے ہوؤں سے بچتا ہے۔

مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۵ء۔ خلیل الرحمٰن

پرچہ۴۔ محمد احسن امروہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ،

ہذہ معارضۃ بقلب جوابکم فان کان قولکم صواباً فہذا صوابکم۔

ایں جہاں کوہست وفعل وماندا بازمی آید تا اہار صدا

ایہا المولانا! معلوم رہے کہ حسب ارشاد فوق کل ذی علم علیم کے یہاں تو فخر علمی پہلے سے ہی نہیں۔ اور افسوس یہ کہ جن صاحبوں کو زعم اعلم الناس ہونے

کا ہے وہ اپنے مبلغ علم کو کام میں نہ لا سکے ۔ان پر فرض تھا کہ سچ پر گواہی دینے سے نہ شرماتے ۔کما قال اللہ تعالیٰ: و لو علی انفسکم اوا لوا لدین اس پر نظر کر کے حق گوئی سے منہ نہ پھیرتے ۔اے مخدوم

شکستہ قدح گر بہ بندند چست

نیا چہ و خواہد بہائے درست

جب کہ قرآن و حدیث سے مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال موید و مبرھن ہیں تو آپ کے تکلفات سے کب شکستہ ہو سکتے ہیں:

مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید

علم مناظرہ کے اصول اگر عاجز بیان کرتا تو بھی انشاء اللہ عند اللہ جواب مقبول ہوتا اور اب جو تحریر نہیں کیئے تو کون سی کمی محولہ جواب میں خیال کی جاتی ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ بخاری کی تفسیر کے مطابق آیت

ا لا تطغوا فی المیزا ن۔ و اقیمو ا الوزن با لقسط و لا تخسروا المیزا ن (الرحمن :۸۔۹)

کی بات سچی ہوئی، بیان فرماتے انصاف تو کیجئے کہ عاجز کے جواب میں یہ عذر کہ شئے معدوم کیوں طلب کی جاتی ہے اور یہ کہ (طلوع الشمس من مغر بھا کا واقع ہو چکنا) کہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریر نہیں فرمایا کیا نفس الامری عذر ہے۔

اس عبارت حمامہ سے جو آپ نے نقل کی ہے اعتراض قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ خواہ خاتمہ پر آپ کو نقل فرماویں یا اول میں۔

یہی تو وجہ ہے کہ خاتمہ ٹھیک نہیں لہذا آپ اس کو بجز ان سوال و جوابوں کے ساتھ شامل و محفوظ رکھئے گا تا کہ جناب کے شبہات سب ھباء منثورا ہی رہیں اور جو کہ آپ نے بیان میں اللام ا لا نبیاء کے الام حوالہ قلم کئے ہیں اور سوال دوم کے جواب الجواب میں اس لام کے عدم اعتماد پر مجیب سائل کے حق میں ملامت کی طرف متوجہ ہوئے، اے مخدوم اصطلاحات علمیہ سے واقف کون شخص کون ہے جو نہیں جانتا کہ بیان کے موقع میں یہ الف لام بہت سے مطلوبوں کے بیان کا فائدہ دیا کرتا ہے پس وہ امارات کبری جن کی تفصیل اعتراض کی تقریر اور حمامۃ البشری صفحہ ۸۳ میں موجود

ہے خواہ وہ امارات از راہ معترض کی خام خیالی ہوں اور واقع میں نہ ہوں خواہ مطابق واقع کے ہووین لیکن جب کہ مرزا قادیانی کو انہیں علامات خاصہ نزول مسیح موعود کی بحث منظور ہے اور بے ساختہ جواب میں کہہ دیا کہ سب خبریں جو مسیح سے مقدم ہیں بے شک تمام ہو چکیں جس کی طرف الف لام دلالت کرتا ہے تو آپ کا یہ فرمانا کب معتبر ہوسکتا ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا کا واقع ہو چکنا مرزا قادیانی نے تحریر فرمایا ہے کیونکہ اولاً معترض کا اعتراض ہی یہ ہے کہ امارات مسیح ابھی نہیں واقع ہوئیں اگرچہ اپنی بے علمی سے طلوع الشمس من مغربھا کو بھی علامات مقدمہ مسیح اس نے شمار کیا ہے۔ یہ امر خود دلالت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح موعود کے نزول کے لئے پہلے سے ظہور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض اور دجال کا معہ اپنی کل نشانیوں کے ہونا مسلم ہے جس طرح سے کہ وہ واقع ہوئیں اور طلوع الشّمس من مغربہا مسیح موعود کی مقدم نشانی ہی نہیں جو وہ پہلے واقع ہولے۔

ثانیاً اس میں اشارہ متوسطہ سے اشارہ کرنا انہیں مذکورہ بالا خبروں کے لئے جو جو امارات مسیح ہیں اور وہی درمیانی اور متوسطہ بھی ہیں اور یہ سب خبریں پوری ہو چکی ہیں۔ یہ دلالات صریحہ ہیں تعجب ہے کہ آپ جیسے فہیم کے فہم میں نہیں آئیں۔

ثالثاً اس پر یوں زور دینا کہ یہ سب واقع ہو چکے، جیسا کہ چیدہ خبریں ثقہ لوگوں سے جمع ہوئیں ہیں کیونکہ کسی چیدہ خبر میں جو ثقات سے مروی ہو یہ وارد نہیں ہوا طلوع الشمس من مغربھا بھی مسیح کے مقدم ایک امارت ہوئے گی۔ و من ادعی فعلیه البیان

رابعاً اس پر ترقی اس طور سے دینا کہ لوگوں نے ان علامات کے پورے ہو چکنے کو نہ پہچانا اور بے خبر رہے کیونکہ طلوع الشمس من مغربھا جو وجود قیامت تک متصل ہوگا اس کو سب پہچان لیویں گے کیونکہ سب ایمان لے آویں گے اور وہ ایمان نفع نہ دے گا لیکن ابھی تک سب کفار کب ایمان لائے ہیں اور اگر کشفی طلوع شمس من غرب سے اب شروع ہو چکا ہے تو وہ بطور استعارہ کے ہے نہ حقیقی، کما فی ازالۃ الاوھام۔

خامساً پھر یوں تائید کرنا کہ جو بڑے نشان میں مگر وہی جو مسیح کے مقدم ہوں

تو وہ بجز استعارات اور مجازات کے نہیں واقع ہوتے اور اگر ظاہری طور پر ہوویں تو پھر سب لوگ ایمان لے آویں اور وہ ایمان بھی نفع نہ دیوے۔ لاکن زمانہ مسیح کا بالاتفاق دار التکلیف ہے نہ دار الجزاء اور مولوی احمد علی صاحب کا خلاف اس میں معتبر نہیں کہ ان کو ہم نے رقیمۃ الوداد میں بخوبی منقوض کر دیا ہے۔

سادساً۔ پھر اس کو چند در چند آیات قرآنی سے یوں مؤید کرنا کہ پوشیدہ اور بے خبری کی حالت میں ہی بڑی نشانیوں کا قبل قیامت واقع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر مسیح کے وقت میں بھی طلوع الشّمس من مغربہا اپنے ظاہری معنوں پر واقع ہوتے تو پھر ایمان واسلام کب قبول ہو کیونکہ شروع قیامت تو اس وقت طلوع شمس من مغربہا سے ہو جاوے گا نہ مسیح کے وقت سے۔

سابعاً امارات کبری پر اگر ظاہر اور حقیقت جلوہ گر ہوں تو اس پر منع تفصیلی کرنا اور ان میں طلوع الشّمس من مغربہا کو شمار کر کے اس طرح پر جتلانا کما اخبر عنہا رسول اللہ ﷺ (یعنی ظاہری طور پر) مسیح کے وقت میں نہیں واقع ہوسکتا کیونکہ اندر ایں صورت پھر ایمان قبول نہ ہو لیکن مسیح کے وقت میں تو ایمان واسلام مقبول ہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسیح کے وقت میں طلوع الشمس من مغربہا حقیقی طور پر واقع ہو۔ ہاں بطور استعارہ یعنی طلوع الشّمس اسلام ممالک مغربی سے ہوسکتا ہے لیکن اس کا زمانہ بھی ہزار ہا دو ہزار برس یا کم وبیش ہوسکتا ہے کما برہنت علیہ فی رقیمۃ الوداد۔

ایہا المولانا! شئے معدوم کا بدیہی الثبوت کہہ دینا آپ کے مبلغ علم کا مقتضا ہے افسوس کیونکر آپ کو جرأت ہوئی کہ مرزا قادیانی جو طلوع الشمس من مغربہا کے نہ واقع ہو چکنے کے بعد دیگر بیان کر چکے پھر بھی اس کے واقع ہو چکنے کو آپ سنا دیں اور نیز جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے طلوع الشمس من مغربہا کا بیان ان تصریحات اور توضیحات کے ساتھ کر دیا۔ اگر مع ہذا پھر بھی کسی معترض ذکی صاحب کے سمجھ میں نہ آوے تو پھر یہ عذر کہ حضرت مرزا صاحب معلمان اطفال کی طرح نہیں ہے کہ بار بار کسی معترض ذکی کو سبق یاد کرایا کریں۔ کیا عذر قوی ہے کہ بغیر قبول ہوئے آپ کو چارہ ہی نہیں۔

اے حضرت بہتر یوں ہے کہ اب آپ اسلام کے حلقہ میں پورے پورے داخل ہوکر مرزا قادیانی کے اسلام پر آئیں اس لام کو خصوصاً جو بیان الف لام میں لکھے گئیں ہیں تصدیق فرماویں اور اپنے الف قامت کو اس لام اسلام کے رو برو مثل ل کے خمیدہ کرکر بتوضیع و ادب اسلام کے ساتھ پیش آویں تاکہ وعید من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیه پیش نہ آجاوے۔

اور واضح ہو کہ رقیمۃ الاخلاص کے ملحوظ رکھنے کے بعد بھی آپ کو کچھ شک باقی ہے تو پھر رقیمۃ الوداد کا پیالہ آپ سے نہ ٹلے گا اور بعد طبع کرانے اس کے آپ کے جملہ شبہات متعلقہ مسئلہ متنازعہ کا تارو پود ادھڑ جاوے گا۔ لہذا اس کے طبع تک آپ انتظار کریں۔ اور واضح ہو کہ جب قرارداد کے جلسہ میں بیٹھ کر آپ کو اور عاجز کو آئندہ مثل سابق جواب و سوال لکھنا ہوگا اور آپ کا خانہ ساز جواب مقبول نہ ہوگا اور نہ لیا جاوے گا۔

و ما علینا الا البلاغ المبین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی سید المرسلین محمد و آله و اصحابه اجمعین۔

اور حمامہ کی عبارت میری مطلوبہ نہیں تھی کیونکہ وہ عاجز کے پاس موجود ہے۔

الراقم محمد احسن امروہی مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۵ء

پرچہ نمبر ۵۔ خلیل الرحمٰن

الجواب: هذا دفع المعارضة لرفع المناقضه

مخدوما! آپ کا مقلوب جواب پہنچا، اور کیفیت مرقومہ سے مطلع کیا۔

فرمایئے تو کب تک آپ حق پذیری اور انصاف گزینی کی طرف منقلب رہیں گے۔ اگر مرزائی طریقہ میں راہ صواب سے پلٹ جانے کو ہی صواب مان رکھا ہے تو آپ کو ہی مبارک رہے۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

مرزا قادیانی کا قول امارات کبری معہ طلوع الشمس من مغربها کے

واقع ہو چکنے کی بابت جو حمامة البشری صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور آپ اس عبارت کو اس سوال و جواب کی تقریر میں درج کرنے کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں۔

اے مولانا! وہ ایسا مصرح نہیں ہے کہ اس میں سے آپ کے طلوع شمس من مغربھا مستثنیٰ کرنے کو بمقابلہ مرزا قادیانی کی تصریح کے وقعت ہو سکے اور الانباء کے لام کے حلقہ میں گو کتنے ہی آپ الجھے رہیں اور ھذہ سے جو اشارہ میں کلیۃ وہ خبریں کہ اعتراض کی تقریر میں مذکور نہیں متعین ہوئیں اس سے گریز اس طرف کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک معترض کے قول میں طلوع شمس من مغربہا واقع ہو چکنے کی بابت کوئی اقرار نہیں ہے اور نہ آپ کا یہ فرمانا مفید ہو سکتا ہے کہ طلوع شمس من مغربہا جب کہ احادیث میں نزول مسیح موعود کے واسطے علامت نہیں بیان ہوئی تو کیونکر مرزا غلام احمد قادیانی اس کو معترض کے قول کے موافق علامت مان لیتے کیونکہ عبارت جو حمامہ کی ہے وہ ہرگز آپ کے اس توجیہ کو جگہ نہیں دیتی جیسا کہ ناظرین پر مخفی نہیں ہے

اے حضرت کہ برہان تئ بائد و معنوی
نہ رگ ہائے گردن بجحت قوی

گو آپ مرزائی ہیں ولیکن بحث شدہ مسئلہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات سے آپ کے خیالات کہیں پرے ہیں۔ چنانچہ جوابوں سے ناظرین پر پوشیدہ نہیں ہے کہ آپ صفحہ ۸۳ حمامۃ البشری والی مرزا قادیانی کی تقریر کو محرف کرتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے حمامہ کے اندر جو کہ پچھلی تصانیف سے ہے کہیں دعوی نہیں کیا کہ طلوع شمس من مغربھا یا خروج دجال موعود یا خروج دابۃ الارض موصوف سے ظاہر عبارت احادیث کے مطابق طلوع و خروج مراد ہے جو قیامت سے باتصال حقیقی واقع ہوگا و من ادعی بوجودہ فعلیہ البیان۔

البتہ اس کی نفی کبھی ظاہری طور پر احادیث مظہرہ کے مطلب نہ ہونے کا ثبوت تحریر کیا ہے چنانچہ بار بار اس کا مقام آپ کو یاد دلایا گیا اور آپ نے اپنی تحریر میں طریق مذکور کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ آفتاب کی بابت آپ کا مرزا قادیانی کے خلاف تو ان ہی سوالوں کے جواب میں موجود ہے اور نیز طلوع شمس میں معہ خروج دجال دابۃ

الارض کے اس پر چہ میں ہے جو مورخہ بست و چہارم رمضان سنہ ... میں تحریر کیا ہے جیسا کہ اب کی دفعہ تاریخ میں غلطی کی ہے کہ بجائے ۲۸ یا ۲۹ جولائی کے ۲۷ جولائی لکھی ہے حالانکہ جس پر چہ کا جواب ہے وہ آپ کے پاس ۲۸ جولائی کو پہنچا تھا۔

عبار ته هکذا :فطلوع الشمس من مغر بها و الد جا ل و دا بة الار ض اعنی ا لآ یات الثلا ث التی اذا ا خر جن لا ینفع نفساً ایما نها کما فی المسلم هی التی تکو ن متصلاً با لقیا مة باتصال حقیقی و لصا دق تحقیقی ۔

پھر طرفہ ماجرہ یہ ہے بہت کہ آپ اپنی مقلوب جواب کی پہلی صورت میں باوجودغرض کے اعتراض کوغلط مان لینے کے طلوع شمس من مغر بھا کےسوا لینے ظہور یا جوج ماجوج ودابۃ الارض ونزول مسیح کے لئے پہلے سے ہونے کومرزا قادیانی کےنزدیک مسلّم مانتے ہیں۔

اجی حضرت وہ حدیث تو پیش کیجئے جس میں بیان ہوا ہوکہ نزول مسیح کے لئے پہلے علامات سےظہور یاجوج ودابۃ الارض ہےلیکن اگر آپ اس طرح کی حدیث پیش نہ کرسکے تو معترض کے اعتراض کی تقریر میں سےنزول مسیح موعود کے لئے مرزا قادیانی کےنزدیک منجملہ علامات کے جیسےظہور یاجوج ماجوج، ودابۃ الارض کا ہونا مسلم ہے طلوع شمس من مغربہا کا وقوع مسلم ہے جیسے کہ ... قد تمت کلھا سے روشن اور یہ کہ آپ جو طلوع الشمس من مغر بھا کواستثنا کرتے ہیں فضول ہےاور جس قدر آپ نے ا لا نباء کے لام کے دائرہ میں گردشیں کھا کر استثنا کرنے طلوع الشّمس میں زور لگائے سب کےسب بےسود ہیں۔

اب میں اس تقریر کواسی قدرتحریر پرختم کرتا ہوں اہل انصاف خود پرکھ لیویں کہ حق بات کس کی طرف ہےاور یہ معلوم کریں گے کہ ان تحریرات کے ساتھ حما مة البشری کی وہ عبارت مع ترجمہ کے شامل رہنے سے آپ کی تاویلات کس قدر رکیک ہیں۔ براہ نوازش اس کوعلیحدہ نہ فرمایئے گا۔

اور مکان کے اندر بیٹھ کر جواب نویسی کا آغاز تو خود آپ سے ہی ہوا ہے۔
اگر بالمواجہ وبالمشافہ ہی تحریر مدنظرتھی،تو گھر میں بیٹھ کر جواب مت لکھا ہوتا۔

اس احقر نے آپ کا جواب اگر اپنے مکان پر لکھ دیا تو کیا خطا کی

اتأمرو ن الناس با لبر و تنسو ن انفسکم کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلو ن ۔

نیز التماس ہے کہ خواہ آپ کسی خلاف واقع کے رقیمۃ الوداد گنج خانہ کی تصنیف کردہ کو طبع کرا دیں یا اس رقیمۃ الاخلاص کی تحریرات کو چھپوا دیں تا اختتام گفتگو اس تحریر کے توقف تحریر میں طبع میں کریں اور کوئی تبدیلی اور کچھ کمی بیشی نہ فرماویں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

راقم۔ خلیل الرحمٰن مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۵ء

پرچہ ۶۔ خلیل الرحمٰن

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔ مخدوم و مکرم مولانا صاحب

بعد از سلام مسنون معروض آنکہ میرا جوابی پرچہ جو جناب کی نظر سے گذر چکا ہے اور اس کو آپ کی خدمت میں گئے دن بھی آج تیسرا ہے ۔ غالب ہے کہ محقق طور سے عبارت میری ہرسہ اور مطلوبہ کی آپ نقل فرما چکے ہوں گے یعنی ایک یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حمامۃ البشری کے اندر جو پچھلی تصانیف سے ہے اور بلاد عرب تک بھی گئی ہے کس مقام پر تحریر کیا ہے کہ احادیث صحیحہ میں جو طلوع الشمس من مغربھا آیات کبریٰ میں سے قرب قیامت کے بیان ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طلوع ظاہری طور پر اسی آفتاب کے لئے آئندہ زمانہ میں ہوے گا۔

دوسری عبارت یہ کہ طلوع آفتاب کا مغرب کی جانب سے جو ہوگا وہ قیامت کے قریب باتصال حقیقی واقع ہوگا۔

تیسری عبارت ان احادیث صحیحہ کی جن میں بیان ہوا ہے کہ مسیح موعود کے لئے علامت پہلے نزول سے ظہور یاجوج ماجوج و دابۃ الارض کا ہے تا کہ معلوم ہووے کہ بحث شدہ مسئلہ میں آپ کا اور مرزا قادیانی کا ایک مسلک اور بیان ہے اور یہ کہ

آپ نے جوشق اول میں دعوی کیا ہے وہ درست اور ثابت ہے۔

الراقم۔ خلیل الرحمٰن یکم اگست ۱۸۹۵ء

پرچہ نمبر ۷۔ خلیل الرحمٰن

جناب مخدوم سید مولوی محمد احسن۔

تسلیم مسنون کے بعد گذارش ہے آج ماہ اگست ۱۸۹۵ء کی بارھویں تاریخ میں آپ کا مرسلہ رقیمہ رردی الطلب جواب پہنچا۔

حضرت من! اگر چہ بات تو یوں ہے کہ یہ مشتے کہ پس از جنگ یاد آیئے برکلہ خود باید زد۔ جب کہ آپ علانیہ مجلس عام میں زک اٹھا چکے ... چنانچہ حاضرین جلسہ برابر دیکھتے تھے کہ بار بار پانی کے گھونٹ پی پی کر اپنی خشک لبی مٹاتے تھے اور پھر وہ ہی حالت ہو جاتی تھی آج اختراعی دجالی بیانات لکھ کر طبع کر کے طالب جواب بنتے ہیں

چہ دلاور است دز دے کہ بکف چراغ دارد

اجی حضرت !اس قصہ کو بھی جانے دیجئے۔ پہلے یا اپنی عجز اور لا جواب رہ جانے کا میرے سابقہ سوالات مرسلہ کے جواب کا اقرار لکھ بھیجئے، یا تحریری محققانہ جواب ثبوت ان ہرسہ امور کا عنایت کیجئے۔ یعنی

ا، یہ کہ حمامۃ البشری جو پچھلی تصانیف مرزا قادیانی سے ہے اور عربستان تک پہنچ گئی اس میں مرزا قادیانی نے کس مقام پر تحریر کیا ہے کہ آیات کبری میں سے قرب قیامت کے لئے جو احادیث جو میں طلوع الشمس من مغربھا بیان ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اطلاع ظاہری طور پر اسی آفتاب کے لئے آئندہ زمانہ میں ہووے گا تا کہ ثابت ہو کہ آپ کا استثنا باطل نہیں ہے۔

۲۔ حمامہ سے جس کی عبارت پر بحث واقع ہے وہ عبارت مرحمت فرمایئے جس میں مذکور ہو کہ آفتاب کا طلوع مغرب کی طرف سے جو ہوئے گا وہ قیامت کے قریب باتصال حقیقی باتصال حقیقی واقع ہو گا تا کہ معلوم ہو کہ آپ کا ادعا العقول بما لا یرضی بہ القائل نہیں ہے۔

۳۔ عبارت ان احادیث صحیحہ کی جن میں بیان ہوا ہے کہ مسیح موعود کے لئے علامت

پہلے نزول سے ظہور یا جوج ماجوج اور دابۃ الارض کا ہے تا کہ ثابت ہووے کہ کیونکر آپ کی شق اول کی تقریر درست ہے؟ اور کیسے مرزا قادیانی کے اقوال احادیث صحیحہ سے منطبق ہیں جس کے آپ اپنے جوابات کے اندر مدعی ہیں اور بوجہ شہادت صحیحہ پیش نہ کر سکنے کے مطالبہ میرا پرچہ آپ نے یہ غلط بیانی کر کے واپس کر دیا کہ بالمشافہ تحریر کی شرط ہو چکی تھی لہذا واپس ہے حالانکہ کوئی شرط سوال و جواب کے وقت مقرر نہیں ہوئی بلکہ گھر بیٹھ کر جواب نویسی کی ابتداء آپ سے ہوئی لہذا اگر شرط بھی تو خلاف وعدہ کے آپ ہی مرتکب ہوئے اور جب آپ کی طرف سے شرط فوت ہوئی تو مشروط کی جو آپ کے خیال میں سے مجھے رعایت کچھ لازم نہ ہوئی پس الزام کی وجہ آپ کے اوپر ہی عائد رہی۔ بالجملہ جب آپ اس بحث سے کہ میرے اور آپ کے درمیان واقع سے فراغت پا کر سائل ہونے کا منصب حاصل کر لیویں اس وقت خواہ مجھ سے خواہ میری معرفت مولوی احمد علی سے اپنے رقیمہ ودی کا جواب طلب کیجئے پھر دیکھئے بطمہ نوحی مرزا قادیانی کے طوفان یا آپ کے خاص اپنی نیرنگی بیان سے کیسا کامل جواب حسب ان شرائط کے جو آئندہ مقرر ہوئیں گے پاتے ہیں۔

الراقم خلیل الرحمٰن دوازدہم۔ ۱۲۔ اگست ۱۸۹۵ء

عبارت منصفانہ بنام محمد احسن امروہی

ایّھا المولانا! مولوی محمد احسن صاحب۔ السلام علیکم

کیوں حضرت جو مناظرہ فی مابین آپ کے اور مولوی احمد علی صاحب کے ہوا تھا آپ کو یاد ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا کے بارہ میں آپ نے پیر جی خدا بخش صاحب کی دکان پر جب کہ اپنا شبہ مولوی احمد علی صاحب نے آپ کے طالب ہونے پر بالمواجہ منشی محمد حنیف خلف پیر جی خدا بخش ظاہر فرمایا تھا کہ بموجب حدیث نبوی کے بعد طلوع الشمس من مغربھا کے ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور نہ معتبر ہوگا آپ چونکہ مرزا قادیانی طلوع الشمس من مغربھا کا گذر جانا حمامۃ

البشری میں تحریر فرماتے ہیں اور پھر دعوت اسلام کے لئے بلاتے ہیں بموجب حدیث ان کو ان کا ایمان کب نفع دے گا کہ آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ بعد طلوع شمس من مغربہا کے ایمان نفع دے گا اور معتبر ہوگا اور ہم بیضاوی سے ثابت کریں گے اور دکھا دیں گے کہ باوجود روز جلسہ منعقد رہنے کے آپ نہ دکھلا سکے اور الحمد شریف کا وعظ اختیار فرمایا ۔اب آپ کی مناظرہ میں طرح کروٹ لینا کہ اقرار کرلیا گیا کہ بعد طلوع الشمس من مغربها کے ایمان نفع نہیں دے گا اس نے آپ کی صاف ہٹ دھرمی بایں بایں جلسہ کے پائی جاتی ہے ناظرین بعد ملاحظہ ہر دو مناظرہ معلوم کرسکتے ہیں کہ عقاید باطلہ پرکون ہے۔ دوست محمد عفی عنہ

قابل غور عبارت:

۲۹ جولائی ۱۸۹۵ء کو مولوی خلیل الرحمٰن نے جواب الجواب خط مولوی محمد احسن کے نام تحریر فرمایا تھا۔

دو روز منتظر رہ کر یک اگست ۱۸۹۵ء کو ایک خط بطور یاددہانی وطلبی جواب نامہ اول کے تحریر فرما کر مولوی محمد احسن کے پاس روانہ فرمایا جس کو نہیں لیا اور زبانی عذر کر کے واپس کردیا۔

وہی نامہ ۵۔ اگست ۱۸۹۵ء کو پھر معرفت منشی حسن محمد مختار مولوی محمد احسن کے پاس بھیجا گیا پھر نہیں لیا۔ لفافہ بعبارت ذیل لکھ کر واپس کردیا:

یہ خط گھر میں بیٹھ کر لکھا گیا ہے لہذا خلاف شرط مسلمہ ہے بالمشافہ جو کچھ بھی گفتگو ہو وہ لکھی جاوے جیسا کہ قرارداد ہے لہذا واپس ہے۔

۵۔ اگست ۱۸۹۵ء۔ محمد احسن

اگرچہ لینے سے عذر مولوی احسن قادیانی کا ناقابل اعتبار ہے کیونکہ وقت تحریر سوال و جواب کوئی شرط بالمشافہ تحریر کی نہیں ہوئی تھی بلکہ گھر پر بیٹھ کر مباحثہ کے مندرجہ سوال نمبر ۳ کی جواب نویسی کی ابتداء مولوی محمد احسن سے ہوئی اور پھر یہ عذر کہ خانہ ساز تحریر کو نہیں مانوں گا۔ اگر بالمشافہ تحریر مناظرہ مدنظر تھا تو نامہ رکھ کر یہ جواب لکھ دینا چاہیے تھا کہ بالمشافہ تحریر کے لئے جلسہ فلاں تاریخ اور فلاں جگہ منعقد کیا جائے آپ تشریف لاویں۔ واپس کرنا نامہ کا اگر بغور دیکھا جائے تو تاویلات اور

استعارات غلط ہیں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ ایک پرچہ اختراعی وجعلی بیانات لکھ کر اور طبع کرا کر طالب جواب بنے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

۱۲۔ اگست ۱۸۹۵ء کو موی فضل الرحمٰن صاحب نے ایک نامہ پھر مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کے پاس بھیجا تھا کہ ہنوز جواب ندارد

ناظرین پرچہ طبع شدہ مولوی محمد احسن امروہی قادیانی و نیز ہر دو مباحثہ تحریر شدہ درجواب پرچہ طبع شدہ کو ملاحظہ فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ تحریر باطلہ کا مرتکب کون ہے۔

مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۸۹۵ء۔

المشتہر :دوست محمد خان ،

نصرة الحق
فی رد قول الزاھق

(مولوی خلیل الرحمٰن بھوپالی)

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

نصرۃ الحق فی رد القول الزاھق فی ردّ سواء السبیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و لا تلبسوا الحقّ بالباطل و تکتموا الحقّ و انتم تعلمون

الحمد للہ رب العالمین

والصلوۃ و السلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اما بعد

کمترین آل عباس خلیل الرحمٰن تعمدہ اللہ با لغفرا ن عرض کرتا ہے کہ راقم الحروف کے ہم وطن مولوی محمد احسن متبع قا دیانی کا جواب با صواب دینے کا زبانی دعوی جب دہرہ کے قیام میں مقابلہ مولوی احمد علی مدرس مدرسہ سہارن پور کے کچھ پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکا جس کے باعث مجمع عام میں شرمندہ ہونا پڑا، تو بعد میں انہوں نے دو کاروائیاں کیں۔

ایک اس نیاز مند سے تحریری گفتگو، اس میں بھی آ خر لا چارو لا جواب رہے۔ چنانچہ میری تحریر ر قیمة ا لا خلا ص سے ناظرین معلوم کر سکتے ہیں۔

دوسری، ایک فرضی تحریر بنام سوا ء السبیل چھپوا کر شائع کی تا کہ جو لوگ ان کے کھوٹے احوال کو بھلا اور کھرا جانتے ہیں اور اس سے نکل نہ جاویں اور ناواقف اشخاص آپ کو فتح مند سمجھیں۔ لیکن درحقیقت اس میں بھی خام خیالی سے کام لیا۔ چنانچہ میری اس تحریر نصرة الحق سے واضح ہوگا اور اس کا چھپا ہوا ایک نسخہ میرے پاس ہے جو مولوی محمد احسن قادیانی نے بھیجا ہے جس کی عبارت ذیل میں درج ہے۔ لہذا لاعلاء کلمة اللہ جواب لکھا گیا و اللہ ولی التوفیق۔

نقل عبارت مولوی محمد احسن امروہی قادیانی جو پیشانی پر اپنے رسالہ کے انہوں نے لکھی تھی۔

مولوی خلیل الرحمان یا خود اس کا جواب شائع کرو۔

مولوی احمد علی صاحب سے جواب بغرض اشاعت تا کہ ناظرین کو عذر کرنے کا موقع ملے

بسم اللہ الر حمن الر حیم حا مداً و مصلیاً و مسلماً

(وضع) ہمارے مولانا صاحب نے جو حدیث مسلم کی یعنی حضرت ابی ہریرہؓ کی روایت ہے جس میں بعد طلوع شمس من مغرب کے کفار کے ایمان کی عدم قبولیت بیان ہوئی ہے، بیان فرما کر شبہ کو تقریر فرمایا۔ افسوس کہ اس کے بعد متصل کی حدیث کو نظر انداز فرما دیا ہے جس کو عاجز سابق بیان کر چکا ہے اور اب بھی بیان کرتا ہے:

عن ابی ھر یرة قال قا ل رسو ل اللہ ﷺ ثلث اذا خر جن لا ینفع نفساً ایما نھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایما نھا

خیرا طلوع الشمس من مغربها و الدجال و دابة الارض

(رفع) اے مجیب صاحب کوئی شخص تو دوسرے کی بات نہیں سمجھا کرتا، آپ اپنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ سچ ہے

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

حضرت من! جب آپ پہلے یہ ظاہر کر چکے کہ الزامی جواب عاجز نے جو اس وقت عرض کیا بحوالہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ (اور یہاں اقرار کر کے کہتے ہیں کہ) جس کو عاجز سابق میں بیان کر چکا ہے (تو محض اتہام ہے کہ حدیث مذکور کو مولوی احمد علی نے نظر انداز فرما دیا ہے) اجی حضرت مولوی صاحب موصوف نے تو پہلے ہی جس وقت آپ نے اس حدیث ابی ہریرہؓ کو ان کے سامنے پیش کیا تھا، آپ کو جتلا دیا تھا کہ میرے دوسرے سوال کے لئے یہ حدیث حجت ہے چنانچہ اس دم کی پوری تقریر سے واضح ہے جسے منشی دوست محمد خان نے تحریر کیا ہے اور آپ نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ پس مولانا کا اس حدیث کو نظر انداز فرمانا کیا معنی ہیں۔ آپ سے تو اس حدیث متصل والی کے ذریعہ سے دوسرا مطالبہ پیش کیا گیا ہے۔ لہذا نظر انداز کا الزام تو آپ کی طرف ہی عائد ہے کیونکہ اولاً جب آپ حدیث مذکور پیش کر چکنے کے مقر ہیں تو گو آپ کے زعم کے موافق اس کو بیان سے چھوڑ دینا مان لیا جاوے، خیال سے دور کرنا مولوی صاحب کا ثابت نہیں ہوتا۔

ثانیاً جب مولوی صاحب آپ کو بتلا چکے کہ حدیث مذکور کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی سے میرا دوسرا سوال ہے۔

ثالثاً آپ کی یہ مطبوعہ کنج خانہ کی تصنیف آپ کی توصیف ظاہر کرتی ہے کہ آپ عمداً نظر سے احادیث کے مضمون کو چھوڑتے ہیں۔ اسی حدیث کا ترجمہ آپ نے ایک تو درود شریف میں اصل کے مطابق نہیں کیا۔ قطع برید طبعی سے صلی اللہ چھوڑ دیا دوسری اوکسبت فی ایمانها ...کا ترجمہ غلط کر دیا اور ایمان کو ترک کیا حالانکہ کہنا چاہیے تھا کہ یا ایمان میں بہتری حاصل نہ کی۔

رابعاً آپ کی نسبت نظر اندازی کو عمداً سے اور قطع و برید کو طبعی سے میں نے مفید بیان کیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ہمدرد برا نہ مانیں کیونکہ ایک اور بھید کی بات

اس جگہ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ۔ دیکھئے پہلے جو میرے اور آپ کے مابین خط وکتابت ہوتی تھی اسے حدیث ابی ہریرہؓ کے پیش کرنے پر جسے یہاں الزامی وقت میں آپ لکھتے ہیں ۔ چنانچہ میرے پاس اب تک وہ تحریر موجود ہے، یعنی

فطلوع الشمس من مغربها و الدجال دابة الارض اعنی الآیات الثلاث التی اذ خرجن لا ینفع نفساً ایمانها کما فی المسلم التی تکون متصلاً بالقیامة باتصال حقیقی و الساق تحقیقی لا التی تکون فی زمن المسیح و المهدی (اے غیر الموعودین) و لا تکذبها قط و ننکرها و .. نقول ان الایمان لا یقبل معها کما قال تعالی یوم یأتی بعض آیات ربك لا ینفع نفساً ایمانها

پس نکلنا اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب اور دجال اور دابۃ الارض یعنی ان تینوں نشانیوں کا کہ جب وہ ظاہر ہوں گی تو کسی شخص کو (یعنی کافر کو) اس کا ایمان نفع نہ دے گا جیسے کہ مسلم میں ہے وہ تین نشان ہیں جو قیامت سے متصل باتصال حقیقی اور پیوستہ تحقیقی ہوں گی نہ کہ وہ جو زمانہ مسیح اور مہدی (یعنی غیر موعود) کی اور ہم ہرگز ہرگز نہیں جھٹلاتے ہیں اور نہ انکار کرتے ہیں اور ہاں ہم کہتے ہیں کہ بے شک ایمان معہ ان کے قبول نہیں ہونے کا جیسے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جب آپ کی بعض نشانیوں سے تیرے پروردگار کے تو کسی شخص (یعنی غیر مومن) کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔

باوجود اس بات کو تسلیم کر چکنے کے کہ حسب حدیث مسلم کے جب آفتاب کا طلوع اس کے غروب گاہ سے اور دجال موعود اور دابۃ الارض موصوف کا خروج ہوگا اور یہ خروج قیامت سے قریب ہوگا، تو بے شک وہ شبہ بہت یہ ہے کہ کسی کافر کا ایمان مقبول نہیں ہونے کا گو آپ اپنی سادہ رائے سے ہر سہ امور کے ظہور موعود کو قیامت سے متصل باتصال حقیقی سمجھے حالانکہ ان کا ظہور قیامت سے باتصال حقیقی ہونا عقل اور نقل کیخلاف ہے، تو بھی منکرانہ مولوی احمد علی کے مقابلہ میں حدیث مذکور کا مفہوم آپ ظاہر کرتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں تو بے شک واضح ہوا کہ حدیث مذکور کا مفہوم آپ نے ہی نظر انداز کیا اور یہ آپ کا فعل عمداً اور طبعی قطع و برید سے ہوا

فاعتبروا یا اولی الابصار

(اطلاع)۔ اس مقام پر چند امور غور طلب ہیں:

یہ کہ مولوی محمد احسن امروہی اپنی عربی تحریر میں بڑی مضبوطی سے جب شہادت دے چکے ہیں کہ حدیث مسلم پیش کردہ کے موافق بیشک وشبہ آیات ثلاث یعنی اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب کے طلوع ہونے، اور دجال موعود اور دابۃ الارض موصوف کے خروج پر ہرگز کسی کافر کا ایمان قبول نہ ہوگا، تو ان کو اس اپنی شہادت سے پھر جانے کی گنجائش نہیں ہے، اور نہ مسلمانوں کا شیوہ ہے کہ شہادت ایسے طور پر دیویں جس کے اپنے دل میں معتقد نہ ہوں۔ بلکہ یہ خصلت منافقین کی ہے۔ چنانچہ سورہ منافقین میں بیان ہوا کہ اے محمد ﷺ جب تیرے پاس منافق آئے انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں بے شک تو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ البتہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں کیونکہ ان کا دل زبان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا۔

اپنی شہادت مسطورہ پر اگر انہوں نے قیام نہ کیا اور تاویل کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ قرینہ اسباب کے جو کچھ کہا کہ قیامت سے متصل باتصال حقیقی عرض شہادت میں صرف آفتاب کا طلوع اس کے چھپنے کی جگہ سے ہے تو اس پہلو بدلنے کی بھی ان کو گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے کہ اتصال حقیقی محض غلط اور قلت تدبر سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ اتصال حقیقی میں ضرور ہے کہ جو متصل کسی سے ہے، ہرگز جس سے جو متصل ہے، ان کی درمیان فاصلہ نہ ہووے۔ جیسے اس خبر کی حرکت جسے پانی بہا کر لے جائے۔ لیکن مغرب سے آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ ایسا اتصال نہیں ثابت ہوتا ہے جیسے کہ کسی چیز کی حرکت پانی بہا لے جانے والی کے ساتھ ہوتی ہے یا کہ آسمان کے کنارہ سے آفتاب کا نکلنا اور دن کا ہونا بلا فاصلہ ہے۔ اور اس لئے کہ انہوں نے اپنی تحریریں طلوع آفتاب میں مغرب اور خروج دجال اور دابۃ الارض ہر ایک بیان کر کے پھر صریحاً سب کو ایک حکم کے ساتھ مقید اور جمع کیا چنانچہ کہا کہ

اعنی الآیات الثلاث التی اذا .(الی).. لا ینفع ایمانہا۔

۳۔ یہ کہ جب اس عربی عبارت میں کہا کہ

لا التی تکون فی زمن المسیح و المهدی

یعنی نہ وہ نشانات جو مسیح اور مہدی کے زمانہ میں ہوں

تو اس سے واضح ہوا کہ مولوی محمد احسن امروہی کے نزدیک مسلّم ہو چکا ہے کہ درحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی موعود مسیح اور مہدی نہیں، نہ مرزا قادیانی کا یہ دعوی احادیث نبوی کے مطابق ہے جو اپنے زمانہ میں دجال دابۃ الارض کے خروج موعود کا وجود بڑے شدّ و مد سے بیان کیا اور مغرب سے طلوع ہو چکنا، سنا یا ہے اس واسطے میں نے خطوط وحدانی میں ناظرین کے واسطے جتلا دیا ہے (ای غیر موعودین) کیونکہ بقول مولوی محمد احسن کے حدیث مسلم کے موافق بغیر انکار اور تکذیب کے مقرر ہوا کہ حسب موعود اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب کا طلوع اور معہود دجال اور دابۃ الارض کا خروج ہووے گا تو نص قرآنی یوم یأتی بعض آیات ربك کے مطابق کسی کافر کو مقبول ایمان نصیب نہ ہوگا، اور کوئی شخص اپنے ایمان میں بہتری حاصل نہ کر سکے گا کیونکہ جب شئے پائی جاتی ہے تو اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں مثلاً ایمان کے وقت کا ختم ہو چکنا ان نشانیوں مذکورہ کے ظہور پر تو یقیناً ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کو موعود مسیح و مہدی ہونے کا مرتبہ حاصل نہیں ہے دجال معہود کے ظاہر ہو چکنے پر مسیح موعود کا نزول ثابت اور ہمارے اور مرزائیوں کے نزدیک مسلم ہے۔

۴۔ ان کی اگلی عبارت نے اس ہمارے نمبر سوم کی توضیح کو پختہ کر دیا ہے آپ لکھتے ہیں

خروج دجال النصاری و ان وقع الان ایضاً و تسلم انه علامة کبری للقیامة لا صغری و لکن هذا الخروج لیس کخروجهم متصلاً بالقیامة۔ (ترجمہ: اور نصاری دجال کا خروج اگرچہ اس وقت بھی واقع ہوا اور ہم مانتے ہیں کہ وہ البتہ قیامت کے لئے بڑی علامت ہے چھوٹی نہیں لیکن یہ نکلنا ایسا نہیں ہے جیسے کہ ان کا نکلنا قیامت سے متصل ہوگا)

اور اسی قیاس پر دابۃ الارض ضرور ہے کہ قیامت قائم ہونے کے نزدیک صادر ہوگا جیسے کہ قرآن میں آیا ہے۔

۵۔ جب حدیث حضرت ابی ہریرہؓ کی جس میں تین علامتوں مذکورہ بالا کا بیان ہے مجیب صاحب مان چکے کہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے اور اس کو ہم نہیں جھٹلاتے ہیں اور

ہاں ہم کہتے ہیں کہ ان نشانیوں کے ساتھ ایمان مقبول نہیں ہونے کا اور یہ کہ موعود ظہور ان علامتوں کا ابھی تک نہیں ہوا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اپنی اس قدر تشریح کو اگر نظر انداز کریں اور ابن صیاد کے لئے جن روایات میں دجال ہونا بیان ہوا ہے ان کو اس حدیث کے معارض ٹھہراویں اور لکھیں کہ جب ان آیہ کا وجود درصورت اس کو دجال کہا جائے کہ ایمان کی حد نہ ہوا تو موعود دجال کا خروج ہی جس کے ہلاک کرنے کو نزول عیسی خدا تعالی نے مقرر کیا کیا ایمان کی قبولیت کے لئے حد نہیں ہوسکتا تو صاف ظاہر ہوگا کہ وہ انصاف اور حق کے راہ سے ہٹتے اور بناوٹی مسیح کے طرف دار ہوتے ہیں کیونکہ ابن صیاد کا ظہور اور وجود اگر اس کے موعود دجال ہی ہونے سے واقع ہوتا تو ضرور ہوتا تو اس کو ہلاک اور دفع کرنے کے لئے موعود مسیح ابن مریم کا نزول اب تک کب کا واقع ہو چکتا اور سوائے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تمام روئے زمین کے باشندے خاص اس کے فتنہ سے آزمائے جاتے۔ لیکن نہ تمام روئے زمین کے باشندے اس کے فتنہ سے آزمائے گئے، اور نہ مسیح موعود کا نزول اس کو ہلاک اور دفع کرنے کے لئے واقع ہوا، تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دجال موعود کا خروج واسطے بقائے وقت ایمان کے قبولیت کے مماثل زمانہ سے ظہور ابن صیاد کے ہوئے۔ بلکہ متعین ہوا کہ جن روایات میں دجال ہونا ابن صیاد کے حق میں آیا ہے وہ اس کے بعض ابتدائی حالات پر نظر کرنے سے ہے جو دجال موعود کے حالات سے تشابہ رکھتے تھے جیسے کہ ابی بکرہ کی روایت سے ظاہر ہے جو ترمذی میں بیان ہوئی۔ یعنی اس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دجال کے باپ اور ماں کے ۳۰ برس تک بچہ نہیں پیدا ہونے کا، پھر ان کے ایک لڑکا پیدا ہوگا بھینگا نقصان کی چیز زیادہ اور فائدہ کی چیز کم رکھتا ہوگا۔ اس کی آنکھیں سوویں گی اور اس کا دل جاگتا ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دجال کے ماں باپ کی صورت بتلائی۔ چنانچہ فرمایا کہ اس کا باپ لمبے قد کا جس کے بدن میں گوشت کچھ یوں ہی ہوگا اور ناک پرند کی چونچ سے ہوگی اور اس کی ماں ایک عورت پستان بہت موٹے اور لمبے رکھتی ہوگی۔ ابو بکرہ نے کہا کہ مدینہ میں میں نے ایک لڑکا کو سنا۔ پس میں زبیر بن عوام کو ساتھ لے کر گیا۔ حتی کہ اس کے والدین کے پاس ہم داخل ہوئے تو اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کی صفت بتلائی ہوئی ان میں تھی۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ

تمہارے کوئی لڑکا ہے۔ سو وہ دونوں بولے کہ ۳۳ برس ہم اس حالت میں رہے کہ ہمارے بچہ نہیں ہوتا تھا، پھر ہمارے ایک لڑکا پیدا ہوا بھنگا نقصان کی چیز زیادہ اور فائدہ کی چیز کی کمی والا اس کی آنکھیں سوتی ہیں، اور اس کا دل نہیں سوتا۔ کہا راوی نے پھر ہم نکلے ان کے پاس سے تو اتفاق سے وہ لڑکا ایک چادر اوڑھے ہوئے دھوپ میں لیٹا ہوا ہے اور کچھ کھسر پھسر کرتا ہے۔ پھر اس نے سر کھولا اور بولا کہ تم نے کیا کہا تھا (یعنی اس کے والدین سے) ہم نے جواب دیا کہ تو نے کیا سن لیا جو ہم نے کہا۔ اس نے کہا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

(وضع)۔ یہ امر مسلم فریقین ہے کہ زمانہ دجال اور حضرت مسیح کا ایک ہے۔

(رفع): یہ اتحاد زمانی جو نہایت قلیل عرصہ کے لئے مابین مسیح الدجال اور مسیح ابن مریم احادیث سے لے کر پیش کی ہے ہرگز اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ اس وقت میں عنداللہ کفار کا ایمان قبول ہوگا تاوقتیکہ نص قطعی کو مجیب صاحب اپنے مدعا کے ثبوت پر پیش نہ کریں کیونکہ جو حدیث یہاں پر مجیب صاحب نے لکھی ہے اس سے اصل مدعا کو کچھ تائید نہیں اس لئے کہ بحث اس بارہ میں نہیں قائم ہوئی کہ کچھ وقت باہم دجال اور عیسیٰ موعود کی متحد ہی نہیں ہے علی ہذا وہ اتحاد زمانی جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے لئے آپ سناتے ہیں آپ کے مدعا کو مثبت نہیں ہے۔

(وضع): پس اس حدیث مسلم کے بموجب جس کے راوی ابوہریرۃؓ ہیں زمانہ مسیح و مہدی میں ہی آپ کی تقریر شبہ کے بموجب کسی نفس کو نفع نہ دیوے گا پھر جس مسیح و مہدی کا آپ کو انتظار ہے ان کی بھی جملہ کوششیں اور سعیاں در بارہ دعوت اسلام و ایمان بالکل لغو اور بے کار ہوگئیں۔

(رفع): تقریر شبہ کی بابت اے حضرت آپ تو پہلے کہہ چکے تھے کہ مولوی احمد علی نے وہ حدیث حضرت ابوہریرۃؓ والی جس میں تین علامتوں کا ظہور بیان ہوا ہے افسوس ہے کہ نظرانداز کردی جن کا یہ نتیجہ ٹھہرتا ہے کہ شبہ کی تقریر صرف اس پر تھی کہ آپ مغرب سے آفتاب کے طلوع کرنے پر بموجب اول کی حدیث حضرت ابی ہریرۃؓ کی کسی کافر کا ایمان قبول نہ ہوگا اور یہاں تین علامتوں والی حدیث کو شبہ کی تقریر آپ جتلا رہے ہیں فرمائیے تو آپ کے متناقض جواب کی بدرنگی ظاہر ہورہی ہے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

اے مولانا! اب فرمایئے کہ آپ اپنے پہلے قول کو مانتے ہیں جہاں نظر اندازی پر افسوس لکھا ہے تو آپ کے یہ اتحاد زمانے کی سب تقریریں غلط ہوگئی۔ یا کہ شبہ کی تقریر میں حضرت ابی ہریرہؓ کی وہ تین علامتوں والی حدیث تسلیم کرتے ہیں، تو آپ کا پہلا افسوس آپ ہی کے اوپر عائد ہو۔ اور جب کہ دجال موعود کے خروج سے زمانہ حضرت مسیح کا ٹکر جائے اور امام مہدی کے قافلہ میں دجال کے خروج کی دھوم مچ جائے اسی وقت میں ایمان مقبول ہونے کفار کی بابت تاوقتیکہ آپ نص قطعی نہ پیش کریں گے صحیح مسلم کی حدیث نبوی جو حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہوئی ساقط الاعتبار نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ایمان کی تجدید بیان کرنے میں محکم مانی جائے جائے اور مہدی صادق اور ابن مریم موعود کی آمد اور کوشش وسعیان جن کے ہم منتظر ہیں آپ کا ان کو مومنین کی نصرت اور تائید کے واسطے نہ ماننا اور کفار کی حمیت میں زور لگائے رہنا یہ کیسی آپ کی بے اصل سرگرمی ہے۔ نعوذ باللہ منہ

اے مولانا! غیر موعود عیسی کی طرف داری چھوڑیں۔ جس کی ہم پہلے اطلاع دے چکے ہیں یعنی آپ اپنی عربی اقراری تحریر یاد کر کے صحیح مسلم کی حدیث سے منہ نہ موڑیئے اور آپ اپنے اس فہم نادرست کو واپس لیجئے کہ رسول اللہ ﷺ کے وجود باوجود سے ایمان کی تحدید کی خبر نکالتے ہیں نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس

(وضع): جو جواب اپنے مسیح ومہدی ومنتظر کا عنایت فرماویں۔

(رفع): حضرت مسیح موعود ومہدی موصوف جن کا انتظار اور ان کی نعت کا اظہار احادیث نبوی میں مومنین کو سنایا گیا ہے وہ تو آپ کو جتلا دیا گیا کہ مہدی اور عیسی ابن مریم کو خدا تعالی اس لئے بھیجے گا کہ اس سے مومنین بندوں کو نصرت وتائید ہووے اور کفار کو ذلت پہنچے اور ان کے شرور کو دفع کریں و اللّٰہ ولیّ المؤ منین و ان اللہ مخزی الکافرین کا مضمون صدہا جگہ قرآن وحدیث میں موجود ہے، پر کہیں ایک جگہ بھی نہ قرآن کریم میں بیان ہوا کہ طلوع الشمس من مغربھا کے یا کہ خروج دجال موعود کے یا ظہور دابۃ الارض موصوف کے ہونے پر یا کہ یاجوج ماجوج کے

دنیا میں پھیل کر سطوت پا جانے کے بعد جب کہ ارواح مومنین قبض ہو چکیں گی کفار کا ایمان مقبول ہو گا۔

اگر آپ اس خاص خاص اوقات کے اندر کفار کے مقبول ایمان ہونے کی بابت آیات قرآنی اپنے پاس رکھتے ہوں تو کیوں نہیں پیش کرتے، اور کس لئے اپنے قیاس کو قرآنی آیات ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔

اور نہ احادیث نبویہ میں کہا گیا کہ ان مخصوصہ اوقات میں کسی کافر کا ایمان نفع دیوے گا یا اپنے ایمان میں کوئی شخص بہتری حاصل کرے گا۔ ہاں قرآن وحدیث میں ہے تو آپ کا اور آپ کے جعلی مسیح کا زعم غلط کر دینے والا بیان موجود ہے۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے:

یوم یأتی بعض آیات ربّك لا ینفع نفساً ایمانها لم تكن آمنت من قبل او كسبت فی ایمانها خیرا ۔(الانعام:۱۵۸)

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے واضح ہوا کہ وہ نشانیاں رب کی جن میں سے ایک ہے کہ ظہور سے کفار کو ایمان مقبول نصیب نہیں ہو سکتا وغیرہ، وہ تین چیزیں ہیں۔ یعنی اپنی چھپنے کی جگہ سے آفتاب کا طلوع اور دجال موعود کا خروج، اور دابۃ الارض موصوف کا ظہور، وہ سورہ نمل میں ارشاد ہوا:

و اذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابّة الارض تكلّمهم انّ النّاس كانوا بآیاتنا لا یوقنون (النمل:۸۲) (یعنی جب کفار پر حجت الٰہی قائم ہو جاوے گی۔ ہم ان کے لئے دابۃ الارض نکالیں گے۔ ان سے کہے گا کہ تحقیق لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں کرتے تھے)

اور سورہ انبیاء میں فرمایا:

حتّی اذا فتحت یأجوج و مأجوج و هم من كل حدب ینسلون (الانبیاء ۹۶)

یعنی جو تین چیزیں اوپر بیان ہوئیں اور جو عطفی کے لئے بوسیلہ واؤ کے ذکر ہوئیں ایک یہ کہ جو شخص بحالت ایماندار ہونے کے نیکیوں سے عمل میں لاوے، تو اس کی کوشش مشکور ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کو خدا تعالیٰ اس کے اعمالنامہ کے اندر درج کرتا

ہے۔ تیسری یہ کہ خدا تعالی نے جس بستی کو ہلاک کیا ان کے رجوع کی حرمت ان کے وقت کا ختم ہو چکنا اس پر ہے کہ یاجوج ماجوج کشادگی پاویں اور وہ ہر بلندی پر پھیل جاویں۔ اب دیکھ لیجئے کہ جس مہدی و مسیح کا انتظار ہے ان کی آمد کس قدر مطابق تر وعدہ الٰہی سے ہے جو فرمایا:

انّا لننصر رسلنا و الذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد۔ (غافر:۵۱) (البتہ ہم بے شک اپنے پیغمبروں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے مدد دیتے ہیں درمیان زندگی یعنی دنیا کے اور اس دن کہ گواہی دینے والی کھڑے ہوں گے)

پھر اپنے مرزا غلام احمد قادیانی غیر موعود مسیح و مہدی کے نشان دیکھئے کہ انہوں نے امت محمدیہ کے مومنین میں کیسی پھوٹ ڈالی اور الہامات کا ذبہ سنا سنا کر کیسے خدا تعالی کی طرف سے ذلت پائی اس پر بھی مرزائیوں کو عبرت نہ ہو تو وہ جانے۔ سچ ہے

ظلم کی ٹہنی سدا پھلتی نہیں ناؤ کاغذ کی کہیں چلتی نہیں

(وضع)۔ پھر صحیح مسلم کی حدیثوں میں یہ بھی موجود ہے۔

(رفع): اے مولانا! آپ کے استدلال کا ابطال پہلے گذر گیا ہے یعنی تاوقتیکہ آپ ابن صیاد کے زمانہ میں مسیح موعود کا نزول اس کے ہلاک کر چکنے کے واسطے ثبوت کے ساتھ پیش نہ کر چکیں گے ابن صیاد کا دجال موعود ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ بات پہلے بھی کہی گئی ہے اب پھر جتلائی جاتی ہے کہ ابن صیاد کے حق میں دجال کہے جانے کا سبب یہ ہے کہ جب حدیث ابی بکرہؓ کی ابن صیاد میں دجال کی طرف بعض صفات مشترک تھی جن کے اوپر نظر کر کے اور اس کی ابتدائی کیفیت دیکھ کر اس وجہ سے کہ وہ کسی قدر صفات موعود دجال کے ساتھ متصف تھا اس کے دجال ہونے پر بعض صحابہ نے باہم مذکور کیا اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ اور حضرت عمرؓ نے ابن صیاد کو حلف کر کے دجال کہا تھا کہ یوں حضرت عمرؓ نے فرمایا:

و اللہ ما اشك ان ابن صیاد ھو المسیح الدجال

یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابن صیاد کے دجال ہونے میں شک نہیں کرتا ہوں

اور مسلمات سے ہے کہ اگرچہ بعضی رائے حضرت عمرؓ کے موافق اللہ تعالی نے

وحی بھیجی لیکن یہ بات ہرگز اس کو مستلزم نہیں ہے کہ ہر ایک ان کی رائے یا کہ ہر ایک ان کا قول خدا تعالی کی وحی کے منطبق ہوتا تھا و من ادعی فعلیہ البیان ۔

اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ آئندہ کی خبر بغیر خدا تعالی کے بتلائے کوئی نہیں جانتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا:

و ما تدری نفس ما ذا تکسب غداً (لقمان: ۳۴)

پس مذکورہ بالا وجوہات سے روشن ہے کہ نہ جابرؓ بن عبداللہ اور نہ حضرت عمرؓ یا کہ دوسرے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال کہنا اور خیال کرنا غلط ہے اور نہ ابن صیاد کا موعود دجال ہونا ثابت ہے۔ پس بخبر سفسطہ کی نہیں ہے جو مولوی محمد احسن قادیانی نے ابن صیاد کی روایات کو قلم بند کیا کہ:

ان جابر بن عبد الله حلف بالله تعالی ان ابن صیاد هو الدجال و انه سمع ابن عمر انه کان یقول و الله ما اشك ان ابن صیاد هو المسیح الدجال

اور یہ خیال بھی مولانا کا غلط ہے جو وہ سوچتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ فاروق نے جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے حلف کر کے ابن صیاد کو دجال کہا اور آنحضرت ﷺ نے اس وقت سکوت فرمایا، تو اس سے ابن صیاد کا موعود ہونا مقرر ثابت ہوا۔

کیونکہ دوسری احادیث میں مصرح ہو چکا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنے زعم کے موافق ابن صیاد کو قتل کر ڈالنے کی اجازت مانگی، تو جواب ملا کہ ابن صیاد اگر وہی دجال موعود ہے تو اس کے قتل پر تم قابو نہ پاؤ گے اور جو ابن صیاد دجال موعود نہیں ہے تو اس کا قتل بے ضرورت ہے۔

پس جب آنحضرت ﷺ کے نزدیک ابن صیاد کا موعود دجال ہونا متحقق نہ ہوا تو حضرت عمرؓ فاروق کے حلف کرنے اور ابن صیاد کے دجال کہنے پر سکوت فرمانا آنحضرت ﷺ کا محض اسی وجہ سے ہوا کہ دجال کی کچھ صفات ابن صیاد میں موجود تھیں فقط، نہ یہ کہ درحقیقت وہ دجال موعود تھا اور کیونکر وہ دجال موعود ٹھہر سکتا ہے جب کہ بعد میں وہ اسلام لایا اور مسکونہ زمین بلکہ مدینہ منورہ کے باشندوں میں سے اے شخص

تھا حالانکہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا فرماتے ہوئے نبی ﷺ کو وفات سے ایک مہینہ پہلے کہ تم قیامت کا وقت پوچھتے ہو اور بجز اس کے نہیں کہ اس کا علم خدا کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ انہیں میں سے زمین پر کوئی سانس لینے والا شخص (یعنی آج) کہ اس پر سو برس آویں اور وہ اس وقت تک جیتا رہے۔ یہ روایت بھی صحیح مسلم کی ہے تو کیا قبل آمد مسیح موعود کے ابن صیاد بموجب حدیث نبی کے سو برس کے اندر مر نہ چکا؟

الحاصل جب تحقیق ہو چکا کہ ابن صیاد دجال موعود نہیں تھا تو اس کا وجود اور ظہور کوئی بھی مولوی محمد احسن کے واسطے نہ جواب کی صلاحیت رکھتا ہے، اور نہ اس سے مولوی احمد علی کے پیش کردہ شبہ پر کچھ اعتراض عائد ہوتا ہے۔ اب مجیب صاحب اپنے تمسکات کو دیکھیں کیسے کمزور اور قادیانی کے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوئے۔

(وضع)۔ آپ کے شبہ کی تقریر کے بموجب جو اعتراض قادیانی پر وارد ہوتا ہے اس سے بہت ہی بڑھ کر ان اجلہ صحابہ پر وارد ہوتا ہے۔

(رفع): واہ مولانا! اسی فہم کے بھروسہ پر مجیب بننے کا حوصلہ کرتے تھے اور اپنے راہ باطل کے سوء السبیل کو سواء البتیل سے نامزد کرتے تھے۔ اجی حضرت جو شبہ مولوی احمد علی نے پیش کیا ہے اس سے ہرگز کسی صحابی پر اعتراض وارد ہے، نہ بزرگان دین میں سے کسی پر۔

اب فرمایئے آپ کا اور آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلط بیان میں کیا حال ہے اعتراض کے ورود سے کوئی مخلص نہیں ہے۔

للہ الحمد ہر ان چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

(وضع)۔ اور مرزا قادیانی کی عبارت حمامۃ البشری پر آپ نے بالکل غور نہیں فرمایا اگر غور فرماتے تو ایسا شبہ ہرگز پیدا نہ ہوتا۔

(رفع): مولانا جانچ کرو گے تو آپ پر واضح ہو کہ آپ حمامہ کے مضمون سے کہاں تک بچتے ہیں۔ عبارت کیا ہے اور آپ کیا کہتے ہیں۔

(وضع)۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے معترض کے قول میں تو البتہ طلوع الشمس کو منجملہ دیگر

امارات مسیح کے ذکر کیا ہے۔

(رفع): یہ بات آپ کی بے اصل ہے بلکہ یہ آپ کا قول اس امر کو مستلزم ہے کہ یا تو آپ اور آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی دونوں شخص مسیح موعود کے علامات متقدم کے پہچاننے سے بے خبر ہیں یا جان بوجھ کر عمداً غلط راہ ناپتے ہیں کیونکہ کسی اسلامی کتاب میں نہیں بیان ہوا کہ مسیح موعود کی یہ علامت ہے کہ ان کے نزول سے پہلے آفتاب اپنی مغرب سے طلوع کرے گا یا کہ یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا یا دابۃ الارض خروج کرے گا تاکہ مرزا قادیانی پر ان چیزوں کی عدم ظہور سے کوئی... معترض ہوتا اور اس کے جواب دینے کی طرف توجہ کی جاتی اور جب باوجود ان تینوں چیزوں کے مسیح موعود کے لئے نزول سے پہلے نشان مقرر نہ ہونے کے مرزا غلام احمد قادیانی بجائے تردید کرنے زعم معترض لے اس کے جواب میں بولے

فاعلم انّ هذه الانباء قد تمّت کلها و وقعت کما کانت فی الآثار۔

تو جان کہ تحقیق یہ سب خبریں البتہ تمام ہو چکیں اور واقع اس طور ہو چکیں جیسے احادیث میں ہیں

اور آپ لاطائل تکلفات سے گو حمامۃ البشری کی عبارت میں سے جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر سخت اعتراض وارد ہوا طلوع الشمس من مغربها کو مستثنیٰ ٹھہرا کر کہنے کل لگے کہ هذه اشارہ متوسط کے ساتھ اور لام عہد کا لفظ الانباء میں موجود ہونے سے مرزا قادیانی کی مراد علاوہ طلوع الشمس من مغربها کی مسیح سے متقدم علامات میں اس آپ کے کمزور توجیہہ پر جو راقم الحروف نے چند مرتبہ تحریری زور دے کر آپ سے پوچھا کہ وہ کون سی علامات متوسط ہیں جنکے آپ هذه الانباء سے مراد لیتے ہیں تو جواب میں یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا ظہور آپ نے لکھا اس پر کسی حدیث کی شہادت راقم الحروف نے جب طلب کی تو پیش کرنے سے درماندہ رہ کر جواب نویسی کی طرف سے ایسا دم سادھا جیسا کہا کرتے ہیں کہ فلانے کو سانپ سونگھ گیا۔ پس آپ کا یہ لاچار رہنا اور مرزا قادیانی کا معترض کے قول کے موافق ان چیزوں کو نزول مسیح سے پہلے علامات کے طور پر وقوع کے ساتھ تسلیم کر لینا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ یا تو آپ اور آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی دونوں شخص مسیح

موعود کے علامات متقدم کی پہچاننے سے بے خبر ہیں یا جان بوجھ کر غلطی کر رہے ہیں۔

(وضع) : اس کے آگے مرزا قادیانی مفصل طور پر جواب تفصیل سے دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ فلاں پیش گوئی رسول مقبول ﷺ کی اس طرح واقع ہو چکی اور فلاں اس طرح پر۔

(رفع) : اے مولانا! غت ربود نہ کیجئے اور لا تقربوا الصلوة کا طور نہ لیجئے اگر آپ یہ خیال کر کے گھٹا گھٹو کر بات لکھ دیجئے کون در پئے سراغ ہوتا ہے، تو یہاں آپ کی چالاکی نہ چلے گی۔

کتاب دیکھو کہ کلام مفصل میں پہلے قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونے کا طور بتلایا ہے اور قیامت کی جو بڑی نشانیاں ہیں ان کی بابت بڑی مضبوطی سے کہا کہ وہ بجز استعارات کے اور محاورات کے کبھی ظاہر نہیں ہوتی ہیں اور اپنی ظاہری صورت پر ہرگز ظاہر نہیں ہوں گے اور اسی دعوی کی توثیق میں کلام کو خوب طول دیا ہے۔

(وضع) ۔لیکن اس تفصیلی جواب میں طلوع الشمس من مغربها کی نسبت ایک حرف تحریر نہیں فرمایا کہ یہ بھی پوری ہو چکی۔

(رفع) : مجیب صاحب نے یہاں طبیعت کی نہایت سادگی سے کام لیا ہے یا یوں سمجھئے کہ بغرض تحریف بیان مرزائی کے صفحہ ۸۳۔۸۴ حمامۃ البشری کی عبارت کو چھپایا ہے۔ یہ کتاب کچھ ایسی عنقا صفت نہیں کہ مقام تحریف شدہ کو اس میں سے نکال کر کوئی سمجھدار شخص دیکھ نہ سکے یا کسی دوسرے کی معرفت سے پڑھوا کر سمجھ نہ سکے۔

کیا جہان میں سب مرزائی اور بز اخفش کے مانند آدمی ہیں جو مولوی محمد احسن امروہی کی غلط بیانی پر کہہ نہ لیویں گے اور زہر خندہ یا کہ سر جھکا لینے کے ساتھ اس پر فخر یا کہ سکوت کریں گے۔ اے مولانا چشم عبرت کھولئے اور جواب کی تفصیل میں صفحہ ۸۳۔۸۴ کو حمامۃ البشری کے اندر دیکھئے کہ پہلے یہ قاعدہ کلیہ آپ دیکھیں گے مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا کہ جو قیامت کی بڑی نشانیاں ہیں وہ بجز استعاروں اور مجازات کے جلوہ پذیر نہیں ہیں اور ظاہری صورت پر ہرگز کبھی نمودار نہیں ہونے کی پھر ان قیامت کے نشانات کو جن کے واقع ہو چکنے کا کلیت کے ساتھ دعوی کیا ہے انہیں کی تفصیل کرتے ہوئے اور ظاہری طور پر ان کے وقوع مراد لینے پر اعتراض کرتے

ہوئے (حمامۃ البشریٰ۔ص۸۴) میں جگہ طلوع الشمس من مغر بھا کا ذکر کیا ہے۔
ایک تو چوتھی سطر میں ان لفظوں کے ساتھ کہ

طلوع الشّمس من مغر بھا کما اخبر عنھا رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری دفعہ بارھویں سطر میں اس قدر توضیح اگر آپ کے نزدیک بمقدار ایک حرف کے شمار نہیں ہوتی تو یوں کہیے کہ بیان مرزا قادیانی نے کسی نشان کی بجز دابۃ الارض کے تفصیل ہی نہیں کی اور وہ بھی احادیث نبوی سے مطابق نہ ہونے کے سبب اور قرآن شریف کے مخالف پائے جانے کے سبب محض غلط ہے چنانچہ سابقاً واضح کیا گیا۔

(وضع)۔اور مرزا قادیانی نے طلوع الشمس من مغر بھا کو مسیح موعود کی امارات اور مقدمات میں کہیں نہیں شمار کیا۔

(رفع): مولانا! آپ کی ابلہ فریبی تقریر مردود ہوچکی اور جیسے کوئی عالم معتبر سلف خلف میں سے ان کا قائل نہیں ہے کہ طلوع الشمس من مغر بھا مسیح سے مقدم ہوچکے گا ایسے ہی اس کا ہی قائل نہیں ہے کہ مسیح موعود کے نزول کے مقدم علامت فتحت یاجوج ماجوج وھم من کل حدب ینسلون ہے کیونکہ مرزا قادیانی حمامۃ البشری صفحہ ۲۹ حاشیہ سطر ۴ سے ۱۴ تک میں ان کے لئے ایسے ہی ظہور کے قائل ہیں۔ علی ہذا محدثین میں سے کسی نے صحیح حدیث نہیں بیان کی جس میں دابۃ الارض کا ظہور واسطے مسیح موعود کے نزول سے متقدم علامت ہونے کا مذکور کیا ہو۔ ہاں آپ اور آپ کے مرزا قادیانی نے دلیل کے اس بارہ میں مدعی ہوئے دیکھو رقیمۃ الاخلاص کے اندر اپنی تاریخ غلط والی شق اول میں جس کا ثبوت آپ سے طلب کیا گیا ہے اور ہنوز اس کا جواب ندارد ہی ہے دونوں امور صریح اس پر گواہ ہیں کہ آپ اور مرزا قادیانی دونوں ہوائے نفسانی کے پیرو ہیں نہ کہ احادیث نبوی کے تابع۔ پس کیونکر ہوسکے کہ طلوع الشمس من مغر بھا کو نزول مسیح کے لئے بھی امارات شمار کرنے سے اس بنا پر مستثنیٰ مانا ہے کہ اس کو کسی عالم نے سلف وخلف میں سے علامت مقدم امسیح نہیں کہا ہے۔

(وضع)، اور مرزا قادیانی پر یہ کب ضرور ہے کہ ہر لغویات معترض پر توجہ فرما کر مثل مدرسوں اور معلمین اطفال کے ان کو پڑھانے بیٹھے۔

(رفع): آپ کا یہ عذر محض واہی اطفال ہرزہ گرد کا سا ہے کیونکہ ظہور یاجوج ماجوج

اورخروج دابۃ الارض جوکسی حدیث صحیح میں نزول مسیح کے لئے مقدم علامات سے بیان نہیں ہوئی ہیں جس حال میں کہ آپ مان چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک آپ کا نزول سے مقدم ہو چکنا مسلم ہے اور حمامۃ البشری کی عبارت میں ھذہ الانباء کے اشارہ متوسط اور الف لام معہود سے انہیں کو معہود اور ... بالاشارہ اپنی تحریر میں جو غلط تاریخ لکھی ہے آپ تسلیم کر چکے ہیں تو مرزا قادیانی اور آپ لغویات کے پیرو ثابت ہوئے اس صورت میں آپ کا طلوع الشمس من مغربھا کو جب کہ قد تمّت کلھا کے ساتھ جتلانے سے دیگر لغویات میں شامل ہے مستثنی کرنا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اسکا مستثنی ہونا بیان نہیں کیا اس کی وجہ عدم ضرورت کہنا سراسر لغو اور بے سمجھ اطفال کا سا بہانہ ہے اور چونکہ (حمامۃ البشری۔صفحہ ۸۳) میں اعتراض والی عبارت مرزا قادیانی کی بناوٹی بات ہے کیونکہ جیسے کسی حدیث میں نہیں آیا نزول مسیح کے لئے پہلی علامت یا جوج ماجوج کا ظہور اور دابۃ الارض کا خروج ہے لہذا بحیثیت ایجاد تقریر اعتراض کی مرزا قادیانی کو آپ خواہ ... لکھیں خواہ سفاہت سے بیان کنندہ، اس کو آپ کا ذہن جانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ذہن وسخن۔

(وضع)۔ جو امارات مقدمہ مسیح تھیں ان کا پورا ہونا ارشاد فرمایا۔

(رفع)۔ آپ کا یہ قول بھی غلط ہے اور حق یہ ہے کہ جو نشانیاں مقدمہ نزول مسیح نہیں تھی ان کو بھی نزول مسیح کے لئے مقدمہ ٹھہرایا ہے۔

(وضع): اور دلائل سے اس کو ثابت بھی کر دیا۔

(رفع)۔ مرزائیوں کے زعم فاسد میں آمد مسیح موعود کے نشانوں کا پورا ہو چکنا مرزا غلام احمد قادیانی نے دلائل سے ثابت کیا ہوگا ورنہ حقیقت استدلال کی دیکھئے تو وہ ابلہ فریبی کی تخیلات سے فوقیت نہیں رکھتی۔

(وضع)، اگر اب بھی آپ کا شبہ دفع نہ ہوا تو آپ پر ضرور ہے کہ کسی کتاب میں پتہ و نشان دیویں کہ مرزا قادیانی نے طلوع الشمس من مغربھا کو لکھا ہے کہ پورا ہو چکا یعنی اپنے ظاہری معنوں پر۔

(رفع)۔ اے مولانا! آپ کا مولوی احمد علی سے یہ مطالبہ بھی غلط ہے کیونکہ جب حمامۃ البشری کی عبارت میں جو شبہ کا مقام ہے آپ کو جتلا دیا تھا کہ مرزا قادیانی کے

نزدیک طلوع الشمس من مغربھا کے خواہ کچھ ہی معنی ہوویں جس حالت میں کہ اس کا کلیت کے ساتھ اس حدیث سے پورا ہو چکنا وہ کہہ چکے جس طور کہ اس کا واقع ہونا آثار چیدہ اور ثقہ راویوں کے جمع کئے ہوئے میں تھا، تو آپ کو کیا مجاز رہا کہ شبہ کی اصل تقریر میں سے عبارت کم وبیش کر کے آپ بات کے طالب بنیں۔ مولوی احمد علی طلوع الشمس من مغربھا کے بابت مرزا قادیانی کو وہ قول دکھلا دیں جس میں مذکور ہو کہ ظاہری معنوں پر آفتاب کا اپنے چھپنے کی جگہ سے نکلنا پورا ہو چکا۔

اجی حضرت! کیا آپ کو یاد نہیں رہا کہ مولوی احمد علی نے اپنے شبہ کی تقریر کو مذکورہ بالا عبارت کے ساتھ جب واضح کر دیا تھا (جو ابھی تحریر ہوئی) ہکّے بکّے سے آپ رہ گئے تھے۔ یہ آپ کی لاچاری دیکھ کر صدمہ آوے جو موقعہ پر مباحثہ کے موجود تھی۔ دائیں بائیں سے آپ کے دعوی باطل جاننے سے ہنسنے لگے۔ زردروئی آپ کی بڑھی۔ خشک لبی نے ترقی کی۔ بار بار پانی پی کر سخن کا پہلو بدلنے لگے۔ اور اعتراض کے جواب سے گریز کر کے اس طرف متوجہ ہوئے کہ ایک گھنٹہ وعظ گوئی کی اجازت ملے، تو حضرت مسیح اور امام مہدی کے زمانہ میں ایمان کا مقبول ہونا سنایا جاوے۔

بجواب اسکے بعد اس عذر کی کہ یہ جلسہ ادلہ کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ کے واسطے منعقد ہے، وعظ گوئی میں وقت ختم کرنے کے لئے نہیں ہے، جب آپ کو یہ کہا گیا کہ اچھا وعظ شروع کیجئے اور بجائے ایک گھنٹہ کے ہماری طرف سے دو گھنٹہ کا لیجئے، لیکن پہلے یہ وعدہ کر لیجئے کہ بعد ختم وعظ کے بیضاوی یا کسی حدیث کی کتاب میں عبارت اپنے پہلے وعدہ کے مطابق دکھلا دیں گے کہ طلوع الشمس من مغربھا کی بعد اور نیز مہدی و مسیح کا جو زمانہ دجال کے زمانہ سے مل جاوے اور ٹکرا جائے اس میں کفار کا ایمان لانا فضول نہ ہوگا، تو اس شرط کی ایفاء کرنے پر نہ جمے، اور صرف بیان وعظ ہی کے واسطے اجازت طلب کرتے رہے لیکن یوں بلا ایفائے وعدہ کیوں اجازت آپ کو ملنے لگی تھی۔ آخر آپ نے زک پانے سے پوری ندامت اٹھائی۔ جب گھر پہنچے تو الٹ پلٹ کر تقریر شائع کرنے کے لئے بنائی مگر ..غلط بیانی کے پاؤں کم ہوتے ہیں آپ کی یہ تحریر بھی غلط بیانوں سے مرتب ثابت ہوئی۔

اے مولانا!

و لا تقف ما ليس لك به علم انّ السّمع و البصر و الفؤاد كل اولئك كا ن عنه مسؤلا ۔و لا تمش فی ا لا ر ض مرحا انّك لن تخر ق الار ض و لن تبلغ الجبا ل طو لا۔ كل ذلك كا ن سيئه عند ر بك مكرو ها۔ (الاسراء: ۳۶-۳۷)

(وضع)۔ دو نه خر ط القتاد

(رفع): شاباش مولانا، مرزا غلام احمد قادیانی کے مفروضہ معنی کی بابت جو ظاہری طور پر نہیں ہیں آپ کے منہ سے خر ط القتاد نکلا۔ واقعی زعم مرزا قادیانی بے خیال بطخ سے مناسب ہے۔

(وضع): ایھاا لنا ظرین ایسے بے جا نکتہ چینیوں سے حضرت اقدس (مرزا قادیانی) پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے صفحہ ۸۴ حمامہ میں خود تصریح فرمادی ہے کہ طلوع الشمس من مغر بہا قبل مسیح نہیں ہوسکتا۔

(رفع): اے مولانا گھبرایئے نہیں، ناظرین ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر اعتراض کا ورود اور ان کی بابت نکتہ چینی کیسے چسپاں ہے، کہ انگوٹھی کا نگ ہونا ان کی صفت کہنی چاہیے۔ اور ابھی کھل جاتا ہے کہ آپ نے بے جا تعصب میں سرگرم ہوکر عبارت صفحہ ۸۴ میں کیسی تحریف کرچکے ہیں۔

(وضع): دیکھو اس عبارت کو۔

(رفع): اجی حضرت عبارت تو دیکھئے۔ فرمایئے تو جس عبارت کو آپ نے لکھا ہے اس میں کہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ طلوع الشمس من مغر بہا قبل مسیح نہیں ہوسکتا

راست گفتند یک زو بیند لوچ

افسوس کیسے دروغ گوئی اپنے تہہ دل میں جمارکھی ہے۔ لیجئے اصل عبارت محولہ لکھی جاتی ہے اور آپ کی غلط بیانی کی قلعی کھلی جاتی ہے۔

و لا جل ذ لك كتبت فی كتبی غير مرة ان هذه كلّها استعارا ت و ما ارا د الله بها الا ابتلاء النّاس ليعلم من يعرفها بنور القلب و من يّكو ن من الضا لين۔ و لو فر ضنا انّها تظهر بصور ها

الظا هرة فلا شك ان من ثمرا تها الضرو رية ان ير تفع الشك و الشبه و المر ية من قلوب الناس كلهم كما ير تفع فی يو م القيا مة فا ذا زا لت الشكو ك و رفعة الحجب فا یّ فرق بقی بعد انكشا ف هذه العلا ما ت المهيبة الغر يبة فی تلك ا لا يا م و فی يو م القيا مة

انظر ايّها العا قل انّه اذا رأی الناس ر جلاً نا زلاً من السّما ء و فی يده حر بة و معه ملا ئكة الذين كا نوا غا ئبين من بد ء الدنيا و كا ن الناس يشكّو ن فی و جو د هم، فنز لوا و شهدوا انّ الرسو ل حق، وكذ لك سمع النّاس صوت الله من السّما ء ان المهدی خليفة الله، و قرأو ا لفظ ،الكا فر، فی جبهة الدجا ل و رأوا ان الشمس قد طلعت من المغر ب، و انشقت الار ض و خرجت منها دا بة ا لار ض التی قدمه فی الا ر ض و رأ سه تمسّ السماء ، وو سمت المو من و الكا فر، و كتبت ما بين عينهم مؤ من أو كا فر، و شهد ت بأ علی صو تها بأ ن الاسلا م حق، و حصحص الحق و برق من كل جهة و تبينت انوار صدق الاسلا م حتّی شهد البها ئم و السباع و العقا ر ب علی صد قه ، فكيف يمكن ان يبقی كا فر علی و جه ا لار ض بعد رؤ ية هذه ا لآ يا ت العظيمة، أو يبقی شك فی الله و فی يو م السا عة۔ فان العلوم الحسّية البد يهة شیء يقبله كا فر و مو من ،و لا يختلف فيه ا حد من الذين اعطوا قوی الانسانية مثلاً اذا كان النّهار مو جو داً و الشّمس طا لعة و الناس مستيقظين فلا ينكره ا حد من الكا فر ين و المو منين ، فكذلك اذا رفعت الحجب كلها، و توا تر ت الشها دا ت و تظاهر ت ا لآ يات ،و ظهر ت المخفيا ت ،و تنز لت الملا ئكة ،و سمعت اصوا ت السما ء فای تفا ؤت بقيت بين تلك الا يام و

بین یو م القیامة ،و ای مفرّ بقی للمنکر ین۔ فلز م من ذ لك ان یسلم الکفار کلهم فی تلك ا لا یام، و لا یبقی لهم شك فی الساعة، و لکن القر آن قد قا ل غیرمرة ان الکفار یبقون علی کفر هم الی یو م القیامة ،یبقو ن فی مر یتهم و شکهم فی الساعة حتی تأ تیهم الساعة بغتة و هم لا یشعرون۔ و لفظ البغتة تد ل بدلا لة وا ضحة علی ان العلا ما ت القطعیة التی لا تبقی شك بعده ، علی وقوع القیا مة لا تظهر ابداً و لا تجلیها الله بحد یث تر تفع الحجب کلها۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص ۸۴)

(تر جمہ:اور اس لئے میں نے اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھا کہ بے شک یہ کل استعارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے نہیں ارادہ کیا مگر آ زمائش آ دمیوں کی تا کہ معلوم کرے کون ان کو دل کے نور سے پہچا نتا ہے اور کون بھکنے والوں سے ہوتا ہے اور اگر ہم فرض کر لیتے کہ البتہ وہ اپنی ظاہری صورتو ں سے ظا ہر ہوں گے تو بے شک تو اس فرض کر لینے کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ اٹھ جاوے شک اور شبہ اور کھٹکا آ دمیوں کے دلوں سے جیسے کہ اٹھ جا ئے گا قیا مت کے دن میں سو جب مٹ گئی شکوک اور اٹھ گئی پیروی تو کیا فرق باقی رہا (یعنی با بت شک دل سے اٹھ جا نے کے) بعد کھل جا نے ان نشا نیوں دہشت نا ک عجیب کے ان دنو ں میں (یعنی علامتو ں کے زمانہ ظہور میں) اور قیا مت کے دن میں اے عقل مند غور کر لے کہ یہ جب آ دمی دیکھیں ایک شخص کو آ سما ن سے اتر تے ہوئے اور ایک حر بہ اس کے ہاتھ میں ہو اور اسکے ساتھ فر شتے ہوں جو کہ ابتداء دنیا سے غا ئب رہے اور لوگ ان کے ہو نے میں شک رکھتے تھے سو وہ اتر کر گوا ہی دیویں کہ تحقیق یہ رسول سچا ہے اور علی ہذا اگر آ دمی خدا تعالیٰ کی آ واز آ سمان سے سنیں کہ بے شک مہدی خدا تعالیٰ کا نائب ہے اور لفظ کا فر کا دجال کی پیشا نی میں پڑھیں اور دیکھیں کہ بے شک آ فتاب مغرب سے طلوع کر چکا اور زمین پھٹے اور اس سے دا بہ الارض نکلے جو کہ قدم اس کے زمین میں اور سر کا لگے آ سمانوں کو اور نشان ؟ لگا دے مومن اور کا فر کے کہ ان کی آ نکھوں کے درمیان کہ مومن ہے یا کا فر اور گوا ہی دیویں اپنی نہا یت او نچی آ واز سے کہ بے شک اسلام سچ ہے اور حق ظا ہر ہوا اور ہر سمت سے چمک گیا اور اسلام کی صداقت کی روشنیاں واضح ہو ئیں یہاں تک کہ اس کی سچائی پر چو پا یوں اور درندوں اور بچھوؤں نے گا ہی دی تو کیوں کر ہو سکے کہ

زمین کے اوپر بعد ان بڑے نشانیوں کے دیکھ لینے کے کافر باقی رہے یا کہ خدا میں اور قیامت کے ان میں شک رہ جاوے کیونکہ علوم محسوس ظاہری ایسی چیز ہیں کہ ان کو کافر اور مومن قبول کرتا ہے اور ان میں ایسے لوگوں میں سے کوئی شخص اختلاف نہیں کرتا ہے جن کو انسانی قوی دیئے گئے ہیں بھلا جب کہ دن موجود اور سورج نکلا ہوا ہے اور لوگ جاگتے ہیں تو کوئی کفار اور مومنین میں سے اس کا منکر نہیں ہوتا سو اس طرح جب تمام پردے اٹھ گئے اور پے در پے گواہیاں ہوئیں اور نشانیاں ظاہر ہوئیں اور پوشیدہ چیزیں کھل گئیں اور فرشتہ اترے اور آسمان سے آوازیں سنیں تو کون سا فرق باقی رہا درمیان ان دنوں (یعنی معلومات میں ان علامات کے دنوں) اور درمیان قیامت کے دن کے (یعنی معلومات قیامت کے دن کے) اور منکروں کے واسطے بھاگنے کی کون سی جگہ باقی رہی۔ پس اس (یعنی علم حسی بدیہی) سے یہ لازم ہوا کہ ان دنوں یعنی علامات کبریٰ ظاہر ہونے کے زمانہ میں کل کفار مسلمان ہو جاویں اور ان کو قیامت میں کچھ شک باقی نہ رہے لیکن قرآن نے البتہ کئی مرتبہ کہا کہ بے شک کفار اپنے کفر پر قیامت کے دن تک رہیں گے اور اپنے شک وشبہ میں قیامت کی بابت رہیں گے یہاں تک چپ چپاتی قیامت اور نہیں آ جاوے گی اور وہ تمیز نہ کریں گے اور لفظ البغتة دلالت واضح سے اس پر دلالت کرتا ہے کہ تحقیق علامتیں قطعیہ کہ ان کے بعد قیامت کے واقع ہونے پر شک باقی نہ رہے۔ کبھی نہیں ظاہر ہونے کی اور ان کو اللہ تعالیٰ اس طرح پر ظاہر نہ کرے گا کہ حجاب تمام اٹھ جاویں)

نوٹ۔ اس کل تقریر کا حاصل جو حمامة البشریٰ کے صفحہ ۸۴ میں ہے اور مولوی محمد احسن نے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کی مراد کے اور اس کا مطلب لکھا ہے۔ یہ ہے کہ قیامت کی بڑی نشانیاں ہرگز ہرگز ظاہری طور پر نہیں ہوئیں۔

لیجئے مولانا محمد احسن صاحب! اب تو حمامة البشریٰ صفحہ ۸۴ کی عبارت آپ کی منقولہ عبارت والی معہ بیان اول وآخر و درمیان کے جسے اپنے لوگوں کو غلطی میں ڈالنے کی غرض سے حذف کر کے لکھا تھا وہ کافی طور پر لکھ دیئے گئے۔ فرمایئے اور دکھلایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہاں اور وہ کون سا فقرہ ہے جس میں بیان ہوا کہ طلوع الشمس من مغربها قبل مسیح نہیں ہوسکتا۔

ناظرین! مرزا قادیانی کی عبارت دیکھ کر بخوبی جان لیویں گے کہ غلام احمد

مرزا قادیانی بار بار یہ جتلاتے رہے ہیں کہ طلوع الشمس من مغر بہااور نزول مسیح وغیرہ جتنے قیامت کے بڑے نشان ہیں ہرگز ہرگز ان میں کوئی بھی ایسانہیں ہے جس کی واقع ہو چکنے کا پورا علم لوگوں کو ہو سکے اور یقین سے قیامت کی بابت اس کا قرب العہد ہونا جان جائیں کیونکہ قرآن شریف میں قیامت کی آمد بغتة کے ساتھ یعنی چپ چپاتے بیان ہوئی ہیں اور صفحہ ۸۳ میں یہ بھی کہا ہے کہ آیت و لا یزال الذین کفروا فی مریة سے جسکے یہ معنی ہوئے کہ کفار قیامت کی آمد تک ہمیشہ شک میں رہیں گے۔ ثابت ہوا کہ قیامت کی بڑی نشانی کبھی ظاہری صورت پر ظاہر نہیں ہو سکتی اور یہ سب تفصیل اس بارہ میں کی گئی ہے کہ اعترض کی عبارت میں جو کہا گیا تھا کہ جب طلوع الشمس من مغر بہا وغیرہ نہیں ہو چکا تو مسیح موعود کہاں سے آ گیا اور اس کے جواب میں ان سب نشانات کبری قیامت کے تمام ہو چکنے کی بابت سنایا تھا کہ یہ سب ویسے ہی واقع ہو چکے جیسے کہ حدیث میں ہے تو یہ بھی کہا گیا تھا کہ ان نشانات کے مقامی لوگوں نے نہ پہچانے اور غافل رہے لہذا مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کے یہ دعوی سب غلط ثابت ہوئے جوانہوں نے کہا:

قیامت کے کبری نشانات بطور استعارہ کے ظاہر ہونے سے وہی نشانات مراد ہیں جونزول مسیح سے مقدم ہیں

یہ کہ علاوہ طلوع الشمس من مغر بہا کی ھذہ الانباء سے نزول مسیح کے لئے مقدم نشانات مرزا قادیانی مراد لئے ہیں

مرزا قادیانی کی بابت یہ کہ صفحہ ۸۴ حمامہ میں خود تصریح فرما دی ہے کہ طلوع الشمس من مغر بہا قبل مسیح نہیں ہوسکتا علی ہذا باقی دعوی مولوی محمد احسن قادیانی کو اپنی غلط بیانی کی خبر تو جب ہوئی کہ حمامہ البشری صفحہ ۸۳۔۸۴ کی عبارت کو چشم عبرت کھول کر دیکھیں لیکن انہوں نے تو اپنا خواب غفلت میں ہونا خود ہی اس شعر میں جتلا دیا

آنکھیں اگر موندی ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

(وضع): ہاں البتہ اس پیشین گوئی کی نسبت مرزا قادیانی صفحہ ۵۱۵۔ ۵۱۶، ازالہ اوہام

میں مفصل طور پر تشریح فرما چکے ہیں۔
(رفع): اس مقام پر مولانا نے ازالہ اوہام کی عبارت اس غرض سے لکھی کہ اس میں یہ بیان ہے کہ مرزا قادیانی نے کشفی طور پر خواب میں جانب مغرب سے آفتاب اور آفتاب کا طلوع اور اپنے آپ کو شہر لنڈن میں اسلامی وعظ کہتے ہوئے منبر پر تیتروں کے سامنے دیکھا اور اس کی تعبیر اپنا فیض انگریزی ملک تک پہنچنا سنائی۔ دوسری یہ کہ اس میں کہا ہے کہ یاد رہے کہ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ طلوع الشمس من مغربھا کے کوئی اور بھی معنی ہوں تاکہ مولوی محمد احسن دکھلا دیں کہ مرزا قادیانی بالکل طلوع الشمس من مغربھا نہیں کہتے ہیں لیکن مولوی صاحب کا یہ استدلال بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اولاً اس لئے کہ ازالہ اوہام پہلے کی تصنیف ہے اور حمامۃ البشری اس سے بہت عرصہ بعد کی۔ پس ازالہ اوہام کی عبارت سے دلیل پیش کرنی غلط کاروائی ہے کیونکہ یہ کیا ضرور ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حمامۃ البشری کی تصنیف کرنے تک طلوع الشمس من مغربھا کے کچھ اور معنی نہ کھلے ہوں خصوصاً جب کہ بطریق اعتراض و جواب کے وہ کلیتاً اور احادیث سے مطابقہ طلوع الشمس من مغربھا واقع ہوچکنے کو حمامۃ البشری کے اندر لکھ چکے اور تاویلی معنی کسی غیر پر استہزاء کرچکے۔

ثانیاً اس واسطے کہ احادیث میں جو قیامت کی نشانیوں سے آفتاب طلوع ہونے کی بابت مذکور ہے تو اسکے چھپنے کی جگہ سے طلوع بیان ہوا ہے چنانچہ من مغربھا کا لفظ صریح موجود ہے یوں نہیں وارد ہوا کہ طلوع الشمس من المغرب تاکہ صرف مغرب سے ملک مغرب معنی ہوتے اور پچھّم والوں میں بھرتے ہوکر مرزا غلام احمد صاحب اپنے آپ کو آفتاب مانتے اور اپنی تصانیف کو اس کی شعاع جانتے پس جب کہ حدیث میں جو لفظ تھا کہ اپنے چھپنے کی جگہ سے طلوع آفتاب جس سے ظاہر ہے کہ اسی محسوس آفتاب کا طلوع نبی ﷺ کے نزدیک مراد ہے تو اس سے صاف ثابت ہے کہ ازالہ اوہام میں طلوع الشّمس کی بابت جو رؤیا یا کشفی طور پر دیکھنا بیان کیا ہے محض غلط ہے کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق نہیں ہے پس وہ غلط قول جس سے بحث ہی واقع نہیں مولوی محمد احسن کا اس کو یہاں پیش کرنا لاطائل ہے۔

ثالثاً حمامۃ البشری صفحہ ۸۳ میں جن پیشین گوئی یعنی قیامت کے بڑے نشانات پورے ہوچکنے کو اور حسب بیان احادیث ان کی واقع ہوچکنے کا دعوی کر کے ان کے جان لینے سے بے خبر رہ جانے کی جو تفصیل کی ہے ان سب کے شمول میں نام لے کر طلوع الشمس من مغربھا کو بھی لکھا ہے چنانچہ ناظرین عبارت منقولہ صفحہ ۸۴ حمامۃ البشری سے کی خود دیکھ سکتے ہیں پس اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک جیسے دوسرے نشانوں کے پورے ہوچکنے سے لوگ غافل رہے ایسے ہی آفتاب کے طلوع من مغربہا ہوچکنے سے لوگ غافل رہے۔

رابعاً صفحہ ۸۴ حمامہ کے اندر جو ان علامتوں کے کلیۃ واقع ہوچکنے کی بابت بیان کیا ہے نہ صرف ان کے ساتھ طلوع الشمس من مغربھا کا گنا ہے بلکہ اس طرح پر زور دے کر کہا ہے کہ کما اخبر عنھا رسول اللہ ﷺ یعنی جس طور پر کہ طلوع آفتاب سے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی۔

(وضع): قبل قیامت جب تک عالم دنیا کا نظام موجود ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ دار تکلیف میں کسی شخص کا ایمان قبول نہ ہووے۔

(رفع): اے مولانا جو آپ چاہتے ہیں اپنی رایت خطا ناجائز اجتہادی سے لکھ دیتے ہیں۔اجی حضرت فرمایئے تو آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ جب تک نظام عالم دنیا موجود ہے تائب کا ایمان ضرور مقبول ہے۔

دیکھئے قرآن کریم آپ کے زعم کو توڑتا ہے۔فرمایا

ان الّذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتھم و اولئك ھم الضالون (آل عمران: ۹۰)(تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا بعد اپنے ایمان کے پھر زیادہ کیا کفر کو ہرگز نہ قبول ہوگی ان کی توبہ اور وہ گمراہ لوگ ہیں)

اب غور کیجئے کہ اس آیت میں باری تعالی نے جن کفار کے عدم قبولیت توبہ کی بابت ذکر کیا یہ عدم قبولیت ان کی توبہ کی عالم دنیا کے نظام موجود رہنے کی حالت میں ہے یا نہیں اور اسی دنیا میں ان کا ایمان مردود ہے یا نہیں۔اگر اس عدم قبولیت توبہ کو بعد از مرگ پر آپ محمول کریں تو یہ بھی غلط ہے چنانچہ اس آیت مذکور سے جو اگلی آیت ہے مردہ کفار کی توبہ مقبول نہ ہونے کا اس میں بیان ہے۔

(وضع)۔ کہ مخالف نصوص قطعیہ ہے کما سیأتی
(رفع)۔ ہم دیکھیں کہ کون سی نص آپ کے پاس ہے۔
(وضع)۔ البتہ قیامت میں جب زمانہ طلوع الشّمس کا ہو چکے گا اور متصل اس کے قیامت بھی شروع ہو جاوے گی تو البتہ اس وقت ایمان کسی کا جو پہلے سے مومن نہیں ہے قبول نہ ہوگا۔
(رفع): دیکھ لیجئے مولانا یہ وہی آپ کی بات ہے منجملہ ان باتوں کے جس پر آپ کو رقیمة الاخلاص میں کہا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات سے آپ کے خیالات کہیں پرے ہیں۔ اجی حضرت حمامة البشری کے اندر کہاں بیان ہوا ہے کہ قیامت سے متصل جب آفتاب کا طلوع ہو جاوے تو اس وقت ایمان کسی کا جو پہلے سے مومن نہیں ہے قبول نہ ہوگا تا کہ آپ کا اور قادیانی صاحب کا ایک مسلک ٹھہرے جن کی حمایت ناجائز میں قرآن وحدیث کے بیانات بھی آپ نہیں مانتے ہیں۔ اور یاد رکھئے کہ حمامة البشری کی عبارت سے کسی مقام سے بھی آپ کبھی یہ بات نہیں دکھلا سکتے ہیں جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہا ہو کہ آئندہ زمانہ میں مغرب سے آفتاب متصل بالقیامت طلوع کرنے والا ہے، اور اس کے طلوع کر چکنے پر کسی کافر کا ایمان قبول نہ ہوگا۔

اور حمامہ کی عبارت سے اس طلوع آفتاب کا اپنے ظاہری صورت پر قیامت سے قریب ہو سکنے پر قادیانی کا اقرار بھی دکھلانا آپ کیلئے ناممکن ہے۔
چنانچہ یہ دونوں باتیں چند مرتبہ سابق میں آپ کو سنائی گئیں جن کے ثبوت پیش کرنے سے آپ عاجز ہیں۔ نہ رقیمة الاخلاص تحریر ہونے کے وقت جواب دے سکے، نہ اب جواب مطلوب پیش کر سکتے ہیں۔
اگر چہ اس پر آپ کہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے توضیح اپنے دعوی کی پیش کریں تو قادیانی نے جو کچھ بیان کیا ہے جس کی بار بار تصریح گذری اس کے ناحق ہونے کا اقرار کر کے راہ راست پر آجایئے ورنہ قادیانی ملا صاحب گوشمالی کر کے آپ کو ان کی مسجد ضرار وتفریق کے مخالف کرنے پر یہ مضمون قول سعدی کا سنائیں گے

ترا تیشہ دادم کہ منبرم شکن

نگفتم که دیوار مسجد بکن

(وضع) ۔ کیونکہ امور ایمانیہ میں کسی قدر اخفا کا ہونا بھی بہت ضروریات سے ہے .. الی ... بھمیں وجہ علامات کبری زمانہ مسیح کے اپنی ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہو سکتے ۔ میں ورنہ مسیح کی تصدیق میں خفا نہ رہے ۔

(رفع) ۔ امور ایمانیہ میں پوشیدگی بعدظہوران امور کے ماننے محض مرزائی تخیلات ہیں ان کے ظاہر ہو چکنے کے پیچھے کچھ ضرورت ان کے خفا کی نہیں ہے کیونکہ علامت نہیں ہے مگر پہچاننے کے واسطے اور وہ بڑی نہیں کی گئی مگر زیادہ پہچان کا فائدہ دینے کے واسطے پس جو شئے کہ بڑی نشانی کسی شئے کی پہچان کے واسطے کر کے خدا تعالی دنیا میں ظاہر کرے تو ممکن نہیں کہ اس بڑی نشانی کو خدا تعالی کے بھیجنے میں اس بڑی نشان ظاہر ہو چکنے کا پورا علم دیکھنے والوں کو نہ ہووے کیونکہ نشان کا بڑا ہونا بڑی حجت قائم ہونے کا اگر فائدہ نہ دیوے تو اس کو بڑی علامت کہنا غلط ہے لہذا قیامت تک بڑے نشانات کا مثل طلوع الشمس من مغربھا اور خروج دجال اور دابۃ الارض کے کھلا ہوا اور آشکارا ظاہر ہونا ضرور ہے تاکہ کفار پر کامل حجت قائم ہووے اگرچہ اس پر بھی کفار اپنے کفر پر رہیں مثلاً عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جو شخص دنیا میں پیدا ہوا ایک نہ ایک دن وہ ضرور مرتا ہے تو یہی لوگ امور دنیا میں بڑی امیدیں رکھتے ہیں انك لا تهدى من احببت خود اس پر شاہد ہے کہ بجز ہدایت بخشے خدا تعالی کے کوئی شخص ہدایت یافتہ نہیں ہوتا ہے لہذا اگر قیامت کے بڑے نشان محسوس طور پر کفار کے سامنے پیش ہوں جب کہ خدا تعالی انہیں ایمان کی قبولیت اور ہدایت نہ بخشے تو ان سے اولا مومن ہونے کی امید نہیں ۔ ثانیاً ان پر وعید الہی قائم ہو چکنے کے وقت ظاہر ہونے سے ان کا ایمان مقبول نہیں پس ایمان کی حلاوے انہیں کیوں حاصل ہونے لگی ہے اس لئے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آیت قرآنی

فلا تکن فی مریة من لقائه (السجدة:۲۳)۔

اور نیز آیت

و لایزال الّذین کفروا فی مریة مّنه حتّی تأتیهم السّاعة بغتة او یأتیهم عذاب عقیم ۔ (الحج:۵۵)

وغیرہ سے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ کفار خدا تعالی کے سامنے حاضر ہونے اور قیامت یا کہ عذاب چپ چپاتے آنے تک درحالیکہ وہ تمیز نہ کرتے ہوں گے شک وشبہ میں رہیں گے لازم نہیں آتا ہے کہ قیامت کی بڑی علامتیں اپنی ظاہری صورت پر جلوہ گر نہ ہوں کیونکہ بے عمل کے علم جیسے محال نہیں ہے ویسے مشاہدہ بغیر یقین کے ممکن الوقوع ہے مثل شق القمر کے پیغمبر خدا ﷺ سے اور ناقہ حضرت صالح علیہ السلام اور مردوں کو زندہ کرنے عیسی بن مریم سے فی البدیہی دیکھنے پر بھی بدنصیب کفار ایمان نہ لائے تکذیب کرتے رہے یا منافق ہوئے۔ چنانچہ سورہ منافقون وغیرہ سے ظاہر ہے اور جس حالت میں کہ جاننے والا شخص جاہلوں کی طرح اطوار رکھے تو بے شعور گنا جاتا ہے

چو دانا ہم چو نادان گشتہ غرق ست
ز دانی بنادانی چہ فرق ست

....الحاصل جب ثابت ہوا کہ قیامت کی علامات کبری اپنے ظاہری صورت پر جلوہ گر ہونے والے لامحالہ ہیں تو قادیانی کے استنباط لغو اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے استدلال غلط ہیں اور قائل کا یہ کہنا کہ علامات کبری زمانہ مسیح کے اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہوسکتیں۔ ورنہ مسیح کی تصدیق میں خفا نہ رہے۔ سراسر واہی قول ہے۔

(وضع): بسبب عدم ایفائے شرط مسلم کے۔

(رفع): اس لایعنی کلام کا جواب پہلے گذر چکا ہے۔

(وضع):۔ الحاصل جو معنی حدیث مسلم کے آپ نے سمجھے ہیں وہ مخالف قرآنی آیتوں اور حدیثوں کے ہیں۔

(رفع): اے مولانا! آپ کا بے دلیل دعوی یہ بھی غلط ہے چنانچہ جب وہ آیات اور حدیث کہ ان کو آپ سوچ رہے ہیں پیش کریں گے آپ کو ان کا حال جتلا دیا جاویگا۔

(وضع)۔ جس سے تمام کبار امت اور عوام وخواص کا ایمان بے کار ہوا جاتا ہے۔

(رفع): مجیب نے اسی مضمون کو دجال وابن صیاد کے بیان میں بھی لکھا ہے لیکن کوتاہ فہمی کے ساتھ قلم گھسنے کے سوا اس کا نتیجہ نہیں دکھلایا۔ اے مولانا آپ کا پہلا زعم تو ٹوٹ گیا اور یہ دعوی بے سروپا بھی آپ کا عنقریب ٹوٹ جائے گا۔

(وضع): اب میں بقدر پانچ چار صفحوں کے یہ عرض کرتا ہوں۔

(رفع): یہاں پر قادیانی صاحب کے اسی کشفی رؤیا ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵۔۵۱۶ والے کو پھر اس بارہ میں مجیب صاحب نے بیان کیا ہے کہ اس کی بطالت کو صداقت کے مانند جاننا چاہیے۔ لیکن ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ بطالت صداقت کے مانند ہرگز نہیں ہوتی ہے مجیب صاحب اس جگہ پر نیچری تفسیر یعنی سید احمد خان کی رائے سے لے کر اس قصہ کو قرآن کے اندر ۲۴ رکوع سورہ بقرہ میں مردے کو زندہ کر کے دکھلانے کی بابت خدا تعالی نے سنایا ہے خواب کا قصہ مانا ہے حالانکہ معتبر تفاسیر کے مخالف نیچری تفسیر ہے لہذا قادیانی کی کشفی رؤیا کی تاویل لغو اقاویل ہے اور یہ پہلے جتلا دیا گیا ہے کہ اگر احادیث نبوی میں طلوع الشمس من المغرب ہوتا تو کچھ قادیانی تاویل کو موقع اپنے زور دینے کا ملتا، لیکن خدا تعالی کے فضل سے احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے جو الفاظ قیامت کے نشانی طلوع الشّمس کی بابت وارد ہیں ان میں من مغربھا آیا ہے جس سے واضح ہے کہ قادیانی اور مولوی محمد احسن امروہی قادیانی دونوں غلط رؤیا میں رہ رہے ہیں اگر جاگتے ہوتے تو بے جانہ بڑاتے۔

(وضع)۔ عاجز نے ترقی کر کر عرض کیا تھا کہ طلوع الشّمس تو بہ موجب احادیث اصح الصحاح کے اول الآیات ہے جس کے معنی آپ نے مجھ کو نہ کہنے دیئے وہ یہ ہیں۔

(رفع): اے مولانا بار بار آپ کو کہا گیا کہ آپ کے خیالات قادیانی کے خیالات سے کہیں پرے ہیں اجی حضرت آپ قادیانی کے مسلک سے جو حمامہ کے اندر مصرح ہے پہلے اتفاق پیدا کیجئے تب ان معانی کو جو یہاں بیان کئے ہین ذکر کیجئے تاکہ آپ کے کچھ بات باقاعدہ بنے مذبذبین بین ذلك لا الی ھؤلاء و لا الی ھؤلا کا طور آپ برت رہے ہیں کہ کبھی مرزائی بنتے ہیں کبھی اہل حدیث کی طرف جھکتے ہیں ۔اس تردد کی حالت میں کب تلک پڑے رہیں گے۔ جواب آپ سے جو طلب کیا گیا ہے اس میں دریافت طلب مولوی احمد علی کی جانب سے صرف یہ بات ہے کہ آپ ان اعتراضوں کو جو قادیانی پر وارد کئے گئے حدیثوں سے حسب مسلمات قادیانی کے اٹھاویں اور یہ امر طلب نہیں کیا ہے کہ مسئلہ بحث شدہ میں آپ اپنی رائے محض لکھیں۔ خواہ قادیانی کے مسلمات سے ربط اس کو حاصل ہو یا کہ نہ ہو۔

پس طلوع الشمس من مغربها کے اول الآیات ہونے کی جو توجیہ آپ نے حسب تصریح حاشیہ ابن ماجہ کے حوالہ قلم کی اور مع اقرار اس بات کے کہ طلوع الشمس من مغربھا قبل قیامت کے ہی ہے لیکن اس کے متصل جب کہ مومنین دنیا میں نہ رہیں گے اور مع تسلیم اس امر کے کہ قادیانی صاحب کے کشفی رؤیا موعودہ طلوع الشمس من مغربھا کا مصداق نہیں ہے۔ یہ بھی آپ نے لکھا کہ

یمکن طلوع الشمس من مغربھا جسمانی طور پر ہی کسی وقت واقع ہو

یہ آپ کی توجیہ مذکور اور اقرار شرح بالا قول قیامت کے پہلے جسمانی طور پر کسی وقت میں طلوع الشمس من مغربھا واقع بالامکان کی بابت جب ہے قادیانی صاحب کے طرف سے جواب ہونے کے لائق ہے کہ آپ کے اس بیان کو قادیانی صاحب کے حمامۃ البشریٰ والے صفحہ ۸۳۔۸۴ سے مطابق ہو ورنہ آپ کے ان جوابوں کو سن کر قادیانی ملاجی کو آپ کو سبق پڑھاتے ہیں از روئے عتاب کہیں گے کہ من چہ مے گوئم و طنبوہ چہ می سرائد اعتبار نہ ہو تو لفظ بغتۃ کی تشریح دیکھیے۔

(وضع)۔ اور جب تک کہ نظام دنیا کا قائم ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دین اسلام اور ایمان ضرور نافع اور مفید ہے۔

(رفع): لیکن اس شرط پر کہ ایمان لانے کے وقت ختم ہو چکنے سے پہلے وہ شخص مسلم اور مومن بن جائے جو کہ اسلامی و ایمانی نفع اور فائدہ چاہتا ہے اور جب ایمان لانے کا وقت ختم ہو چکا پھر نظام دنیا قائم رہے یا نہ رہے کفار میں سے کسی کو ایمان لانا مفید نہیں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورہ انعام میں:

یو م یأتی بعض آ یات ربّك لا ینفع نفساً ایما نھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایما نھا خیر اً (الانعام:۱۵۸)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی ھر یرہ قا ل قا ل رسو ل اللہ ﷺ ثلاث اذا خر جن لا ینفع نفساً ایما نھا لم تکن آ منت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیراً طلوع الشمس من مغر بھا و خرو ج الد جا ل و دابۃ ا لا ر ض ۔رواہ مسلم۔

ترجمہ آیت اور حدیث کا پہلے گذر چکا ہے اور ان کے خلاف پر جو کچھ شبہات مولوی احسن قادیانی کے تھے وہ سب ردّ ہوئے ہیں۔ یہاں پر اتنی بات اور معلوم رہے کہ جو حکم نصوص قرآنی اور حدیث رسول ربانی سے بالتفصیل بیان ہو چکے اس کے مقابل میں غیر منصوص حکم نہ آیت قرآنی سے کسی شخص کا پیش کیا ہوا حجت ہوسکتا ہے اور نہ حدیث رسول ربانی ﷺ سے۔ سو یہ مذکور بالا کی آیت اور حدیث اس بات کا صریح ثبوت سناتے ہیں کہ دنیا کی موجودگی ہی میں ایک دن آوے گا جس میں کفار کا ایمان لانا مقبول نہ ہوگا اور وہ دن وہ ہے جب کہ آیات میں سے کوئی نشانی آوے اور صحیح مسلم کے اندر بروایت ابی ہریرہ ان نشانیوں کی توضیح اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب طلوع ہونے اور دجال کے خروج کرنے اور دابۃ الارض قبول ہونے کی بابت جب تک ایسی ہی صریح نصوص قرآنی و حدیث صحیح سے پیش نہ کریں ان کا جواب ہرگز نہ صحیح ہوسکتا ہے نہ مقبول۔

(وضع): اور سب طرح کی نصرت اور رحمت اللہ کی شامل حال مومنین کے رہے گی۔

(رفع): اے مولانا جو لوگ ایمان کی تہدید کے وقت سے پہلے مومنین مخلصین له الدین ہوئے آپ ان کے واسطے دنیا میں نفع ایمانی اور نصرت یزدانی شامل کیا سناتے ہیں ان کے لئے تو دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں فیضان الٰہی لامتناہی پہنچنے کی بشارتیں قرآن و حدیث میں بھری ہوئی ہیں۔ اور ان کے واسطے نصرت پہنچنے کو نظام دنیا کے قائم رہنے اور نہ رہنے کی کسی کی بھی شرط نہیں ہے۔ انہیں آیات میں سے ایک یہ آیت ہے جو آپ خارج از بحث لکھ رہے ہیں۔

(وضع): ایسا کوئی زمانہ اس دنیا میں ہوتے ہوئے نظام دنیا کے بلا رویت عذاب نہیں آسکتا اور مذہب محمدی دین اسلام کا بیکار ہو جاوے اور ایمان نفع نہ دیوے۔

(رفع): اے مولانا! مذہب محمدی و دین اسلام کا کارآمد رہنا اور مومنین کے واسطے ہر زمانہ میں ایمان سے نفع پہنچنا شئے دیگر ہے اور کفار کو تا بقائے دنیا ایمان لانے کی مہلت اور قیامت قائم ہونے کی اتصال حقیقی تک ایمان ان سے مقبول ہونے کی بشارت شئے دیگر آپ بلا موافقت باہمی مقیس اور مقیس علیہ کے کہاں ذہن دوڑا رہے ہیں یاد رکھئے کہ آپ کفار کے لئے ایمان نافع کا دائمی وقت ہرگز قرآن و حدیث سے پیش نہیں کر

سکتے۔

(وضع)۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے

انّا لننصر ر سلنا و الذین آمنوا فی الحیوۃ الد نیا یو م یقوم الا شھاد (غافر:۵۱) تحقیق البتہ ہم مدد دیتے ہیں پیغمبروں اپنوں کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے بیچ زندگانی دنیا کے اور اس روز کہ کھڑے ہوں گے گواہی دینے والے)۔

(رفع): مجیب صاحب اس آیت کو اپنے اس مدعا کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ نظام دنیا باقی رہنے تک کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ کوئی کافر ایمان لاوے تو اس کا ایمان مقبول نہ ہو۔اے مولانا! فرمائیے تو اس آیت میں کہاں اور کس لفظ میں بیان ہوا ہے کہ دنیا کے نظام باقی رہنے تک کافروں کا ایمان لانا مقبول ہے۔کیا یہ بات روشن تر نہیں و یو م یقول ا لا شھاد کا عطف حیوۃ الد نیا کے اوپر ہے اور یہ دونوں یعنی معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فعل ..کے ظرف زمان ہوئے ہیں اور آ منوا کے لئے یہ ظرف نہیں بیان ہوئی بلکہ آ منوا فی الحیوۃ ظرف کے اسم موصول الذین کا صلہ نعتیہ ہے پس جب یہ بات روشن تر ہے اور از روئے قواعد علم نحو کے مسلمات سے ہے کہ بغیر معطوف کے معطوف علیہ کلام کے اندر نہ ظرف ہوسکتا ہے نہ فاعل یا کسی طرح کا مفعول وغیرہ نہ مبتدا ہوسکتا ہے نہ خبر نہ صفت وغیرہ۔ ولہذا...واضح ہوا کہ ظرف مخصوص لننصر کی ہی واسطے مذکور ہے فقط۔ ورنہ لازم آئے گا کہ بعد از مرگ بھی کفار کا ایمان مولوی محمد احسن مقبول مانیں حالانکہ یہ صورت نص قرآنی کے خلاف ہے:

و لیست التّو بۃ للذین یعملو ن السیئا ت حتّی اذا حضر احدھم المو ت قا ل انّی تبت ا لآ ن و لا الذین یمو تو ن و ھم کفار او لئك اعتد نا لھم عذا باً الیماً (النساء:۱۸) (یعنی فرمایا خدا تعالیٰ نے توبہ نہیں مقبول ان لوگوں کی جو گناہوں کو کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آ لگے ان میں سے ایک کو موت تو کہنے لگا اب البتہ میں تائب ہوا اور نہ ان لوگوں کی جو مرتے ہیں کفر کی حالت میں)۔

بالجملہ جب متعین ہوا کہ آیت مذکورہ بالا میں جو ظرف یعنی فی الحیوۃ الدنیا واقع ہے لننصر ہی کے لئے مذکور ہوا ہے تو ثابت ہوا کہ نصرت الٰہی مرحمت

ہوئی جو آیت میں سنائی گئی ہے وہ اللہ تعالی کے پیغمبروں کے اوران لوگوں کے واسطے ہے جو کہ ایمان کی قبولیت کے وقت ختم ہو چکنے سے پہلے مومنین صالحین ہو ویں اور یہاں سے بخوبی واضح ہوا کہ قادیانی کے بیان پر جس قدر مولوی احمد علی نے اعتراض کیا نہایت صحیح اور قوی ہے اور مولوی محمد احسن اس کے دفعہ کرنے میں مجمع عام مسلمین کے سامنے لا چار رہے ہی تھے۔آپ نے رقیمة الودی گنج خانہ کی تصنیف کردہ میں بھی سوءفہمی کے اندر تحریر کرتے ہوئے درماندگی میں رہے۔ فتدبر

(وضع) : بڑی حد اصرار سے کہنے لگے کہ ہاں بالضرور مسیح ومہدی کے وقت میں بھی ایمان واسلام مقبول نہ ہوگا کیونکہ وہ زمانہ دجال کا ہے۔

(رفع): اے مولانا عجب خلاف واقع کے آپ کی تحریر ہے حضرت من جو اعتراض قادیانی پر وارد کیا گیا تھا مولوی احمد پر اس کا یا اس سے بدر جہا بڑھ کر پلٹنا تو صرف آپ کا زبانی جمع خرچ ہے حاضرین جلسہ آپ کی تقریر بے دلیل کی کیفیت بخوبی دیکھ چکے ہیں فرمایئے تو کون سی حدیث یا کہ قرآنی آیت مولوی احمد علی کے سامنے اپنے مدعا کے مثبت یا اعتراض جو قادیانی پر کیا گیا تھا اس سے بدرجہا اعتراض بڑھ کر مولوی احمد علی کے اوپر وارد ہونے کی مظہر آپ نے بیان کی تھی ۔اجی حضرت جب آپ مدعی ہوئے کہ مسیح اور مہدی کے زمانہ میں ایمان واسلام معتبر ہونے کی بابت سو حدیثیں پیش کردونگا اور اس پر مولوی احمد علی نے آپ کو کہا کہ جو زمانہ مسیح ومہدی زمانہ خروج دجال سے مطابق ہو جاوے اور ٹکرا جاوے اس میں کفار کے ایمان واسلام معتبر ہونے کو ظاہر کرنے والی ایک ہی قرآنی آیت کسی تفسیر سلف یا تفسیر بیضاوی میں جو یہ موجود ہے یا کوئی معتبر حدیث کسی حدیث کی کتاب سے دکھا دیجئے لیکن آپ ہرگز نہ دکھلا سکے اور اس جلسہ سے ندامت کے ساتھ زک پا کر جھنجلاتے ہوئے علیحدہ ایک گوشہ میں جا بیٹھے اور مولوی احمد علی نے وعظ سنایا اور کون حاضرین جلسہ سے اس وقت نہیں جان گیا تھا کہ مولوی محمد احسن قادیانی کا سارا دعوی ہیچ ہو گیا جب مباحثہ میں یہ صورت مذکور واقع ہوئی تھی تو قائل کا یہ قول بالکل غلط واضح ہوا کہ مولوی احمد علی نے جب دیکھا کہ ان پر بدرجہا بڑھ کر وہ اعتراض وارد ہوا جو مرزا قادیانی پر سوءفہم سے وارد ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ ، فاتق اللہ المولانا ولا تکن من الغاوین

(وضع) ۔فرمایا اللہ تعالی نے:

انما التو بة على الله للذين يعملو ن السو ء بجها لة ثم يتوبون من قريب فا و لئك يتو ب الله عليهم و كا ن الله عليماً حكيما (النساء :۱۷)۔. الى ما قا ل بحکم اس آیت کریمہ کے ہر گز نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں بحالت موجودگی نظام دنیا کے یعنی رویت عذاب دنیا کے کوئی کافر جو صدق دل سے ایمان لاوے اور کفر وشرک سے توبہ کرے محض اس کی توبہ قبول نہ ہووے خواہ زمانہ توبہ کا زمانہ مسیح کا ہو یا مہدی یا دجال کا۔

(رفع): کسی حدیث سے ہر گز نہیں ثابت ہوتا ہے کہ دجال کے نکلنے کے زمانہ میں کوئی شخص صدق دل سے ایمان لاوے گا اور کفر وشرک سے توبہ کرے گا اس کے سوا یہ حکم جو اس آیت سے مجیب صاحب نے لکھا ہر گز ٹھیک نہیں محض تحکم وتوہم ہے اور نص قرآنی کے خلاف ہے۔

اولاً اس لئے کہ گفتگو خاص در بارہ ایمان کے قبولیت ہونے کے کفار میں ہے گنہگار مومنین کی توبہ کے باب میں نہیں ہے اور یہ آیت خاص در بارہ کفار کے ایمان وتوبہ مقبول ہونے کے بیان میں نہیں بلکہ الفاظ کی روانگی اور کلام کا طرز یہ چاہتا ہے کہ گنہگار مومنین کی توبہ کے بابت اس آیت میں اس طرح فرمایا کہ سوا اس کے نہیں کہ توبہ مقبول خدا تعالی کے نزدیک واسطے ان لوگوں کے ہے جو گناہ کو نادانی سے کرتے ہیں پھر جلدی توبہ کرتے ہیں سو یہ لوگ ہیں جن پر رحم ہوتا ہے اور اللہ تعالی خوب جاننے والا حکمت والا ہے خصوصاً لفظ بجها لة اسی بات کو مقتضی ہے کیونکہ مومنین کی شان گناہ سے نفرت ہے اور ان سے گناہ سرزد ہونا بیشتر نادانی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی مطلب کو خدا تعالی نے سورہ انعام کے اس آیت میں توضیح کے ساتھ یوں فرمایا:

واذا جا ء ك الذين يؤ منو ن بآ يا تنا فقل سلا م عليكم، كتب ربّكم على نفسه الرّ حمة انّه من عمل منكم سو ء بجها لة ثم تاب من بعده و اصلح فا نه غفور ر حيم (الانعام : ٥٤)

(ترجمہ: اور جب آویں تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان دار ہیں ہمارے آیتوں کے ساتھ پس کہہ دو سلامتی ہو تم پر مقرر کیا تمہارے رب نے اپنے او پر رحم کرنے کو یہ کہ تحقیق جو کوئی تم میں سے

بدی کرے نادانی کے ساتھ پھر توبہ کرے اس کے بعد اور درستی کر لیوے تو البتہ وہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے)۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ مومنین کے برابر انعام اور رحمت پانے میں کفار نہیں ہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ دوسری آیت میں جو بیان ہوا

و لا الذین یمو تو ن و ھم کفار او لئك اعتد نا لھم عذا باً الیماً

(النساء:۱۸)

ظاہر ہے کہ اس کا عطف و لیست التو به پر ہے۔ پس یہ آیت توبہ کی عدم قبولیت .. والی ہے اس کو ہرگز لازم نہیں ہے کہ اگر مرتے وقت کسی کی توبہ قبول نہیں ...تو اس کی توبہ زمانہ دجال سے ٹکراتے ہوئے زمانہ مسیح ومہدی میں قبول ہووے

لو لا یأتون علیھم بسلطا ن بین

ثالثاً یہ قول بھی مولوی محمد احسن کا غلط ہے کہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں بحالت موجودگی نظام دنیا کی ..الخ،

اور پہلے بھی اس زعم کی غلطی بیان ہوئی۔ دیکھئے پارہ لن تنا لو سے دو آیت پہلے خدا تعالی نے فرمایا

انّ الّذین کفروا بعد ایما نھم ثمّ ازدا دوا کفرا لن تقبل تو بتھم و اولئك ھم الضّا لو ن۔ انّ الذین کفروا و ما توا و ھم کفّار فلن یقبل من ا حدھم ملء ا لا ر ض ذھبا و لو افتدی به او لئك لھم عذاب الیم و ما لھم من نا صرین ۔(آل عمران:۹۰۔۹۱)

(تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا بعد اپنے ایمان لانے کے پھر کفر کو زیادہ کیا ہرگز قبول نہ ہوگی ان کی توبہ یعنی اسی نظام دنیا کی موجودگی میں اور وہ لوگ گمراہ ہیں تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے اس حالت میں کہ وہ کفار ہیں تو ہرگز قبول نہ ہوگا ان میں سے کسی سے زمین میں بھرا ہوا سونا اگرچہ اس کے ساتھ بہت دیوے وہ لوگ ہیں کہ ان کے لیے عذاب دردناک ہے اور کوئی ان کے لئے مددگار نہیں ہے)۔

اس پہلی آیت سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کفار تائب کی توبہ ہرگز قبول نہیں

ہے اور نظام دنیا کی موجودگی ان کی توبہ کو کچھ مفید نہیں اور او لئك هم الضا لو ن اس مطلب کو قوی کرتا ہے کیونکہ نہائت سخت وہی گمراہ ہیں کہ ابقائے نظام دنیا میں وہ توبہ کریں لیکن توبہ قبول نہ ہووے۔ اور آیت جو دوسری ہے وہ کفار کی حالت بعد از مرگ سناتی ہے۔

(وضع): ایضاً فرمایا خدا تعالی نے:

و لو امن اهل الكتا ب لكا ن خير ا لهم ۔ (آل عمران: ۱۱۰)

فرمایا اللہ تعالی نے

فا ستجا ب لهم ر بهم انی لا ا ضيع عمل عا مل منكم من ذكر او انثی بعضكم من بعض (آل عمرا ن: ۱۹۵)

(رفع): ناظرین بخوبی جان سکتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں مطلقاً اس بات کا ذکر نہیں کہ خروج دجال کے زمانہ میں کفار کا ایمان مقبول ہوگا۔ قادیانی صاحب کے بز اخفش صفت چیلوں کو خوش کرنے کے لئے محض سادہ لوحی سے مولوی محمد احسن قادیانی نے بحث شدہ مسئلہ سے قطع نظر کرکے یہ آیتیں گنتی دکھلانے کے طور پر لکھ دی ہیں کیونکہ پہلی آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو البتہ ان کے واسطے بہتر ہوتا۔ یعنی ان کے لئے بہتری جو نہیں ہے سو ان کے ایمان نہ لانے سے ہے۔ یہ کلام ایسا ہے بیان ہوا ہے جیسے فرمایا

لو كا ن فيهما آ لهة الا الله لفسد تا فسبحا ن الله رب العرش عما يصفو ن (الانبیاء: ۲۲) یعنی آسمان و زمین کے اندر اگر بجز خدا کے واقعی معبود ہوتے تو البتہ آسمان و زمین تلف ہو جاتی۔

پس جیسے آسمان و زمین کا قیامت سے پہلے برباد نہ ہو چکنا مشرکین پر اس بات کی حجت ہے کہ وہ جو ماسوا خدا تعالی کے اپنے زعم میں دوسرے معبود مانتے ہیں وہ غلط خیال ہے ایسے ہی یہود و نصاری مین بہتری نہ ہونا کہ وہ مغضو ب عليهم اور ضالین جتلائے گئے اس بات کی حجت ہے کہ وہ جو اپنے آپ کو خدا پر ایمان لانے والا جانتے ہیں اور اپنے تخیلات کے ساتھ انہوں نے کہا کہ

و قا لوا لن يّد خل الجنّة ا لا من كا ن هو داً او نصا رى

(البقرۃ:۱۱۱)۔یعنی بہشت میں ہرگز داخل نہ ہوگا مگر وہی جو یہود ہے یا نصرانی۔

بات تو یہ تھی کہ جیسے تشریح گذری آیت و لو آ من اھل الکتا ب میں خدا تعالی نے اہل کتاب کی ہجو اور بے ایمانی کی حالت سنائی ہے لیکن مجیب صاحب فہم نارسا پر غراں ہو کر آیت مذکور کو دلیل اس بات کی ٹھہراتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں کفار کا ایمان مقبول ہوگا۔اے مولانا!

آدمی اعقل باید در بدن۔ ورنہ جان در کالبد دارد حمار

سمجھ کر بات کہیے۔اپنے قیاسات جیب میں ہی رکھئے۔

اور دوسری آیت یعنی فاستجا ب لھم میں اس طرح فرمایا کہ مومنین صالحین نے جو دعائیں مانگیں جن کی تفصیل ...سورہ آل عمران کے پچھلے رکوع میں بیان ہوئی ان کے لئے وہ دعائیں ان کے رب نے قبول کیں کہ البتہ میں ضائع نہ کرونگا عمل کام کرنے والے کا تم میں سے خواہ مرد ہو خواہ عورت۔

پس ناظرین غور کریں کہ وہ کون سا لفظ اس آیت میں آیا ہے جس سے یہ ظاہر ہووے کہ دجال کے زمانہ میں کفار فجار کو ایمان نصیب ہووے گا۔

(وضع): فرمایا اللہ تعالی نے:

یا ایّھا الذین او توا الکتا ب ء آ منوا بما نزّ لنا مصدقا لما معکم من قبل ان نّطمس و جو ھاً فنر دّ ھا علی اد با رھا (النساء:۴۸)۔

(رفع): اس آیت میں بھی کوئی لفظ ایسا مذکور نہیں ہوا جس میں دلالت ہو کہ دجال کے زمانہ میں کفار کا ایمان قبول ہوگا بلکہ قبولیت کی نفی اگر دیکھئے تو ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ آیت شریف کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرتے ہوئے اس کلام کی جو تمہارے پاس ہے اس کے پہلے جو ہم چہروں کو مسخ کریں گے یعنی بدل ڈالیں گے پس ہم ان کو الٹا پھریں گے۔ ظاہر ہے کہ کفار کے واسطے قیامت کا دن دوزخ میں داخل ہونے کا ہے اور ان کو نامراد پیچھے واپس کرنے اور مسخ کرنے کا وقت دنیا میں قیامت سے پہلے ہی اور خود عربی خط میں آپ بھی جو لکھ چکے ہیں اس بارہ میں وہ آپ کے اوپر ہونے کو کافی ہے عبارت ہکذا

یقع القیا مۃ علی ا لا شرار و ا لا شقیاء ۔یعنی قیامت شریروں اور ہدایت سے محروموں پر واقع ہو گی اور جب فرمایا اللہ تعالی نے من قبل ان نطمس و جو ھا چہروں کو بدل ڈالنے سے پہلے کہ الٹے پھیرے جاویں تو واضح ہوا کہ کفار کی دنیا میں اس حالت کی واقع ہو جانے کی تنبیہ کی ہے جو سورہ بقرہ کے شروع میں فرمائی

ختم اللہ علی قلو بھم و علی سمعھم و علی ابصار ھم غشا وہ

(البقرۃ:۷)۔ مہر کردی خدا تعالی نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

کیونکہ جب یہ کیفیت کسی کی ہو جاتی ہے تو حقت علیہ کلمۃ العذا ب کے یعنی اس پر عذاب کا قول ثابت ہو چکا، تحت میں آ جاتا ہے۔ چنانچہ ساتھ ہی فرمایا

و لھم عذا ب عظیم (البقرۃ:۷)

ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

اور کیوں نہ ہو دنیا کے اندر ہی والی وہ حالت اس لئے کہ جس کو مجیب صاحب لکھ رہے ہیں اس کا ٹکڑا یہ ہے

او نلعنھم کما لعنّا اصحا ب السّبت (النساء:۴۷)

(یعنی یا ہم ان اہل کتاب کو ملعون کریں پورا بدل ڈالیں جیسے ہم نے اصحاب سبت کو ملعون کیا)

یعنی فرمایا

کو نوا قردۃ خا سئین (ہو جاؤ بندر نامراد)۔

چنانچہ زمانہ آنحضرت ﷺ میں بے ایمانی کی حیثیت سے بندر کی موافق کفار فساق ہوئے۔سورہ یونس رکوع ۴ میں ہے:

کذ لك حقّت کلمۃ ر بّك علی الّذین فسقوا انّھم لا یؤ منو ن

۔(یونس:۳۳) (اسی طرح ثابت ہوئی بات تیرے رب کی ان لوگوں پر جنھوں نے بے راہی کی کہ تحقیق وہ ایمان دار نہ ہویں گے)۔

با لجملہ جب وہ آیت جو مولوی محمد احسن نے لکھی ہے اس میں نظام دنیا کے باقی رہتے ہوئے حال میں مسخ ہو جانے کی حالت سے پہلے ایمان لانے کی طرف اہل کتاب کو مخاطب کیا گیا ہے اور آیت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ وہ مسخ دجال کے زمانہ سے

پہلے واقع ہونا ممنوع نہیں ہے تو مولانا مذکور کا استدلال آیت سے بھی باطل ہے۔

(وضع):

و من یّعمل من الصا لحا ت من ذکر او انثی و هو مو من فأولئك يد خلون الجنة و لا يظلمو ن نقيراً(النساء : ١٢٤)

ایضاً : ما يفعل الله بعذا بكم ان شكر تم و آ منتم و كا ن الله شا كرا عليما ۔ (النساء: ١٤٧) ۔

(رفع): ان دونوں آیات کو بھی مسئلہ بحث شدہ سے نہ کوئی تعلق ہے نہ دجال کے نکلنے کے زمانہ میں ایمان مقبول ہونے کا کچھ ثبوت کیونکہ ان دونوں آیتوں میں خدا تعالی نے جو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت اور عذاب الہی سے حفاظت جن لوگوں کے واسطے فرمائی ہے سو وہ لوگ ہیں جو کہ صالحین مومنین ہیں اور شکر گذار ایمان کے ساتھ ہیں ان پر دجال کے زمانہ کے کفار کو قیاس مولوی محمد احسن کا کرنا محض ناانصافی ہے:

مثل الفر يقين كا لا عمى و الا صم و البصير و السميع هل يستو يا ن مثلاً افلا تذ كّرو ن ۔(ھود:۲۴)

اے مولانا! غور تو کیجئے دجال کے زمانہ کے کفار ایمان سے اندھے بہرے لوگ کیونکر ایمان کے نور سے بینائی اور ہدایت الہی کی گوش شنوار کھنے والوں کے برابر ہوسکتے ہیں۔ نعو ذ با لله من ذ لك

آپ اپنے ان ہی کمزور خیالات پر نازاں ہوکر فرمارہے تھے کہ مولوی احمد علی کے اعتراض بزرگان وصالحان کے مانے ہوئے عقیدہ سے مخالف ہیں ۔ اجی حضرت خوب سمجھ لیجئے کہ آپ منصوص قرآنی وحدیث رسول کے خلاف پر مصر ہیں اور مولوی احمد علی صاحب پر آپ ناحق الٹا الزام لگاتے ہیں ۔ امید ہے کہ اگر آپ منصف بنیں گے تو اپنے حسب حال اس مصرع کا ورد کریں گے:

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

(وضع)۔ بڑا تعجب ہے کہ باوجود ہونے ایسے نصوص قطعیہ کے مولوی صاحب کو اصرار ہے کہ مسیح اور دجال کے زمانہ میں ایمان نفع نہ دے گا۔

(رفع)۔ مجیب صاحب کا عجب زہر خندہ تعجب ہے ایک آیت اور حدیث تو اب تک

ایسی پیش نہیں کی جس کو اس باب سے کچھ بھی لگاؤ ہووے کہ جو زمانہ موعود مسیح کا دجال کے زمانہ سے منطبق ہونے والا ہے اس میں کسی کافر کا ایمان خدا تعالی کے نزدیک مقبول ہووے گا پھر نصوص قطعیہ تو کہاں پیش کر سکتے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان ست

(وضع)۔ جب تک دنیا میں قرآن مجید موجود ...الی .. ہر ایک کافر کا ایمان واسلام بھی مقبول ہوگا۔

رفع۔ مجیب کا دعوی مذکور محض کذب وافترا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے:

و لقد ذر أ نا لجهنّم كثيراً من الجنّ و الا نس لهم قلو ب لا يفقهو ن بها و لهم اعين لا يبصرو ن بها و لهم ء اذا ن لا يسمعون بها او لئك كا لا نعا م بل هم ا ضلّ او لئك هم الغافلون۔(الاعراف:۱۷۹)

(البتہ ہم نے جہنم کے واسطے پیدا کئے کتنے ہی جن اور انسان سے کہ ان کے دل ہیں جن سے نہیں سمجھتے ہیں اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے نہیں دیکھتے ہیں اور ان کے کان ہیں جن سے نہیں سنتے ہیں وہی لوگ غافل ہیں)

انّ الّذين حقّت عليهم كلمت ر بّك لا يؤ منو ن۔ و لو جا ء تهم كلّ آ ية حتّى يروا العذا ب ا لا ليم۔(یونس:۹۵۔۹۶) تحقیق جن لوگوں پر مقرر ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ آ جائیں ان کے پاس کل نشانیاں یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں)۔

اے باخبر ناظرین! دیکھ لیجئے جب کہ دوزخ کے واسطے جو لوگ یا جنات پیدا کئے گئے وغیرہ، قرآن مجید سے صراحتاً ثابت ہیں تو کب ہوسکتا ہے کہ ایسے لوگوں کا خدا تعالی کے نزدیک ایمان مقبول ہوگا تا کہ مولوی محمد احسن جو کہتے ہیں کہ جب تک قرآن مجید موجود ہے اور اس میں آیتیں محفوظ ہیں ہر ایک کافر کا ایمان واسلام بھی مقبول ہوگا اور نیز جن لوگوں پر عدم ایمان کی بات خدا تعالی ثابت کر چکا کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ وہ مومن ومسلم سچے ہوویں گے۔

اعا ذ نا الله من تلك الهفوا ت التی ا خذ ها لمجیب المذ کور
و عصمنا مل کل الکفر یا ت کما عصم الله منها عباده الشکور

(وضع): پس میں نے حدیث کی۔

(رفع): مولوی محمد احسن قادیانی نے جو یہ تقریر اپنی بطور تحریر کے نتیجہ کے لکھی ہے محض بے کار غلط ہے اور اس کا جواب مفصلاً گذر چکا ہے اور جن کشفی معنوں کا دعوی کیا ہے وہ بھی مردود ہو چکے ہیں اور کیونکر نہ رد ہو جاتے اس لئے کہ قادیانی کے رؤیا میں طلوع مغرب سے آفتاب کا جو ہو دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ برخلاف حدیث نبوی کی مراد ہوئے تو جیسے وہ قیامت کے آثار سے نہیں ویسے کچھ فخر کی بھی چیز نہیں ہے کیونکہ قادیانی نے اپنے آپ کو لندن میں نصاری کے منبر پر پایا جو اہل اسلام کی وعظ گوئی کی نشست گاہ سے نہیں ہے البتہ نصاری کی یہاں دستر خوان کی زیب اس کے بغیر ہرگز نہیں ہوتی ہے۔ جس کا خلاصہ صحیح طور پر یہ ہوا کہ اسلامی باتوں کے پیرایہ میں کھانے پینے کی سبیل مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصانیف کے ذریعہ سے قائم کی ہے اور تیتر اور بٹیر کے دو رنگی نفس سے میل رکھتی ہوئی دو دلے آدمی ان باتوں پر کان لگاتے ہیں

خطا میکند مرد تفسیر دان
کہ علم و ادب مے فروشد بنان

اور اگر طلوع الشمس من مغر بہا جو پیغمبر ﷺ کی حدیث میں بیان ہوا ہے اسی خاص قرب قیامت کی علامت کا واقع ہو چکنا بہ فرض محال اس طور پر تسلیم کر لیا جاوے کہ اس سے مراد یہ ہے جسے قادیانی نے کشفی الہام کر کے بیان کیا تو ضرور ہوا کہ قادیانی کا وعظ و پند نہ کسی کافر کے حق میں مفید ہے نہ کسی مومن کے بلکہ مومنین پر واجب ہے کہ قادیانی کے دام سے کنارہ کر کے قرآن و حدیث کو حسب تفسیر دیگر علمائے صالحین کی مضبوطی سے اپنا ہادی واجب الاتباع مانتے رہیں اور اسی کے اوپر عمل کرنے میں مضبوط رہیں۔ پس مولوی محمد احسن قادیانی کی تمام خامہ فرسائی لغو ہے، اور انہوں نے قادیانی کے رؤیا کشفی میں جو کچھ رؤیا ہے سب اکارت ہے اور ان کا یہ قول بھی محض غلط ہے کہ جب شمس اپنی مغرب سے طلوع ہو چکے گا یعنی اس کے طلوع کا زمانہ جس قدر علم الٰہی میں اس کے مقدار ہو گذر چکے تب البتہ سب ایمان لے آویں گے کیونکہ

حضرت ابی ہریرہؓ کی حدیث جو پیش کی گئی جو کہ قرآنی آیت سورہ انعام والی کی تفسیر میں ہے خدا تعالی نے اس آیت میں

یوم النقضی

یا کہ یوم مضی

یا کہ اذا جاء بعض آیات

کے مثل ماضی کے صیغوں سے نہیں فرمایا ہے تاکہ کسی طرح پر دلالت سے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کو اپنی تاویل کی صحت کا موقع مل سکے کہ جب طلوع الشمس من مغربھا کا زمانہ گذر چکے تب البتہ سب لوگ ایمان لے آویں گے بلکہ یوں فرمایا ہے کہ

یوم تأتی بعض آیات ربك

جس دن آوے تیرے پروردگار کے نشانیوں سے بعضی

مثلاً اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب نکلنا جس کا مضارع کے صیغہ کو لانے سے باری تعالی نے واضح کر دیا کہ طلوع الشمس من مغربھا کی پائی جاتی ہے کفار جو ایمان لاویں گے ان کو ایمان نفع نہ دے گا کے نکہ ایمان بالغیب نہ رہا لہذا طلوع الشمس من مغربھا کے زمانہ کا گذر چکنا ہر کفار کے ایمان لانے کے واسطے معین نہیں ہوسکتا ہے۔

اے مولانا! کلام کے محاورہ میں آپ کی تبدیلی کرنی ہرگز مقبول نہ ہوگی۔

فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین ۔یغشی الناس ھذا عذاب الیم (الدخان : ۱۰)(یعنی جس دن آسمان دھواں ظاہر کرے گا لوگ بے ہوش ہوویں گے)

کیا آپ اس کے یہ معنی سمجھ رہے ہیں کہ وہ دخان کا زمانہ گذر جانے کے بعد لوگ بے ہوش ہوویں گے استغفر اللہ۔

جو کچھ اللہ تعالی نے فرمایا کہ

یوم نقول لجھنّم ھل امتلئت و تقول ھل من مزید (ق:۳۰)

سے آپ یوں خیال کرتے ہیں کہ جب دوزخ سے خدا تعالی فرماوے گا کہ آیا تو بھر

گئی ہے تو اس دن دوزخ چپ کئے رہے گی اگلے دن جب قیامت کا روز ہو چکے گا تب دوزخ کہے گی آیا کچھ اور زیادہ ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك الحاصل جب معلوم ہو چکا کہ آیت قرآنی میں مضارع کا صیغہ موجود ہے جس کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے تو اس میں جو بیان کہ آمن النّاس کلّهم اجمعون کا وہی وقت ہے جو کہا گیا کہ فاذا طلعت الشمس من مغربها۔ پس جب کہ سورج طلوع کئے ہوئے موجود ہے ایسی ہی اس حدیث میں کل آدمیوں کے ایمان لانے کا جو وقت بیان ہوا ہے وہ اپنی چھپنے کی جگہ سے آفتاب کے طلوع کئے ہوئے اور موجودگی کا ہے۔ نہ مولوی محمد احسن کے غلط فہمی کے موافق و احفظ منی لعلّك تفكر و تخشى۔

(وضع)۔ اور اگر کوئی ٹکڑا زمانہ عیسیٰ یا حضرت مہدی کا یا کل زمانہ ان کا بموجب قول حضرت مولوی صاحب کے ایسا ہو کہ اس زمانہ میں ایمان و اسلام لانا کفار کا بے کار ہو جائے تو پھر دعوت الی الاسلام حضرت امام مہدی اور مسیح کی بالکل لغو اور بے کار ہو جائے گی الشیء اذا خلی من مقصوده

(رفع): اے مولانا! ابھی آپ بھی نہیں سمجھے ہیں کہ امام مہدی کس لئے ظہور کریں گے اور حضرت عیسیٰ کس واسطے آسمان سے نزول فرماویں گے۔

ز دعوی تہی آئی تا بر شوی
نواز خود پر نئے ان تہی میروی

یاد رکھئے کہ ان دونوں بزرگواروں کے ظہور و نزول سے مقصود الٰہی دین اسلام کے نصرت اور کفار کی ذلت ہے بے شک اس سے خالی ہونا ممنوع ہے چنانچہ سابقہ مذکور ہوا اور آئندہ بھی انشاء اللہ واضح کیا جاوے گا

(وضع)... حالانکہ حدیث صحاح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ اسلام کے طرف دعوت کریں گے اور ان کے زمانہ میں بہت لوگ اسلام میں داخل ہوں گے۔

(رفع): اے مولانا! سوال از آسمان اور جواب از ریسمان کا طریق اختیار نہ کیجئے۔ گفتگو جس بارہ میں تھی اس کا جواب دیجئے۔ آپ سے پہلے بھی بار بار مجمع عام میں کہا گیا اور اب پھر گوش گزار کیا جاتا ہے کہ آپ چن کر صرف ایک ہی ایسی جید حدیث پیش کر دیجئے جس میں تصریح ہو کہ حضرت مہدی و حضرت مسیح کا جو زمانہ خروج دجال سے

منطبق ہوگا یا کہ جس وقت دابۃ الارض ظہور کرے گا یا کہ جب اپنے چھپنے کی جگہ سے آفتاب نکلے گا ان اوقات میں کس کافر کا ایمان مقبول ہوگا۔ لیکن کوئی حدیث آپ نے پیش نہ کی ،۔ بلکہ یہ بھی آپ سے نہ ہوسکا کہ اوقات مذکور میں کفار کو حضرت مہدی و حضرت عیسیٰ کا ایمان واسلام کی دعوت کرنے پر دلالت کرنے والی حدیث سناتے یا قرآن شریف کی کسی تفسیر میں دکھلاتے جو علمائے اسلام کے نزدیک معتبر ہے اور بڑی جانفشانیوں کے بعد آپ نے لکھا ہے تو فتح الباری سے حافظ کا قول جس میں ہرگز نہیں کہا گیا کہ دجال کے زمانہ میں کفار کو حضرت عیسیٰ دعوت اسلام کریں گے اور علیٰ ہذا جو عبارت تفسیر بیضاوی سے نقل کی اس میں بھی نہیں بیان ہوا کہ دجال کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ کفار کو ایمان کی طرف بلاویں گے۔ اب اگر کہیے کہ حافظ نے جو بحوالہ حدیث حضرت ابی ہریرہؓ کی بیان کی کہ یدعوا الناس الی الاسلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بعد نزول کے لوگوں کو دعوت اسلام کریں گے اور خدا تعالیٰ بجز اسلام کے سب ملتوں کو ہلاک کردے گا وغیرہ۔ یا تفسیر بیضاوی میں جو بیان ہوا

انّہ اذا نزل من السّماء آمن بہ اھل الملل جمیعاً

تحقیق حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اتریں گے تو سب مذاہب کے تمام لوگ لے آویں گے،

وغیرہ، سواس کے دو جواب ہیں۔

اولاً وہی پہلی بات کہ مولوی احمد علی نے جو آپ سے جواب طلب کیا اس بارہ میں کہ آپ ثابت کریں خروج دجال کے خاص زمانہ میں کفار کو حضرت عیسیٰ دعوت اسلام کریں گے اور اس مخصوص وقت میں ان سے عنداللہ ایمان قبول ہونا کسی نص شرعی سے بتلاویں کیونکہ عام کے وجود سے خاص کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً حیوان کے موجود ہونے کو ناطق کا موجود ہونا ضروری و لازم نہیں ہے۔ نہ یہ کہ اس خاص وقت کے اندر قبولیت ایمان کی بابت ثبوت دینے سے پہلو بدل کر دوسرے اوقات غیر بحث شدہ میں حضرت عیسیٰ کے دعوت اسلام کرنے کی بابت کوئی سند پیش کریں جو کہ قادیانی صاحب کے زمانہ سے مطابق نہیں ہے کیونکہ ان کے زعم کے موافق یہ زمانہ دجال موعود کے فتنہ کا ہے جیسے کہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۴ کے حاشیہ اور دیگر مقامات میں مذکور ہے یا یہ کہ مومنین سابقین کے مقبول الایمان ہونے پر کفار کے ایمان کی قبولیت قیاس

کر کے سناویں:

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

سخن کچھ تھے دے کچھ کر کے بولے
ترازو عقل کی جس کی ہو تولے

ثانیاً بقول مشہور نظم سعدی

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست
چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

یہ روایات جن کو آپ نے حوالہ قلم کیا ذرا حمامہ کے اندر بھی دیکھئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کب باور کرتے ہیں اور جب قادیانی نے ان روایات کو قبول نہ کیا تو مجیب صاحب آپ کا ان عبارت کے پیش کرنے سے مدعا تو کیا ثابت ہوتا آپ کو اور ندامت کھینچنا پڑ گیا کیونکہ یہ روایات دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ آپ کے نزدیک غلط ہیں تو آپ کا ان روایات کے موافق خود تمسک اپنے عقیدہ کی صحت کا غلط ہوا۔ اس لئے کہ جو شخص کسی غلط بات سے اپنے عقیدہ کے موافقت بتلا کر اس کو تمسک سمجھے وہ محض غلطی میں گرفتار ہے اور یا یہ کہ آپ کے نزدیک یہ روایت معتبر نہیں تو نتیجہ یہ ٹھہرا کہ قادیانی نے جو اپنے دعوی مسیحیت کی نسبت لکھا ہے وہ سب غلط ہے اور اس کا آپ کے اوپر اظہار مقصود ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے جو قول حافظ کا منقول ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقع الا منة یعنی حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ایسا امن ہوگا کہ شتر کے ساتھ شیر چریں گے، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے ۔اور بیضاوی کے قول میں یہ بیان ہوا

و لا یبقی احد من اھل الکتاب الا لیو منن به

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی حضرت عیسی پر ایمان لائے بغیر نہ رہے گا

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب دیکھا کہ ان روایات کو اگر مان لیا جاوے تو اپنے موعود مسیح ہونے کا دعوی صریح غلط پڑتا ہے لہذا ان روایتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حمامۃ البشری صفحہ ۴۶ پر ہے:

ثم اذا نظر نا نظراً آ خر و تا ملنا فی قو لهم و عقید تهم و اتفاق ندوتهم علی ان المو جو دین زما ن نزو ل المسیح یدخلو ن فی دین ا لاسلا م کلهم و لا تبقی نفس وا حدة منهم منکرة للاسلا م و یهلك الملل کلها ا لا اسلا م فما و جد نا هذه العقیدة موا فقة لتعلیم القر آ ن بل و جد ناها مخا لفة لقو ل رب العا لمین فا ن القر آ ن یعلم لتعلیم وا ضح و یشهد بصوت عا ل علی ان الیهود و النصاری یبقو ن الی یو م القیا مة کما قا ل عز و جل و اغر ینا بینهم العداوة و البغضاء الی یو م القیا مة ... و اعلم ان حد یث هلا ك الملل صحیح و لکن اخطاء العلماء فی فهمه و ما فهموا من هلاك اهل الا دیا ن فهو لیس بصحیح بل المعنی الصحیح هو الذی یشیر الیه القر آن فی آ یة هو الذی ارسل رسو له بالهد ی و دین الحق لیظهره علی الدین کله فقد اشار فی هذه ا لآ یة علی غلبة دین الاسلا م علی کل مذ هب و دین و انت تعلم ان دیناً اذا صار مغلو باً مقهو راً فهو نوع من هلا ك اهله بسلطا ن مبین ۔

پھر جب ہم نے دیکھا نظر ثانی کر کے اور تامل کیا درمیان ان کے قول اور عقیدہ اور اتفاق ان کی ہم کلامی کے اس پر کہ تحقیق جو لوگ موجود ہوں گے نزول مسیح کے وقت میں وہ کل دین اسلام کے اندر داخل ہو جائیں گے اور ایسا کوئی ایک بھی ان میں نہ بچے گا کہ اسلام کا منکر ہو، اور تمام ان کے مذاہب جز اسلام کے ہلاک ہو جاویں گے سو ہم نے اس عقیدہ کو تعلیم قرآن کے موافق نہیں پایا بلکہ ہم نے اس کو رب العالمین کے قول کے مخالف پایا کیونکہ قرآن واضح تعلیم کے ساتھ سکھلاتا اور بلند آواز کے ساتھ ان پر گواہی دیتا ہے کہ البتہ یہود اور نصاری باقی رہیں گے قیامت کے دن تک ۔فرمایا اللہ تعالی نے کہ ہم نے خیال ڈال دیا ہے ان کے آپس میں عداوت اور بغض کا قیامت کے دن تک ایضاً اور معلوم ہو کہ البتہ حدیث مذاہب کے ہلاک ہونے کی صحیح ہے ولیکن علماء نے اس معنی سمجھنے میں غلطی کی اور جو کچھ وہ سمجھے اہل ادیان کے ہلاک کی بابت سو وہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح معنی وہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف قرآن اشارہ کرتا ہے

درمیان آیت کے کہ خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دین اسلام کا غلبہ ہر ایک مذہب اور دین پر اور تو جانتا ہے ک بے شک کوئی دین جب مغلوب اور پست ہوا تو وہ ایک قسم کی ہلاکت اس دین والوں کی ہے روشن دلیل سے۔

حمامۃ الشری صفحہ ۴۷ پر ہے:

و اما ما روی فی البخاری عن ابی ھر یرہ فی ھذا البا ب فلا تحسبه شیئا یتو جه الیه و عند نا کتا ب الله

(لیکن جو بخاری میں ابی ہریرہ سے اس باب میں روایت کیا گیا ہے پس تو اس کو ایسی چیز مت گمان کر کہ اس کی طرف توجہ کی جائے حالانکہ ہمارے پاس کتاب اللہ ہے۔)

حمامۃ البشری صفحہ ۴۷ پر ہے:

قد اختلف اھل التفسیر فی مر جع ضمیر به فقا ل بعضھم ان ھذا الضمیر الذی یو جد فی آ یة لیو منن به را جع الی نبینا ﷺ و ھذا ار جح الاقوال و قا ل بعضھم انه را جع الی القرآن و قا ل بعضھم انه را جع الی الله و قیل انه را جع الی عیی و ھذا قو ل ضعیف ما التفت الیه ا حد من المحققین ۔

(البتہ ان اہل تفسیر نے بہ کے ضمیر کے مرجع میں اختلاف کیا ہے پس ان میں سے کسی نے کہا کہ تحقیق یہ ضمیر جو کہ پائی جاتی ہے درمیان آیت لیومنن بہ کی پھرتی ہے ہمارے نبی ﷺ کی طرف، اور یہ قول نہایت زبردست ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ البتہ قرآن کی طرف پڑتی ہے اور کہا گیا کہ البتہ وہ عیسی کی طرف پھرتی ہے اور یہ ایسا کمزور قول ہے کہ اس کی جانب کوئی محققین سے متوجہ نہیں ہوا)۔

لیجئے مولانا! آپ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ولی حمیم بن کر ان کے حمایت میں علمائے اہل سنت والجماعت کے اقوال سے دلیل لائے تھے اور اس مقام پر اور نیز جو کچھ اگلی سطروں میں آیت و ان من اھل الکتا ب لیو منن به سے جو آپ تمسک پکڑتے ہیں خود آپ کے مرشد صاحب نے قبول نہیں کیا، بلکہ ان پر جرح کر دی۔ فرمایئے اب بھی آپ کو معلوم ہوا کہ نہیں کہ مولوی احمد علی نے قادیانی صاحب کے باب میں جو کچھ اعتراض کیا اور اس راقم الحروف نے رقیمۃ الاخلاص میں جو کچھ آپ کی

خدمت میں گذارش کیا وہ واقعی درست اور بجائے خود ہیں ورآپ کے تو جیہات قلت تدبر سے یا مرزائی مسلک سے باہر ہے اب آگے جو آپ نے حدیث تحریر فرمائی ہے

کہ لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی امر الله قاھرین بعدو لا یضرھم من خالفھم حتّی تأتیھم السّاعة

بجز اس کے نہیں کہ امت محمدیہ میں سے اہل حق کا گروہ اللہ تعالی کا بول بالا کرنے کیلئے مخالفین پر ہمیشہ مقاتلہ کے ساتھ غالب رہے گا اور قیامت کے آنے تک ان اہل حق کے دین میں مخالفین اسلام رخنہ انداز نہیں ہو سکتے ہیں۔

سو اس کو کب لازم ہے کہ دجال موعود کے زمانہ میں کفار اسلام کو قبول کر لیویں گے اور ہر ایک مقاتلہ کب کہ اسلام کے اندر کفار کو داخل ہی کرنے کے واسطے ہو۔ امام مہدی صاحب کے معرفت سے ہو خواہ حضرت عیسیٰؑ کی معرفت سے اگر یہ امر لازم یا ضروری ہوتا تو مقہورین و مخالفین نہ رہتے۔ جن کا وجود قاہرین اور خالف سے ظاہر ہے۔ ہاں البتہ اہل حق جب مقاتلہ علی امر اللہ کریں تو بے شک اللہ تعالی کا بول بالا ہی کرنے کے لئے ہوگا اور ان کو فی سبیل اللہ سعی کا اجر برابر ملتا رہے گا۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے

فمن یعمل من الصالحات و ھو مومن فلا کفران لسعیه و انا له کاتبون۔ (الانبیاء:۹۴)

سو اس بارہ میں بحث ہی واقع نہیں ہوئی ہے چنانچہ سابقاً جتلایا گیا اور یہاں بھی واضح کیا جاتا ہے کہ اے مولانا آپ اپنے قیاس کو تو بالائے طاق رکھئے کسی نص قرآنی وحدیث رسول سے شہادت پیش کیجئے گا کہ طلوع الشمس من مغربھا اور خروج دابة الارض اور عین فتنہ دجال کے زمانہ میں کفار سے ایمان مقبول ہوگا لیکن اس کا ثبوت اگر آپ کے پاس ہوتا تو پیش ہی کیوں نہ کرتے کس لئے غیر مبحث باتوں کو دلیل میں لاتے کیونکہ اگر مولوی احمد علی صاحب کا اعتراض اس طور پر ہوتا جس میں کہا جاتا کہ ظہور پر آیات ثلاث مذکورہ سے کل یا بعض کے اہل اسلام صلحاء اور مقبول الایمان قائمین علی امر اللہ کا ایمان ضائع ہو جاوے گا یا ان کے لئے مساعی جمیل پر کچھ اجر عند اللہ مترتب نہ ہوگا یا یوں کہا جاتا کہ فتنہ دجال کے زمانہ سے لے کر پھر اگر

چہ دجال مقتول ہو چکے خواہ زمانہ مہدی کا ہووے خواہ حضرت عیسی کا عہد کبھی کسی کفر کا ایمان لانا قبول نہ ہوگا اگر چہ ہنوز دابۃ الارض موصوف کا ظہور اور طلوع الشمس من مغربھا کا وقوع نہ ہوا ہو تو البتہ مولوی احمد علی کا اعتراض جو قادیانی کے بابت ہوا غلط رہتا اور جمہور علماء اسلام کے مسلمات کے مخالف ٹھہرتا اس صورت میں آپ کا جواب بوئے صداقت رکھتا لیکن جب کہ آپ کا جواب بحث شدہ امر سے خارج ہے اور اس بات کے اوپر کہ زمانہ میں دجال موعود کے کفار کا ایمان مقبول ہوگا، قرآن وحدیث سے کوئی نص آپ نہیں لا سکتے وغیرہ وغیرہ تو جتنے کچھ مقاصد آپ کے اور مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مسلمات پر واقع ہیں سب کے سب قائم وثابت ہیں اور مرزا صاحب قادیانی کے توابع کا زمرہ مع اپنے معلم قادیانی کے باطل عقیدہ پر مصر ہے اے مولانا کیا آپ اس بات کو باور نہیں کر سکتے کہ بعض آیات دوسری بعض آیات کی تفسیر بھی ہوتی ہیں اور بعض احادیث کی توضیح بھی کرتی ہیں پس کون سا محال لازم ہے اگر حضرت ابوہریرہ کی دونوں حدیثیں جن کے ساتھ بحث واقع ہوئی اور آیت

یوم یأتی بعض آیات ربّك لا ینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا ۔(الانعام:۱۵۷)

اور آیت

و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به ۔(النساء:۱۵۹)۔

باہم اس طور سے موافق کی جاویں کہ طلوع الشمس من مغربھا اور خروج دابۃ الارض کے ہونے پر کفار کے حق میں ایمان کی محرومی آئندہ ہمیشہ کے لئے ہے اور فتنہ دجال کے وقت میں ایمان سے کفار کے لئے محرومی معین بوقت خاص یعنی جب ہی تک رہی کہ دجال اپنے خروج کے بعد قتل کیا جاوے اور کفار اس کو مانے ہوئے ہوئیں کیونکہ آیت و اذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة الارض کے بموجب ظاہر ہے کہ موعود دابۃ الارض کا ظہور کفار پر وعید الٰہی لازم ہو چکنے کے بعد ہوگا اور اپنی تحریرات میں حسب آیت یوم یأتی بعض آیات ربك کے آپ مان ہی چکے ہیں کہ طلوع الشّمس من مغربہا کے واقع ہونے پر بھی کفار کا ایمان قبول نہیں ہونے کا اور عبداللہ بن عمرو کی روایت سے جو صحیح مسلم کے اندر ہے کہ کہا:

سمعت رسو ل الله ﷺ یقو ل او ل الآ یا ت خرو جاً طلوع الشمس من مغر بھا و خرو ج الدا بۃ علی الناس ضحی و ایھما کا نت قبل صا حبا فا لا خری علی ا ثر ھا قر یباً

سنا میں نے رسو ل اللہ ﷺ سے فر ما تے ہو ئے از رو ئے نکلنے کے پہلے نشانیوں کے آ فتاب کا نکلنا اس کے چھپنے کی جگہ سے ہے اور دا بہ کا لو گوں کے سا منے چا شت کے وقت نکلنا اور جو نشا نی دونوں میں سے اپنے سا تھ والی کے پہلے ہو گی تو دوسری اس کے قدموں پر قریب ہو ے۔

یہ ظا ہر ہے کہ علم اس با ت کا ان دونو ں میں پہلے کون سی نشانی وا قع ہو گی خدا تعا لی کے نز د یک ہے پس اگر چہ ایسے وقت میں بمو جب حضرت ابو ہر یرہ کی حد یث کے جیسے مولوی احمد علی صا حب نے پیش کیا کفار ایمان لا ویں گے پر نفع نہ دے گا اور بروز قیا مت وہ ایسے گر وہ میں سے ہوں گے جو بیان ہوا:

و قا ل الر سول یا رب ان قو می اتخذوا ھذا القر آ ن مھجورا (الفرقان:۳۰)۔

پس اس صورت میں جیسا کفار کا ایمان ہوا ویسی ہی رسو ل کی ان پر گوا ہی ہوئی اورحسب حد یث حضرت ابو ہر یرہ والی ثلث اذا خر جن ، کے کفار ایسے فاسق بنے رہیں جیسا کہ سورہ یونس وا لی آ یت سے گذ شتہ مقا م پر کفار کی حالت راقم الحروف نے بیا ن کی یہاں تک کہ ان کو موت غر غرہ کی حالت پہنچ جا وے اور یرو ا العذا ب کی کیفیت میں ہو تے ہو ئے مثل فر عون کے ا خیر حا لت میں ایما ن لے آ ویں لیکن قبو ل نہ ہو ئے لہذا یہ فر یق بھی قساوت قلبی کے سا تھ فر یق اول کے قسم سے بد نصیبی میں ہوا اور جب فتنہ د جا ل کا وقت نکل گیا اور کفار نے فسق کو طلو ع الشمس من مغر بھا اور خروج دا بہ سے پہلے تر ک کیا اور سچے دل سے ایما ن لا ئے تو البتہ اسلام کے اندر دا خل ہو نے کے لا ئق ہو ئے ۔ اس صورت میں ہر آ یت قر آ نی اور جملہ روا یا ت ا حا دیث پیش کر دہ با ہم متفق ہیں ۔ اے مولا نا ہر سخن و قتے ہر نکتہ مکا نے دارد

خذ منی و لو علی ر غم انف قا دیا نی ۔

و السلا م علی من اتبع الھدی۔ تمت

حافظ یعقوب قادیانی کی عبارت منصفانہ

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فانّما هو زاهق و لکم الویل مما تصفون (الانبیاء:۱۸)

(ہم بے شک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر۔پھر وہ اس کا سر پھوڑتا ہے۔پھر وہ فنا ہوتا ہے۔اورتم کوخرابی ہےان باتوں سے جو بناتے ہو بے شک)

انّ الله یدافع عن الّذین آمنوا انّ اللّه لا یحبّ کلّ خوّان کفور

(اللہ تعالی ایمان والوں سے دغا بازوں کو اٹھادے گا۔اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی دغا باز ناشکرا)

مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے حواری مولوی محمد احسن امروہی قادیانی نے اپنی سواء السبیل میں شاگردی سید احمد نیچری کی اختیار کی ہے اگرچہ طرز بیان جدا ہے۔بقول شخصے

اگرچہ قندیل سخن کو مڑھ دیا تو کیا ہوا
ٹھاٹھ میں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

سواء السبیل کے دیکھنے سے جہاں تک خیال کیا جاتا ہےمولوی احمد علی کا اصل اعتراض اٹھا نہیں ، بلکہ اور مضبوط ہوگیا، جب یہ کہہ دیا کہ

مرزا غلام احمد قادیانی طلوع الشمس من مغربها کے حقیقی طور پر ابھی وقوع کے اقراری نہیں۔

اوراس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرلیا کہ

نفع ایمان وغیرہ کا قصہ حقیقی وقوع سے متعلق ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوگا،

تو لازمی طور پر مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کو ماننا پڑے گا کہ حقیقتاً بھی کبھی ہوگا،

اور لا ینفع نفساً ایما نھا اس وقوع سے متعلق ہوگا۔

جب مرزا قادیانی کا کلام سے مشا بہت ہے کہ طلوع الشمس من مغربھا واقع ہو چکا ہے تو ضرور مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کو ماننا چاہیے کہ ایمان اور تو بہ وغیرہ اب غیر نافع ہے۔

جس قدر اب تک معلوم ہو چکا ہے اس سے میں خیال کرتا ہوں کہ عمدہ جواب مولوی محمد احسن قادیانی سے ادا نہیں ہوا۔ یہ رائے صرف میری نہیں بلکہ یہ فیصلہ میرے بڑے بھائی مخدوم جناب حافظ محمد یعقوب خان صاحب جو عرصہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد ہیں، اپنے خط مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۵ء میں جو کہ منشی محمد حنیف کے نام جے پور سے روانہ فرمایا، عبارت ذیل تحریر فرماتے ہیں (کیوں نہ تحریر فرمائیں کہ ان کو مدنظر طلب حق ہے): و ھو ھذا

مباحثہ کی کیفیت یہ ہے کہ اول تو حافظ محمد شریف خان نے مجھے خبر دی۔ پھر محمد حسین مظلوم نے بہت مفصل کیفیت لکھی۔ پھر دوست محمد خان نے کچھ مختصر خبر دی۔ پھر آپ کی طرف سے کچھ خبریں پہنچیں۔ چھپا ہوا مباحثہ پہنچا۔ مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہے، کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کا اصل اعتراض اٹھا نہیں بلکہ اور مضبوط ہوگیا ہے جب یہ کہہ دیا کہ مرزا قادیانی طلوع الشمس من مغربھا کے حقیقی طور پر ابھی وقوع کے اقراری نہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کر لیا کہ نفع ایمان وغیرہ قصہ حقیقی وقوع سے متعلق ہے تو لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ حقیقتاً بھی کبھی واقع ہوگا اور لا ینفع نفساً ایما نھا اس وقوع سے متعلق ہوگا۔

اور جس قدر اب تک معلوم ہو چکا ہے اس سے میں خیال کرتا ہوں کہ عمدہ جواب ادا نہیں ہوا۔

ناظرین ہر دو مباحثہ و جواب سواء السبیل بلکہ خود سواء السبیل کو ملاحظہ فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ میری یہ ۱۸۔ اگست ۱۸۹۵ء تحریر درست ہے یا نادرست ہے۔ دوست محمد خان عفی عنہ

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کی رائے

اس خاکسار نے معرفت مولوی عبدالرشید پانی پتی جو آج کل دہرہ میں رونق افروز ہیں، استفتاء ذریعہ خط جناب قاری عبدالرحمٰن پانی پتی دریافت کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ

قادیانی اور ہم لوگوں کے گروہ حنفیہ کے عالموں میں باہمی مباحثہ اس امر میں تھا کہ

بعد طلوع الشمس من مغربھا ایمان نفع نہیں دے گا؛

اورخروج دجال دابۃ الارض اور طلوع الشمس من مغربھا کے وقت بھی ایمان لانا نفع نہ دے گا؛

بحکم لا ینفع نفسا ایمانھا کے عالم حنفی بھی فرماتے تھے کہ اس وقت ایمان نفع دے گا اور عالم قادیانی کہتے ہیں کہ ایمان نفع دے گا۔

ازراہ عنایت آپ جوابی کارڈ پر جواب مرحمت فرماویں کہ اس وقت ایمان نفع دے گا تو ہر دو حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔ اور یہ جواب منشی دوست محمد خان کے پاس مرحمت ہو۔ فقط والسلام۔

الراقم: عبدالرشید مورخہ ۱۳۔ اگست

الجواب: مشفق مہربان مولوی عبدالرشید سلمہ

بعد سلام مسنون آنکہ آیت

و ان من اھل الکتاب الا لیومنن

ایمان لانا اہل کتاب کا قبل موت کے ثابت ہوتا ہے اور مختصر سب عالم آخرت کو دیکھ لیتا ہے تو اس کا ایمان بعد دیکھنے عذاب کے ہوا اور ایمان بالغیب نہ ہوا اور نافع اور مقبول ایمان بالغیب ہوتا ہے نہ بعد دیکھنے کے جیسا کہ

آیت قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم میں مراد یوم فتح سے قیامت ہے اور قیامت کے کافروں کا ایمان اور یقین بعد دیکھنے امور آخرت کے ہے وہ نافع نہ ہوگا ایمان ہونے سے نافع ہونا لازم نہیں آتا نافع ایمان اختیاری ہوتا نہ اضطراری اور بعض آیات رب یعنی خروج دجال و طلوع الشمس من مغربھا کے بعد اور خروج دابہ کے بعد اضطراری بعد معائنہ کے ہوگا جو نافع نہیں ہوتا، نہ ایمان اختیار اور بالغیب جو مقبول اور نافع ہوتا ہے اگرچہ بعد مشاہدہ ان آیات کے مومنین کے توبہ گناہوں سے مقبول ہوا۔ اور جب نفع نہ دیا اور قبول نہ ہوا تو گویا وہ ایمان ہی نہیں۔

پس سب آیتوں اور حدیثوں کی توفیق خوب ظاہر ہوگئی۔

راقم: مولانا عبدالرحمٰن

بقلم مولوی عبدالسلام از پانی پت۔ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ

مباحثہ میرٹھ۔ اگست ۱۹۰۴ء

مولوی محمد احسن امروہی قادیانی ۲۶ اگست ۔۱۹۰۴ء کو میرٹھ گئے اور ایک ملازم آب کاری مرزائی کے ہاں مقیم ہوئے ۔ ۲۸۔ اگست کو انہوں نے تقریر فرمائی۔ دو ڈھائی گھنٹے تقریر فرمائی۔ بہت سے مسلمان اور مرزائی سامعین میں تھے۔

وفات مسیح کا ذکر کیا۔

آیت استخلاف پر بحث کی۔

آیت سبعاً من المثانی پر بحث کی کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔

اور فرمایا کہ میں میرٹھ میں اسلئے آیا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مامور من اللہ وغیرہ ہونے میں کسی کو شک ہو تو میں رفع کروں۔

اس پر مولوی حکیم محمد میاں اور خواجہ غلام الثقلین اڈیٹر عصر جدید و وکیل ہائی کورٹ ان کی مزاج پرسی کو بڑھے اور شرائط مناظرہ کی تنقیح ہونے لگی۔

مولوی ی محمد احسن امروہی نے وفات مسیح کا لاسا لگانا چاہا۔ مسلمانوں بشمول مولانا احمد حسن شوکت نے کہا کہ تم قرآن کی رو سے حضرت عیسے کو مارتے ہو تو پہلے قرآن کی رو سے ان کا آنا ثابت کرو۔ پھر قرآن ہی سے یہ ثابت کرو کہ وہ مسیح موعود، مرزا جی ہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی نے کہ جس طرح تم خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت کرو گے اسی طرح ہم مرزا صاحب قادیانی کی خلافت ثابت کریں گے۔

مسلمانوں نے کہا خلفاء اربعہ میں سے کسی نے نبوت اور مسیحیت کا دعوی نہیں کیا۔

اس پر محمد احسن امروہی صاحب مبہوت ہو گئے۔

خواجہ غلام الثقلین نے کہا نبوت ختم ہو چکی۔

محمد احسن امروہی نے کہا: لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (حدیث)

خواجہ صاحب نے فرمایا رؤیا وغیرہ دوسروں کے لئے حجت نہیں۔ ہم (احمد حسن؟) نے کہا کہ المبشرات صفت ہے، اس کا موصوف بیان کرو۔

اس پر بھی امروہی صاحب غت ربود ہو گئے .. پھر میزبان نے کہا کہ وقت تنگ ہو گیا۔ حکیم محمد میاں نے کہا احقاق حق کے لئے اگر صبح بھی ہو جائے تو ہم حاضر ہیں۔ میزبان نے کہا مولوی (امروہی) صاحب ضعیف آدمی ہیں ان کی آواز بیٹھ جائے گی۔ الغرض خدا خدا کر کے ان کی جان بچی اور مناظرہ کی شرطیں طے نہیں ہوئیں۔

دوسری شام کو پھر حکیم صاحب اور خواجہ صاحب نے جا لیا، مگر کوئی بات نہ بنی۔ مولوی احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ نے خط بھیجا کہ آپ (امروہی) جن شرائط پر رضا مند ہوں میں تحریری یا تقریری مناظرہ کے لئے حاضر ہوں۔ مگر صاف انکار۔

الغرض جز خفت و ذلت کے محمد احسن امروہی صاحب کو کچھ حاصل نہ ہوا

۔ایک شخص رحیم الدین نام جو مرزائی ہو چکا تھا، امروہی کا عجز دیکھ کر ۳۰۔اگست کو بعد نماز مغرب مولوی حاجی احمد علی کے ہاتھ پر تائب ہوا اور از سر نو مشرف باسلام ہوا۔

(اڈیٹر۔شحنہ ہند میرٹھ ص ۷۔۸۔یکم ستمبر ۱۹۰۴ء)

۲۹۔اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی حکیم محمد میاں اور خواجہ غلام الثقلین نے مناظرہ کی شرائط طے کرنے لئے محمد احسن امروہی صاحب کو پھر جالیا۔اور حکیم صاحب نے کہا کہ جن شرائط پر آپ رضا مند ہوں ہم ان کو بجا لائیں گے۔اور جس قدر روپیہ آپ فرمائیں ہم خرچ کرنے کو تیار ہیں۔مگر امروہی صاحب منکر رہے۔

ذیل میں کھلی چٹھی از مولوی احمد علی مدرسہ اسلامیہ درج ہے:

جناب مرزا غلام احمد بیگ صاحب قادیانی

ومولوی حکیم نورالدین صاحب

جناب من! السلام علی من اتبع الھدی۔

مولوی محمد احسن صاحب امروہی میرٹھ میں تشریف لائے تو میں اور تمام مسلمانان میرٹھ بہت خوش ہوئے کہ اب احقاق حق اور ابطال باطل کا وقت آ گیا اور مولوی مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں ۲۸۔اگست کو اعلان عام بھی دیا کہ اگر کسی صاحب کو مرزا صاحب کے دعووں میں کلام ہو تو آئیں اور بذریعہ مناظرہ کے اپنا ارمان نکالیں۔خاکسار نے دوسرے روز مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ جس طرح اور جن شرائط پر رضا مند ہوں میں احقاق حق کے لئے حاضر ہوں ۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ عریضہ پر اپنی مہر ثبت کر کے بھیجو۔میں نے مہر بھی ثبت کر دی۔مگر بالآخر یہی جواب ملا کہ مجھے مناظرہ کرنے کی ضرورت نہیں، حالانکہ خاکسار نے سبقت نہ کی تھی۔

مولوی صاحب نے مقابلہ پر آنے سے غالباً سمجھ لیا ہوگا کہ چند روز پیشتر جو کیفیت ڈیرہ دون میں ہوئی وہی میرٹھ میں بھی ہوگی جس سے ڈیرہ دون کے ہزاروں مسلمان خصوصاً مسلمانان افغانستان ہمراہیان و

اراکین سردار محمد یعقوب خان صاحب سابق امیر کابل اچھی طرح واقف ہیں۔ پس وہ میرٹھ میں مناظرہ کرنے سے گریز نہ کرتے تو تعجب ہوتا۔

اب میں جناب والا کو اعلان دیتا ہوں کہ آپ بذات خود یا مولوی نورالدین صاحب میرٹھ میں رونق افروز ہو کر حیات مماۃ مسیح پر یا جس معاملہ میں چاہیں خاکسار سے اتمام حجت کریں۔ اگر مجھے قائل کر دیں تو ۵۰۰ روپئہ لیں اور اگر خود قائل ہو جائیں تو ایک حبہ کا مطالبہ بھی میری جانب سے نہ ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالی۔

امید ہے آپ میری کھلی چٹھی کے مطالبہ سے اعراض نہ فرمائیں گے کیونکہ آپ مدعی نبوت ہیں اور نبی کا یہ منصب اور فرض ہے کہ تحدی سے اغماض نہ کرے اور اپنا معجزہ یا آسمانی نشان خاص و عام کو دکھائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اخبار الحکم اور البدر میں مناظرہ کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے جواب باصواب مشتہر فرمائیں گے۔

خاکسار احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ معروضہ ۶۔ ستمبر ۱۹۰۴ء

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ص ۵۔۶۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء)

خط بابت دعاوی مرزا قادیانی

بخدمت جناب مولوی محمد احسن صاحب محدث امروہی قادیانی

جناب مولانا صاحب تسلیم۔

اس عاجز نے ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کی شام کو نہایت شوق سے جناب کا وعظ سنا۔ بلحاظ عبور بر آیات قرآنی وطلاقت بیان و تسلسل تاویلات کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اس وعظ سے محظوظ یا جناب کی لیاقت کا قائل نہ ہوا ہوگا۔ مگر جو دلائل آپ نے مرزا صاحب قادیانی کو مسیح ثابت کرنے کے لئے پیش کئے وہ مذہبی یا منطقی اصول سے لائق تشفی نہیں۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ چند وجوہ عرض کرتا ہوں۔

۱۔ آپ کا یہ دعوی کہ مرزا صاحب قادیانی کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ حضرت عیسی ابن مریم کی وفات وحیات پر بحث ہو جائے ،ایک غیر متعلق سی بات ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسی کی حیات کو مان لیا جائے (اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ تمام شہداء زندہ ہیں) تو آپ کے لئے کچھ مضر نہیں اس لئے کہ مرزا صاحب عیسی بن مریم ہونے کا دعوی نہیں کرتے وہ تو کہتے ہیں کہ میں ان جیسا ایک شخص ہوں۔ مشبہ کے وجود کے لئے یہ لازم نہیں کہ مشبہ بہ معدوم ہو جائے۔

۲۔ نہ حضرت عیسی کو زندہ ماننا آپ کے لئے مضر ہے کیونکہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک انسان زندہ ہو اور دوسرا انسان اسی قسم کی صفتوں والا موجود ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ بھی مماثلت کاملہ اور تشبہ تامہ کے قائل و مدعی نہیں کیونکہ اس صورت میں آپ کو بنی اسرائیل اور مرزا صاحب کو ابن مریم ثابت کرنا پڑے گا اور یہ خود آپ مان لیں گے کہ محال ہے۔

۳۔ اگر حضرت عیسی کو مردہ مان لیا جائے جیسا کہ آپ کے دعوی سے پہلے سر سید احمد خان تہذیب الاخلاق میں لکھ چکے ہیں اور بعض قدیم معتزلہ کی بھی یہی رائے ہوئی ہے تو یہ لازم نہیں آتا کہ محض دعوی کرنے سے کہ میں عیسی ہوں کوئی شخص عیسی ہو جائے کیونکہ اصلی عیسی تو فوت ہو گئے اور تمثلی عیسی جو کوئی آئے گا اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑیگا کہ میں تمثیلی یا موعود عیسی ہوں۔ ایک شخص کے مرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا جو اپنے آپ کو مثیل ظاہر کرے یا اپنے تئیں موعود بتائے، وہ محض اس دعوی سے کامیاب ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ سکندر اعظم مر گیا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سکندر اعظم یا سکندر ثانی ہوں تو صرف اس بات کا ظاہر کرنا کافی نہیں کہ پہلا سکندر مر چکا ہے۔

۴۔ پس ان وجوہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وفات عیسی یا حیات عیسی کی بابت خواہ کوئی رائے ہم رکھیں آپ کے عقیدہ پر اس کا اثر مطلق نہیں پڑ سکتا ۔ اور اس مسئلہ پر بحث کرنا بالکل غیر متعلق ہوگی ۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ

بحث کی جاوے کہ مثلث کے دو اضلاع تیسرے سے بڑے ہوتے ہیں یا نہیں کیونکہ اس سے بھی آپ کے دعوی پر اثر نہیں پڑ سکتا اور اقلیدس کا ایک مسئلہ ذہن نشین ہو جاوے گا۔

۵۔ اب میں آپ کے دلائل کے متعلق جہاں تک مجھ کو یاد ہے مختصر عرض کرو ں گا۔

الف۔ حدیث میں آیا ہے کہ مہدی نہیں مگر عیسی۔ سو یہ حدیث ان تمام احادیث کے خلاف ہے جو امام مہدی کے متعلق ہیں۔ علاوہ اس کے محققین نے اس کو موضوع لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ ملہم مسیح، ایک موضوع حدیث کی بنیاد پر اپنے تئیں علاوہ مسیح کے مہدی موعود بھی قرار دے۔

ب۔ آیت استخلاف سے مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت ثابت ہے تو اس میں کہیں مہدیت یا مسیحیت کا ذکر نہیں، نہ مرزا صاحب کا، حسن بن صباح، مہدی سوڈانی، محمد علی باب، الحاکم بامر اللہ۔ اور ہر مسلمان والی ملک اس آیت کو اپنے لئے پیش کر سکتا ہے۔ پھر اسی آیت میں یہ ہے کہ دین کو مضبوط اور خوف کو ان سے بدل دینے کے واسطے استخلاف ہوگا۔ اسلام کا خوف مرزا صاحب کی وجہ سے کم نہیں ہوا بلکہ امور باعث خوف جو آپ نے بتائے ہیں ان میں ایک معنی سے مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا علماء کی کوشش سے مرزا صاحب کے دعووں سے قبل ہی جاتا رہا تھا، یا بہت کم ہو گیا تھا۔ آریا سماج ہو جانا۔ یہ خوف مرزا صاحب کے زمانہ میں اور ان کی تمکین کے بعد ہوا ہے۔ لہذا ان کے دعوے سے اسلام میں تفرقہ اور خوف اور بھی بڑھ گیا ہے، زائل نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں آیت عام ہے اور تخصیص نہیں، اس لئے آپ کے لئے مفید نہیں۔

ج۔ تیسری دلیل یہ کہ مرزا صاحب چودھویں صدی ہجری میں آئے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ، حضرت موسیٰؑ سے چودہویں صدی میں آئے تھے۔ تشبیہ بالکل غلط ہے۔ حضرت موسیٰؑ، اور حضرت عیسیٰؑ دونوں صاحبان شریعت نبی اولوالعزم تھے۔ کیا آپ حضرت ﷺ کے مقابل اپنے حضرت

عیسی (مرزا قادیانی) کو بھی صاحب کتاب نبی سمجھتے ہیں۔
علاوہ اس کے قرآن و حدیث میں کہیں چودہ سو برس کی کوئی شرط نہیں۔ اسلام کے انحطاط و بداخلاقی کے شیوع کو جو آپ نے فرمایا سوئی سو برس سے حالت خراب ہے۔ نئی بات نہیں جیسا کہ ماہران تاریخ جانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ثابت نہیں کہ موسی سے عیسی ٹھیک چودہ سو برس بعد آئے۔ قیاس آپ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت داؤد سے حضرت عیسی تک ۲۸ نسلیں ہیں اور حضرت داؤد سے حضرت ابراہیم تک ۱۴۔ کل ۴۲ نسلیں۔ اور بحساب اوسط عمر تہائی صدی فی نسل جیسا کہ عام انسانی دستور ہے، ۱۴ سو سال کی مدت ہوئی۔ حضرت ابراہیم سے حضرت موسی تک کم سے کم ۴۰۰ برس کا زمانہ لینا چاہیے۔ کیونکہ حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف یہ دو نسلیں ہوئیں اور پھر تیں کی تعداد سے بڑھ کر ہزارہا بنی اسرائیل مصر میں ہوگئے۔ اس حساب سے حضرت موسی حضرت عیسی سے ایک ہزار برس قبل ہوئے۔ ایک ہزار کا قرن مانا جاوے تو اکبر بادشاہ کا دعوی کہ اب میں (ایک ہزار ہجری میں) خلیفۃ اللہ ہوں، بموجب آیت استخلاف درست ہوگا۔ یہ حساب عقلی ہے۔ نقلی حساب یہ ہے کہ بموجب تاریخ یہود حضرت عیسی سے ۱۶۳۵ء سال قبل بموجب شمسی سال حضرت موسی پیدا ہوئے جو قمری حساب سے ۱۶۸۴ سال ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مسیح کا آنا مثیل موسی سے ۱۴۰۰ سال بعد بتاتے ہیں (اگرچہ دراصل سترہ سو برس ہوئے) اس ۳۸۴ یا ۲۸۴ کا فرق کس طرح نکلا۔

د۔ آپ کی یہ دلیل کہ مجدد ہر صدی کے شروع میں آویگا۔ سو صدی سے مراد اگر بعد بعثت (نبوی ﷺ) مراد ہے اور یہ تسلسل ثبوت سے ہے تو اس کی ابتداء ۱۲۸۸ھ کے قریب ہوئی جب کہ تہذیب الاخلاق شائع ہوا۔ علاوہ ازیں مجدد کا درجہ ایک مسیح سے بہت کم ہے۔ عیسے بقول آپ کے موجودہ اور صرف ایک ہے اور مجدد سینکڑوں آئیں گے۔ دعوی خاص اور دلیل عام۔ اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کی نسبت بھی آسانی سے یہی پیش گوئی صادق آسکتی ہے۔

اگراسلام کی شرط ہوتو صبح ازل بابیوں کا امام زندہ اورسید بھی ہے اور مدعی مہدویت بھی ہے ۔اس کوکس واسطے مہدی نہ سمجھا جائے ۔اس سے بھی تخصیص نہیں ہوتی کیونکہ قاعدہ ہیئت کے موافق اس شرط کا دورہ بھی ہوا کرتا ہے۔

منورعلی مینیجر عصرجدید میرٹھ۔

(شحنہ ہند ضمیمہ ۹۔ستمبر ۱۹۰۴ء ص ۶۔۸ ؛ اور ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء ص ۱)

ردّ الشّبهات القادیانیّة
بالاحادیث والآیات القرآنیّة

(مولانا عبدالقادر سات گڈھی)

الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی رسوله امام الهادیین و علی آله و اصحابه افضل المهدیین ۔ اما بعد

دین دار، دین کے غم خوار بھائیوں کومعلوم ہے کہ یہ آخر زمانہ ہے۔اس میں تازہ تازہ فتنے دین میں برپا ہونا ضروری ہے۔سو ان دنوں ان کا ظہور ہے۔پس جس کو اپنا ایمان پیارا ہے اوراس کو بچانا منظور ہے،تو اس پر واجب ہے کہ وہ اعتقاد وعمل میں سلف کا تابع رہے اوران کی ہی راہ پر چلے۔اور ہر مکار کی بات پر فریفتہ نہ ہوجائے اور ہر بناوٹ پر شیفتہ نہ رہے۔

پرانا فتنہ اہل سنت میں ملاحدہ وجودیہ کی طرف سے تھا،سوتھا،علاوہ اس کے نیچریوں کی طرف سے شروع ہوا پھراب قادیانیوں کی طرف سے۔خدا حافظ عوام کا۔

اب یہ فقیرعبدالقادر بن قاضی شیخ احمد، مرزا غلام احمد قادیانی کا ردّ جوع حضرت عیسٰی کی موت کا قائل ہے ،اوراس باب میں اس نے کئی رسائل لکھے ہیں ،شروع کرتا ہے۔اوراس کے دلائل کے جوابات بہت عمدہ طور پر بحوله تعالی و

قوتہ لکھتا ہے۔اور نام اس رسالہ کا

رد الشبہات القادیانیۃ بالاحادیث والآیات القرآنیّۃ

رکھا گیا ہے۔

اب ہم زندہ رہنا حضرت عیسی ابن مریمؑ کا اور نازل ہونا ان کا آسمان سے آخر زمانے میں واسطے قتل دجال کے، ان ہر دو باب میں گفتگو کرتے ہیں۔اور حیات اور نزول کو آپ کے، بدلائل قرآن واحادیث صحیحہ رسول رحمان ثابت کرتے ہیں۔ بحولہ تعالی و قوتہ ہم یہاں تین آیتوں سے قرآن مجید کی عدم ممات واثبات حیات حضرت عیسیٰؑ کرتے ہیں۔

پہلی آیت

جو بلاشبہ محکم اور نص صریح اس بات پر ہے:

و قولهم انّا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله و ما قتلوه و ما صلببوه ولكن شبّه لهم و ان الّذين اختلفوا فيه لفى شكّ منه ما لهم به من علم الا اتّباع الظّن و ما قتلوه يقيناً بل رّفعه اللّه اليه و كان اللّه عزيزاً حكيماً ۔(النساء ۱۵۷۔۱۵۸)(عذاب میں پکڑا ہم نے یہود کو یا لعنت کی ہم نے ان کو مذکورہ باتوں کے سبب سے اور بسبب کہنے ان کے کہ مقرر ہم نے مار ڈالا مسیح عیسی بن مریم کو جو رسول ،اللہ کا ہے اور نہیں مار ڈالا انہوں نے اس کو یعنی عیسی کو، اور نہ ہی سولی دی انہوں نے اس کو، لیکن شبیہ بنایا گیا واسطے ان کے۔یعنی اللہ نے کسی کو عیسی کا شبیہ بنا دیا، تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور سولی دی۔اور مقرر وہ لوگ کہ جنہوں نے اختلاف کیا عیسی کے باب میں البتہ وہ شک میں ہیں اس کی قتل سے (کیونکہ بعضوں نے کہا کہ یہی عیسی ہے اور بعضوں نے کہا نہیں کیونکہ چہرہ مقتول کا چہرہ عیسی کا نہ جسد) اور نہیں واسطے ان کے قتل پر اس کے یقین مگر پیروی گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو یقیناً بلکہ اوپر اٹھا لیا اللہ نے اس کو طرف اپنے (یعنی آسمان پر اٹھا لیا) اور ہے اللہ غالب حکمت والا)۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے قطعی دلالت کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ با جسد (عنصری)

آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے مارے جانے اور سولی پر چڑھائے جانے کی صاف نفی کی، تو آپؑ کا مرنا ثابت نہ ہوا زندہ رہنا ہی ثابت ہوا۔

پھر جب آپؑ کا اوپر اٹھائے جانا ثابت ہوا، اور اس آیت سے قول وہب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو تین ساعت یا تین روز موت دیکر پھر زندہ کر کے اپنی طرف اٹھالیا، جیسا کہ یہ دونوں تفسیر بغوی اور تفسیر کبر وغیرھما میں لائے گئے ہیں، ردّ ہو جاتے ہیں۔ شاید یہ ہر دو قول نصاری سے لئے گئے ہوں گے۔ اس بات پر کوئی آیت وحدیث دلالت نہیں کرتی ہے۔

پس مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے اتباع جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی رفع سے مراد آپ کو اوپر اٹھالینے سے مراد آپ کی روح کا رفع مراد ہے، صاف غلط اور بڑی جہالت کی بات ہے۔ کیونکہ فقط روح کے رفع سے قتل اور سولی ہر دو ثابت رہ جاتی ہیں۔ اس لئے کہ رفع روح کا بعد مارے جانے کے ہوتا ہے، اور سولی پر چڑھانا جسد کے ساتھ متعلق ہے۔ فقط روح کو اوپر اٹھالینے سے سولی کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی، حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کی یعنی مارے جانے اور سولی دیئے جانے کی صاف نفی کر دی، اور مکرر نفی قتل کو بیان کیا۔ اور لفظ یقیناً سے اس کو مؤکد کر دیا۔ اور ساتھ اس کے یہود کے مکر پر اپنی مکر کا غلبہ اور اپنی حکمت اور پختہ کاری بھی بیان کر دی، تو یہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ باجسد آسمان پر اٹھائے جانے پر نص صریح ہونے سے دلیل قطعی ہوگئی۔

پس اس کے منکر پر اطلاق کفر کا بے شک درست ہوسکتا ہے۔ حافظ الحدیث قاضی عیاضؒ نے اپنی شفا کے آخر فصل مقالات کفر میں لکھا ہے:

وكذلك وقع الاجماع تكفير كل من دافع نص الكتاب

یعنی اس طرح پر اجماع ہوا ہے تکفیر پر ہر ایک اس شخص کے جس نے دفع کیا نص قرآن مجید کو۔

یعنی جو بات نص قرآن سے ثابت ہوئی اس کو دفع کیا اور انکار کیا تو وہ شخص کافر ہے اجماع سے۔

باوجود اس توضیح کے پھر حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی تفسیر بھی، جو امام المفسرین سلف وخلف ہیں، لا کے بتلاتا ہوں، تا دلوں کو اور زیادہ تشفی ہو جائے کہ آیت

مذکور اس پر نص ہے۔ تفسیر فتح البیان میں ہے :

ا خر ج سعید ابن منصور ونسا ئی و ابن ابی حا تم و ابن مرد و یه عن ابن عباس قا ل لما ارا د الله ان یر فع عیسی الی السّما ء خرج الی ا صحا به و فی البیت اثناعشر ر جلا من الحوا ریّین فخر ج علیهم من عین فی البیت و رأسه یقطر ماء فقا ل ان منکم من یکفر بی اثناعشر مرة بعد ان آ من بی ثمّ قا ل ایّکم یلقی علیه شبهی فیقا تل مکا نی فیکو ن معی فی درجتی فقا م الشّا ب من ا حد ثهم سنّا فقا ل له ا جلس ثمّ عاد علیهم ثمّ قا م الشّا ب فقا ل اجلس ثمّ اعاد علیهم فقا م الشّا ب فقا ل انا ۔فقا ل انت ذ لك ۔فا لقی علیه شبه عیسی و رفع عیسی من روز نة فی البیت الی السّماء قا ل و جا ء الطّلب من یهود فا خذوا الشّبه فقتلوه ثمّ صلبوه ۔ الحد یث ۔

قا ل قا ل ابن کثیر بعد ان سا قه بهذا اللفظ عند ابی حا تم قال حد ثنا احمد بن سنان ثنا ابومعا و یه عن الا عمش عن المنها ل بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فذ کره و هذا اسناد صحیح الی ابن عباس و صدق ابن کثیر فهو لا ء کلّهم من ر جا ل الصحیح ۔

(نکالا یعنی روایت کی سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ اٹھائے حضرت عیسیٰؑ کو طرف آسمان کے، نکلے حضرت عیسیٰؑ اپنے یاروں کی طرف اس حال میں کہ گھر میں بارہ مرد تھے حواریوں سے۔ پس نکلے ان پر ایک چشمہ سے جو اس گھر میں تھا یعنی نہا کر اس حال میں کہ سر ان کا قطرے ٹپکاتا تھا پانی کے۔ پس فرمایا کہ تحقیق تم میں سے ایک مرد وہ ہے کہ منکر ہو جائے میرے سے بارہ مرتبہ بعد اس کے کہ ایمان لایا مجھ پر۔

پھر فرمایا کہ کون ہے تم میں کہ ڈالی جائی اس پر شباہت میری، پھر قتل کیا جائے وہ میری جگہ۔ پس رہے گا وہ ساتھ میرے میرے درجہ میں یعنی جنت میں۔

پس کھڑا ہوا ایک جوان ان سب سے کم عمر کا پس فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے اس کو تو بیٹھ جا۔ پھر اعادہ کیا انہوں نے اسی بات کا ان حواریوں پر۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا وہی جوان اور کہا میں ہوں۔ تب حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تو وہی ہے یعنی میرے ساتھ جنت میں رہنے والا۔

پس ڈالی گئی اس پر شباہت عیسیٰؑ کی اور اٹھائے گئے حضرت عیسیٰؑ ایک روشن دان سے گھر کے طرف آسمان کے۔

کہا حضرت ابن عباسؓ نے اور آئے تلاش کرنے والے حضرت عیسیٰؑ کے یہود سے۔ پس پکڑ لیا انہوں نے اس شبیہ کو۔ پس مار ڈالا انہوں نے اس کو پھر سولی پر چڑھایا اس کو۔ الحدیث۔

کہا صاحب فتح البیان نے، ابن کثیر نے بعد لانے اس اثر ابن عباس کو اس لفظ سے ابن ابی حاتم کی اسناد سے جو حد ثنا احمد بن سنان ثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ ہے، کہا یہ اسناد صحیح ہے ابن عباس تک۔ صاحب فتح البیان کہتے ہیں ابن کثیر نے سچ کہا کیونکہ رجال یعنی راوی اس حدیث کے سب کے سب رجال صحیح بخاری کے ہیں)۔

سنن نسائی کی روایت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس طرح ہے:

ان رهطاً من اليهود سبّوه و امّه فدعا عليهم فمسخهم اللّٰه قردة و خنا زير فاجتمعت اليهود فقال لاصحابه ايّكم يرضى ان يلقى الله شبهي فيقتل و يصلب و يدخل الجنّة فقال رجل منهم انا۔ فالقى اللّٰه عليه شبهه فقتل و صلب۔ (الحديث)

(ایک جماعت نے یہود کی گالیاں دیں حضرت عیسیٰؑ کو اور ان کی ماں کو۔ پس حضرت عیسیٰؑ نے بددعا کی ان پر۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو مسخ کر کے بندر اور سؤر بنا دیئے۔ پس جمع ہو گئے یہود قتل کرنے پر حضرت عیسیٰؑ کے۔ پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی حضرت عیسی کو کہ اٹھالے وہ اس کو طرف آسمان کے اور پاک کر دے اسکو صحبت ناپاک سے یہود کی۔

پس کہا حضرت عیسی نے اپنے یاروں سے کون راضی ہوتا ہے تم میں سے کہ ڈالی جائے اس پر شباہت میری، پس وہ قتل کیا جائے اور سولی چڑھایا جائے اور داخل ہو جائے وہ جنت میں۔

پس ایک مرد نے ان میں سے کہا میں راضی ہوں پس اللہ نے اس پر عیسی کی شباہت ڈال دی پس وہ مارا گیا اور سولی پر چڑھایا گیا)۔

نقل کیا اس کو مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس نے اپنے فتوی میں (جو اس جلد میں سابقاً درج ہو چکا ہے۔ بہاء) اس اثر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عیسی ابن مریمؑ بغیر مارے جانے اور سولی دیئے جانے کے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ اس آیت کا مطلب صاف کھل گیا اور یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ کی حکم مرفوع حدیث کا رکھتی ہے۔. کیونکہ اس قصے میں رائے اور اجتہاد کو کچھ دخل نہیں اور قصے کو اہل کتاب یعنی یہود و نصاری سے لینے کا وہم بھی صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ قصہ مذکور ان دونوں فرقوں کے اعتقاد کے برخلاف ہے۔ و اللہ اعلم

دوسری آیت

و ان مّن اهل الکتا ب ا لا لیؤ مننّ به قبل مو ته و یو م القیا مة یکو ن علیهم شهیداً ۔(نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا حضرت عیسی پر ان کی موت سے پہلے اور ہوگا وہ حضرت عیسی گواہی دینے والا قیامت کے روز ان پر)۔

استدلال اس آیت سے اس طرح پر ہے کہ یہ آیت بعد آیت مذکور کے متصل بلا فاصلہ آئی ہے۔ اس کی آیت کی ضمیر قبل مو ته میں مفسرین کے دو قول آئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس ضمیر کو حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیرتے ہیں یعنی آگے موت حضرت عیسیٰؑ کے کہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس ضمیر کو کتابی کی طرف پھیرتے ہیں۔ یعنی آگے مرنے اس کتابی کے کہتے ہیں۔

بہر دو صورت ہمارا مطلب جو اثبات حیات عیسی ہے، ثابت ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں یعنی ضمیر قبل مو ته کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیرنے کی صورت میں مطلب ہمارا صاف قطعاً و یقیناً ثابت ہوجاتا ہے کیونکہ تب معنی یہ ہوتے ہیں۔

نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لائے گا عیسی پر آگے موت ان کی کے۔

پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابھی مرے نہیں زندہ ہیں۔ پھر آئندہ دنیا میں آئیں گے اس وقت کے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے، تب عیسی وفات پائیں گے۔ یہی بات صحیح ہے کیونکہ اس بات کی تائید کرنے والی بہت سی صحیح حدیثیں اور اقوال صحابہ وغیرھم ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ان سے قریب آئیں

گے۔

دوسری صورت جو قبل موتہ کی ضمیر کو ہر فرد اہل کتاب کی طرف پھریں، تو اگر چہ اس پر کئی اشکالات وارد ہوتی ہیں۔

ازاں جملہ یہ کہ وہ ایمان مقبول ہے یا غیر مقبول۔ اگر غیر مقبول ہے تو وہ ایمان ہوا جو وقت میں دیکھنے موت کے ہوتا ہے۔ پس اس پر قبل کے لفظ کی دلالت متعین نہیں ہوسکتی بسبب شامل رہنے لفظ قبل کے کل زمانہ حیات پر اس کے، بلکہ اس زمانہ کے واسطے عندموتہ یا حین موتہ یا وقت موتہ ہونا چاہیے۔ اور اگر وہ ایمان مقبول ہے تو قبل کا لفظ بے کار ٹھہرتا ہے کیونکہ جو ایمان لاتا ہے قبل موت کے ہی ایمان لاتا ہے۔ پس قبل کا لفظ بے کار و غیر مفید رہتا ہے یہ خلاف بلاغت و فصاحت ہے۔ سوا اس کے اس طرح کا ایمان ہر کتابی سے غیر واقع ہے، سلف و خلف سے کوئی اس بات کا قائل نہیں۔

غرض بہر دو صورت ہمارا مقصود حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ جب ہر فرد اہل کتاب کا قبل موت اپنی عیسیٰ پر ایمان لانا تسلیم کیا جائے تو بھی ایمان صحیح ہونا ضرور ہے، تا اطلاق ایمان کا اس پر صحیح ہو اگر چہ وہ ایمان غیر مقبول بھی ہو بسبب ہونے اس ایمان کے باس؟؟، پس ایسے ایمان کے لئے ضرور ہے کہ وہ جانے اور اقرار کرے کہ حضرت عیسیٰ بندہ خدا تھے اور رسول اس کے۔ وہ نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔ اور نہ ہی وہ مارے گئے ہاتھ سے یہودیوں کے، اور نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ بلکہ وہ بغیر مرنے کے زندہ باجسد آسمان پر اٹھائے گئے۔ جیسا کہ ان باتوں پر پہلی آیت دلالت صریح کرتی ہے۔ پس اس طرح کے ایمان سے ہمارا مقصود جو حضرت عیسیٰؑ کا نہ مرنا اور زندہ رہنا ہے پورا ہو جاتا ہے۔ گو ضمیر قبل موتہ کی اہل کتاب کی طرف ہی پھیری جائے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ پھر عیسیٰ دنیا میں نازل ہونے والے ہیں کیونکہ مرنا ان کا باقی ہے تو دنیا میں آنا بھی ضروری ہے کیونکہ وہی جائے موت ہے۔ اس بات کو تائید دیتی ہے حدیث (بخاری ج اص ۴۹۰۔ مسلم ج اص ۸۷) کی:

وعن ابی ھریرہ قال قال رسو اللہ ﷺ و الذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلین

و یقتل الخنز یر و یضع الجزیة و یفیض الما ل حتی لا یقبله ا حد حتی تکو ن السجدة الوا حدة خیر من الد نیا و ما فیها ثم یقول ابو ھر یره فا قرؤا ان شئتم و ان من اھل الکتا ب ا لا لیؤمنن به قبل مو تی مرفق علیه کذا فی المشکوة ۔

(روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ انہوں نے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ قریب ہے کہ اترے گا تمہارے درمیان بیٹا حضرت مریم کا یعنی عیسیٰ حاکم عادل ہو کر۔ پھر توڑ ڈالے گا صلیب کو اور مار ڈالے گا جنس سور کو یعنی حکم کرے گا اس کا اور موقوف کر دے گا جزیہ لینا کافروں سے یعنی سوائے اسلام کے جزیہ قبول نہ کرے گا اور اہل جائے گا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا اس کو کوئی یہاں تک کہ ہو گا ایک سجدہ بہتر دنیا و مافیہا سے۔ پھر کہتے تھے ابو ہریرہ پڑھ لو اگر تم چاہو آیت

و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته ،کو

(یعنی) اور نہیں ہوگا اہل کتاب میں سے کوئی مگر البتہ وہ ایمان لائے گا عیسیٰ پر آگے مرنے ان کے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی بخاری اور مسلم کا اس پر اتفاق ہے)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بلا شبہ یہ بات ثابت تھی کہ ضمیر قبل مو ته کی حضرت عیسیٰؑ کی طرف ہی پھرتی ہے اور حضرت ﷺ کا قسمیہ فرمانا کہ حضرت عیسیٰؑ تمہارے درمیان اتر آئیں گے، صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں۔ موت جو ہر نفس کو لابد ہے وہ ان پر باقی ہے۔ پھر دنیا میں آکر مریں گے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم کو اس حدیث کی اس بات میں شک ہو، تو آیت مذکور کو جو حضرت عیسیٰؑ کے زندہ رہنے پر صاف دلالت کرتی ہے پڑھ لو۔ مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر اور تفصیل کے طور پر وارد ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت میں حدیث مذکور کے کہا کہ

ففیه د لا لة ظا ھرة علی ان مذ ھب ابی ھر یره فی ا لآ یة ان الضمیر فی مو ته یعود علی عیسی

پس اس قول حضرت ابو ہریرہؓ میں دلالت ظاہر ہے اس بات پر کہ بے شک مذہب حضرت ابو ہریرہؓ کا آیت مذکور میں یہ ہے کہ بے شک ضمیر مو ته میں پلٹتی ہے

حضرت عیسیٰؑ پر۔

اور مولوی محمد بشیر صاحبؒ (سہسوانی ثم بھوپالی) نے اپنی کتاب حق الصریح میں تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا:

قا ل ابن ابی حا تم حد ثنا ابن بشار حد ثنا عبد الر حمن عن سفیا ن عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ان عباس و ان من اهل ا لکتا ب الا لیو منن به قبل مو ته قا ل قبل مو ت عیسی ابن مر یم و قا ل العو فی عن ابن عباس مثل ذ لك قا ل ابو ما لك فی قو له ا لا لیو منن به قبل مو ته قا ل ذ لك عند نزو ل عیسی ابن مر یم لا یبقی ا حد من اهل الکتا ب ا لا یؤمن به ۔ (حاصل معنی یہ ہے کہ امام ابن ابی حاتم نے ساتھ اسناد متصل کے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے آیت مذکور کی تفسیر میں کہا قبل مو ته سے قبل موت حضرت عیسی بن مریم ہے اور عوفی نے ابن عباس سے مانند اس کے روایت کی اور ابو مالک نے الا لیومنن به قبل مو ته میں کہا کہ یہ ایمان لانا وقت میں نازل ہونے حضرت عیسی کے ہوگا کہ کوئی ایک اہل کتاب سے باقی نہ رہے گا مگر ایمان لائے گا عیسی پر)۔

اور امام جلال الدین سیوطی نے تفسیر اکلیل میں تحت آیت مذکور کے کہا:

فیه نزو ل عیسی ا خر جه الحا کم عن ابن عباس

(اس قول خدا میں ثابت ہے نازل ہونا عیسی کا روایت کیا اس قول کو حاکم نے ابن عباس سے)

اور مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس نے اپنے فتوی میں جو رد میں اقوال ضلالت اشتمال مرزا قادیانی کے ہے اس اثر ابن عباس کو لا کے کہا، اور حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی نے اپنی کتاب حق الصریح میں تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا:

قا ل ابن جر یر حد ثنی یعقو ب حدثنا ابن علیة حد ثنا ابو رجا ء عن الحسن و ان من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل موته قا ل قبل مو ت عیسی و الله انه لحی ا لآ ن عند الله و الکن اذا نز ل آ منوا به اجمعو ن

(روایت کی ابن جریر نے ساتھ اسناد مذکور کے حسن بصری سے کہ انہوں نے تفسیر میں و ان من اهل الکتاب ا لا لیو منن به قبل مو ته کے کہا قبل موت عیسی یعنی ضمیر قبل مو ته کی راجع ہے طرف عیسی کے اور قسم ہے اللہ کی بے شک وہ عیسی زندہ ہیں اب نزدیک اللہ کے و لیکن جب وہ نازل ہوں گے ایمان لائیں گے ان پر سب اہل کتاب)

اور تفسیر سے نقل کیا کہ ابن کثیر نے کہا

و قا ل ابن ابی حا تم حد ثنا ابی حد ثنا علی بن عثما ن الاحقی حد ثنا جو یر یة بن بشیر قا ل سمعت ر جلا قا ل للحسن یا ابا سعید قو له الله عز و جل و ان من اهل الکتا ب الا لیومنن به قبل مو ته قا ل قبل مو ت عیسی ان الله رفع الیه عیسی و هو با عثه قبل یو م القیامة مقا ماً یؤ منن به البر و الفا جر و کذا قا ل قتا ده و عبد الر حمن بن زید بن اسلم و غیر وا حد و هذا القو ل هو الحق کما سنبیّنه بعده با لد لیل القا طع ان شا ء الله ۔

(اور کہا ابن ابی حاتم نے حدیث بیان کی کہ ہمارے سے میرے باپ نے کہا انہوں نے حدیث بیان کی ہمارے سے علی بن عثمان لاحقی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمارے سے جویریہ بن بشیر نے انہوں نے کہا سنا میں نے ایک مرد سے کہ انہوں نے کہا حسن بصری کو تفسیر کہ قول خدائے عزوجل و ان من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته کی ۔ حسن بصری نے کہا کہ قبل مو ته سے مراد قبل موت عیسی ہے بے شک اللہ نے اٹھا لیا طرف اپنے عیسی کو اور وہ بھیجنے والا ہے ان کو آگے قیامت کے ایسے مقام پر کہ ایمان لائے گا اس پر نیک و بد۔ ابن کثیر کہتے ہیں اسی طرح کہا قتادہ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اور بہت سے اہل علم نے جیسا کہ ہم قریب بیان کر دیں گے اس کو ساتھ دلیل قاطع کے انشاء اللہ)۔

اور بھی مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی نے حق الصریح کے بتیسویں صفحے کے حاشیہ میں تفسیر فتح البیان سے نقل کیا:

ذهب کثیر من التا بعین فمن بعد هم الی ان المراد قبل مو ت عیسی (بہت سے تابعین پھر ان کے بعد کے لوگ گئے ہیں طرف اس بات کے کہ بے شک

مراد قبل مو تہ سے عیسی ہیں)

یعنی ضمیر مو تہ کی طرف عیسی کے پھرتی ہے نہ طرف کتابی کے اور بھی مولوی صاحب مذکور نے فتح الباری سے نقل کیا

و نقله عن اکثر اهل العلم و رجحه ابن جریر و غیره ۔

(نقل کیا اس مذہب کو یعنی قبل مو تہ سے مراد قبل موت عیسی ہونے کے مذہب کو اکثر اہل علم سے اور اسی کو ترجیح دیا ابن جریر وغیرہ نے)

ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ذهب کثیرون او لاکثرون الی ان الضمیر یعود علی الکتابی جو کہا غیر صحیح ہے یا مراد اس کثیرون واکثروں سے متاخرین کے مفسرین ہیں نہ سلف کے۔ غرض ضمیر کتابی کے طرف پھیرنے کی تقدیر میں بھی ہمارے مطلب میں کچھ خلل نہیں آتا ہمارا مطلب بہر دوصورت برآتا ہے جیسا کہ ہم نے آگے بیان کر دیا۔

اور وہ جو مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریر سوم وغیرہ میں جو مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کے ساتھ ہوئی تھی اس میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی، سو اس کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے ضمیر قبل مو تہ کی طرف کتابی کے پھیری ہے اور کہا کہ ہر کتابی اپنی موت کے وقت عیسی پر ایمان لائے گا۔

سو اس روایت کے سب طرق میں ضعف ہے جیسا کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ نے اپنی کتاب حق الصریح میں جو ردّ میں مرزا قادیانی کے بنی ہے، واضح طور پر بیان کر دیا من شاء فلینظر الیه ۔

سوا اس کے اس روایت کے معارض ان ہی کی وہ روایتیں ہیں کہ جن کو آگے بیان کر دیا ہے اور وہ روایتیں صحیح بھی ہیں ۔ پس دوسری روایت ابن عباس کی غیر صحیح رہنے سے اور ان کی ہی صحیح روایتیں جو مؤید بحدیث صحیح اور اقوال سلف ہیں ان کے معارض بھی ہونے سے قابل سند کے ہرگز نہیں ہوسکتی ہے اگر فرضاً قابل سند ہو تو بھی ہمارے مطلب کے منافی نہیں ہوسکتی جیسا کہ ہم نے ابھی قریب بیان اس کا کر دیا۔

تیسری آیت

سورہ آل عمران کی ہے:

و یکلّم النّاس فی المھد و کھلا و من الصّا لحین (آل عمران ۴۶)

(اور وہ عیسی بات کرے گا لوگوں سے گہوارے میں اور ادھیڑ ہو کر اور وہ صالحین سے ہے)

استدلال اس آیت سے اوپر زندہ رہنے عیسی کے اور پھر نازل ہونے ان کے دنیا میں اس طرح پر ہے کہ اس آیت میں عیسی کا ادھیڑ ہو کر لوگوں سے بات کرنا ثابت ہے اور وقت میں اٹھائے جانے ان کے طرف آسمان کے جوان تھے، ادھیڑ۔ اس بات پر اکثر مفسرین حال تاریخ کا اتفاق معلوم ہوتا ہے۔ پس جب خدا کے کلام میں خطا کا احتمال نہیں تو معلوم ہوا کہ عیسی دنیا میں پھر نازل ہو کر ادھیڑ ہو کر مریں گے۔

اس بات پر چند تفسیروں سے اقوال مشتے نمونہ از خروار بتلا کے بعدہ احادیث واقوال صحابہ وغیرھم جو نازل ہونے حضرت عیسی کی دلالت کرتے ہیں بتلاتا ہوں۔

تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفّیك کے ہے:

قیل للحسین ھل تجد نزول عیسی فی القرآن ۔قال نعم۔ قولہ تعالی و کھلاً و ھو لم یکتھل فی الدنیا انما معناہ و کھلا بعد نزول من السماء (کسی نے حسین بن فضل سے پوچھا کہ تم پاتے ہو نازل ہونا عیسی کا قرآن میں کہا ہاں وہ قولہ تعالی کھلا ہے اور وہ عیسی ادھیڑ نہ ہوا تھا دنیا میں اور انہیں معنی اس کا مگر یہ کہ وہ ادھیڑ ہوگا بعد نازل ہونے اس کے کے آسمان سے)

اور مولوی محمد بشیر سہسوانی نے حق الصریح میں تفسیر ابو السعود سے نقل کیا:

و بہ استدل علی انہ علیہ السلام سینزل من السماء لانہ علیہ السلام رفع قبل التکھل قال ابن عباس ارسلہ اللہ تعالی و ھو ابن ثلاثین سنۃ و مکث فی رسالتہ ثلاثین شھراً ثم رفعہ اللہ تعالی الیہ (اسی لفظ کہل سے دلیل لی جاتی ہے عیسی کے قریب نازل ہونے پر آسمان سے کیونکہ عیسی اٹھائے گئے طرف آسمان کے آگے ادھیڑ ہونے کے۔ ابن عباس نے کہا اللہ نے رسالت دی عیسی کو اس وقت وہ تیس سال کے تھے اور ٹھہرے رہے اپنی رسالت میں تیس مہینے یعنی اڑھائی برس پھر اٹھا لیا اللہ نے ان کو طرف اپنے)

اور تفسیر کبیر سے نقل کیا:

قا ل الحسین بن الفضل و فی هذه ا لآ ية نص فی انه علیه السلا م سینز ل الی ا لا رض (کہا حسین بن الفضل نے اور اس آیت میں نص ہے اس باب میں کہ مقرر وہ عیسیٰ اتریں گے طرف زمین کے)

اور بیضاوی سے نقل کیا:

و به استد ل علی انه سینز ل فا نه رفع قبل التکهل

(اور اسی لفظ کہل سے استدلال کیا جاتا ہے اس بات پر کہ وہ عیسیٰ قریب اتریں گے اس لئے کہ وہ اٹھائے گئے طرف آسمان کے آگے ادھیڑ ہونے کے)

اب ہم چند احادیث و آثار کو جو حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے پر نص صریح ہیں وارد کرتے ہیں

و عن ابی هر یره قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ و الذی نفسی بیده لیو شکن ان ینز ل فیکم ابن مر یم حکماً عد لاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یة و یفیض الما ل حتی لا یقبله ا حد حتی تکو ن السجده الوا حدة خیر من الد نیا و ما فیها ثم یقو ل ابو هر یره فا قرؤا ان شئتم و ان من اهل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته متفق علیه (بخاری ج ا ص ۴۹۰)

اس کا ترجمہ قریب گذر چکا ہے۔

اور بھی اس میں ہے:

قا ل رسو ل الله ﷺ ینز لن ابن مر یم حکماً عد لاً فلیکسرن الصلیب و لیقتلن الخنز یر و لیضعن الجز یة و لیترکن القلا ص فلا یسعی علیها و لتز هبن الشحنا ء و التباغض و التحا سد و لید عو ن الی الما ل فلا یقبله ا حد (مسلم ج ا ص ۸۷)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اللہ کی البتہ اتریں گے یعنی آسمان سے بیٹے مریم کے حاکم عادل ہوکر پھر البتہ توڑ ڈالیں کے صلیب نصاری کو اور البتہ مار ڈالیں گے جنس سور کو اور البتہ موقوف کردیں گے جزیہ لینا اور چھوڑی جائیں گی اس وقت اونٹنیاں جوان پر نہ ان پر سفر کریں

گے اور نہ دوسرا کام اور البتہ جاتی رہے گی دلوں سے دشمنی اور عداوت اور حسد بایک دیگر اور لوگ بلائے جائیں گے مال لینے کے لئے پس نہ قبول کرے گا کوئی۔

روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور اسی مشکوۃ صفحہ ۴۸۰ میں وہی ابو ہریرہ سے بخاری اور مسلم کی روایت سے لایا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم و امامكم منكم

کس طرح ہو گے تم یعنی کیا اچھا حال ہو گا تمہارا جب نازل ہو گا ابن مریم یعنی عیسی تمہارے درمیان اور امام تمہارا تم میں سے ہو گا یعنی مہدی۔

اور بھی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷ میں) جابر بن عبداللہ سے مروی ہے:

سمعت النبي يقول لا تزال طائفة من امتي يقاتلون الحق ظاهرين الى يوم القيامة فينزل عيسى بن مريم فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (کہا جابر بن عبداللہ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے ہمیشہ رہے گی ایک جماعت میری امت کی جنگ کرتی ہوئی حق پر درحالیکہ غالب رہنے والی ہے (یعنی مخالف پر روز قیامت تک)، پھر اترے گا عیسی بیٹا مریم کا پس کہے گا امیر ان کا عیسی کو آیئے ہمارے لئے نماز پڑھایئے۔ تب عیسی فرمائیں گے نہیں۔ بے شک بعض تم میں کے بعض پر امیر ہیں۔ یہ بزرگی دینی اللہ کی ہے اس امت کو)

اور بھی (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۰ میں) نواس بن سمعان کی حدیث طویل میں کہ جس میں ذکر دجال اور یاجوج ماجوج کا ہے یہ بھی آیا ہے:

اذ يبعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهروذتين و اضعاً كفيه على اجنحة ملكين (ناگاہ بھیجے گا اللہ تعالی مسیح بن مریم کو یعنی عیسی کو پس اتریں گے حضرت عیسی سفید مینار پاس جو شرقی طرف شہر دمشق کے ہو گا درمیان دو زرد رنگین کپڑوں کے اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بازوؤں پر دو فرشتوں کے)۔

اور (سنن ابوداؤد۔ ج ۲ ص ۱۳۵ میں) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

ليس بيني و بينه (يعني عيسى) نبي و انه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الحمره والبياض بين ممصرتين كأن راسه يقطر و ان لم يصبه بلل يقاتل الناس على الاسلام فيدق الصليب و يقتل الخنزير و يضع الجزية و يهلك الله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام و يهلك المسيح الدجال فيمكث فى الارض اربعين سنة ثم يتوفى فيصلى عليه المسلمون ۔ (نہیں درمیان میرے اور عیسیٰ کے کوئی نبی اور بے شک وہ نازل ہونے والا ہے یعنی دنیا میں پس جب دیکھو تم اس کو پہچانو اس کو (یعنی اس علامت سے) کہ وہ ایک مرد ہے میانہ قد اور رنگ اس کا سفید سرخی مائل رہے گا اور اترے گا وہ درمیان دو کپڑے زرد رنگ کے، اور سر سے اس کے قطرے ٹپکتے ہوں گے اگرچہ اس کو تری نہیں پہنچی پھر جنگ کرے گا کافروں سے اسلام لانے پر۔ پس توڑ ڈالے گا صلیب کو اور مار ڈالے گا سور کو اور موقوف کر دے گا جزیہ لینا کافروں سے۔ اور ہلاک کر دے گا اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں سب دینوں کو سوائے دین اسلام کے اور ہلاک کر دے گا مسیح دجال کو پس ٹھہرا رہے گا دنیا میں چالیس سال پھر انتقال کرے گا تو مسلمان اس پر نماز پڑھیں گے)۔

اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کوئی راوی اس کا ضعیف نہیں اور مولوی محمد بشیر نے حق الصریح میں کہا:

قال الحافظ فى الفتح و روى احمد و ابو داؤد باسناد صحيح من طريق عبد الرحمن بن آدم عن ابى هريره مثله مرفوعاً و فى هذا الحديث ينزل عيسى و عليه ثوبان ممصران فيدق الصلين و يقتل الخنزير و يضع الجزية و يدعو الناس الى الاسلام و يهلك الله فى زمانه الملل كلها الا اسلام و تقع الامنة فى الارض حتى ترقع الاسود مع الابل و تلعب الصبيان بالحيات و قال فى آخره ثم يتوفى و يصلى عليه المسلمون

(کہا حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں روایت کی امام احمد اور ابو داؤد نے

ساتھ اسناد صحیح کے طریق سے عبدالرحمٰن بن آدم کی ابوہریرہ سے مرفوعاً اوراس حدیث میں ہے:
اتریں گے عیسی اس حال میں کہ ان پر دو کپڑے رہیں گے خفیف زرد رنگ کے پس توڑیں گے صلیب کو نصاری کی اور مارڈالیں گے سوروں کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ لینا اور دعوت دیں گے لوگوں کو طرف دین اسلام کے اور ہلاک و برباد کرے گا اللہ تعالی ان کے زمانے میں سب دین وملت کو سوائے دین اسلام کے اوران کے وقت ایسا امن دنیا میں واقع ہوگا کہ شیر اور اونٹ مل کر چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور کہا آخر میں اس حدیث کے پھر انتقال کریں گے عیسی اور نماز جنازہ پڑھیں گے ان پر مسلمان)۔

اور جامع الصغیر میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

ینزل عیسی ابن مریم عند المنارة البیضاء شرقی دمشق .طبرانی عن اوس بن اوس

اتریں گے عیسی نزدیک منارہ سفید کے جو دمشق کے مشرقی جانب میں ہوگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اوس بن اوس سے

اور مولوی محمد بشیر سہسوانی نے حق الصریح میں تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا:

و قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن ابی جعفر عن ابیه حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انه قال قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسی لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیامة

(کہا ابن ابی حاتم نے اس مذکور اسناد سے کہا حسن بصری نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہود کو تحقیق عیسی نہیں مرا اور بے شک وہ پلٹ کر آنے والا تمہاری طرف آگے قیامت کے)

اگر کوئی یوں کہے کہ یہ حدیث مرسل ہے قابل حجت نہیں اس کا جواب مولوی محمد بشیر صاحب موصوف یوں دیتے ہیں کہ اس مرسل کی تقویت چند طرح پر ہو سکتی ہے اول یہ کہ حضرت حسن بصری نے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ حضرت عیسی زندہ ہیں ۔تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال ابن جریر حدثنی یعقوب حدثنا ابن علیة حدثنا ابو رجاء عن الحسن و ان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل مو

ت عیسی و اللہ انہ لحی الآن عند اللہ و لکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون ۔(کہا ابن جریر نے ساتھ اسناد مذکور کے حسن بصری سے تفسیر آیت مذکور کی مراد قبل موتہ سے آگے موت عیسی کی ہے قسم ہے اللہ کی بے شک عیسی زندہ ہیں اب نزدیک اللہ کے ولیکن جب وہ نازل ہوں گے ایمان لائیں گے ان پر اہل کتاب سب)۔

پھر کہا پس معلوم ہوا کہ مرسل حسن کے نزدیک قوی ہے وگرنہ قسم نہ کھاتے۔

اور بھی کہا خلاصہ میں

قال ابو زرعۃ کل شیء قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ وجدت لہ اصلاً ما خلا اربعۃ احادیث ۔(ابو زرعہ نے کہا جس حدیث کو حسن بصری نے قال رسول اللہ کہا پائی میں نے اس کے لئے اصل مگر چہار حدیثیں یعنی ان کی اصل نہیں پائی)۔قولہ ملخصاً

میں کہتا ہوں یہ ساری تقویت مرسل حسن بصری وغیرہ کی واسطے اہل حدیث کی کیا حاجت کیونکہ حنفیہ کی بیان مطلق مرسل کہ مرسل اس کا ثقہ ہوا اور قرن ثانی یا ثالث سے جو حجت ہے بلکہ وہ فوق مسند ہے یہ بات تو اصول حنفیہ میں مملو ہے میں یہاں فقط دو کتاب اصول سے جو پرانی اور معتبر ہیں نقل کرتا ہوں۔

اصول حسامی میں ہے:

فالمرسل من الصحابی محمول علی السماع و من القرن الثانی و الثالث علی انہ وضع لہ الامور و استبان لہ الاسناد و ھو فوق المسند ۔پس مرسل حدیث صحابی سے وہ محمول ہے سننے پر (یعنی رسول اللہ ﷺ سے سننے پر محمول ہے) اور مرسل تابعین اور تبع تابعین کی سو وہ محمول ہے اس بات پر کہ ظاہر ہوا حال اس حدیث کا اور ظاہر ہوئی واسطے اس ارسال کرنے والے کے اسناد اس حدیث کی اور وہ مرسل یعنی اس طرح کی مرسل حدیث بڑھ کر ہے مسند سے

اور توضیح میں ہے:

و مرسل القرن الثانی و الثالث لا یقبل عند الشافعی الا ان یثبت اتصالہ من طریق اخر ویقبل عندنا و عند مالک و ھو فوق المسند (اور مرسل حدیث قرن ثانی اور ثالث کی یعنی تابعین و تبع تابعین کی

مقبول نہیں نزدیک شافعی کے مگر یے کہ ثابت ہووے اتصال اس کا دوسرے طریق سے اور نزدیک ہمارے اور نزدیک امام مالک کے وہ مرسل مقبول ہے اور وہ بڑھ کر ہے مسند سے)۔

اور آثار صحابہ وتابعین کے یعنی اقوال ابو ہریرہ اور ابن عباس اور ابو مالک اور حسن بصری وغیرھم کے تحت میں بیان پچھلی دو آیت کے گزر چکے اعادہ کی حاجت نہیں پس اس قدر قوت کے ساتھ جو بات دین کی ثابت ہو اس کے ماننے کی اہل ایمان کو کس قدر ضرورت ہے اور اس کے نہ ماننے میں کس قدر خرابی دین وایمان کی متصور ہے سو ادنی مومن پر بھی پوشیدہ نہ ہوگی۔

قطع نظر اگلے دلائل قطعی وظنی آیات واحادیث وغیرھا کی فقط اس حدیث مرسل کو حسن بصری کی مرزا قادیانی اور ان کی اتباع کو ماننا ہی ضرور ہوا کیونکہ وہ حنفی کہلاتے ہیں پس اپنا دعوی جو عیسی کے زندہ نہ رہنے کا کر رہے ہیں چھوڑ دینا اور ان کی حیات کی اور پھر دنیا میں نازل ہونے کی قائل ہو جانا ضروری ہے وگرنہ ضدی جہلاء میں شمار کیئے جائیں گے۔

دیگر مرزا غلام احمد قادیانی نے آیت بل رفعه الله کی استدلال پر اور آیت وکهلا پر جو شبہے اور اعتراضات اپنی تحریرات میں کیئے ہیں وہ کتاب حق الصريح میں مندرج ہیں، لکھ کر ان کے جوابات شافی طور بحولہ تعالی وقوتہ دیتا ہوں، تا اس کے ضمن میں ان کی دونوں دلائل ایک آیت سورہ آل عمران کی

و اذ قا ل الله يا عيسى انى متو فيك و را فعك الى و مطهر ك من الذين كفروا،

اور دوسری آیت سورہ مائدہ کی

فلما تو فيتني كنت انت الر قيب عليهم (المائدۃ:۱۱۷)،

کا جواب بھی حاصل ہو جائے۔

قول مرزا غلام احمد قادیانی جو کتاب حق الصريح کے صفحہ ۴۵ میں مندرج ہے:

تیسری دلیل آپ نے یہ پیش کی ہے سورہ نساء میں ہے

و ما قتلو ه يقيناً بل رفعه الله اليه و كان الله عزيزاً حكيماً

آپ اس میں بھی قبول کرتے ہیں کہ آیت قطعیۃ الدلالۃ نہیں مگر باوجود اس کے آپ کے دل میں یہ خیال ہے کہ اس رفع سے رفع مع الجسد مراد ہے کیونکہ وما قتلوہ وما صلبوہ کی ضمیر کا مرجع قطعاً روح مع الجسد ہے لہذا بل رفعه کی ضمیر کا مرجع بھی روح مع الجسد ہے۔لیکن حضرت آپ کی یہ سخت غلطی ہے۔

اقول۔مولوی محمد بشیر صاحب کو اگر چہ اگلی تحریر کے وقت میں اس آیت قطعیۃ الدلالۃ بالذات ہونے میں تردد تھا۔پھر جب اللہ نے ان پر کھول دیا تو نویں صفحے میں حق الصریح کے کہا:

اگر چہ خاکسار نے تحریر اول میں غیر قطعیۃ الدلالۃ لکھا ہے مگر اب میری رائے یہ ہے کہ یہ آیت قطعیۃ الدلالۃ ہے حیات مسیح پر

پس اعتراض مرزا قادیانی کا باطل ہو گیا۔

دیگر مرزا قادیانی نے اس استدلال مذکور کا مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ ان کو ضرور تھا کہ اس استدلال کا ابطال کر دیتے ورنہ ان کے قول کو صحیح مان لیتے۔پس بغیر ابطال اس کے مرزا قادیانی کا یہ کہنا: لیکن حضرت آپ کی سخت غلطی ہے، بڑی زبردستی کی بات ہے۔

اور اس فقیر کے نزدیک یہ آیت اس باب میں اول درجہ کی ہے کیونکہ یہ آیت نہ ذوالوجوہ ہے اور نہ کسی سلف وخلف کے مفسرین سے اس میں اختلاف ہے

قولہ (یعنی قول قادیانی): بلا فصل۔نفی قتل اور نفی مصلوبیت سے صرف یہ مدعا اللہ جل شانہ کا ہے کہ مسیح کو اللہ جل شانہ نے مصلوب ہونے سے بچالیا

اقول: قتل اور مصلوب ہونے سے بچالیا کہنا ضرور تھا سو مرزا قادیانی نے قتل کو حذف کر دیا سو اس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ قتل سے بھی بچالیا کہنے سے حیات عیسی کی ثابت ہو جاتی ہے وہ ان ک مطلب اور مدعا کیخلاف ہے۔ نعوذ باللہ من هذه الخيانه ۔اگر مرزا قادیانی اس قول کو اپنا جواب استدلال مولوی صاحب مذکور کا سمجھتے ہیں تو یہ ان کی سخت غلطی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کے اس استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خدا نے قتل اور سولی پر چڑھانے سے عیسی کو بچالیا تو عیسی کا باجسم و جان

سلامت رہنا ثابت ہو گیا پھر اس کے ساتھ ان کا رفع طرف اپنے فرمایا تو صاف ثابت ہو گیا کہ ان کو ساتھ جسم و جان کے اپنی طرف اٹھالیا پس اس سے زیادہ بصراحت تمام عیسی کی حیات کا ثبوت اور کیا ہو گا۔ پھر یہ بات غلط کیسے ہوئی بلکہ مرزا قادیانی کا اس کو غلط کہنا سخت غلط اور نہایت بے جا ہے۔

قولہ: بلافصل اور آیت بل رفعه الله اليه اسی وعدہ کو ایفاء کرنے کی طرف اشارہ ہے جو دوسری آیت میں ہو چکا ہے اور اس آیت کو ٹھیک ٹھیک معنی سمجھنے کے لئے اس آیت کو بغور پڑھنا چاہیے جس میں رفع کا وعدہ ہوا تھا اور وہ آیت یہ ہے یا عیسی انی متوفيك و را فعك الیّ (آل عمران: ۵۵) حضرت اس را فعك الی میں جو رفع کا وعدہ دیا گیا تھا یہ وہی وعدہ ہے جو آیت بل رفعه الله اليه میں پورا کیا گیا۔

اب آپ وعدہ کی آیت پر نظر ڈال کر دیکھئے کہ اس میں پہلے کون سا لفظ موجود ہے فی الفور آپ کو نظر آ جائے گا کہ اس سے پہلے انی متو فيك ہے اب ان دونوں آیتوں کے ملانے سے جس میں ایک وعدہ کی آیت اور ایک ایفاء وعدہ کی آیت ہے آپ پر کھل جائے گا کہ جس طرز سے وعدہ تھا وہ اسی طرز سے پورا ہونا چاہیے تھا۔ یعنی وعدہ یہ تھا کہ اے عیسی میں تجھے مارنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں ۔اس سے صاف کھل گیا کہ ان کی روح اٹھائی گئی ۔ کے نکہ موت کے بعد روح ہی اٹھائی جاتی ہے نہ کہ جسم، انتہی

اقول: اس تقریر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑی محنت اٹھائی اور اپنی نظر دقیق بہت دوڑائی با ایں ہمہ وہ نظر ذروہ تحقیق تک نہ پہنچی بسبب کور ہونے اس کے کہ کیونکہ انہوں نے انّی متو فّيك کے ماقبل کی آیت پر جو مكروا و مكر اللّه و اللّه خير الما كر ين (آل عمران:۵۴) ہے اور اس قصہ کے ساتھ متعلق ہے نظر نہ ڈالی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یہود نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ نیک تر ہے مکر کرنے والوں کا یعنی اللہ کا مکر قوی تر ہے کوئی اس کو پھیرنے والا نہیں۔

یہود کا مکر یہی تھا کہ انہوں نے چاہا کہ حضرت عیسی بن مریم کو حالت غفلت میں ناگاہ مار ڈالیں تا بھاگنے نہ پاوے۔سو انہوں نے ایسی ہی تجویز کی۔ اللہ تعالی نے ان کی اس تجویز سے حضرت عیسی کو خبردار کر دیا اور ان کی تسلی کے لئے فرمایا

يا عيسى انّى متو فّيك و را فعك اليّ (آل عمران: ۵۵)

اگر اس متو فّيك کے معنی اس طرح کہے جائیں جیسا کہ مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کہتے ہیں یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو مار ڈالنے والا ہوں اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں، یہ ہرگز درست نہ ہوگا کیونکہ اس بات سے عیسیٰ کو ان کے مکر کی آفت سے جو موت کی دہشت ہے کیا تسلی ہو سکتی ہے؟ بلکہ اس بات سے اور دہشت ان کی بڑھ جائے گی اور پھر اس سے یہودیوں کے مکر کا کیا رد نکلتا ہے؟ بلکہ اس سے یہودیوں کی مراد ہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی تو حضرت عیسیٰ کی موت کے ہر طرح خواہاں تھے کسی طور سے ہو ان کا مر جانا ہی یہود چاہتے تھے۔ دیگر اس کام سے یعنی خدا تعالیٰ کی بالفعل عیسیٰ کو مار ڈالنے سے یہود کے مراد کا کیا خلاف ہوا اور ان کے مکر کا کیا رد نکلا اور اپنا مکر ان پر کیا چلایا جو آپ کو خير الما كر ين کہا۔

پس انّی متو فّيك میں معنی میں تجھ کو اب مار ڈالنے والا ہوں کہنا درست نہ ہوا، تو اس کے دوسرے معنی کہنا ضرور ہوئے ایسے معنی کہ دوسری آیتوں کی قطعی معنوں کے ساتھ مخالف نہ پڑیں۔

اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ معنی متو فيك میں یوں کہیں

ای انی مستو فٍ ا جلك و متمم عمر ك حتى تبلغ الكهو لة و انی را فعك اليّ ا لآ ن من غير قتل و صلب با يد يهم

یعنی میں تیری اجل اور عمر کو پوری کرنے والا ہوں تا پہنچے تو ادھیڑ عمر کو اور بالفعل میں تجھ کو اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں بغیر قتل اور سولی کے ہاتھوں سے یہود کی۔

اس معنی کو آیت و کہلا کے ساتھ موافقت بھی ہوتی ہے کیونکہ اس آیت میں ادھیڑ عمر تک عیسیٰ کا پہنچنا ثابت ہے۔

اور ان کو مکر سے پوری تسلی بھی حاصل ہوتی ہے اور متو فی کے معنی متو فی ہونے ثابت ہے۔

مصباح المنیر میں ہے:

و تو فيته واستو فيته یعنی توفیتہ اور استوفیہ کے ایک ایک معنی ہیں۔

اور صراح میں ہے:

استیفاء و توفی تمام گرفتن حق

دوسری صورت یہ کہ معنی متو فيك کے قبض کے لیں۔ یعنی میں تجھ کو قبض کرنے والا ہوں پورا، یعنی با جسم۔ کیونکہ تو فی کے لغوی معنی اخذ الشیء وا فیاً ہیں یعنی ایک چیز کا پورا لے لینا۔

اگر اللہ تعالی فقط را فعك الیّ کہتا تو بعض لوگوں کو یوں سمجھنے کی گنجائش نکلتی کہ فقط روح عیسی کی طرف اٹھائی گئی نہ با جسد، جیسا کہ دوسرے مومنوں کی روح اٹھائی جاتی ہے۔ تب یہ بات موت عیسی کی نفی جو نص قرآن سے ثابت ہے، اس کے معارض پڑتی۔ اس لئے اللہ تعالی نے متو فّيك بھی اسکے آگے فرمایا تا دلالت کرے یہ کلام کہ عیسی کو اللہ تعالی نے پورا با جسد و جان اٹھالیا۔

امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں کئی وجوہ بیان کئے ہیں سو چھٹویں وجہ میں اس کو بھی بیان کیا اور یہ معنی لغت اور محاورہ عرب کے بھی برابر ہیں اور پر شواہد قرآنی بھی موجود ہیں۔

صراح میں ہے:

توفی تمام گرفتن حق

اور منتخب اللغات میں ہے:

توفی تمام بستاندن

اور قول عرب:

و فا نی فلا ن درا همی فتو فيتها منه (یعنی فلاں نے میرے پورے درہم دے دئے پس میں نے پورے درہم اس سے قبض کر لئے)

اور شواہد قرآنی:

سورہ بقر آیت ۲۸۱، جز تلك الرسل میں ہے:

و اتقوا يو ما تر جعو ن فيه الى الله ثم تو فى كل نفس بما كسبت و هم لا يظلمو ن (ڈرو تم اس روز سے کہ پھیرے جاؤ گے تم اس روز طرف اللہ کے پھر پورا ملے گا ہر جان کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا)۔

اور سورۃ آل عمران (آیت ۱۶۱) میں ہے:

ثم تو فی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمو ن

(پھر پوری ملے گی ہر جان کو اس کی کمائی اور ان پر ظلم نہ ہوگا)

اور اسی سورہ میں ہے:

و انّما تو فّو ن اجو ر کم یو م القیا مۃ

(یعنی سوا اس کے نہیں کہ تم پورا دیئے جاؤ گے اپنا اجر روز قیامت کے)

اور سورہ نحل (آیت ۱۱۱) میں ہے:

و تو فّی کلّ نفس ما عملت و ہم لا یظلمو ن

یعنی پوری دی جائے گی ہر جان کو جزا اس کے عمل کی اور ان پر ظلم نہ ہوگا

پس یہ معنی جو ہم نے دوسری صورت میں بیان کئے بلا شک صحیح ٹھہرے اور اس سے ان کے استدلال کی آیت فلما تو فیتنی کنت انت الر قیب علیھم کا جواب بھی نکل سکتا ہے۔یعنی نظر بایں معنی تفسیر اس کی یوں ہوسکتی ہے

ای فلما قبضتنی کا ملاً ای ا خذ تنی مع الجسد بلا صعاد الیك و جعلتنی کا لمیت فی الغیبو بۃ عن الناس کنت انت الرقیب علیھم

(پھر جب تو نے قبض کرلیا مجھ کو پورا یعنی ساتھ جسم و روح کے اٹھالیا اور کردیا مجھ کو مانند میت کے غائب رہنے میں لوگوں سے تو ہی تھا نگہبان ان پر یعنی بنی اسرائیل کا حال تو ہی جانتا تھا)

تیسری صورت یہ کہ متو فیك میں معنی ممیتك ہی کے لیں، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں۔اگر چہ وہ راوی ضعیف بھی ہو لیکن اس کا مطلب یوں سمجھنا ضروری ہے:

انّی متو فیك ای انّی ممیتك بعد النّزو ل فی آ خر الز ما ن و رافعك الی ا لآ ن من غیر مو ت (یعنی میں تجھ کو موت دینے والا ہوں بعد نازل ہونے تیرے کے آخر زمانے میں اور اب میں تجھ کو اٹھا لینے والا ہوں طرف اپنی یعنی آسمان پر بغیر موت کے)۔

اس معنی کو احادیث نزول جو مذکور ہوچکیں قوت دیتی ہیں۔اور یہ معنی موافق آیت و کھلا ..الخ کے بھی ہیں اور اس میں مخالف کو جائے اعتراض بھی نہیں کیونکہ

متو فی اسم فاعل ہے، دلالت اس کی زمانہ حال واستقبال دونوں پر ہوسکتی ہے۔ ویسا ہی صیغہ رافع بھی اسم فاعل ہے۔ اس کا بھی وہی حال ہے ۔اور واؤ واسطے جمع کے ہے۔ دو واسطے ترتیب کے تا مارنا ہی مقدم ہونا ضرور ہو۔ پس متو فّیك میں استقبال کے معنی اور رافعک میں حال کے معنی بے شک صحیح ہو سکتے ہیں۔

یعنی میں تجھ کو آئندہ مارنے والا ہوں اور اب تجھ کو بسلامتی جسم و جان اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں تا یہود کا مکر تجھ پر نہ چلے۔ پس اس میں تسلی کامل حضرت عیسی کو حاصل ہوتی ہے۔

اور آیت میں جو وعدہ اٹھا لینے کا ہوا ،اسی وقت اس کا وفا ہو چکا۔ یعنی اسی اعلام کے بعد اسی روز اٹھا لیا، جیسا کہ اس بات پر حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا قول مذکور صاف دلالت کرتا ہے۔ پس آیت بل رفعه الله اليه کی اس بات پر خبر دیتی ہے اور یہود کے زعم کا رد کرتی ہے ۔یعنی یہودیوں نے عیسی کو نہ مار ڈالا، اور نہ سولی دی بلکہ اللہ تعالی نے اس کو پورا با جسم و جان اپنی طرف اٹھا لیا، اور یہودیوں کی مکر کو باطل کر دیا اس طرح سے کہ انہوں نے جس کو قتل کیا اور سولی دی وہ عیسی نہ تھا، بلکہ وہ شبیہ عیسی تھا۔ خدا تعالی کا مکر یہی تھا کہ ان کا مکر چلنے نہ دیا، اور ان کو شک و اختلاف میں ڈال دیا۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم نے عیسی کو ہی مار ڈالا، کوئی کہتا ہے نہیں کیونکہ چہرہ مقتول کا چہرہ عیسی کا ہے نہ جسد۔

اور وہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا

ان دونوں آیتوں کے ملانے سے کہ جن میں ایک وعدہ کی آیت اور ایک ایفائے وعدہ کی آیت ہے آپ پر کھل جائے گا۔ الی آخرہ،

یہ بات اس وقت صحیح ہوتی کہ توفّی کے معنی موت ہی کے ہوتے ۔اور بھی رافعك پر فاء یا ثم آیا ہوتا کیونکہ فاء اور ثم واسطے ترتیب کے ہے نہ واؤ۔

پس جب یہ دونوں بات نہیں، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا جزم کرنا مقدم ہونے پر موت کے رفع پر کس طرح صحیح ہو سکے۔ ہر گز نہیں۔

اور ہم نے جو کہا یہ بات اس کو صحیح ہوتی کہ توفّی کے معنی موت ہی کے ہوتے سو وہ اس لئے ہے کہ توفی کے معنی نیند کے بھی ہوتے ہیں۔ اور یہی معنی اکثر

مفسرین متقدمین کے نزدیک مراد ہیں جیسا کہ ابن کثیر کی تفسیر سے قاضی عبید اللہ صاحب نے اپنے فتوی میں نقل کیا:

و قال الاکثرون المراد بالوفاة ھنا النوم کما قال اللہ تعالی و ھوالذی یتوفاکم باللیل ۔ الآیہ ۔

و قال اللہ تعالی : یتوفی الانفس حین موتھا و التی لم تمت فی منامھا۔ الآیہ ۔

پس جب ان دونوں آیتوں کی سند سے اکثر مفسرین نے کہ جن میں حسن بصری اور ربیع بن انس بھی ہیں یہاں توفی سے مراد نیند لی ہے، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ان کے خلاف میں موت ہی کے معنی مراد لینا کیونکر صحیح ہو سکے گا یہ بات کسی عالم عاقل پر پوشیدہ نہ ہوگی۔

پس اس تحریر سے ہماری صاف ان کے دعوی کا بطلان ظاہر ہو چکا۔

اور وہ جوانہوں نے اپنی تیسری تحریر میں کہا:

یہ بات ظاہر ہے کہ موت اور رفع میں ایک ترتیب طبعی واقع ہے، ہر ایک مومن پہلے فوت ہوتا پھر اس کا رفع ہے اسی ترتیب طبعی پر یہ ترتیب وضعی آیت کی دلالت کر رہی ہے کہ پہلے متوفیك فرمایا اور پھر بعد اس کے رافعك کہا۔

اقول: یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وہم ہے کیونکہ درمیان موت و رفع کے اگر ترتیب طبعی ہوتی، تو خصوصیت مومن کی نہ رہتی۔ کیونکہ طبعی لوازم میں مومن و کافر کا فرق نہیں۔ پس اس آیت میں ترتیب وضعی جو بتائی وہ بھی باطل ہو چکی ہے۔غرض ہماری اس تحریر سے ان کے دعوے کا بطلان ظاہر ہو چکا۔پس عیسی کا زندہ طرف آسمان کے اٹھائے جانے میں اور قرب قیامت کے پھر آسمان سے دمشق کی شرقی سفید منارہ کے پاس دو ملک کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اترنے میں جیسا کہ آگے صحیح حدیثوں میں بتفصیل گذر چکا کچھ شک نہ رہ۔

قولہ: دوسرا مرزا قادیانی کا تحریر اول میں جیسا کہ حق الصریح میں لایا گیا ہے دوسری دلیل آپ نے یہ پیش کی ہے و یکلم الناس فی المھد و کھلا ۔اور آپ کھل کے

لفظ سے درمیان عمر کا آدمی مراد لیتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

اقول: بے شک صحیح ہے بلکہ مرزا قادیانی کا اس کو صحیح نہیں کہنا غیر صحیح ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ کی اس مراد کی صحت پر کتب لغات گواہی دیتی ہیں مولوی محمد بشیر نے اپنی کتاب حق الصریح میں صحاح جوہری اور قاموس سے نقل کیا ہے

الكهل من و خطه الشيب و رئيت لی بجا له

یعنی کہل وہ مرد ہے کہ جس کے بالوں میں بوڑھا پن یعنی سپیدی مخلوط ہو۔

یعنی دومو یہ رہی دیکھی جائے اس کے لئے بزرگی

یعنی لوگ اس کو بزرگی کی نظر سے دیکھیں کیونکہ اس عمر میں آدمی اپنی چکاری کام چھوڑ کر بردباری وحکم اختیار کرتا ہے۔

صراح میں ہے: کہل مرد میانہ سال۔

اور منتخب اللغات میں ہے: کہل بالفتح مرد میانہ سال۔

اور کشف اللغات میں ہے: کہل بفتح مرد میانہ سال ونیم پیر۔

اور غیاث میں ہے: کہل بالفتح مرد بانہ سال یعنی میان جوانی و پیری باشد

اور کتاب المتکبر میں ہے:

ثم يصير صملاً اليه ار بعين سنة ثم يصير كهلا الى خمسين سنة ثم يصير شيخاً الى ثما نين سنة۔

(پھر ہو جاتا ہے مرد تیس برس کے بعد صمل چالیس برس تک پھر ہو جاتا ہے چالیس برس سے کہل پچاس تک پھر ہو جاتا ہے پچاس سے شیخ یعنی بوڑھا اسّی برس تک)

اور مصباح المنیر میں لکھا ہے:

شب الصبی يشب من با ب ضر ب شبا باً و شبيبة و هو شاب و ذ لك قبل من الكهو لة (جوان ہوا بچہ یا جوان ہوگا یہ باب سے ضر ب یضر ب کے ہے مصدر اس کا شباب وشبیبہ ہے اور اسم فاعل اس کا شاب ہے یعنی جوانی رکھنے والا اور یہ عمر پہلے عمر کہولت کی ہے)۔

یعنی جوانی کے بعد کہل یعنی ادھیڑ ہوتا ہے۔

پس جب حضرت عیسیٰ کو صحیح قول کی رو سے ۳۳ سال کے اندر اللہ تعالیٰ نے

اٹھالیا تو جوانی میں اٹھالینا ثابت ہوا پس کہولت یعنی ادھیڑ ہونا ان کے لئے باقی رہا۔

قولہ: بلافصل صحیح بخاری میں دیکھے جو کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب ہے اس میں کہل کے معنی جوان مضبوط کے لکھے ہیں اور یہی معنی قاموس اور تفسیر کشاف وغیرہ میں موجود ہیں۔انتہی

اقول: اس کے جواب میں مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ نے یہ لکھا

اس کا جواب خاکسار کی طرف سے یہ ہوا کہ صحیح بخاری میں تو یہ ہے

قال مجاھد الکھل الحلیم جوان مضبوط اس سے کس طرح سمجھا تا ہے؟

اس کا جواب مرزا قادیانی نے یہ دیا کھل حلیم وہ ہے جو یبلغ الحکم کا مصداق ہو اور جو حلم کے زمانہ تک پہنچے وہ جوان مضبوط ہی ہوتا ہے۔

جواب اس کا خاکسار (محمد بشیر سہسوانی) کی طرف سے یہ ہوا کہ:

یہ حصر غیر مسلّم ہے کیونکہ حلیم قرآن مجید میں صفت غلام کی آئی ہے۔فرمایا اللہ تعالی نے

فبشّرناہ بغلام حلیم

اور غلام کے معنی کودک صغیر کے ہیں کما فی الصراح۔

پس محتمل ہے کہ حلیم اس مقام پر ماخوذ حلم سے جو آہستگی اور بردباری کے معنی میں ہے۔

اس کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی نے کچھ نہیں دیا۔

یہ فقیر کہتا ہے کھل حلم بالکسر جو آہنگی اور بردباری کے معنی میں ہے اس کا اسم فاعل حلیم ہے یعنی بردباری رکھنے والا اور حلم بضمن جو بالغ خواب دیکھنے کے معنی میں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

و اذا بلغ الاطفال منکم الحکم فلیستأذنوا۔

یعنی جب پہنچیں لڑکے تم میں سے بلوغ کو...

اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ترجمہ اس کا بحد احتلام لکھا ہے۔

غرض اسم فاعل اس کا محتلم اور حالم ہے۔

کتاب ممبتکر میں لکھا ہے:

فاذا قارب الاحتلام فھو مراھق و اذا بلغ الحلم فھو محتلم

و حالم ،(یعنی اس کو مراہق کہتے ہیں پھر جب وہ پہنچ جاتا ہے حکم کو یعنی خواب جماع دیکھنے اور انزال کرنے کی عمر کو پس اس کو محتلم اور حالم کہتے ہیں)

پس مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کہا حلیم وہ ہے جو یبلغ الحلم کا مصداق ہو صاف غلط ہے کیونکہ اس کو محتلم اور حالم کہتے ہیں نہ حلیم یہ بات اہل علم پر جو محاورہ عرب سے واقف ہیں پوشیدہ نہیں

اور مجاہد نے معنی کھل کے حلیم کہے، سو شاید اسی اعتبار سے کہے کہ جب آدمی ادھیڑ ہوتا ہے اکثر ہے کہ وہ حلیم ہوتا ہے یعنی بردباری ہے۔ جوانی میں جو تند مزاج اور جلد غصے میں آتا ہے اور بے تامل و تدبر کوئی کام کر دیتا ہے جب ادھیڑ ہوتا ہے یہ سب چھوڑ دیتا ہے، اس لئے لوگ بزرگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اس عمر میں بدن کی مضبوطی میں تھوڑا ڈھیلا پن آتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے حلم کے معنی جوان مضبوط جو کہے، حلیم کے الٹے معنی کہے۔ غرض مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ نے فتح الباری کی اور قسطلانی کی اور قاموس اور تفسیر کشاف کی عبارتیں پیش کر کے کہا کہ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ کہل کے معنی جوان مضبوط کے نہ صحیح بخاری میں ہیں اور نہ قاموس میں اور نہ کشاف میں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی بات بنانے کے لئے کبھی جھوٹ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت نازیبا بات ہے۔

قولہ (قول قادیانی): بلافصل اور سیاق وسباق آیات کا بھی انہیں معنوں کے چاہتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ کا اس کلام سے مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح بن مریم نے خرد سالی کے زمانہ میں کلام کر کے اپنے نبی ہونے کا اظہار کیا پھر ایسا ہی جوانی میں بھر کر اور مبعوث ہو کر اپنی نبوت کا اظہار کرے گا۔ سو کلام سے مراد خاص کلام ہے جو حضرت عیسی نے ان یہودیوں سے کیا تھا جو بے جا الزام ان کی والدہ پر لگاتے تھے اور جمع ہو کر آئے تھے مریم تو نے یہ کیا کام کیا۔

پس یہی معنی منشاء کلام الٰہی کے مطابق ہیں اگر ادھیڑ عمر کے زمانہ کا کلام مراد ہوتا تو اس میں یہ آیت نعوذ باللہ لغو ٹھہرتی گویا اس کے یہ معنی ہوتے کہ مسیح نے خورد سالہ میں کلام کیا اور پھر پیرانہ سالی کے قریب پہنچ کر کلام کرے گا اور درمیان کی عمر میں بے زبان

رہے گا۔

اقول : سیاق وسباق آیات کا بھی انہیں معنی کو چاہتا ہو ورنہ تم نے جو کہا مجرد دعوی ہے یا وہم اور کہا

پھر ایسا ہی جوانی میں بھر کر اور مبعوث ہو کر اپنی نبوت کا اظہار کرے گا ..الخ ،

غیر صحیح ہے اور بے دلیل بات کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے جھولے میں سے جو بات کی اس میں یہود کے الزام باطل کا رد و دفع کیا تھا۔ یہ بات سورہ مریم میں صاف مذکور ہے۔ یہود کے الزام کا دفع کہولت کی کلام تک موقوف رہنا عقل ونقل کے صاف خلاف ہے اور سلف وخلف میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ۔

اور وہ جو انہوں نے کہا

اگر ادھیڑ عمر کے زمانہ کا کلام ہوتا تو اس صورت میں یہ آیت نعوذ باللہ لغو ٹھہرتی ..الی آخرہ ،

یہ بھی باطل ہے، کیونکہ یہ بے جا اشکال کہل کے معنی جوانی لیں تو بھی اس وقت کے کلام پر بھی بعینہ وارد ہوتا ہے اس طور سے کہ خرد سالی میں کلام کیا پھر جوانی میں بھر کر کلام کرے گا اور اس کے درمیان بے زبان رہے گا۔

واہ ! اچھا اعتراض کہ جس سے آپ کا قول بھی الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔سو اس کی آپ کو خبر ہی نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی یہ کلام ایسا ہے جیسا کہ سورہ مریم میں اللہ نے حاکیاً عن عیسی فرمایا

و السلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیاً

(یعنی سلام یا سلامتی ہو مجھ پر جس دن پیدا ہوا میں اور جس دن مروں گا اور جس دن اٹھوں گا میں زندہ ہو کر)

کیا اس کلام سے پیدائش کے روز اور موت کے روز اور زندہ ہو کر اٹھنے کے روز کے سوا سلام خدا تعالی کا یا سلامتی نہ ہونا ان کے لئے یعنی حضرت عیسیٰؑ کے لئے ثابت ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ مراد اس سے سلامتی کا دوام ہے تا یوم البعث اسی طرح اس آیت میں کلام کا دوام مراد ہے تا زمان کہل و اللہ اعلم

جب ہمارے دلائل کے متعلق جو ان کے شبہے وغیرہ تھے ان کے جوابات

سے بفضلہٖ تعالی فراغت حاصل ہو چکی، تو اب فقیر مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی دلیلوں کے جوابات کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی تحریر سوم میں لکھا ہے۔ سو مولوی محمد بشیر صاحبؒ نے نقل کر کے ان کا جواب بھی بتفصیل وتطویل اپنی تحریر چہارم میں دیا لیکن فقیر بھی بطور مختصر کچھ لکھتا ہے۔

قولہ: (مرزا قادیانی، بروایت حق الصریح صفحہ ۹۴ میں کہتے ہیں)

اب بعد اس کے کسی قدر بطور نمونہ مسیح ابن مریم کی وفات پر دلائل لکھے جاتے ہیں۔

واضح ہو کہ قرآن کریم میں یا عیسی انّی متو فّیك و رافعك الیّ (آل عمران:۵۵) موجود ہے۔ قرآن کریم کے عموم محاورہ پر نظر ڈالنے سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تمام قرآن کریم میں تو فی کا لفظ قبض روح کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے یعنی اس قبض روح میں جو موت کے وقت ہوتا ہے۔ دو جگہ قرآن میں وہ قبض روح بھی مراد لیا ہے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے لیکن اس جگہ قرینہ قائم کر دیا ہے جس سے سمجھا گیا ہے کہ حقیقی معنی تو فی کے موت ہی ہیں۔

(پھر دو تین سطروں کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے کہا)

جب کہ قرآن میں لفظ تو فی کا قبض روح کے معنوں میں آیا ہے اور احادیث میں ان تمام مواضع میں جو خدائے تعالی کو فاعل ٹھہرا کر اس لفظ کو انسان کی نسبت استعمال کیا ہے، جا بجا موت کے ہی معنی کئے ہیں تو بلا شبہ یہ لفظ قبض روح اور موت کے لئے قطعی الدلالۃ ہو گیا۔

اقول: مرزا قادیانی نے (قرآن میں تو فی کا لفظ قبض روح کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے) جو کہا صاف غلط ہے کیونکہ بہت سی جگہ قرآن مجید میں دوسرے معنوں سے بھی آیا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں اور آل عمران میں ہے:

ثم تو فّی کل نفس ما کسبت۔

اور اسی سورہ میں ہے:

و انّما تو فّو ن ا جو ر کم یو م القیا مۃ۔

اور سورہ نحل میں ہے:

و تو فّی کلّ نفس ما عملت۔

ان سب آیتوں میں موت اور قبض روح کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

یہاں معنی تو فی کے پورا دیا جانا یا لینا مراد ہے جیسا کہ قریب گزر چکا اور یہی معنی توفی کے حقیقی و اصلی ہیں نہ قبض روح و موت کے جیسا کہ ہم نے ماسبق میں تو فی کے معنی پورا لینا حق کا لغت کی کتابوں سے ثابت کر دیا ہے پس مرزا قادیانی نے قبض روح اور موت تو فی کے حقیقی معنی جو کہے صاف غلط ہے۔

جب مرزا قادیانی اس دعوی میں جھوٹے نکلے تو احادیث میں جو دعوی کیا ہے اس کو بھی اس پر قیاس کر لیں۔ پس ہماری تحریر سے قول ان کا بلا شبہ بہ لفظ قبض روح اور موت کر لئے قطعیۃ الدلالۃ ہو گیا جو ہے باطل اور غلط ٹھہرا مرزا غلام احمد قادیانی نے ایسا جھوٹ بول کر بعض عوام کالانعام کو گمراہ کر کے آپ خدا کے پاس ماخوذ ہو جانے میں اور اہل علم اور اہل دین کے نزدیک رسوا اور فضیحت ہونے میں کیا فائدہ سمجھتے ہوں گے؟ مجھے اس سے بڑی حیرت ہے۔

قولہ: اور بخاری جو اصح الکتب ہے اس میں تفسیر فلمّا تو فّیتنی کی تقریب میں متوفیك کے معنی ممیتك لکھا ہے (الحق الصریح)

اقول: صحیح بخاری جو اصح الکتب ہے وہ حق ہے لیکن مراد اس سے وہ احادیث مرفوعہ ہیں جن کو سند کے ساتھ بخاری اپنی صحیح میں لائے ہیں نہ وہ احادیث جو اس میں تعلیقاً مذکور ہیں۔ ویسا ہی آثار صحابہ وغیرھم۔ امام سخاوی کی فتح المغیث سے مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانیؒ نے نقل کیا

و ما تقدم تا ئید حمل قو ل البخا ری ما اد خلت فی کتا ب هذا ا لا ما صح علی مقصو د به و هو ا لا حا دیث الصحیحة المسندة دو ن التعا لیق و ا لآ ثار المو قو فة علی الصحا بة فمن بعد هم۔ (اور اس کلام سے جو آگے گذرا تائید ہوتی ہے حمل کرنے قول بخاری وہ جو انہوں نے کہا نہیں داخل کی میں نے اپنی اس کتاب میں مگر وہی حدیثیں جو صحت کو پہنچیں۔

مقصود پر بخاری کی اس قول سے یعنی مقصود ان کا اس قول سے وہی صحیح حدیثیں ہیں جو ساتھ اسناد کے وہ لائے ہیں نہ ہی وہ حدیثیں جن کو تعلیقاً ذکر کیا یعنی بے اسناد ذکر کیا اور نہ آثار صحابہ وغیرھم کے جو بعد ان کے ہیں)۔

پس آثار صحابہ خصوصاً جو تعلیقاً اس میں مذکور ہیں اس قول میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پس قول حضرت ابن عباسؓ جو مميتك ہے قول صحابی بھی ہے، علاوہ اس کے تعلیقاً مذکور یعنی بخاری کے قول ہیں، پس اصح الکتب میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔

سوا اس کے مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ثم بھوپالیؒ نے اپنی کتاب حق الصريح في اثباة حياة المسيح میں اس قول کا ضعف بوجہ احسن ثابت کر کے اس کے معارض ان ہی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول صحیح اسناد سے لا کر بتلایا ہے۔ شک ہو تو اس میں دیکھ لیں۔

قولہ (یعنی قول قادیانی): اور یہ بات ظاہر ہے کہ موت اور رفع میں ایک ترتیب طبعی واقع ہے۔ ہر ایک مومن کی روح پہلے فوت ہوتی ہے پھر اس کا رفع ہوتا ہے۔ اس ترتیب طبعی پر یہ ترتیب وضعی آیت کی دلالت کر رہی ہے کہ پہلے انّي متو فّيك فرمایا اور پھر اس کے را فعك کہا۔

اقول: یہ مرزا قادیانی کا وہم غلط ہے کیونکہ موت اور رفع ترتیب طبعی ہوتی تو خصوصیت مومن کی نہ رہتی کیونکہ طبعی لوازم میں مومن اور کافر کا فرق نہیں پس اس بنا پر آیت میں جو ترتیب وضعی انہوں نے ثابت کی اس کے ساتھ وہ بھی ڈھے گئی۔

قولہ (یعنی قول قادیانی):

دوسری دلیل مسیح کی وفات پر خود جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے جسکو امام بخاریؒ اپنی کتاب التفسیر میں اسی غرض سے لائے ہیں کہ تا یہ ظاہر کریں کہ لمّا تو فّيتني کے معنی لما امتني ہے، اور نیز اسی غرض سے اس موقع پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے متو فّيك کے مميتك کی بھی روایت لایا ہے تا ظاہر کرے کہ لما تو فّيتني کے وہی معنی ہیں جو انّي متو فّيك کے معنی حضرت ابن عباسؓ نے ظاہر فرمائے ہیں۔ اس مقام پر بخاری کو غور سے دیکھ کر ادنی درجہ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ تو فّيتني کے معنی امتني

ہے یعنی تو نے مجھے مار دیا۔اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کا مزار موجود ہے۔پھر جب کہ آنحضرت ﷺ نے وہی لفظ فلمّاتو فّیتنی کا حدیث بخاری میں اپنے لئے اختیار کیا ہے اور اپنے حق میں ویسا ہی استعمال کیا ہے جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں مستعمل تھا تو اس بات کو سمجھنے میں کچھ کسر رہ گئی کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ وفات پا گئے ایسا ہی حضرت مسیح بھی وفات پا گئے (الحق الصریح فی اثباۃ حیاۃ المسیح)

اقول: اس کا جواب مولوی محمد بشیر صاحبؒ نے اپنی تحریر چہارم میں یوں دیا:

اس مقام پر تو آپ نے بڑا مغالطہ کھایا ہے یا دیا ہے۔بیان اس کا یہ ہے کہ لفظ صحیح بخاری کا یہ ہے فاقول کما قا ل العبد الصّا لح و کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلمّا تو فّیتنی کنت انت الرّ قیب علیهم۔ یہاں کاف تشبیہ ہے جو مغائرت پر دلالت کرتا ہے۔اگر حضرت ﷺ یوں فرماتے فا قو ل ما قا ل العبد الصّا لح ،تو استدلال آپ کا درست ہوتا۔جب حضرت ﷺ نے کاف تشبیہ اس پر داخل کیا تو یہ دلیل مغیرت ہوئی ،معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی تو فی اور حضرت عیسیٰؑ کی تو فّی میں ایک مشابہت تو ہے مگر عین نہیں حضرت عیسیٰؑ کی تو فّی تو بطور اصعاد ہوئی اور حضرت ﷺ کی تو فی بطور موت۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی زبان سے کیسا لفظ نکلوایا کہ جس سے حیات مسیح میں شبہ کرنے والوں کے شبہ کا استحصال کلی ہوگیا الحمد لله علی ذا لك حمداً كثيراً طیباً مبار كاً فيه ۔دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے قول سورہ مائدہ میں یوں حکایت کی ہے

ما قلت لهم ا لا ما امر تنی به ان اعبدوا الله ر بّی و ر بّكم ۔

یہاں حضرت عیسی نے كما امر تنی نہیں کہا۔

پس معلوم ہوا کہ ما امر تنی اور كما امر تنی میں فرق ہے ایسا ہی ما قا ل ا لعبد الصا لح ،اور كما قا ل العبد الصّا لح ، میں فرق ہے۔

و من لم يفرق بينهما فقد ا خطأ خطا فا حشاً۔

پس استدلال آپ کا اوھن من بیت العنکبوت نکلا ۔ الحمد لله علی ذلك (الحق الصریح فی اثباۃ حیاۃ المسیح)

اقول: یہ فقیر کہتا ہے کہ مقصود اس قول سے حضرت ﷺ کا تشبیہ دینا ہے اپنے عدم علم حال سے اپنی امت کے بعد رفاقت اپنے ساتھ، عدم علم عیسی کا حال پس ان کی امت کی بعد مفارقت ان کی کے مقصود اس قول سے یہ کہنا نہیں کہ میں مرگیا ہوں جیسا کہ حضرت عیسی مرگئے یعنی یہاں اپنی موت کی تشبیہ حضرت عیسی کی موت کے ساتھ دینا مقصود نہیں ۔ وجہ تشبیہ اس تشبیہ میں مفارقت اور غیبوبت ہے

اگر چہ سبب اور طور مفارقت وغیبوبت کا جدا رہے تفسیر اس کی یوں ہے

ای فلمّا اخذ تنی و قبضتنی بالاماتة و فارقتنی و غیبتنی عن امتّی کما اخذته و قبضته بالرّفع و الاصعاد الیك و فارقته و غیبته عن امته فاقول کما قال ای عیسی علیه السلام لانی انا و عیسی سواء فی عدم العلم بحال الامة بعد مفارقتهم۔ کیونکہ معنی تو فی اخذ الشیء و قبض الشیء ہے

امام جلال الدین سیوطی نے کتاب شرح الصدور کے باب مقر الارواح میں سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام کے امالیہ سے نقل کیا کہ انہوں نے

اللّه یتوفّی الانفس حین موتها

کی تفسیر میں کہا

ای یأخدوها وافیه من الاجساد ۔

یعنی اللہ تعالی پکڑ لیتا ہے ارواح کو ان کی موت کے وقت پورا پکڑ لینا اجساد سے ان کے۔

اس سے معنی یتوفی کے پکڑ لینا ہوتا ہے تو یہ بات ہماری تفسیر کے موافق ہوئی۔ ہماری بات کی صحت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ یہ اس وقت کہیں گے کہ جب محشر میں آپ کی امت کے کئی مردوں کو پکڑے ہوئے بائیں طرف لے جائیں گے یعنی طرف دوزخ کے لے جائیں گے تب حضرت ﷺ فرمائیں گے یارب یہ میرے چھوٹے اصحاب ہیں ۔ پس کہا جائے گا حضرت ﷺ کو کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا احداث کیا ہے بعد تمہارے ۔ پس کہوں گا میں جیسا کہ بندہ صالح یعنی

حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ اصل عبارت اس حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے

و انه یجاء بر جا ل من امتی فیؤ خذ بھم ذا ت الشمال فاقول یا رب ا صحا بی فیقا ل انك لا تد ری ما ا حد ثوا بعد ك فاقول کما قا ل العبد الصا لح ... الحد یث۔

کیونکہ موت کی تشبیہ سے یہاں کچھ علاقہ نہیں مقصود یہاں اپنا عدم علم بحال امت بعد مفارقت بیان کر دینا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے بیان کیا۔پس جب بات یوں ہے تو پھر یہ حدیث موت حضرت عیسیٰؑ کے لئے دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ سیاق اس کا دوسری بات کے لئے ہوا۔

دیگر اس حدیث سے ان کی یہ بات کیونکر ثابت ہو سکے گی کہ دوسری کئی صحیح حدیثیں جو نزول عیسی پر نص صریح ہیں اس حدیث کے ان کے معنی کے تسلیم کی صورت میں معارض پڑی ہیں کیونکہ وہی حدیثیں حیات حضرت عیسی پر اور بعد نزول ان کی وفات پر نصوص صریحہ ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکی ہیں دیگر اگر اس حدیث سے موت حضرت عیسیٰؑ کی مانی جاوے تو وہی موت مانی جانی ضروری ہے کہ جس کے یہود و نصاری قائل ہیں۔اس کے سوا حضرت عیسیٰؑ کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ سے آج تک دوسرے طور کی موت کا کوئی قائل نہیں اور اس موت کا جس کے یہود و نصاری قائل ہیں نص قرآن وما قتلوہ یقیناً صاف رد کرتا ہے اور ان کو جھٹلاتا ہے

پس اگر مرزا قادیانی یہود و نصاری کے دعوی کو بحال رکھیں اور اس کے قائل رہیں تو بخوشی ہم میں سے خارج ہو کر یہود و نصاری میں داخل رہیں اور اگر قرآن کی بات کو سچ مانیں اسی کو یقین جانیں تو اس موت کی نفی کریں پھر مسلمانوں میں داخل رہیں لیکن اس وقت حیات عیسی کے قائل اور اپنے باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف مائل ہونا ضروری پڑتا ہے۔

اور وہ جو انہوں نے کہا کہ

امام بخاری اس جگہ اس حدیث کو لایا سو اسی غرض سے لایا تا کہ معلوم ہو کہ فلمّا توفّیتنی کے معنی فلمّا امتنی ہیں یعنی موت عیسی کی ثابت کرنا مقصد ہیں،

یہ بات غیر صحیح بلکہ کذب صریح ہے کیونکہ اس سے نتیجہ فائدہ بخش کچھ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کر دیا ہے۔ بلکہ غرض بخاری کی وہی ہے جو ہم نے کہا۔اور سیاق حدیث کا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کما لا یخفی۔اور وہ جوانہوں نے کہا قول حضرت ابن عباسؓ جو متو فیك ممیتك ہے بخاری کا اس جگہ لانا اسی غرض پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو بہت ہی پوچ اور بودی بات ہے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا تحت میں اس آیت اور حدیث کے نہیں تا ان کی بات کو کچھ لگاؤ ہوتا بلکہ وہ قول اس حدیث کے کئی احادیث واقوال کے بعد مذکور ہے اس حدیث سے بالکل بے تعلق ہے

ناظرین بخاری ہر یہ بات پوشیدہ نہیں باوجود اس کے انہوں نے کہا اس مقام پر بخاری کو غور سے دیکھ کر ادنی درجہ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ تو فیتنی کے معنی امتنی ہیں تو مجھے مار دیا۔ بڑی جرأت کی بات ہے کہ جھوٹ میں ایسی دلیری کرتے ہیں کہ ہم کو حیرت میں ڈالتے ہیں

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اور علامہ قسطلانی سے جو انہوں نے نقل کیا اگر سچ ہو، تو بھی توجیہ بے ربط ہونے سے مقبول نہیں ہوسکتی۔

اس کے علاوہ قول حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا ضعف اور اس کے معارف انہیں کا قول صحیح اسناد کے ساتھ ہونا قریب ہم نے بیان کر دیا ہے دیکھ لیں۔ پس استدلال مرزا غلام احمد قادیانی کا موت پر حضرت عیسیٰؑ کے اس حدیث واثر سے بھی ثابت نہ رہا باطل ہوگا۔ الحمد للہ

قولہ (یعنی مرزا قادیانی):

> اب جب کہ اصح الکتب کی حدیث مرفوع متصل ہے جس کے آپ طالب تھے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہے اور قرآن کی قطعیۃ الدلالۃ کی شہادت اس کے ساتھ متفق ہوگئی اور حضرت ابن عباسؓ صحابی نے بھی موت مسیح کا اظہار کر دیا اس دوہرے ثبوت کے بعد اور کس ثبوت کی حاجت ہے میں اس جگہ اور دلائل لکھنا نہیں چاہتا۔ (الحق الصریح فی اثباۃ حیاۃ المسیح)

اقول: ناظرین باتمکین اہل دین پر پوشیدہ نہیں کہ ان کی ان تینوں دلیلوں کا جواب

باصواب بفضلہٖ بھی دے دیا ہے یعنی شروع رسالہ میں تین آیتوں سے قرآن مجید کی اور کئی احادیث صحیحہ سے اور اقوال صحابہ سے جن میں ابن عباس بھی داخل ہیں اور اقوال سلف صالحین اور مفسرین سے عیسیٰ کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانا اور آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوکر اور دجال کو قتل کرنا پھر بعد اس کے آپ کا وفات پانا جو یہ باتیں مرزا قادیانی کے خلاف ہیں ہم نے ثابت کر دی ہیں اس سے بڑھ کر عقل مند ایمان والوں کو تیقن اور تشفی کے واسطے اور کیا چاہیے۔

پس یہاں ہم بھی اس سے زیادہ دلائل لکھنا نہیں چاہتے ہیں

و الله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ماہ شوال ۱۳۱۴ھ

راست بیانی بر شکست قادیانی

(مولانا امام الدین گجراتی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ اپنے دعاوی کی ابتدا مجددیت سے شروع کی اور لوگوں کے سامنے اپنے دعاوی کے دلائل و براہین پیش کئے۔ اس لئے اس بھاری فرض اسلام کے مدعی ہونے پر مرزا قادیانی کو لازم تھا کہ وہی طریق اور طرز عمل اختیار کرتے جو ایک مجدد الوقت کو اختیار کرنے ضروری ہیں۔ یعنی نہایت متانت اور تہذیب سے اسلام کی حقانیت اور فیوض و برکات مخالفین اسلام پر ظاہر فرماتے اور جیسا کہ مذہب اسلام کا دعویٰ ہے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ پیش کرتے وقت ایسا نرم اور دل آویز طریقہ اختیار کرتے کہ اگر مخالفین اسلام دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوکر برکات اسلام سے مستفیض نہ بھی ہوتے تو اس طرز بیان سے حقیت مذہب کا اثر ضرور ان کے دلوں پر ہوتا اور کبھی مخالفت و تضحیک پر آمادہ نہ ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے وعظ و تذکیر کا یہی طریقہ تعلیم کیا ہے اور فرمایا ہے:

ادع الی سبیل ربّك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالّتی ھی احسن (النحل: ۱۲۵)

اور پھر اگر اس مرنجا مرنج روش سے بھی اسلام کی بدولت مخالفین کی طرف سے تکالیف پیش آتیں تو ان پر بھی صبر لازم تھا، چنانچہ و اصبر و ما صبرك الا با للّه (النحل: ۱۲۷) کی سی بے شمار آیتیں اس کے متعلق آ چکی ہیں۔ کیونکہ مجدد وقت کو ہمیشہ ابتداء دعوی میں نہ صرف مخالفین مذہب بلکہ اپنے ہم مذہبوں سے بھی طرح طرح کی تکالیف دی جاتی ہیں۔ توہین کی جاتی ہے۔ مگر جو شخص اس اہم فرض کو لے کر کھڑا ہو جاتا ہے وہ کبھی ان پریشانیوں سے نہیں گھبراتا اور ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لے کر اپنے دعوی اور فرض پر ثابت قدم رہتا ہے۔

مگر افسوس سے ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بے ڈھب سا طریقہ اختیار کیا، اور مخالفین کو ایسے درشت الفاظ سے مخاطب کیا کہ جس سے انہوں نے اشتعال اور غضب میں آ کر مقدس مذہب اسلام پر حملے شروع کئے اور دشمن اسلام ہو کر توہین پر آمادہ ہو گئے۔ ہمارے معصوم نبیوں کی شان میں ناپاک و دل آزار کلمات کہے۔

کچھ عرصہ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود (اس سے تو ہم کو کچھ بحث نہیں ہے کہ ان کا دعوی کہاں تک صحیح ہے مگر نہایت افسوس وحسرت کا مقام ہے کہ اس وقت انہوں نے) عام طور پر مسلمانوں کے سامنے اپنے دعاوی مسیح موعود پیش کرتے وقت ان لوگوں کو جو ان کی پیروی نہیں کرتے تھے سخت نا ملائم الفاظ سے مخاطب کیا۔ بلکہ یہ کہ ڈنڈا سے اپنے دعوی کی تصدیق کرانی چاہی کہ جو لوگ میری پیروی نہیں کریں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے، ان کی گردنیں کاٹی جائیں گی، ان پر ذلت کی ماریں ہوں گی۔ غرضیکہ اسی قسم کے لعن طعن سے مخاطب کر کے عام مسلمانوں کو ناراض کیا۔

پھر اس پر بھی صبر نہ کیا اور علماء اسلام کو جو محافظ دین و وارث انبیاء علیھم السلام، بلکہ ستون مذہب ہیں، اسی روش پر مخاطب کر کے ان کی توہین شروع کی، اور نہایت عامیانہ و ناسزا کلمات سے ان کو یاد کیا۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہے، جب کہ اسلام مشرکین اور کفار کے حق میں

بھی ایسے کلمات کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ چہ جائیکہ اس گروہ کے حق میں جواز روئے مذہب واجب العزت وتعظیم ہے، ایسے کلمات کہے جائیں، اور ایسے بزرگ کی زبان مبارک سے نکلیں جس کو مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کا فخر اور مجدد الوقت ہونے کا دعوی ہے۔ یہ طریقہ نہ صرف اخلاق سے بعید بلکہ اصول اسلام کے برخلاف ہے، اور ہرگز ہرگز ایسے عظیم الشان بزرگ (جیسے کہ مرزا قادیانی ہیں) کی شان کے شایان نہیں تھا۔

ان سب سے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو غضب ڈھایا، اور جس سے کافۃ المسلمین کو سخت صدمہ پہنچا، اور ان کے دلوں پر ہولناک چوٹ لگی، وہ یہ ہے کہ حضرات صوفیاء کرام اہل اسلام جو نہایت ہی بے آزار دنیا اور اس کے دھندوں سے آزاد اپنے دشمنوں پر بھی رحم کرنے والے ہوا کرتے ہیں، بلکہ وہ کسی کو اپنا دشمن اور مخالف گردانتے ہی نہیں اور جن کا یہ مقولہ ہوا کرتا ہے

از خدا دان خلاف دشمن و دوست
دل ہر دو در تصرف اوست

کے حق میں تو نہایت ظالمانہ کاروائی کی۔ ان کو کوسنا شروع کیا اور ایسے ایسے ناپاک کلمات سے ان کو مخاطب کیا کہ فی الواقع وہ وقت آ گیا جب کہ خداوند تعالی کا حکم غضب سے بدل جاوے۔ اور اس بے آزار گروہ کی دل آزاری، رسوائی اور ذلت کا باعث ہو جاوے۔ کیا ہی سچ کہا ہے لسان صدق مولانا روم نے:

تا دلے مردے نمی آید بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
حلم حق با تو مواسا با کند
چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اس کتاب میں جو ڈپٹی عبداللہ آتھم والی پیشین گوئی کے غلط ہونے پر لکھی تھی اور جس کا نام مرزا قادیانی نے، انجام آتھم، رکھا تھا، اس میں ہر ایک مولوی، سجادہ نشین، بزرگ کو ہر درجہ کی مغلظ سبّ وشتم سے یاد کیا۔ اور تو اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بھی جو ایک کامل اور ولی اللہ اکمل ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ سے بچ نہ سکے۔

مگر پیر مہر علی شاہ صاحب کو جس طرح پر کہ خدا تعالی نے اپنے برگزیدگان میں رکھ کر علوم باطنیہ اور رموز حقہ سے نہال کیا ہے، ایسا ہی اس واہب العطایا نے ظاہری علوم شریعت غرا نبوی ﷺ سے بھی ان کو اپنے علم وفضل سے مالا مال کیا ہے جیسے کہ فی زمانا وہ تاج العرفاء ہیں، ویسے ہی افضل العلماء ہیں۔

القصہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ایسی حرکات مذمومہ دیکھ کر نہ رہا گیا، اور انہوں نے قصد مصمم کر لیا کہ اس سحر قادیانی کو جو اکثر مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہو رہا ہے، توڑنا ہی مناسب ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات کی تردید میں ایک زبردست کتاب لکھ کر شائع کی جو مسلمانوں میں مقبول عام ہوئی۔ جس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب سے مباحثہ کرنے کا اشتہار دیا اور کئی ایک شرائط مباحثہ قرار دیں۔ جس کے جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب نے جملہ شرائط پیش کردہ مرزا غلام احمد قادیانی کو منظور کر کے مطبوعہ اعلان دیا کہ آپ دار السلطنت لاہور میں تشریف لاویں اور بالمقابل احقاق حق اور ابطال باطل کا تحریر و تقریر و تفسیر سے فیصلہ کر لیں۔

حضرت پیر مہر علی صاحب مقررہ تاریخ و وقت پر لاہور تشریف لے گئے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے ہرگز ہرگز موضع قادیان اپنے گاؤں سے قدم باہر نہیں نکالا۔

ناچار ایک ہفتہ کے قریب انتظار کے بعد پیر مہر علی صاحب واپس (گولڑہ ضلع راولپنڈی) تشریف لائے اور کافۃ المسلمین کو اس للہی خدمت سے ہمیشہ کے لئے اپنا ممنون احسان اور مرہون منت فرما گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے شاید صرف چکمہ دیا تھا مگر پیر مہر علی شاہ صاحب نے اس طلسم کو توڑ دیا۔ پیر صاحب کی (گولڑہ) واپسی کے بعد مرزا قادیانی کے بعض مریدوں نے اس شکست سے برافروختہ ہو کر ان کے برخلاف ناشائستہ. گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہارات شائع کئے۔ بلکہ ایک مرید خاص نے بڑی بددلی و ناانصافی سے پیر مہر علی صاحب کی ذات مبارک پر نازیبا حملے کئے اور اپنی بدزبانی کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔

گو پیر مہر علی صاحب شاہ گولڑوی نے ان ہرزہ سرائیوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ

کی کیونکہ ان کی ذات ان کمینہ حملوں سے مبرہ تھی، مگر عام مسلمانوں کے دل اس بد زبانی سے جل گئے کیونکہ پیر صاحب کو جو بزرگی وشان اللہ تعالی نے عطا کی ہے اور جو عزت وتو قیران کی عام مسلمانوں کے دلوں میں ہے، وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کونصیب نہیں ہوسکتی۔ پیر صاحب نہ صرف سید القوم وآل رسول ہیں، بلکہ عارف باللہ وفخر العلماء ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ وہ ہماری قوم کے روحانی طبیب ہیں، جن کے فیوض وبرکات سے ہزار ہا مسلمان مستفیض ہورہے ہیں۔ پھر باوجود اس کشف وکرامات کے انہوں نے کبھی خدائی کونسل کی ممبری کا دعوی کیا، نہ کسی کلمہ گو کے حق میں ناشائستہ الفاظ لکھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید مذکور نے اس سلسلہ میں مرحوم ومغفور سر سید احمد خان کو بھی کوسا جس پر ہمارے مخدوم مولوی امام الدین صاحب (گجراتی) نے اس بیہودہ گوئی کے جواب میں قلم اٹھایا۔

یہ خط وکتابت جو مولوی امام الدین اور مریدان مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان ہوئی اتفاقیہ طور پر اس کا سلسلہ ہمارے اخبار میں شروع ہوگیا اور ہم نے فریقین کی تحریروں کو (اخبار) چودھویں صدی میں جگہ دی۔ لیکن یہ سلسلہ غیر متناہی مجبوراً روکنا پڑا تاکہ اخبار کو مذہبی دنگل نہ بنایا جائے۔

اس پر طرہ یہ ہوا کہ ناظرین اخبار (چودھویں صدی) کو اس ساری خط وکتابت سے عموماً اور مولوی امام الدین صاحب (گجراتی) کے آخری جواب سے خصوصاً کچھ ایسی دلچسپی ہوئی کہ بہت سے خطوط دوستوں اور بزرگوں کی طرف سے ہمارے پاس موصول ہوئے کہ اول تو آپ اس سلسلہ خط وکتابت کو جاری رکھیں، ورنہ جس قدر مضامین نکل چکے ہیں ان کو اخبار سے نکال کر الگ چھاپ دیں چنانچہ مجبوراً ہم کو ان بزرگوں کے ارشاد کی تعمیل کرنی پڑی۔

فریقین کی تحریروں پر ہم نے اپنی طرف سے کوئی ریمارک یا فٹ نوٹ نہیں دیا۔ ہمارے خیال میں مولوی عبد الکریم قادیانی اگر آنر ایبل ڈاکٹر سر سید احمد خان کی شان میں ایسے برے الفاظ نہ لکھتے، اور سبّ وشتم سے یاد نہ کرتے تو مولوی امام الدین گجراتی کو اس قدر طول طویل جواب لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

مولوی امام الدین صاحب گجراتی پر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ پیر مہر علی شاہ کے معتقد اور مرید نہیں، یہ بات ٹھیک نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہمارا علم و یقین ہے مولوی صاحب کا کسی فریق سے تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مضمون میں خود انہوں نے لکھا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کی تحریر کو غالب ہونے کا درجہ حاصل ہے حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں کی تحریر میں ان کے حسن اعتقاد پر لکھی گئی ہیں اور مولوی صاحب نے لاہور کے واقعات کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور کانوں سے سنا اور ان پر انصاف کا خون ہوتے دیکھ کر قلم اٹھائی۔ کیونکہ ابتداء زمانہ بحث سے لے کر آج تک جیسا کہ صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کا قاعدہ ہے، حضرت پیر مہر علی صاحب ممدوح کی زبان سے کوئی لفظ صریحاً تو کیا، اشارۃً و کنایتاً بھی بجق مرزا قادیانی نہیں نکلا۔ جو بناوٹی کاروائیاں اور گالیاں وغیرہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدوں کی زبانوں اور قلموں سے نکلیں وہ ان کے مشن پر ایک سخت بدنما دھبہ ہے۔ اور یہ واقعہ جس کو ایک عظیم الشان پیشین گوئی کا پورا ہونا کہا جاتا ہے مرزائیوں کے حق میں ایسی بھاری شکست ہے کہ قیامت تک ان کے دامن سے نہیں مٹ سکتی۔ اب ہم اس خط و کتابت کو شروع کرتے ہیں اور فیصلہ ناظرین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں۔

مرزا قادیانی و پیر مہر علی شاہ

(۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء اخبار چودھویں صدی)

بہت شور پہلو میں سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

ان دنوں مندرجہ بالا عنوان دونوں بزرگوں کی بابت بہت سے اشتہارات قسما قسم کے نکلتے ہیں اور نامہ نگاران اہل الرائے نے ملکی اخبارات میں بہت کچھ اس بارہ میں رقم کیا ہے۔ ہم نے بھی چپکے سے سب کچھ دیکھا اور سنا۔ دونوں مذکورہ بالا بزرگوں میں سے نہ ہم کسی کے مرید ہیں، نہ کسی کے طرف دار کہ ہم اس بارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے۔ اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک

راست ہیں بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی مالی حالت جو سنی جاتی ہے، اور جس افلاس میں وہ جکڑے جا رہے تھے، وہ اکثر احباب اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اس حالت میں جو پولیٹکل چال اپنی بہتری و بہبودی کی سوچی تھی، اور جس قسم کی پٹریاں جمائی تھیں، اہل دل بزرگان اہل اسلام تو اسی زمانہ میں رائے لگا چکے تھے:

اب تو فتنہ ہے کسی دن کو قیامت ہوگا۔

اور خدا بہشت بریں نصیب کرے مولانا مولوی غلام دستگیر قصوری کو جنہوں نے مرزا قادیانی کی ابتدائی تصانیف دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) پیغمبری کا دعوی کرے گا۔ مگر افسوس ہے کہ عوام نے جن کی ذات میں بھیڑ کی چال پائی جاتی ہے عموماً اور مسلمانان اہل حدیث نے جن میں اکثر بھولے بھالے ہوتے ہیں، خصوصاً اس رائے مرحوم و مغفور مولوی صاحب پر توجہ نہ کی۔ اور اگر کی تو بہت کم۔ بلکہ اس جماعت کا شائد ہی کوئی ممبر باقی رہ گیا ہو، جو ایک بار، یا دو بار، مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیان میں جا کر دیکھ نہ آیا ہو۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فریب میں آ کر جو غضب ڈھایا یعنی چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھے جو نہایت ہی طول طویل تھے، اور جن میں انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص ولی اللہ ہے، غوث ہے، قطب ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑ رہے تھے، عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔ اور ان خوش آمدی اور فرمائشی آرٹیکلوں نے ان کو اس طرح کا جوش دلایا کہ وہ اپنی اضغاث احلام کا نام الہام رکھنے لگے، اور آخر الامر اس امر کا دعوی کیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور میری سب پیش گوئیاں راست اور درست پڑتی ہیں اور پڑیں گی۔

انہیں ایام میں چند ایک پر دار مچھلیاں اور سونے کے انڈے دینے والی مرغیاں بھی ان کے دام میں آ چکی تھیں۔ اب اہل الرائے جان سکتے ہیں کہ زردار اور پردار کے سامنے بے زر اور بے پر کی کیا حقیقت ہے۔ بس بے چارے مولوی محمد حسین کی ان کے سامنے کب دال گل سکتی تھی۔

بے چارے مولوی محمد حسین صاحب نے، جس کی یہ حالت تھی کہ خود کردہ

راچہ علاج ، ایسے فرعونی دعوی کو دیکھ کر بامر مجبوری و ناچاری مرزا غلام احمد قادیانی کے عقاید باطلہ کی ایک فہرست مرزا قادیانی کی تصانیف سے نکال کر تیار کی اور علماء وقت اہل اسلام سے اس پر فتاوے طلب کئے ۔جنہوں نے صاف صاف اور بے رو رعایت لکھ دیا کہ اس طرح کے دعاوی کرنے والا اور عقائد باطلہ رکھنے والا شخص جیسے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، مسلمانوں میں سے نہیں ہے بلکہ ایک اسلامی دنیا کو ضلالت اور کفر میں ڈالنے والا ہے۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی مذکور نے لوگوں کو اپنی طرف سے بے زار ہوتے اور جماعت حمقاء کو ساتھ چھوڑتے دیکھ کر جا بجا اشتہارات دینے شروع کئے کہ جس جا جی چاہے مباحثہ کر لے ۔مگر تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی پہلے تو لوگوں کو بڑے زور شور سے مباحثہ اور مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں، مگر جب ان کے حریف مقابل اور مبارز کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان میں مقابلہ کے لئے آتے ہیں ،تو مرزا غلام احمد قادیانی کے اوسان خطا ہو جایا کرتے ہیں۔اور مثل موش (چوہا) اپنے گھر کی بل میں جگہ لیتے ہیں ۔سو آج تک اللہ تعالی نے ان کو کامیاب نہیں کیا اور زک پر زک ان کے نصیب ہوتی ہے۔اور پیش گوئیوں کی جو گت بنی کہ سب کی سب غلط بود ۔اس کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ۔مگر مولوی محمد حسین بٹالوی والی پیش گوئی اور گورداسپور کے مقدمہ نے تو سب الہامات ضبط کر دیئے اور بقول شخصے ان کی نبوت ہی قرق ہوگئی ۔

اس پر بھی واہ رے حوصلہ مرزا قادیانی کا ،اس شرم وحیا کے عالم میں ان کے استقلال مزاج میں ایک ذرہ بھر فرق نہ آیا۔اور اس مقدمہ کے بعد اگر چہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی بھی نہ پوچھتا تھا کہ آپ کے منہ میں کتنے دانت ہیں، اور دوکانداری کی بھی سخت کساد بازاری ہوگئی تھی مگر آپ نے ہمت نہ ہاری کہ اس نازک حالت میں بھی ان کو خیال تھا کہ کوئی ایسی تدبیر سوچی جاوے جس سے میری پاک جماعت کے دلوں میں فرق نہ آوے اور ہینگ پھٹکڑی بھی نہ لگے ،اور کیا عجب ہے کہ کوئی موٹی مچھلی بھی کانٹے میں لگ جاوے ۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۰ء کے وسط میں پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی

اور بڑے زور شور کا اشتہار مشروط چند شرائط نکالا کہ اگر کوئی مسلمانوں میں ہے تو میرے مقابلہ میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھے۔ گو آپ کو یقین کامل تھا کہ مسلمان میری حقیقت کو سمجھ چکے ہیں اور کسی کو کیا پڑی ہے جو خواہ مخواہ میرے ساتھ الجھ پڑے گا۔ اور جب کہ ایسا نہیں ہوگا، تو میری ایک بات رہ جاوے گی کہ قرآن شریف کی تفسیر لکھنے میں میرے ساتھ کسی نے مقابلہ نہیں۔

مگر بقول شخصے، ہر فرعونے راموسی، پیر مہر علی شاہ صاحب جو موضع گولڑہ کے رہنے والے ہیں، اور روحانی برکات اور فیوض اپنے ساتھ رکھنے کے، علاوہ ایک مسلم الثبوت مستند فاضل اجل اور عالم بے بدل ہیں، اور جن کا دل مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات اور سبّ وشتم بحق علماءِ عظام اور صوفیاء ومشائخ کرام سنتے سنتے چور ہو گیا تھا، قصد مصمم کر لیا کہ دروغ گوئے را تا بخانہ باید رسانید۔

پس انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے سب شرائط پیش کردہ کو منظور کر کے صرف اس قدر ایزادی کی کہ تفسیر تو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ضرور لکھیں گے مگر تفسیر لکھنے کے پیشتر کچھ تقریری گفتگو بھی ایک عام جلسہ میں ہونی چاہیے تاکہ دونوں طرفوں کے اصول اور عقائد پبلک پر ظاہر ہو جاویں۔

اگر انصاف کی راہ سے دیکھا جاوے تو جناب پیر مہر علی شاہ صاحب کی یہ ایزادی عین اپنے موقعہ اور محل پر تھی کیونکہ تفسیر لکھنے والے حریف مقابل کے اصول اور اعتقادات سے جس پر علمائے اسلام کے کفر کے فتوے لگ چکے ہوں اور یہ ثابت نہ ہو جاوے کہ اس نے اپنے پہلے کفریات والحاد سے سچی توبہ کر لی ہے اور واقعی یہ شخص مسلمان ہے، اس کے ساتھ کیا اور کیونکر تفسیر القرآن لکھی جاوے۔ اور یہ بات تو نہایت ہی حیرت انگیز ہے کہ ایک شخص کے اصول اور اعتقادات تو مذہب اسلام سے منافی ہوں، بلکہ خود اس کو نبوت کا دعویٰ ہو، اور کل اہل اسلام کو سوا اپنی جماعت کے کافر سمجھتا ہو، اور اپنی ذات کو مسیح موعود جانتا ہو، یعنی مان نہ مان میں تیرا مہمان، اس کو اندھا دھندی سے مسلمان سمجھا جاوے۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی گو کہ اپنے بیت الفکر میں بیٹھ کر اپنی جماعت کو تحریروں اور تقریروں سے خوش کیا کریں، مگر ان میں اس قدر طاقت کہاں تھی کہ ایک

بزرگ برگزیدہ فاضل کے بالمقابل اور پھر جلسہ عام میں تقریر کر سکیں ۔غرض کہ پیر مہر علی صاحب کی طرف سے رجسٹری شدہ خطوط اور اشتہارات بنام مرزا قادیانی و دیگر کا فتہ المسلمین نکلنے شروع ہوئے کہ ہم کو سب شرطیں منظور ہیں ۔...اگست ۱۹۰۰ء کو بمقام لاہور فریقین حاضر ہوں اور ایک معقول عرصہ میں آپس میں فیصلہ کیا جاوے ۔مگر مرزا قادیانی اور ان کی جماعت سے وہی لنگڑے عذرات اور معمولی سبّ وشتم وغیرہ سامنے آتے رہے۔آخر کو مقررہ تاریخ بھی آپہنچی جس میں صدق کا چراغ شوخ اور دروغ کو بے فروغ ہونا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تمناؤں کی بربادی اور رسوائی ایک جہان میں مشتہر ہونی تھی ۔

چنانچہ پیر مہر علی صاحب ،مرزا قادیانی کو اپنے مقابلہ میں بلاتے ہوئے ۲۵ ۔اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور ریلوے سٹیشن پر جلوہ نما ہوئے۔لاہور کے مسلمانوں نے جن کی تعداد کوئی چھ ہزار سے کم نہ تھی ،شاہ صاحب کا ریلوے سٹیشن پر استقبال کیا اور باعزت و اکرام ان کو شہر میں لائے ،اور چھ سات روز تک مرزا قادیانی کی انتظاری کی ۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کے اثنائے قیام لاہور میں ایک بڑا بھاری جلسہ بادشاہی مسجد میں ہوا جس میں بڑے بڑے علماء اسلام دور دراز سے آکر شامل ہوئے مگر مرزا قادیانی کی طرف سے صدائے برنخاست کا معاملہ رہا۔گویا وہ معہ اپنی جماعت کے شہر خموشاں میں جا بسے ہیں ۔

جب کافتہ المسلمین لاہور وغیرہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو ریل پر (واپس) چڑھا آئے اور مرزا قادیانی بمعہ اپنی جماعت کے اس بیہوشی کی حالت اور غشی کی نوبت سے ہوش میں آئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب تو پیر مہر علی صاحب اپنے گھر میں پہنچ گئے ہوں گے ،تو پھر پھکڑ بازی کے اشتہارات لاہور کے در و دیوار پر لگانے لگے کہ پیر صاحب ہار گئے ۔اگر نہیں ہارے تو اب ہمارے مقابلہ میں آویں ۔اتنی تعداد پولیس کی ہو۔اس قدر حکام جلسہ میں شامل ہوں۔وغیرہ وغیرہ

سو یہ ہیں اصل حالات اور سچے واقعات ،اور یہ ہیں اسباب جن سے مرزا غلام احمد قادیانی کی سرد بازاری ہو رہی ہے،اور کئی ایک ان کے مرید بھی اصلی حالات سے واقف ہو کر ان سے بھاگے جاتے ہیں۔یقین کامل ہے جوں جوں مرزا قادیانی

کی پولیٹیکل چالوں سے مریدان باصفا مرزا قادیانی واقف ہوتے جاویں گے، اس کساد بازاری کی زیادہ تر حقیقت کھلتی جاوے گی۔

پیر مہر علی صاحب کے لاہور سے تشریف لے جانے سے ایک ہفتہ بعد چند اہل علم ایک پیر مرد لاہوری ریشم فروش کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور مرزا قادیانی کے خسر، نواب ناصر، بھی وہاں موجود تھے اور مذکورہ بالا کی نسبت ذکر ہو رہا تھا۔ اس پیر مرد مذکور نے کہا کہ میں نے جو نتیجہ نکالا ہے بدو حرف بیان کرتا ہوں یعنی پیر مہر علی شاہ نے یک طرفہ ڈگری اس مباحثہ میں حاصل کی ہے۔ مگر ایک بزرگ نے اس کا یہ جواب دیا کہ مدعا علیھم یا ملزموں نے کیوں فرار اختیار کیا؟ اور کیا فراری ملزموں یا مدعا علیھم کو سزا نہیں دی جاتی؟ اور ان سے ڈگری کا روپیہ وصول نہیں کیا جاتا؟ اور کیا کسی نے فراری ملزموں کی طرف سے اپیل بھی کی ہے کہ یہ لوگ دراصل مفتری اور کاذب نہیں ہیں اور انہوں نے شرم وحیا سے فارغ خطی حاصل کی ہوئی نہیں ہے؟

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شان والا ہی ہے کہ سب کے سب الہامات جھوٹے ہو جاویں۔ ہر ایک مباحثہ میں شکست پر شکست ان کے نصیب ہو، مگر واہ رے حوصلہ جلیل کہ اپنے بزرگ سے سر کو کبھی نیچا نہ کریں۔

آخر کو ہم جناب پیر مہر علی کی خدمت میں اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ نے یہ ایک نہایت بڑا کار ثواب مسلمانوں کی حمایت میں کیا ہے کہ آپ دروغ گو کو اس کے گھر پہنچا آئے:

ایں کار ثواب از تو آید و مرداں چنیں کنند

اور آئندہ بھی جناب اس جماعت کی خدمت کرنے میں دریغ نہ فرماویں گے

راقم: امام الدین از گجرات پنجاب

خدا کیلئے مبصر صاحب ذرا توجہ سے پڑھیں

گذشتہ تحریر کا جواب

اڈیٹر صاحب تسلیم والتکریم۔

مجھے اس امر کا ایک عرصہ سے اعتراف ہے کہ آپ کے اخبار میں مذہبی مباحثات کے اندراج کا ہمیشہ سے احتراز کیا گیا ہے۔ تجربۃً کہتا ہوں کیونکہ جب میں خود ایسے مضامین جن کا تعلق مذہبی مباحثات کے ساتھ تھا آپ کے ہاں تلف کرا چکا ہوں۔ آپ یقیناً مان لیں گے کہ یہ فقرہ شکایتاً معرض تحریر میں نہیں لایا گیا بلکہ آپ کا یہ رول میری بہت سی غلطیوں کی اصلاح کا باعث ہوا جس کا میں اپنے آپ کو زیر بار احسان سمجھتا ہوں۔ فی الواقعہ دائرہ اسلام کے اندر فریقی مناظرات کا کثرت سے رواج پا جانا، اسلام کی ترقی معاش و معاد میں بہت کچھ حارج ہوا ہے۔ لیکن انسان اپنی فطرت میں ایسا کمزور اور بے بس مخلوق کیا گیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی اپنے طبعی جذبات یا مذہبی توہمات کے روکنے میں، جس میں وہ مقید کیا گیا ہے، کامیاب نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص اہل اسلام کو تو مذہبی وہم نے اس حد تک دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیا ہے کہ ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر قومیت یا اپنے مذہبی رشتہ کو خیر باد کہنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔

مزید برآن مقلدانہ قیود نے تو مسلمانوں کا یہ حال کر دیا ہے کہ جب کوئی محقق کسی ایسے اہم اور پیچیدہ مسائل کے حل کی طرف توجہ کرتا ہے، تو ہمیں اپنے باپ دادوں کا مذہب اس کے سوچنے اور غور کرنے میں فوری مانع آجاتا ہے۔ لیکن شہادت کی کثرت اس طرف دیکھی گئی ہے کہ ایک زمانہ گذر جانے کے بعد جس کے اجتہاد کو ملحدانہ نظر سے دیکھ کر اجتناب کیا گیا تھا، وہ لیڈر یا ریفارمر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اب میں آپ کو جنت آشیان سر سید احمد خان کی بے بہا زندگی پیش کرتا ہوں۔ کیا کافۃ المسلمین نے اس کی زندگی کی کچھ قدر کی؟ کبھی نہیں۔ دنیا کے صاحب اسلام تو بجائے خود انڈیا آبادی کے معتد بہ حصہ نے جس میں علماء صلحء بھی شامل تھے مرحوم کو صریحاً کافر دجال اور ضال مضل کہا، حالانکہ دیگر مذاہب کے لیڈر نے انصافاً مجبور ہوکر مرحوم کے مذہبی اجتہاد کو ٹھیٹ اسلام بتایا۔

حاجی محمد اسماعیل صاحب شہید فی سبیل اللہ کا حال کسی اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ آج تک ایک کثیر حصہ مسلمانوں کا اس پاک روح پر لعن طعن کرنے کو عزت اور افتخار کا موجب سمجھتا ہے۔

محدث الوقت سید نذیر حسین صاحب کے حق میں ایک ایسا خطاب اہل تقلید کی طرف سے تجویز کیا گیا ہے جس کے سننے سے ایک غیور اور سلیم الفطرت مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔

اب رہا معاملہ مرزا قادیانی کا، اس کے متعلق اگر کچھ لکھوں گا تو مجبوراً کیونکہ آپ کے واجب التعظیم اور میرے واجب العزت حضرت مبصر صاحب نے گندم نمائی اور جوفروشی کے بازار کو سخت گرم کر کے دکھایا ہے۔ اے میرے واجب العزت اس وقت آپ میرے مخاطب ہیں۔ میں نے آپ کے آرٹیکل کو بہت غور سے دیکھا ہے۔ جیسا کہ اپنے آرٹیکل کے مقدمہ لکھنے کے وقت ہر دو حضرات سے قطع ارادت ظاہر کرتے ہوئے راست راست واقعات پبلک پر ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تھا، اگر واقعی آپ اپنے تسلیم شدہ خیال پر قائم رہتے تو اس عاجز کی طرف سے بھی اتنا طویل مضمون لکھنے کی نوبت نہ آتی۔ اور آپ کا مضمون بھی جو ایک ضروری اور اہم معاملات کی نسبت تحریر کیا گیا تھا، اخباری دنیا میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ لیکن جس قدر ہم نے اس کو پڑھ کر نتیجہ پیدا کیا ہے، تو نرا یک طرفہ ہے اور انصاف کو زہر آلود چھری سے قتل کیا گیا ہے۔

پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی قول یا فعل کو بھی چشم انصاف سے نہیں دیکھا گیا۔ اب میں منصف مزاج ناظرین اخبار کے آگے آپ کا آرٹیکل جس میں بے رو رعایت واقعات لکھنے کا دعوی قائم کیا گیا ہے، معہ اس کے ہیڈنگ کے پیش کرتا ہوں اور بحیثیت ایک اپیلانٹ کے سچا فیصلہ چاہتا ہوں۔

سب سے اول آپ نے ہر دو صاحبان سے قطع ارادت کا اظہار کر کے سچے واقعات کے معرض قلم میں لانے کا مجبوراً منشاء ظاہر فرمایا ہے، حالانکہ آپ کی جملہ تحریر سے بوضاحت معلوم ہو رہا ہے کہ اگر آپ کو پیر مہر علی شاہ کے ساتھ شرف صحبت حاصل نہ بھی ہو تو تسلیم، لیکن آپ کا حسن ظن پیر صاحب کے حق میں حد سے بڑھ جانے کے علاوہ باہمی اصول مذہبی میں سرمو تناقض معلوم نہیں ہوتا۔ آپ کو کوئی حق بھی حاصل نہ تھا کہ آپ دو مسلمانوں کے مذہبی خیالات پر محاکمانہ فیصلہ لکھتے۔ اول تو ممکن بھی نہیں کہ آپ ایک نہ ایک کے ہم خیال نہ ہوں، جیسا کہ آپ کے آرٹیکل کی تحریر سے مترشح

ہو رہا ہے۔ اور دوسرا تعصب بے جا اور ضدیت نے مسلمانوں کے مذہبی خیالات پر بہت کچھ اثر ڈالا ہوا ہے۔ البتہ یہ حق اغیار کو حاصل تھا جن کا کتاب اللہ و کتاب الرسول سے تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ بھی ان ہر دو حضرات کے مشن کے متعلق بے لوث رائے قائم کرنے کی آمادگی ظاہر کریں، تاہم بڑے تامل کے بعد منظور کی جاوے گی۔ بایں وجہ کہ تعصب ہی ایک ایسی خطرناک مرض ہے جس نے رسولوں کو جھٹلایا اور صدیقوں پر لعن طعن کرائے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب دنیا کو روحانی پیشوا کی ضرورت محسوس ہوئی ہو، مبعوث ہونے کے وقت جب کہ اس نے دین الٰہی کی منادی شروع کی، کافۃ الناس نے آمنا کہا۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کا جواب نفی میں دیں گے کیونکہ تواریخی واقعات اس پر بڑے زور کے ساتھ شہادت دے رہے ہیں کہ اولوالعزم نبی کاہن اور جادوگر ٹھہرائے گئے اور ان کی دعوت الٰہی کو سخت تر نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ تو یہ کیا مرض تھی، جس نے حق کو سننے نہ دیا۔ یہی تعصب جس نے چشم بینا کو بے نور کر دیا تھا۔ اب میں آپ کو وضاحتاً سناتا ہوں چونکہ ابتداء سے سلسلہ اضداد قائم ہو چکا ہے، نبوت میں آدم اور شیطان کے قصہ پر نظر ڈالو۔ حضرت نوح ایک زمانہ چلّاتا اور حق کی تلقین کرتا رہا، مگر قوم نے اس کی ایک نہ سنی۔ اگرچہ عذاب الٰہی سے معذب کئے گئے۔ یہاں قیاس باور کرتا ہے کہ تعصب نے اس مشہور قوم کو یہ یقین نہ دلانے دیا کہ یہ عذاب مرسل من اللہ کی دعا کا نتیجہ ہے، بلکہ انہوں نے طوفان کا واقعہ ایک اتفاقیہ واقعہ سمجھا۔..

حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون نے مرتے دم تک موسیٰ کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔ نہ سراً نہ جہراً۔ اسی تعصب اور ہمہ دانی نے اس کو جہنم میں داخل کر دیا۔

یہودیوں کے نزدیک، کتاب مقدس، کے استدلال سے مسیح ابن مریم جھوٹا نبی ہے، جو مصلوب ہوا۔ آسمان سے آنے والے نبی کا انتظار کیا۔ کیا یہ تعصب نہیں۔

عرب کا نبی عیسائیوں کے زعم میں نعوذ باللہ گنہ گار ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹا اتہام تمہارے رسول پر قائم کرتے ہیں۔ نہیں وہ فخریہ کہتے ہیں اور بالکل سچ کہنے

کے مدعی ہیں۔

حضرت! اصل میں یہ بات ہے کہ تقلید اور تعصب کی بے جا قید نے ہماری فطرتوں کو ایسا ناپاک اور نابینا کر دیا ہے کہ ہم کبھی بھی صراط مستقیم کو نہ پائیں گے جب تک اپنے سلیم عقل سے کام نہ لیں۔ مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے سے مسلمان کہلائے۔ سچ یوں ہے کہ اگر ہم جیسی طبیعتیں نبی عربی ﷺ کا زمانہ پاتیں، تو شائد ہی نبوت کا اقرار ہوتا۔

سو یہی بات ہے کہ ربانی قوانین اور اس کے استعارات کی عدم تفہیم سے بہتوں نے دھوکا کھایا اور اب بھی کھا رہے ہیں۔ غرضیکہ دنیا کی عموم طبیعتوں کا اقتضاء حق تعالیٰ نے کسی خاص مصلحت پر جس کو وہ خود اچھا جانتا ہے مختلف تجویز کیا ہے۔

ناراض نہ ہوں، آپ کو بہت مناسب تھا کہ سہم سہم کر لکھتے اور بڑے تفکر کے ساتھ سوچتے تو ضرور نتیجہ پر پہنچ جاتے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر آپ نے بے وقت ناراضگی کا اظہار کیا۔ مولوی صاحب کے اس ریویو کے مقابلہ میں جس کو وہ بڑے انصاف کے ساتھ یا بے احتیاطی سے اپنے اشاعۃ السنہ میں درج کر چکے ہیں، آج کے استفتاء بالکل بے وقعت ہیں اور ناقابل اعتبار ہیں، کیونکہ براہین احمدیہ طبع ہو جانے کے وقت مولوی محمد حسین صاحب کی سچی کانشنس نے اسے مجبور کیا تھا کہ کتاب مذکور کی توصیف وتعریف پر جس کی وہ مستحق تھی زور کے ساتھ ریویو کر دیا جاوے۔

آج اگر مولوی صاحب اپنی رائے کو واپس لینا چاہتے ہیں تو یہ عام مخالفت کا نتیجہ ہے۔

(پھر آپ لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی مفلس ونادار تھا، فریب کیا) بھلا یہ بھی آپ کے آرٹیکل کا موضوع تھا یا یہ فقرہ بے ساختہ قلم سے نکل گیا۔ افلاس کا بار قرب الٰہی کا مانع ہوتا ہے۔ کیا آپ کوئی ایسی تمثیل پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ اخلاقاً ایسی طرز کا جملہ سخت معیوب ہے، آپ جیسے انسان کو شایان نہ تھا۔ اگر مالی حالت کی کمی یا مفلسی ہی ولایت یا نبوت کی منافی ہے، تو انبیاء کا حال بالخصوص حضرت فخر الانبیاء ﷺ کا فقر دنیا سے پوشیدہ نہیں۔

پیر صاحب کی مالی طاقت کا حال تو مجھے مطلقاً معلوم نہیں، نہ ان کی ذات والا صفات سے میرا تعارف ہے۔ لیکن حضرت خواجہ مولوی شمس الدین علیہ الرحمۃ کو، جن کی وساطت سے پیر صاحب روحانی عزت سے باز یاب ہوئے، میں نے تو یہ خود دیکھا ہوا تھا کہ مولوی صاحب موصوف کی مالی حالت بالکل کمزور تھی۔ حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسوی کا ملفوظ ملاحظہ ہو۔ درویشوں کا خرچہ بڑی تنگی سے چلا کرتا تھا آج کل سونا اور قیمتی پتھر وہاں نظر آتے ہیں اور روپیہ دریا کی طرح موج مارتا ہے۔

بڑے متمولوں کا (مرزا قادیانی کے) دام فریب میں آجانا، شائد آپ اسے زریں مرغیوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، یہ سراسر حسد اور کینہ ہے۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ بڑے بڑے اغنیاء جسے اللہ تعالی اپنے رحم سے ہدایت کرتا ہے، صراط مستقیم میں داخل ہوئے ہیں۔ حضرت فخر الموجودات ﷺ کی فقر و فاقہ کشی اہل علم سے مخفی نہیں۔ ا صحابی جو فوراً نور ہدایت سے بہرہ ور ہوئے بڑے مالدار تھے۔

اب رہا یہ کہ پیر مہر علی صاحب کی طرف سے جس قدر شرائط میں ترمیم کی گئی ہے وہ عین موقعہ اور محل پر تھی، اور قادیانی کا یہ عذر کہ کثرت اجتماع میں فساد کا ہو جانا ممکن ہے، کچھ تھوڑا بہت انتظام امن قائم رکھنے کے واسطے ضروری ہونا چاہیے، تو صرف اتنا کہنے سے بزعم حضرت مبصر صاحب وہ تمام بازی ہار گئے۔

خیر ہمارا اس میں کیا، ہار گئے یا جیت گئے جس کا فیصلہ ناظرین اخبار پر ہوگا۔ صرف اتنا لکھنے کے بغیر میں رک نہیں سکتا اور زیادہ لکھنے کو اخلاقی جرم کا ارتکاب سمجھتا ہوں جو لکھتا ہوں اور اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں وہ کیا یہ کہ: انا الحق، کہنے والوں نے قرب الہی کے اعلی مدارج کو پا لیا اور انا المسیح، یا مما ثلت کے مدعی نے دجالی اعزاز حاصل کیا۔

اے تعصب تیرا ستیاناس جائے۔ تو نے ہماری طبیعتوں کو پریشان اور دلوں کو نور ایمان سے خالی کر دیا ہے۔ و السلام علی من اتبع الهدی۔
میں ہوں آپ کا تابعدار عاصی احمد یار عاجگر قادیانی۔ از لیہ

عاجگر صاحب کا شکریہ

بندہ نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں دوستوں کی مجبوری پر اپنے چند خیالات راست راست اور بے کم وکاست بہ عنوان مرزا قادیانی اور پیر مہر علی شاہ، ظاہر کئے تھے جس پر مندرجہ عنوان بزرگ کسی قدر آشفتہ اور کشیدہ خاطر ہو گئے ہیں اور براہ غائبانہ شفقت ہم کو چند نصائح فرماتے ہیں۔

ہم سب سے اول اپنے اس غائبانہ دوست اور ناصح شفیق کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں، گو کہ ہم ان کی قیمتی اور ارجمند نصائح کی تعمیل سے بوجوہات چند در چند قاصر ہیں۔

ا۔ آپ ہدایت فرماتے ہیں۔ دو آدمیوں (مرزا قادیانی و پیر مہر علی) پر رائے دینے کا آپ کا حق نہ تھا۔ الخ

پس جواباً عرض ہے کہ میری اس قدر حسن عقیدت مذکورہ دونوں بزرگوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں ہے کہ اگر ایک کو غوث یا قطب وقت قرار دوں، تو دوسرے کو نبی یا رسول تسلیم کر کے ہر وقت ان کے سامنے مراقبہ میں پڑا رہوں۔ بلکہ اگر ایک (یعنی پیر مہر علی) کو جید عالم، قاضی زمانہ، عارف باللہ اور نیک بخت مسلمان مانتا ہوں، تو دوسرے (مرزا قادیانی) کو ایک منشی، پنجابی اردو نویس جانتا ہوں۔ اور دنیا کا یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جب دو پہلوان ایک دوسرے کے بالمقابل میدان جنگ میں آنا چاہتے ہیں، تو ان کی فتح وشکست کا فیصلہ پبلک پر ہوتا ہے۔ کوئی نیا رسالہ یا کتاب، عام اس سے کہ دینی ہو یا دنیوی، کوئی نیا خیال، کوئی تازہ ایجاد، اگر کسی چھاپہ خانہ، کسی دل ودماغ وکارخانہ وغیرہ سے نکلتی ہے تو گویا وہ ایک طرح سے اپنے تئیں پبلک کے حوالہ کر دیتی ہے کہ اہل الرائے میرے حسن وقبح پر رائے زنی کریں اور اس کی صحت وسقم پر لکھیں۔

سو جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے تئیں نہ صرف پبلک کے سامنے پیش ہی کیا، بلکہ ہر ایک فرقہ اور جماعت کو، عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا ہندو عیسائی ہوں کہ برہمو سکھ ہوں یا آریہ، نہایت سختی اور شدت سے کوسا۔ اور ہر ایک کو

بلایا کہ میری ادعائی نبوت پر اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم دوزخ کا ایندھن ہو۔ اور اپنے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں ناخنوں تک زور لگایا، تو احباب اہل الرائے نے بذریعہ اخبارات اشتہارات رسالہ جات اور وعظ وتذکیر اس کے دعاوی کے بطلان میں رائے زنیاں کیں، جن کی کوئی حد ونہایت نہیں ہے۔

پھر اگر بندہ (امام الدین گجراتی) نے بھی اس قسم کے بے غرضانہ رائے پبلک کے سامنے الحاد اور ارتداد کے فرزندوں (فرزند کا لفظ میں نے ایڈیٹر الحکم سے سیکھا ہے) کے فریب کی قلعی کھولنے اور راست باز صالح کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے پیش کی، تو معلوم نہیں کہ بعض احباب کو کیوں مرچیں لگی ہیں اور کون سا قبلہ ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ اگر کسی کو اپنی ذات، اپنی تصانیف، اپنی ایجاد کی ہوئی چیز، یا اپنی ادعائی اور جھوٹی پیغمبری کی شاہ زوری دکھلانا منظور نہیں ہے، تو اس کو آپ ہدایت کریں کہ جہاں تک اس سے ممکن ہو پبلک سے اس کو پوشیدہ رکھے۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ عام مسلمان ذرہ ذرہ سے فروعی اختلاف پر قومی یا مذہبی رشتہ کو خیر باد کہتے ہیں۔ الخ۔

یہ واقعی سچ ہے وہ بالکل خطا اور نادانی پر ہیں۔ اور اگر ان کو مفسدین فی الارض کہا جاوے تو عین زیبا ہے۔ مگر بھائی صاحب! کیا مرزا قادیانی کو بھی آپ عام لوگوں میں شمار کرتے ہیں، جس نے پہلے تو اپنے تئیں مجدد کا خطاب دیا، پھر الفاظ، علیہ الصلوۃ والسلام، اپنے پر کہلوانے شروع کئے جو خاص رسولوں کے واسطے مخصو اور محفوظ چلے آئے ہیں۔ پھر مسیح موعود اور مہدی موعود کا دعوی کیا۔ پھر اپنی کتابوں کے سرورقوں پر صاف صاف مرسل یزدانی لکھنے لکھانے لگے، اور بالآخر سب انبیاء کا لب لباب اپنے تئیں مشہور کر دیا، اور لکھ دیا کہ جو شخص میری جماعت سے الگ رہے گا کاٹا جاوے گا، یعنی جہنم کی آگ میں ڈالا جاوے گا۔ اور جس کی شان میں ان کے ایک حواری یا چیلے (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی) کا یہ مقولہ ہے کہ

> جب خادم (مرزا قادیانی) اور مخدوم (حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ) ایک سے حربے اور ہتھیار لے آئے ہیں، تو کیا وجہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ مرزا قادیانی اور رسول کریم ﷺ میں

ما بہ الامتیاز کچھ بھی نہیں ہے۔

کیا اس قسم کے اصول، فروعی اختلافات ہیں؟ آپ کے خیال میں بندہ اگر ان چند سطور کے لکھنے پر کشتنی، سوختنی اور گردن زدنی ہے، تو حالا انصافم برراۓ روشن شما است

آج اٹھیں گے فیصلہ کر کے۔ یا خفا ہو کے یا خفا کر کے

۳۔حضرت عاجگر صاحب فرماتے ہیں:

کوئی محقق کسی اہم اور پیچیدہ مسئلہ کے حل کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے تو لوگ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔الخ

صاحب من! اگر اس قسم کی تحقیقات سے آپ کی مراد زمانہ حال میں سرسید احمد خان مرحوم یا مولانا محمد اسماعیل شہید وغیرھم سے ہے، تو آمنا وصدقنا۔دل ما شاد چشم ما روشن۔انہوں نے ایسی تحقیقاتیں کیں کہ بس قلم کو توڑ دیا۔مگر مرزا قادیانی کو آپ ملہم مانیں یا رسول جانیں، آپ کا اختیار ہے مگر محقق آج تک اس کو نہ کسی نے کہا ہے ،نہ آئندہ کہے گا: کہ ایں شیوہ ختم است بر دیگراں

کیونکہ ان کا واسطہ بقول ان کے براہ راست خدا تعالی کے ساتھ ہے اور بقول کافۃ المسلمین شیطان کے ساتھ۔کیا آپ ان کی تصانیف میں سے کوئی ایسی کتاب دکھا سکتے ہیں جس پر تحقیق کا لفظ صادق آ سکے۔بلکہ سب کی سب بقول سرسید احمد خان مرحوم، نہ دین کے کام کی ہیں، نہ دنیا کے کام کی۔

اور ان میں بزرگان اسلام زمانہ سلف وخلف کی شان میں سبّ وشتم بھری پڑی ہیں۔پھر ان بزرگان کے اسماء گرامی ہیں جن کو آپ نے اپنے مضمون کے پہلے کالم میں گنوایا ہے یعنی سرسید احمد خان مرحوم۔مولانا شہید محمد اسماعیل مرحوم۔مولانا نذیر حسین (محدث دہلوی)۔اگر عوام نے ان کے شان میں برا بھلا بکا، تو اس نادانی پر چنداں افسوس نہیں ہے کیونکہ سطحی خیالات کے لوگوں کا ایسا ہی حال ہوا کرتا ہے۔مگر جب ایک شخص اتنے بڑے دعاوی کرتا ہے جن کو پڑھ کر ایک سلیم العقل انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، صاف صاف الفاظ میں اول الذکر (سرسید احمد خان) کو دہریہ، ملحد، نجاست خوروں کیلئے نجاست تیار کرنے والا وغیرہ الفاظ کہہ اٹھے (دیکھو مرزا قادیانی

کی کتاب آئینہ کمالات کا خط بنام سید احمد خان) اور ثانی الذکر (مولانا محمد اسماعیل شہید) کو معاذ اللہ کور باطن نبی سے بغض رکھنے والا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۶۶۲)
ثالث الذکر (مولانا سید نذیر حسین دہلوی) کو ہامان کا خطاب تجویز کرے (اشتہار مرزا قادیانی قتل لیکھ رام) تو خدارا آپ سچ بتاویں کہ اس کو کیا کہیو گے۔کیا قرآن شریف کی آیت

و لا تسبّوا الّذین ید عو ن من دو ن الله فیسبّوا الله عدواً بغیر علم (الانعام: ۱۰۸)

کی تعمیل یہی ہے۔جس کا اوپر ذکر ہوا۔اس کا انصاف بھی میں اس وقت آپ ہی پر چھوڑتا ہوں۔

۴۔آپ نے مجھ ناچیز پر گندم نما، جو فروشی کا الزام لگایا ہے۔میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔مگر مجھے حیرت ہے کہ ایسے شائستہ الفاظ کس تجربہ اور مشاہدہ نے آپ کی پاک زبان سے نکلوائے کبرت کلمة تخرج من افوا ھھم ان یقو لو ن الا کذ با

حضرات! نہ میں نے کبھی کذب و دروغ گوئی، افتراء پردازی اور مکر و فریب کی دوکان نکالی، اور نہ کسی قسم کا گدّوں اپنے گلے میں ڈال کر دنیا کو دغا بازی سے لوٹنے کی کوشش کی۔نہ بجز انسان گنہ گار ہونے کے کسی قسم کا جھوٹا دعوی کیا۔میں تو اپنے آباء واجداد سے ایک ملازمت پیشہ شخص ہوں۔مجھے ایسی دنیا اور دین سے آدمی کو برباد کرنے والی تجارت سے کیا سروکار؟ یہ سوداگری انہی لوگوں کو مبارک رہے جو اس طرح کے حلال پیشہ سے زر وصول کر کے یاقوتیاں وغیرہ استعمال میں لاتے ہیں اور بادام روغن میں دم کیئے ہوئے پلاؤ چٹ کرتے ہیں۔

کیا یہ دنیا بھر میں دیکھا نہیں جاتا کہ جس قسم کا تجربہ اور مشاہدہ کسی کو ہو، ایمانداری سے راست راست بیان کیا جائے۔کیا کوئی حاکم ہے کہ فریقین کے مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت ایک فریق کو ڈگری بھی دے اور ڈس مس بھی کرے۔بلکہ جو فریق اس کے نزدیک راستی پر ہو، اس کی حمایت کرنا اس کا اصول اور عین فرض ہونا چاہیے۔

۵۔آپ مجھے پیر مہر علی شاہ کا ہم خیال اور ان پر حسن عقیدت رکھنے والا تحریر فرماتے ہیں، لیکن صاف صاف عرض کر چکا ہوں کہ نہ ان کا مرید ہوں، نہ ہم خیال، نہ اپنے عقائد ان کے سامنے پیش کیئے، نہ ان کے سنے۔

ہاں البتہ ان بزرگان دین کے ساتھ جو خدا تعالی کو ایک مانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق، اور قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں، بلا شبہ میری حسن عقیدت ہے۔اور جناب پیر مہر علی صاحب پر بالخصوص اس لئے کہ انہوں نے کسی قسم کا جھوٹا دعوی نبوت وغیرہ نہیں کیا۔وہ مرنجاں مرنج آدمی ہیں۔لوگوں کو نیک ہدایت کی تلقین کرتے ہیں۔جنگی سپاہی تیار نہیں کرتے کہ ان کی صحبت سے علیحدہ ہوتے ہی ہر ایک کے ساتھ برسر پرخاش آویں۔مسلمانوں میں وہ (پیر مہر علی صاحب) مسلمہ بزرگ قوم اور ایک جماعت کے پیشرو ہیں۔ان کی زبان مبارک سے کبھی بزرگان اسلام سلف وخلف کے حق میں سبّ وشتم نہیں سنی گئی جیسے کہ آج کل کے مصنوعی پیغمبروں ان کے صلاح کاروں اور فدائیوں کا شیوہ ہے۔

۶۔آپ نے اپنے لاثانی آرٹیکل کے اکثر فقروں میں حضرت آدم، موسی، نوح علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ کی تکالیف کا ذکر کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اسی سانچا میں ڈھالنا چاہا ہے۔

سو جناب عاجگر صاحب! اگر آپ بھی فی الحقیقت مرزا قادیانی کی نبوت کا لوہا مان چکے ہیں، تو سب حرف سرائی فضول ہے۔ورنہ ایک معمولی شخص کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں شامل کر کے خاسر الدنیا والآخرۃ بننا کون سی عقل مندی کی بات ہے۔کیا ایسا شیوہ اختیار کرنا شرک فی النبوت کے مصداق بننے میں داخل نہیں ہے۔

۷۔حضرت عاجگر صاحب! آپ نے تقلید اور تعصب کی بے جا قید سے آزادی حاصل نہ کرنے اور عقل سلیم سے کام نہ لینے پر کافۃ المسلمین پر افسوس کیا ہے۔

سو جناب عالی! ہمارا بھی اس پر اتفاق ہے بشرطیکہ آپ لم تقولون ما لا تفعلون پر بھی عمل درآمد رکھیں۔واقعی کسی ادعائی شخص کے کہنے سننے پر بلا سوچے سمجھے مذہب اسلام سے فارغ خطی حاصل کرنا کس عقل سلیم کا نتیجہ ہے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد جن کی شان میں ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب۔۴۰)،

کسی دوسرے نبی یا رسول کی آرزو میں غلطاں اور پیچاں رہنا کس بات کا عندیہ ہے۔

انبیاء علیھم السلا م کے سوا دینی امورات میں کس کوحق ہے جو یہ کہے کہ جو میں کہتا ہوں (دین کے بارہ میں) وہ کرو اور ایسا کرنا تقلید کے دام سے نکلنا ہے، یا الٹے اس کی آہنی زنجیروں میں جکڑا جانا۔

من نگویم کہ ایں مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

۸۔آپ کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ جس وقت کتاب براہین احمد یہ لکھی جا رہی تھی اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی کانشنس کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کی حمایت میں لکھا اور اس کے بعد کی تحریریں ان کے قلم سے نکلی ہوئی ضد وحسد پر مبنی ہیں

حضرت عاجگر صاحب! مجھے آخر یہی کہنا پڑا

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہء دلبرا خطا ایں جا ست

کیا آپ نے حضرت سعدی کا یہ قطعہ نہیں پڑھا

تو آن شناخت بیک روز از شمائل مرو
کہ تا کجاش رسیدہ پائگاہے علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش وغرہ مشو
کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

کے رائے لگانے میں جلدی کرنے والا خطا میں نہیں پھنستا۔کیا آپ نے نہیں سنا

Judge nothing before the time

اوائل میں ایک شخص کا کسی کی ظاہری شکل وشباہت دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جانا، نا تجربہ کاری کی دلیل ہوتا ہے۔مگر اصلی اور حتمی رائے وہی ہوتی ہے جو بمرور عرصہ دراز اور تجارب ومشاہدات بیشمار کے ساتھ ہو۔کس کو اس بات کا علم تھا کہ جو پٹڑ یاں براہین احمد یہ میں جمائی گئی تھیں ان کے آج کل اپنی نبوت کے ثبوت میں حوالے دیئے جائیں گے۔بقول شخصے:وہی چور اور وہی چور کا گھر

جناب مرزا قادیانی مسیح موعود بن کر ایک اسلامی دنیا کو جہنمی بتائیں گے

۹۔آخیر پر عاجگر صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انا الحق کہنے والوں نے قرب الٰہی

کے مدارج کو پالیا، اور انا المسیح نے دجالی اعزاز حاصل کیا۔

اس کا صرف اسی قدر جواب ہے کہ عقل سلیم سے دونوں شقیں بعید ہیں۔ ہم نہ جماعت اول کے حامی کار ہیں نہ دوسرے کے مددگار۔

امید ہے کہ اگر ہم سے کسی قسم کی گستاخی اس تحریر میں ہوگئی ہو تو ہمارے رفیق غائبانہ جناب عاجگر صاحب معاف فرماویں گے۔

امام الدین گجراتی

مرزا غلام احمد قادیانی اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی

ڈیئر اڈیٹر صاحب چودھویں صدی۔ سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے اخبار مورخہ ۱۵۔ اکتوبر میں کی مبصر واجب التعظیم بزرگ کی مراسلت مندرجہ عنوان درج ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مذہبی مباحثات کے درج اخبار کرنے کے احتراز کو کچھ عرصہ کے لئے توڑ ڈالا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اس مراسلت کا مفصلہ ذیل معقول جواب درج اخبار کر کے نیاز مند کو مشکور فرمائیں گے۔

اگرچہ مضمون کی ابتداء میں مبصر صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم کسی کے طرف دار نہیں ہیں، اپنی رائے راست راست پیش کرتے ہیں لیکن بہتانوں اور بے جا الزاموں کی بھرمار غصہ اور اشتعال سے بھرے ہوئے الفاظ کی بوچھاڑ جو ان کے مضمون میں پائی جاتی ہے ان کے ابتدائی بیان کی تکذیب اور اس مخالفانہ جوش اور بخارات عناد کی تصدیق کے لئے کافی ہے جن کا انبار مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔

ان کا اس بات پر فخر کرنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر علماء نے فتوے لگا دیئے ہیں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ رسائل، مدار الحق اور جامع الشواہد اور مختلف دیگر کتب پڑھنے والوں سے یہ مخفی نہیں ہے کہ اہل حدیث اور مقلدوں میں سے ہر ایک نے، ایک دوسرے کے خلاف الحاد، زندقہ، کفریات اور لامذہبی ثابت کرنے کے لئے علماء

حرمین الشریفین وغیرہ تک کی مہریں کس کس شد و مد سے ثبت کرا کے ایک دوسرے کو قطعی جہنمی اور کافر بنا کر باہمی مخالطت اور مجالست کرنے ،اور مساجد میں آنے دینے سے ممانعت پر زور دیا ہے۔

اگر کسی کے کفر والحاد کا مدار ان مواہیر اوران علماء کی رائے پر ہی موقوف ہے ،تو یہ فرقے تو پہلے ہی کافر ہو چکے ہیں۔ان کا کسی کے کفر پر مہر کرنا کیا حیثیت اور حقیقت رکھتا ہے۔

اب رہا پیر مہر علی صاحب کا معاملہ،سو اس معاملہ میں خلاف واقعہ باتوں کو لکھ کر مضمون نگار صاحب نے ایمان داری اور دیانت داری کا خون کیا ہے۔ پیر صاحب کو یہ لکھا گیا تھا:

> آپ کی تحریرات سے جو تفرقہ پیدا ہوا ہے اس کے دور کرنے کے لئے ہم دونوں جلسہ عام میں کسی قرآن کی سورۃ کی تفسیر لکھیں اور پھر تین کس مولوی صاحبان یعنی مولوی محمد حسین اور دو اور قسم کھا کر ان دونوں میں سے ایک کو ترجیح دے دیں۔ پس اگر پیر صاحب کی تفسیر کو ترجیح دی گئی تو ان کا غلبہ اور اپنا کاذب ہونا مان کر توبہ کر لی جائے گی اور اس طرح سے وہ شور جو پیر صاحب کی تحریرات سے پیدا ہوا ہے دور ہو جاوے گا۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ اس طرح سے کس آسانی سے فیصلہ ہوسکتا تھا اور پیر مہر علی صاحب کے لئے کس قدر مفید تھا۔کیونکہ قسم کھانے والا جس کے فیصلہ پر حصر رکھا گیا تھا وہ مولوی محمد حسین صاحب اوران کے رفیق ہی تھے۔

لیکن چونکہ پیر مہر علی صاحب کے دل میں چور تھا اوران کی ہمہ دانی کی بنیاد صرف لفاظیوں کی زبانی جمع خرچ تک ہی محدود تھی، اور وہ بالمقابل تفسیر لکھنے کا مادہ نہ رکھتے تھے، انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کے جواب میں مباحثہ کی درخواست کی۔جس میں یہ چال آمیز شرط تھی کہ اس مباحثہ کے حکم وہی محمد حسین ہوں۔ یعنی اگر وہ کہہ دیں کہ پیر مہر علی صاحب غالب رہے ہے،تو اسی وقت لازم ہوگا مرزا غلام احمد قادیانی توبہ کر کے پیر مہر علی صاحب کی بیعت میں داخل ہو جاویں۔ پھر بالمقابل تفسیر بھی لکھیں۔

اب ظاہر ہے کہ اس طرح کے جواب میں کیسی چال بازی سے کام لیا ہے۔

کہا تو یہ جاتا ہے کہ شرائط منظور کرلیں، مگر تفسیر لکھنے کے امر کو ایک مکر سے ٹال کر مباحثہ پر حصر رکھا ہے، اور ساتھ ہی بیعت اور توبہ کی شرط جڑ دی ہے۔

افسوس ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی اس چال بازی پر پردہ ڈال کر ارادتاً پوشیدہ کیا جاتا ہے جب کہ مباحثہ میں مغلوب ہونے کی حالت میں جو صرف محمد حسین صاحب بٹالوی کے کہنے سے سمجھی جائے گی، مرزا قادیانی کو بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد ان کا کوئی عذر سنا نہ جائے گا، تو پھر تفسیر لکھنے کے لئے کون سا موقعہ باقی رکھا گیا ہے، اور کس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ شرائط منظور کرلیں۔

گویا اس معاملہ میں پیر مہر علی صاحب خود ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے ہیں کیونکہ جب کہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقاید متنازعہ فیہ بالکل پیر مہر علی صاحب کے مطابق ہیں اور دونوں ایک ہی سانچے کے ڈھلے ہوئے ہیں، تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور پیر صاحب مہر علی گویا ایک ہی شخص ہیں۔ دو نہیں تو پھر فیصلہ ہی کیا ہوا۔

انہیں فریبوں سے علیحدگی حاصل کرنے کے لئے تفسیر لکھنے کا طریقہ پیش کیا گیا تھا جو چالبازی سے ٹال دیا گیا ہے۔ جس پر مبصر صاحب کھڑ پنچ بن کر منصفانہ رائے دیتے ہیں کہ پیر مہر علی صاحب کا ایسا کرنا عین موقعہ اور محل پر تھا۔ کیا یہی انصاف ہے اور یہی اس کا موقع اور محل ہے۔

بقول میاں مبصر صاحب جو شخص مثل موش (چوہا) اپنے گھر میں جگہ لیتا ہے اس کی طرف سے پیر صاحب کے دل پر ایسا دھڑ کا کیوں شروع ہوگیا ہے کہ ایک دم کے لئے نہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ اور اس چڑیا کی طرح سے جو باز کے ڈر سے چوہے کے سوراخ میں گھس جاتی ہے کیوں دل پر ہیبت طاری ہوگئی ہے کہ ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اور حیلے بہانے تراشتے ہیں۔ وہ خوب طرح سے سمجھتے ہیں کہ جس وقت میں تفسیر لکھنے کے لئے مقابلہ میں آیا، سارے روحانی فیوض و برکات کے بخیئے ادھڑ جائیں گے۔ اور مسلم الثبوت ڈگری اور فاجل اجل اور عالم بے بدل بننا اس طرح اڑ جائے گا جس طرح آگ لگ جانے سے سارا بارود خانہ اڑ جاتا ہے۔ کلام الٰہی کی تفسیر لکھنے اور

مواج دریا کے مقابلہ میں آنے کے لئے کچھ تو تمیز علمی اور بصارت چاہیے۔

میاں مبصر صاحب کو اگر پیر گولڑوی کی ایمان داری اور ان کے بزرگ برگزیدہ فاضل مسلمان ہونے پر یقین ہے، تو اسے چاہیے کہ پیر صاحب کو بے جا عذر و حیلہ تراشی سے باز رکھ کر مقابلہ میں لاؤ۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اور جیسا کہ ہماری لاہوری جماعت کا وعدہ ہے کہ اگر پیر گولڑوی غالب آ گئے ہم ایک ہزار روپئہ انہیں دیں گے، علاوہ تو بہ وغیرہ کے مبلغ سو روپئہ میں بھی اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہوں۔ اور میاں مبصر کو ہدایت کرتا ہوں کہ پیر صاحب گولڑوی کو بپابندی شرائط اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۰ء مقابلہ میں لاویں اور بے جا عذر و حیلہ سازی سے باز رکھیں۔

ہمارے دل گالیاں اور بدزبانیاں سنتے سنتے چھلنی ہو گئے ہیں۔ اس لئے اگر آپ بھی اس صاف اور سیدھی طرز پر میاں مبصر صاحب اپنے موکل کو مقابلہ پر نہ لائے اور اپنی گندہ ذہنی سے بھی جو اس مضمون میں استعمال کی ہے، باز نہ رہے، تو ان کے لئے مفصلہ ذیل انعام جو ظالم منشی کی حالت ہے اسی کے لائق ہیں دیا جاتا ہے تاکہ اب ہم دیکھیں کہ وہ یا ان کے دوسرے ہم مشرب جن کا یہی خیال ہے کہ مرزا قادیانی نے تفسیر لکھنے سے گریز کیا ہے مقابلہ کے لئے نکل کر باہر آتے ہیں یا نہیں۔

عبدالعزیز قادیانی از دہلی

مرزا قادیانی و پیر مہر علی گولڑوی

(...گذشتہ تحریر کا جواب)

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم۔

جو کچھ بندہ نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں راست راست اور بے کم و کاست حالات مندرجہ عنوان بزرگوں کے بارے میں بعض دوستوں کی فرمائش سے ہدیہ ناظرین کئے تھے، میرا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا کہ کسی قسم کی ان پر ایزادی کروں، اور چودھویں صدی جیسے معزز اخبار کو مذہبی اکھاڑا سمجھوں۔ مگر ۸ نومبر ۱۹۰۰ء کے مذکورہ بالا

اخبار کے کالموں میں ایک اور تحریر کسی مرزا قادیانی کے چیلے کی دیکھنے میں آئی۔ گو کہ وہ بزرگ ان سچے واقعات کو پڑھ کر غصہ کی آگ کے تائرہ کو روک نہیں سکے اور بے تابانہ بارود کی طرح چمک اٹھے ہیں، مگر بندہ ان کو معذور سمجھتا ہے کیونکہ سچ کو کانٹے ہوتے ہیں الحق مر مشہور مقولہ ہے۔ نظامی کا کہنا ہے:

گر سخن تلخ بود جملہ در
تلخ بود تلخ کہ الحق مرّ

مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی تحریر کی بھی داد نہ دی جاوے، تو خدا جانے کس قدر آپے سے باہر ہو جاویں، اور اس سے بھی زیادہ غصہ کھا کر بھڑک نہ اٹھیں۔ لہذا چند کلمات مختصراً جواباً ان کی خدمت میں عرض کئے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نہ میرے پاس اتنا وقت ہے اور نہ چودھویں صدی کے کالم اس قدر وافی کافی ہیں، ورنہ مفصل جواب دیتا۔

میں جوں جوں اس تحریر کو پڑھتا گیا اور ہر طرح کے سبّ وشتم اور لنگڑے عذرات (جن پر ان لوگوں کی فطرت کا دارومدار ہے) اپنے حق میں اور پیر مہر علی شاہ کی شان میں سنتا گیا، میرا سینہ سرور کے نور سے منور ہوتا گیا اور جو کچھ میں نے مرزا غلام احمد اور ان کے اکثر مریدوں کے قلموں اور زبانوں سے زمانہ ماضی وحال کے علماء کے حق میں سنی تھیں، نہ صرف تصدیق ہی ہوئی بلکہ اس تحریر کو ان پر سوا پایا۔ مرحبا جزاك الله۔ کیونکہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کافۃ المسلمین کو سوا اپنی جماعت کے جہنمی وغیرہ بتلائیں گے تو ان کی خدا رسیدہ جماعت کا ہر فرد اپنے پیر طریقت کا اتباع کیونکر نہ کرے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ان کی مقدس تعلیم کا نیک اثر پبلک پر کیوں کر کھلے۔ پس آفرین ہے اس جماعت کے ممبروں پر کہ اونٹ چالیس اور بوتا چوالیس کا حق ادا کر رہے ہیں۔

یہ بزرگ اس اپنی تحریر کو معقولہ تحریر کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ شاید ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ اس جدید تصوف کی فلاسفی میں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے چھانٹی ہے، ضروری دشنام دہی کو بھی معقولات کے صیغہ میں جگہ دی ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا ثبوت مرزا موصوف کی تصانیف میں بوضاحت پایا جاتا ہے، بلکہ ان کی کوئی کتاب یا

رسالہ یا اشتہار وغیرہ ایسا نہ پاؤ گے جس کے ہر ایک صفحے میں اشارۃً ، کنایتاً ، یا صریحاً ، مذکورہ بالا درفشانیاں پائی نہ جاتی ہوں ۔

اس کا باعث اکثر احباب اسلام اس جماعت کے اعلیٰ مشیروں اور صلاح کار ممبروں سے پوچھ چکے ہیں، جن کو نہایت صفائی سے جواب ملتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن شریف میں بھی گالیاں موجود ہیں ۔ کیوں نہ ہو، قرآن شریف کے حقائق و معارف جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کھولے ہوئے ہیں ۔

مگر کافۃ المسلمین کی رائے میں تو اس فدائی بزرگ کی تحریر کا اس سے بڑھ کر درجہ یقیناً نہیں ہوگا کہ یہ وہی پرانے اور نکمے عذرات ہیں جو آئے دن ان کی جماعت کو پیش کرنے پڑتے ہیں ۔

جائے غور ہے کہ ایک شخص نے فریقین کے سب اشتہاروں کو پڑھا ۔ یہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو بمعہ ان کے ہمراہی مولوی صاحبان اور دیگر بزرگان اسلام و صوفیاء کرام کے ساتھ جو دور دراز سے سفر طے کر کے صرف اسی مطلب کے لئے تشریف لائے تھے، مرزا قادیانی کے انتظار میں بمقام لاہور بادشاہی مسجد میں مقیم پایا ۔ اور باوجود خاص رجسٹری شدہ خطوں کے جو مرزا قادیانی کو قادیان میں جاتے رہے، ان کی طرف سے صدا برنخاست کا معاملہ پیش آیا ۔

یہ واقعات ایسے صاف صاف ہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ کوئی ہزار جتن کرے اور سورج کو خس و خاشاک سے دبانا چاہے، مگر اس کی روشنی میں سر مو فرق نہ آ سکے گا ۔ اور پھر وہ شخص یعنی عاجز راقم بجز انما المومنون اخوۃ کے کسی قسم کا تعلق بھی کسی امر میں کسی ایک سے نہیں رکھتا حالانکہ دوسرا شخص ایسا ہے جو لاہور سے دور دراز فاصلہ کے شہر (دہلی) میں مقیم ہے، وہ ایک فریق کا خاص مرید ہے بلکہ فدائی ہے ۔ اس نے سوا اپنی جماعت یا پارٹی کے سنی سنائی باتوں کے نہ کچھ ان واقعات میں تجربہ کیا ہے نہ مشاہدہ ، نہ اصلی حالات سے واقف ہے ، تو پبلک سمجھ سکتی ہے کہ اس دوسرے شخص کو پہلے کے حق میں فریبی ، بے ایمان ، اور کھڑ پنچ وغیرہ کہنے کا کیونکر حق پیدا ہو گیا ہے ۔ عقل منداور ارباب انصاف صاف کہیں گے کہ محض فدائیت کے فوری جوش سے ۔

حضرت فدائی صاحب! اس درفشانی سے جو اخبار مذکور میں آپ نے محض اپنے پیر طریقت یا پیغمبر کے خوش کرنے کے لئے کی ہے، شائد بزعم آپ کے وہ خوش بھی کسی حد تک ہو گیا ہو، مگر ہنوز دلی دور است۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں: ان کا اس بات پر فخر کرنا کہ مرزا قادیانی پر فتوی لگا، کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت آپ نے میری عبارت کا یا تو مطلب نہیں سمجھا، یا عمداً فخر کا لفظ مجھ ناچیز پر ایزاد کیا ہے۔ یہ فخر تعلیٰ شیخی اور تین کانے آپ کے مرشد صاحب کو ہی مبارک رہیں جنہوں نے اپنے بزرگوں کے سرٹیفیکیٹ ہر وقت اپنی ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی گورنمنٹ کو دکھاتے ہیں، اور کبھی ان سے اپنی جماعت پر سکہ بٹھاتے ہیں۔ خدارا آپ ہی سوچیں کہ جو بد بخت ایسے مذہب میں ہو جس کے ظالموں کے ظلموں سے پہلے ہی بے شمار ٹکڑے ہو گئے ہوں، اور اس پر بھی ایک شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) زبردستی سے ایک اور ٹکڑا کاٹ کر اس کو ناجی اور باقی کو جہنمی بتاوے، تو ایسے آدمی کی کارستانی اور عمیق پالیسی پر اس بدنصیب کو رونا چاہیے یا اس پر کفر کے فتوے لگنے سے الٹا فخر۔

اگر کفر کے فتووں سے کچھ بن نہیں سکتا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے اور میں کہتا ہوں کہ واقعی کچھ بن نہیں سکتا، تو آپ کے مرشد بزرگوار نے مکروفریب کی چال چل کر دھوکے سے مولوی محمد حسین بٹالوی پر مولوی صاحبان سے کیوں فتاوے لئے۔ کیا خدا تعالی جو عالم الغیب ہے اس وقت نہیں دیکھتا تھا جب کہ مرزا قادیانی نے کاغذ تیار کر کے اپنے ایک فدائی اسماعیل کو دیا اور وہ مولوی صاحبان کے روبرئے صریح جھوٹ بولتا رہا کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر فتوی حاصل کرنا ہے۔ اور اس کی یہ دھوکہ دہی مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک نہایت ہی قابل عزت اور وقعت گنی گئی۔ افسوس ہے مرزائی مشن کے حال پر۔

اگر مذہب اسلام میں تفرقہ اندازی اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا آپ کے دادا پیر پسند نہیں فرماتے، تو کیوں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ گئے ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنا ترک کر کے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد یا منارہ الگ بنانا

چاہتے ہو، بلکہ کوئی برا لفظ نہیں ہے کوئی سخت گالی نہیں ہے جس کے ساتھ اپنی جماعت کے سوا دیگر بزرگان اسلام کو یاد نہ کرتے ہو، تو آپ ہی بتاؤ اس دین سے جو تمہارے مرشد جی نے قائم کیا ہے تمہارے ہاتھ سوا جھگڑے اور فساد کے کیا آ گیا ہے۔

کیا اس کی بدولت قیامت کے دن (بشرطیکہ اس کو مانتے ہو) پوچھے نہ جاؤ گے۔ پس جب کہ آپ لوگوں کے ایسے ہی کرتوت ہیں تو حق بات کہنے سے اس قدر آپے سے باہر کیوں ہوتے ہو۔

۲۔ آپ ایک طول طویل عبارت میں ارشاد فرماتے ہیں:

پیر صاحب نے مکر و فریب کی چال بازی کر کے تفسیر لکھنے سے گریز کی اور ان کے دل میں دھڑ کا شروع ہو گیا ہے کہ ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں۔ وغیرہ

بندہ صرف اتنا ہی عرض کرتا ہے کہ حضرت اپنے گھر میں بیٹھ کر باتیں بنانا اور بات ہے اور میدان میں آنا دوسری بات۔ اگر اس موقعہ پر آپ لاہور تشریف لاتے، تو اور ہی سمان آپ کو نظر آتا۔ اس وقت آپ لوگوں سے اتنا بھی تو نہ ہو سکا کہ آخر حریف مقابل کو اپنی شکل ہی تو دکھاتے۔ اور جس کو آپ مواج سمندر سے تشبیہ دیتے ہیں وہ تو بجائے خود اس کے کہ ایک لنگڑے اور سست رفتار نالے کی طرح متحرک ہوتا، مثل ایک چھپڑی کے اپنی جگہ پر سڑا کیا۔ اور جس کو حقارت سے چڑیا کا لقب عطا کرتے ہیں ان کی مردانہ ہمت کے سامنے تمہارے باز کے چھکے چھوٹ گئے۔ اب آپ کی خوش عقیدگی اور فدائیت نہیں تو اور کیا ہے، کہ پیر صاحب تو لاہور میں بیٹھے ہوئے ہوں، جو تقریر کرنے اور تفسیر لکھنے کا میدان تھا، اور مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان کے باغ کی سیر میں مصروف ہوں، اور پھر اس پر بھی وہی بے وقت کی راگنی ہانکے جاؤ۔ کیا اس سے کوئی اور بھی زیادہ زور آور آواز ہو سکتی ہے جس سے مرزا قادیانی کو بلایا جاتا

بیار آنچہ داری ز مردی نشان
ز تقریر و تفسیر گردد عیاں

کیا احقاق حق اور پیغام الٰہی کا کافتہ الناس کو پہچانا یہی معنی رکھتا ہے کہ پبلک اصل میں تو بآواز بلند مرزا قادیانی کو بلا رہی ہو کہ اگر سچے ہو تو آؤ اور اپنا دعوی مسیحیت اور تفسیر لکھنے کے جو ہر میدان میں دکھا کر جس نے آپ کو بھیجا ہے اس سے سرخروئی

حاصل کرو، اور حضرت موصوف نے اس خوف و ہراس سے اپنے گھر سے قدم باہر نہ نکالا کہ شائد کسی مرد میدان کا نشانہ نہ بن جاؤں۔

کیا جو لوگ خدا کی طرف سے پیغام لایا کرتے ہیں (معاذ اللہ) وہ ایسے ہی ڈرپوک اور دل کے بودے ہوا کرتے ہیں کہ پبلک کے سامنے آنا ان کے لئے گویا موت کا مقابلہ ہو؟

کیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت ہارونؑ نے بھی بمقابلہ ساحراں ایسے ہی جوہر دکھائے تھے۔

کیا حضرت پیغمبر ﷺ نے یہی مثال قائم کی تھی۔

کیا نجاشی ایرانیوں رومیوں مصریوں وغیرہ کے دربار میں صحابہ کرام نے معاذ اللہ ایسی ہی بزدلی اور کمزوری دکھائی تھی؟

ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسی ایسی بے دھڑک تقریریں کیں کہ مخالفین کے تخت کانپ جاتے رہے حالانکہ ایسے مواقعات پر سوا خداوند تعالیٰ کے کوئی ان کا مددگار نہ تھا، اور انہوں نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھی ہوئی تھیں۔

ہم نہیں خیال کر سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو تبلیغ اور اپنی رسالت ظاہر کرنے کا اور اس پر دلائل دینے کا کوئی اس سے عمدہ موقع ہوسکتا تھا جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے جانے دیا۔ حالانکہ اس موقعہ سے چند دن پہلے ان کو الہام ہو چکا تھا جس کو انہوں نے اپنی جماعت کے لیڈنگ ممبران کو سنا بھی دیا تھا، یعنی و الله يعصمك من الناس ۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مریدان اہل الجنۃ کے سامنے کوئی قرآن شریف کی آیت پڑھ دیا کرتے ہیں جس کا نام وہ اپنا الہام رکھتے ہیں۔ اور اہل الجنۃ لوگ اس پر ویسا ہی یقین کرلیا کرتے ہیں جو ایک سچے رسول کی بات پر کرنا چاہیے۔ ورنہ الہام کی فلاسفی کھل چکی اور یار لوگ اصل حقیقت کو پا چکے ہیں۔ اگر شرم و حیا ہوتا تو چلو بھر پانی میں آپ لوگ ڈوب مرتے۔

۴۔ حضرت فدائی صاحب اپنی خوش عقیدگی کے جوش اور فدایت کے فوری خروش میں آکر فرماتے ہیں:

پیر مہر علی شاہ اب میدان میں آویں تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

فدائی صاحب! ہر ایک گرا ہوا پہلوان یہی کہتا ہے کہ اب آؤ۔اور بندہ کہتا ہے کہ جنہوں نے میدان سے گریز اختیار کی تھی کب کے ان کے منہ کالے ہو چکے۔ اگر اس روسیاہی (کالک) کے اتارنے کی فکر ہے، تو کچے تالاب یا چھپڑ کا راستہ لیں۔ بزرگان اسلام نکمے نہیں بیٹھے ہیں کہ مطلبی دیوانوں کے خرخشوں میں پڑ کر اپنے قیمتی وقت کو مفت ہاتھ سے دیں اور آپ کے مرشد جی کے ہفوات اور خرافات سے اپنے گوش حق نیوش شنوا کریں۔

۵۔فدائی صاحب! مرزا قادیانی کی لاہوری جماعت کے ایک ہزار روپیہ کا معاہدہ کا، اور اس پر اپنی طرف سے ایک سو روپیہ اضافہ کی ایزادی کا شوق دلاتے ہیں۔

پس ان کی خدمت میں صرف اسی قدر التماس ہے کہ حضرت یہ بھرّے کسی اور کو دیجیئے گا اور ان چکموں سے مخاطب کسی اور کو کیجیئے گا۔ہم تو آپ کے مرشد جی کے رگ و ریشہ سے واقف ہیں۔ایسے اشتہارات اپنی پہلی رسوائی اور فضیحت کے مٹانے کے لئے آپ کی جماعت کی طرف سے نکلتے ہیں۔

بھلا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس قسم کے اشتہاری مبلغات کو کسی نے پہلے بھی جیتا ہو۔راقم خوب جانتا ہے کہ براہین احمدیہ کی تحریر کے وقت میں لوگوں کو دس ہزار روپیہ کی جائداد کے انعام کا وعدہ دے کر اپنی طرف مائل کیا گیا تھا اور کتاب مذکور ابھی مصنف کے بطن میں ہی تھی کہ پیشگی قیمت اسلامی دنیا سے وصول کر کے شیر مادر کی طرح اپنے حلق میں اتار گئے۔اور ہمارے دوست کتاب مذکور کے اشتیاق میں چیختے چلاتے ہی رہے۔نہ ان کو کتاب ملی نہ داخل شدہ زر نقد واپس ہاتھ لگی۔

ایسے ہی ڈپٹی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کی جب نہایت صفائی سے پورے طور پر صفائی ہوئی، تو پیر طریقت یا مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک ہزار روپیہ سے لے کر چار ہزار روپیہ تک کے اشتہارات اپنے فدائیوں یا حواریوں اور: مے پرانند، والے جنگی سپاہیوں کی اشک شوئی کے لئے نکالے تھے کہ کسی نہ کسی طرح پھر بات بن جاوے مگر

مرغے که رمید گردد از دام
من بعد بدانه کے شود رام

حضرت من! خدا کے لوگوں کو نہ تو اپنی ذات کے لئے اس قسم کی قمار بازی کے روپئہ کا لالچ ہوتا ہے کہ ہائے روپئہ آوے تو اس کے جڑاؤ زیورات تیار کریں اور یاقوتیاں اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اور کستوری کے مزے اڑائیں، اور نہ وہ اور لوگوں کو یہ لالچ دیا کرتے ہیں۔ احقاق حق اور پھر اس پر شرط بازی یعنی چہ؟ آپ کی ان باتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک روپئے ہارنے جیتنے کا نام مذہب ہے۔

۶۔ فدائی صاحب! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مجھے فریقین میں سے کسی کی بے جا طرف داری کا تعلق نہیں ہے، اور میں اپنی آزادانہ رائے راست بازی سے دے چکا ہوں۔ جس کو آپ اور آپ کے ہم مشرب ناپاک اور گندے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بھلا پھر میں طے شدہ معاملہ کی انگیخت میں پیر مہر علی شاہ کا کیونکر وکیل بن سکتا ہوں۔ حالانکہ آج تک نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہے، نہ وہ میرے واقف ہیں۔ اور نہ کسی قسم کی فیما بین خط وکتابت ہے۔ اور فرض کرو کہ اگر پیر مہر علی صاحب مثل پہلی دفعہ کے اپنا اور اپنے ہمراہیوں کا ہرج گوارا کر کے دوبارہ لاہور میں تشریف لاویں، اور دیگر علماء عظام اور صوفیائے کرام بھی وہاں جمع ہوں، اور عین ایسے موقع پر مرزا قادیانی کو الہام دبوچ لے کہ مثل پہلی دفعہ کے اپنے بیت الفکر سے قدم باہر نہ نکالنا، ورنہ مارے جاؤ گے، جیسے علی گڈھ اور دہلی وغیرہ میں یہ معاملہ ان کے ساتھ گذر چکا ہے، تو پھر اس ہرج اور نقصان کا ذمہ وار کون ہوگا۔ اور جب کہ اس طرح کی آزمائش ایک بار چھوڑ کئی بار ہو چکی ہے، تو کیا یہ مثال صادق نہ آوے گی کہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔ پس براہ عنایت آپ پبلک کو تشویش میں نہ ڈالیں اور کسی دیگر شغل میں مشغول ہوں۔ یا اگر اپنے غیظ وغضب کا کچھ حصہ آپ کے دل میں باقی ہے جس کی بدولت آپ کا کھانا ہضم نہیں ہوسکتا، تو براہ راست پیر صاحب سے خط وکتابت کر کے اپنا بخار نکال لیں۔

۷۔ بالمقابل تفسیر قرآنی لکھنے کے لئے ابھی تک کسی کو حال معلوم نہیں ہے کہ اگر اکھاڑہ راست پڑتا، تو یہ پیر مہر علی شاہ صاحب کس انداز سے لکھتے۔ اور غالباً وہ سلف صالحین

کے آداب کو ہی پسند فرماتے۔اور ہم نہیں خیال کر سکتے کہ وہ دیگر نامی گرامی اور معقولی تفسیروں یعنی کبیر کشاف وغیرہ سے بڑھ کر لکھتے۔ یا کوئی صوفیانہ طرز تحریر اختیار کرتے ۔مگر مرزا قادیانی کی تفسیر دانی کا نمونہ تو اکثر اہل علم دیکھ چکے ہیں ۔مرزا قادیانی نے عرصہ دراز میں بایں دعوی مسیحیت چند آیات سورہ تکویر، فاتحہ وغیرہ کی تفسیر لکھی ہے۔اور لکھتے وقت نہ ان کو وقت کی شکایت تھی ،نہ جناب پیر مہر علی جیسے حریف مقابل کا سامنا تھا کہ ان کے سامنے ان کے اوسان خطا ہو جاتے ۔نہ کسی جانب سے بندوق یا پستول کے سر ہونے کا خوف دامن گیر تھا، بلکہ ایک قسم کی آزادی اور اطمینان قلبی سے انہوں نے لکھی (دیکھو رسالہ شہادۃ القرآن ..فاتحہ اور خسارے؟ والا اشتہار) چنانچہ چند آیات کی تفسیر کا خلاصہ مطلب اس مقام پر ہدیہ ناظرین ہے ۔علماء عظام وصوفیاء کرام اہل اسلام انہیں سے قیاس کر سکتے ہیں کہ ان ڈھکوسلوں کا نام فی الحقیقت تفسیر القرآن ہے یا کلام الٰہی سے بغض وعدوان، اور پرلے درجے کی استہزاء اور گستاخی کی گئی ہے؟ اور ایسے ایسے گپوڑے ہانکے گئے ہیں جن کا نہ زمین میں سراغ ہے، نہ آسمان میں نشان ۔

مرزا قادیانی کا زعم باطل ہے کہ نفخ اولی کا زمانہ گذر چکا ہے اور اب نفخ ثانی کا دور جاری ہے جس میں مرزا قادیانی موعود مسیح (کاذب) نے آنا تھا اور آثار قیامت جو قرآن شریف میں دیئے گئے تھے ان کا ظہور ہو چکا ہے ۔ہم ابھی اس تفسیر پر نظر ثانی نہیں کرتے صرف تفسیر کا لب لباب پیش کیا جاتا ہے

اذا النّجوم انکدرت ۔خلاصہ تفسیر مرزا قادیانی: عالم فاضل مر گئے ۔

اذا الجبال سیّرت ۔ پہاڑ وغیرہ اڑائے جا کر جو عمارات بنائی جاتی ہے۔

اذا العشار عطّلت ۔ریل کے جاری ہونے سے اونٹ وغیرہ بیکار ہو گئے ہیں۔

اذا الوحوش حشرت ۔وحشی اقوام کل سویلایزڈ civilised لوگوں کے ساتھ میل ملاقات ہو رہی ہے۔

اذا الصّحف نشرت ۔اخباریں اور رسالے جو ہر ایک مطبع سے نکل کر ہدیہ ناظرین ہوتے ہیں اور ان کے مطالعہ میں آتے ہیں ۔

یأتی من بعدی اسمہ احمد ۔مرزا قادیانی کی آمد کی قرآن شریف نے پیش گوئی کی ہے۔

سبحا ن الّذی اسری بعبده ۔ مسجد اقصیٰ سے مسجد قادیان اور بیت المقدس سے موضع قادیان مراد ہے

اذا البحار فجّر ت ۔دریاؤں سے نہریں کاٹ کر لائی جاتی ہیں۔

اذا الشّمس کوّرت ۔یعنی جہالت چھا گئی ہے۔

پس اگر قیامت کے آ ثار ایسے ہی ہیں جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تفسیر میں لکھے ہیں تو کسی کو ایک ذرا سا بھی قیامت کا خوف ہراس اپنی طبیعت میں نہ رکھنا چاہیے ۔ واعظین زمانہ سلف وخلف جو ہول قیامت سے ڈرایا کرتے ہیں تاکہ لوگ راہ راست پر آ جائیں ، مرزا قادیانی کے نزدیک سب ایسے ہی ہیں جیسے انہوں نے بیان کئے ۔ افسوس کہ ایک مسیح موعود بننے کے لئے کن کن ڈھنگوں سے کام لیا گیا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جب کسی چیز کی ایک جھوٹ پر بنا رکھی جاوے، تو سینکڑوں جھوٹ اس کی تصدیق کے لئے گھڑنے پڑتے ہیں ۔ سو اس نئے پنتھ میں بھی بعینہ ایسا ہی عمل درآمد ہو رہا ہے بشرطیکہ کوئی امعان نظر سے دیکھے ۔ اب فدائی صاحب جان لیں کہ ظالم منشی بندہ ہے یا ان کے مرشد صاحب

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی ۔ راقم: امام الدین گجراتی

قل اللہ اعبد مخلصاً لہ دینی

فا عبدوا ما شئتم من دو نہ

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی جو زمانہ حال میں مرزا غلام احمد قادیانی کے وزیر اعظم اور جناب حضرت ابوبکر صدیق کے ہم پلہ اپنے تئیں ظاہر فرماتے ہیں، اور مرزائی مشن کی زیب وزینت اور روح رواں ہیں، اس مذہب میں داخل ہونے سے پہلے سر سید احمد خان کے خیالات کو پسند فرماتے تھے۔ جب انہوں نے اپنی روح کو خیر باد کہہ کر نئی روح اختیار کی، تو جیسا کہ عام معمول ہے بندہ کو بھی مخاطب کرنا چاہا۔ مگر ہمارے نزدیک حضرت محمد ﷺ کا دامن مبارک چھوڑ کر کسی اور کے پاس اپنی ذات کو فروخت کرنا سخت ناگوار تھا۔ پھر ایک مرید مخلص مرزا قادیانی نے جس کو ایک عرصہ دراز سے بندہ سے دینی محبت تھی ، بار بار فرمایا کہ تم مرزائی ہو جاؤ۔ ہم یہی جواب دیتے

رہے کہ لا اکراہ فی الدّین

جب انہوں نے ہم کو تنگ و ترش ہو کر کہا، تو ہم نے ناچار ایک پوسٹ کارڈ میں ان کو لکھ دیا کہ ورع اور پرہیزگاری تو جناب سید احمد بریلوی پر ختم ہوگئی، اور قومی ہمدردی اور ایمان داری اور تحقیقات مذہبی میں سرسید احمد خان مرحوم دہلوی میدان لے گئے۔ اب معلوم نہیں کہ آپ کس بات پر زور دیئے جاتے ہیں:

عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود

یہ پوسٹ کارڈ کہیں مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب کے ہاتھ آ گیا اور خدا جانے سرسید احمد مرحوم سے ان کو کیا بغض تھا کہ وہ پہلے سے ہی ایسے تلے بیٹھے تھے، اگلا پچھلا سب غبار بذریعہ ایک لیکچر کے نکالنا شروع کیا۔

گو کہ یہ کاروائی مولوی صاحب کی طرف سے سراسر چھیڑنے اور محض ہماری دل آزاری کے لئے تھی، تو بھی ہم نے اس کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی۔

پھر ایک دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید مخلص کی طرف سے ایک پوسٹ کارڈ پر از سبّ و شتم ہمارے پاس آیا جس کو قاضی مولوی سراج الدین احمد نے، چودھویں صدی اخبار، میں شائع کر دیا اور اس پر اپنا ریمارک کیا۔

اب پھر عرصہ دو تین سال سے جناب مولانا ممدوح (عبدالکریم سیالکوٹی) کی طبیعت میں تھوڑا تھوڑا مواد جمع ہوتے ہوتے بہت سا ثقل بیٹھ گیا تھا کہ بمجبوری دوستاں ہم سے ایک آرٹیکل موسوم بہ **مرزا قادیانی و پیر مہر علی شاہ صاحب**، لکھا گیا۔ گویا یہ آرٹیکل ان کے لئے ایک مسہل تھا کہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے اخبار الحکم میں .... ہماری تنبیہ اور تادیب کے لئے ایک طول طویل تحریر شائع کی ہے اور ہم کو خوب پیٹ بھر کے گالیاں دی ہیں۔ اور بقول شخصے، مرتے کو مارے شاہ مدار، جناب اڈیٹر صاحب نے بھی ہم کو تاریکی کا فرزند وغیرہ لکھ کر اپنا جوش نکال لیا۔ مگر پھر بھی ہم اس تحریر کی ایسی ہی عزت و تعظیم کریں گے جس عزت و تعظیم کے وہ قابل ہے، اور ہم تو جناب مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرنے اور اس کی داد دینے کو موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ سرسید احمد خان مرحوم عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے ہیں ورنہ ہمیں امید تھی کہ وہ بھی جناب مولوی صاحب کے کمال درجہ کے شکر گذار ہوتے۔

خیر یہ معاملہ مولوی صاحب اور سرسید احمد کا آپس میں تھا جس کو خداوند تعالی خوب جانتا ہے اور جب کہ سرسید احمد مرحوم کو ان کی زندگی میں ہزاروں نے گالیاں دیں، لاکھوں نے برا بھلا کہا، حتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی باوجود اس امانت اور دعوی نبوت کے جو کچھ مولوی صاحب کے بھڑکانے یا اپنی خوشی سے منہ پر آیا، لکھ کر حق اخوات اسلامی کا بوجوہ احسن ادا کیا، مگر وہ ایک ہی کوہ وقار تھے۔ ان کا یہ شیوہ نہیں تھا کہ ایسے لاطائل جھگڑوں میں پڑ کر اپنے اصلی مدعا یعنی قومی ہم دردی میں تساہل کرتے۔ اس لئے کسی کو کورا جواب دینا وہ ایک فضول اور عبث کام سمجھتے تھے۔ وہ سب کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ نہ کسی کو اپنا مخالف سمجھتے، نہ کسی کی خلاء ملا میں شکایت کرتے تھے ۔پس جب ان کا اپنا یہ شیوہ تھا تو پھر ان کے رفقاء کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ ان کی جگہ ایسے لوگوں سے مخاطب ہوتے اور تضیع اوقات کرتے۔

جب وہ اسلامی بہی خواہی اور قومی ہمدردی میں سرمایہ حیات صرف کر کے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے تو مسلمانوں کی آہ و بکا کا کوئی حد وٹھکانہ نہ تھا۔ اور نہ ایک دن کے لئے، یا ایک سال کے لئے، بلکہ تب تک جب تک کوئی ان کا نعم البدل ایسا مضبوط دل ایسا قوی دماغ ایسا صبر واستقلال، اور ایسی ہم دردی قوم سے بھری ہوئی فطرت اپنے ساتھ لے کر دنیا کے سامنے جلوہ گر نہ ہو، مسلمانوں کا یہ رنج و درد کبھی کم نہیں ہوگا۔

کسی مسلمان سے تو یہ نہیں ہو سکا کہ اب اس غریق رحمت کو سبّ وشتم سے یاد کرے اور آل رسول پر درود بھیجنے کی بجائے گالیاں نکالے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کو جو ہم جیسے مسلمان نہیں ہیں کیونکہ ہم کو وہ اپنے جیسا مسلمان نہیں سمجھتے غالبًا یہ حق ہے کہ سرسید احمد خان مرحوم کو ملحد، دہریہ، میٹیریلسٹ materialist، جاہل انسان، بدعقیدہ، معتزلہ وغیرہ کہہ کر یاد کریں۔

ہماری دانست میں قصور تو سرسید احمد مرحوم کا صرف اتنا ہی تھا کہ وہ قادیان میں آ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے دست بیع کیوں نہ ہوئے، مگر بندہ کی یاد خطا نہیں کرتی تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ:

مرزا قادیانی تو بجائے خود میں آپ کی بیعت کو بھی تیار ہوں اگر کالج کی تکمیل کرا دو۔

مولوی صاحب جان چکے ہوں گے کہ ان کے عقیدہ کو کیا انبیاء علیھم السلام کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے جو یہ کہے کہ اے فلاں میرے راہ پر چل اور بالآخر یہ سلسلہ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ گر وہ اس قسم کی بیعت اور کورانہ تقلید کو حق سمجھتے تو چونکہ خود بذات رسول اللہ ﷺ کی اولاد تھے اور اہل تقوی و ورع اور ایمان داری اور امانت گزاری میں فرد کامل، آج لاکھوں شخص ان کے مرید ہوتے اور وہ اس حیلہ سے لاکھوں روپئے کما لیتے مگر ان کا تو یہ مقولہ تھا کہ:

خواہ کوئی کیسا ہی میرا دوست ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے خیالات کی پیروی کرے (دیکھو لیکچر اسلام جو بمقام لاہور دیا تھا)۔

اب تو وہ اس دار ناپائیدار سے علاقہ قطع کر کے خداوند تعالی کے جوار رحمت میں جگہ پا چکے ہیں اگر کوئی ان کو برا بھلا کہے تو سر سید احمد مرحوم کے لئے نہیں بلکہ خاص اس کہنے والے کی ذات کے لئے۔ سعدی

ببین جان من در خزاں کشتہ جو
کہ گندم ستانی بوقت درو

پس ہم کو سر سید احمد خان کو ڈی فنڈ defend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
ہاں البتہ چند اور باتوں کا جواب مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔

عبد الکریم قادیانی۔ یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہے جو انقلاب قسمت یا شقاوت اول کے دباؤ سے گجرات کو تار جگ کی شکل میں مقلوب کر کے اپنے بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔ میں خوش ہوتا اگر اسکے اعتراضوں سے بو خدا ترسی کی آتی۔
بندہ: آپ نے بڑی حقارت سے مدرس کے نام کو جتایا ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ مثل دیگر نامہ نگاران کے بندہ بھی اپنے نام کو ظاہر نہیں کرتا۔ آپ نے سنا نہیں

خوشتر آں باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگراں

کیونکہ جب کسی کا اصلی نام اور حیثیت ظاہر ہو جاوے تو پھر اس کی ذاتیات کی طرف ناظرین کا خیال ہو جاتا ہے انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال کے

برخلاف ہے۔

اور اس میں ایک یہ بھید بھی ہے کہ اپنی شیخی اور غرور اور دوسروں کی تحسین و آفرین سے بھی بچا رہتا ہے۔

تیسرا، بقول آپ کے پردہ بھی فاش نہیں ہوتا اور ایک طرح سے شرم وحیا بھی طبیعت میں رہتا ہے مگر جب کہ اپنی پرانی شفقت اور دلی عنایت سے کسی کا پردہ فاش کرنا چاہا و لا تجسسوا، کو پس پشت پھینک کر سعدی کے اس بیت کی طرف خیال نہ کیا کہ

مدر پردہء کس بہنگام جنگ
کہ باشد ترا نیز در پردہ ننگ

تو بمجبوری جناب سے مخاطب ہونا پڑا۔

ا۔ حضرت مدرس کا لفظ میری دانست میں اس لائق نہیں ہے کہ آپ اس قدر حقارت سے اس کو ظاہر فرماویں۔ آپ کی ذات والا صفات کو بھی تو سب سے اول مشن سکول کی لوئر مدرسی ہی نصیب ہوئی تھی۔ اور جب کہ آپ کی حسن کارکردگی پر پادریوں نے غور کر کے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو علیحدہ کیا، تو پھر بہزار خرابی بورڈ سکول میں ایک ادنی سی آسامی ملی۔ مگر نمایاں ترقی دکھانے کے بعد جب وہاں سے بھی آپ کو فرنچ لیو (فرانسیسی رخصت) مل گئی، تو جناب نے حکیم مولوی نورالدین کا امین بن کر حق امانت ادا کیا اور جب کہ اور کوئی ذریعہ نظر نہ آیا تو یہ بہروپ بھرا جس میں جناب کو دیکھ رہے ہیں۔

مگر بندہ کو خداوند تعالی نے اسی گورنمنٹ سکول کی ادنی مدرسی سے اعلی مدرسی نصیب کی۔ و للہ الحمد۔ معلوم نہیں کہ انقلاب قسمت اس میں کیونکر کہا جا سکتا ہے انقلاب قسمت تو (خدانخواستہ) تب ہوتا کہ میرا کوئی عضو رئیس بے کار ہوتا، اور تقدیر سے حیران زدہ رہ جاتا۔ مثلاً آنکھ پھوٹ جاتی، ٹانگ ٹوٹ جاتی، یا ضعف دماغی سے ہر وقت سر میں خارش رہتی۔ وغیرہ۔ اور پھر ناقابل مزدوری ہو کر لوگوں کی مفت روٹیاں توڑ کر ان کی مداحی میں رطب اللسان رہتا۔

اب ان باتوں سے جو خدا تعالی نے مجھ عاجز کو اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھا ہے، اور اس قابل بنا دیا ہے کہ اپنی محنت مزدوری سے روزی کماتا ہوں، اور کسی کا

دست نگر نہیں۔ میں ہر وقت و امّا بنعمت ربّك فحدّث کا مصداق بن کر رکوع وسجود اس پروردگار حقیقی کا کرنے کے قابل ہوں۔ اس لئے آپ سوچیں کہ یہ مجھ نا چیز پر انعام الٰہی ہے یا بقول آپ کے انقلاب قسمت۔

۲۔ معترض کا لفظ مجھ نا چیز پر وارد نہیں ہوسکتا۔ میں نے ایک واقعہ لکھا تھا اور وہ سانحہ ایک درایت تھا، نہ کہ روایت۔ معلوم نہیں کہ پھر آپ نے اس لفظ کو بندہ کی طرف کیوں منسوب کیا۔

۳۔ ازلی شقاوت کے لفظ پر بھی آپ کے نیاز مند نے بہت غور کی مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسے عمدہ لفظ کا بندہ کس طرح محل ہوسکتا ہے، اور آپ کے پاس کون سی وجوہات یہ لفظ میری طرف نسبت کرنے کی ہیں۔

حضرت کس کو خبر ہے سوائے اس عالم الغیب خبیر وبصیر خداوند تعالیٰ کے کہ کون شقی ہے اور کون سعید۔ ادنیٰ مخلوق سے لیکر انبیاء علیہم السلام تک سب مخلوقات خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں گڑگڑا کر نہایت عجز وزاری سے دعائیں مانگتے ہیں ربّنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکوننّ من الخاسرین۔

شائد یہ لفظ آپ نے بندہ کی طرف اس لئے منسوب کیا ہو کہ بندہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا۔ قرآن شریف سے انس ہے، احکام اسلام سیکھے۔ حتی المقدور فرائض کے ادا کرنے میں کوشش کی۔ حامیان دین اسلام سے للہ فی اللہ محبت کی۔ مخربان دین پاک کو دل وجان سے برا جانا۔

شائد اس لئے کہ اس ہادی برحق رسول کریم ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہوں۔ اہل قبلہ ہوں، اور شرک فی الرسالت کو کفر سمجھتا ہوں۔ اور حکم قرآنی قل ان کنتم تحبو ن الله فا تبعو نی یحببکم الله پر اپنا مدار زندگی سمجھتا ہوں۔ شائد اس لئے کہ بندہ کا اعتقاد ہے کہ زمین وآسمان ٹل جاویں مگر خداوند تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی ایک آیت ٹل نہیں سکتی۔

شائد بزرگان دین اور بالخصوص سر سید احمد خان مرحوم کو نیک مسلمان جاننے کیلئے اور اس کے قومی ہمدردی کے کاموں کو اچھا ماننے کے لئے۔ مگر اس میں تو ماشاء اللہ ایک مدت مدید آپ بھی ان کے ہم زبان اور ہم خیال رہے ہیں۔ اور جس انداز

سے آپ نے سرسید احمد خان مرحوم کے ہاتھوں سے قرآن شریف لیا تھا وہ آپ کو بھول نہیں گیا ہوگا۔ گو آپ کی مصلحت اس وقت اس کا اقرار کرنے آپ کو اجازت نہیں دیتی۔ سو اس بارے میں بندہ اور آپ بلکہ جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب بھی ایک ہی سطح پر ہیں تو میں نہایت ناانصاف اور پرلے درجے کا ظالم ہونگا اگر یہ انعام (شقاوت ازلی) سب کا سب اڑا لوں اور آپ منہ دیکھتے رہ جائیں۔ نہیں صاحب! میں تو و یؤثرو ن علی انفسھم، اور خیر الناس من ا ثر پر عمل کرونگا اور اس انعام کا ایثار کروں گا۔

شائد اس لئے کہ سرسید احمد خان مرحوم نے آپ لوگوں کیلئے راستہ صاف کیا اور ایک آسامی خالی کی جس کو آپ کے مرشد بزرگوار نے غصب کرنا چاہا ہے۔

شائد اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر بنانے اور مسیح موعود ٹھہرانے میں بندہ نے آپ سے اتفاق رائے نہیں کیا۔ مگر یہ خیال بھی درست نہیں ہے۔ اگر بندہ آپ کا ہم خیال نہیں ہے، تو سوائے معدودے چند کل دنیا کا آپس میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ پھر اگر کل دنیا آپ کے نزدیک ازلی شقی اور جہنمی ہے، تو میں اپنی قسمت کو ان سے علیحدہ نہیں کرسکتا۔ اور آپ لوگوں کا ہمیں ایسا سمجھنا آپ کی خوبی اعتقاد اور اثر صحبت ہے اور آپ اس میں مجبور ہیں۔

ایک وجہ مولوی عبدالکریم صاحب کے ازلی شقی وغیرہ ارشاد فرمانے کی یہ بھی ہوسکتی ہے اور غالباً یہی درست بھی ہو، یعنی دنیا کا مشاہدہ اور روزمرہ کی آزمائی ہوئی مثال ہے کہ جیسا شیشہ ہو ویسی ہی روشنی اس سے نظر آتی ہے، اگر وہ صاف و اجلا ہے تو اعلیٰ درجہ کی، اگر میلا اور دھندلا ہے تو ڈم لائٹ۔ اور مبدأ فیاض کی طرف سے بھی بمصداق آیت کریمہ قل کل یعمل علی شا کلته حسب استعداد مادہ والقاء اثر صورت ہوتا ہے۔ پس شاید جناب مولوی عبدالکریم صاحب کے دل کا شیشہ اس طرح پر دھندلا ہو گیا ہو، اور اس شیشہ سے جو ہر وقت حتیٰ کہ تصویر کشی کے موقعہ پر بھی آنکھوں سے نہیں اتارتے، اس سے ان کو ہر ایک شقی ازلی نظر آتا ہو۔ اور بظاہر اوصاف ثلاثہ تو اس کے بڑے معاون اور مددگار رہیں جو حضرت مولانا عبدالکریم کی ذات بابرکات میں پائے جاتے ہیں اور یہ ایسی بدیہات ہیں کہ، کتاب اخلاق ناصری واخلاق جلالی

، و دیگر کتب اخلاق کے جاننے والے ان مذکورہ بالا اوصاف کے نتائج سے خوب واقف ہیں عیاں راچہ بیان

حضرت مولانا! انصاف تو جب معلوم ہو کہ انصاف کی آنکھ سے کسی معاملہ کو دیکھا جاوے اور جس بے چارے کی مصداق آیہ کریمہ ختم اللّٰہ علی قلو بھم و علی سمعھم و علی ابصار ھم (بقرہ) حق بینی کی آنکھ ہی ماری جاوے وہ عینک کہاں لگاوے

نہ بیند مدعی جز کو یشتن را
کہ دارد پردہء ندر در پیش
گرت چشمے خدا بنی بہ بخشد
نہ بینی ہیچ کس عا جز تر از خویش

اگر بندہ یہ لکھ دیتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان سے روانہ ہو کر سید ھے لاہور نہفت فرما ہوئے اور پھر پیر مہر علی شاہ نے ڈر کر گولڑہ سے قدم باہر نہیں نکالا، تب تو آپ ضرور ہی خوش ہو جاتے اور اس کو نہایت انصاف سمجھتے۔ مگر اس پر سوائے اس کے کہ میری کانشنس مجھے سخت نادم کرتی، کیا ہزاروں مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کے دیدار کو لاہور میں ترستے رہے اور جنہوں نے پیر صاحب کو مسجد بادشاہی میں دیکھا اور بالخصوص فریق مخالف وہ مجھ کو کیا کہتے ؟ علاوہ اس کے روایت کاذبہ ہو جاتی، درایت صیحہ کا لطف جاتا رہتا۔ پھر میں آپ کے راضی کرنے کے لئے اپنے خدا و رسول ﷺ اور سچے لوگوں کے گروہ سے کیونکر پھر جاتا۔

بحق باش گو خواجہ راضی مباش

قسمیں دینا دلانا کہ میں ایسا ہوں یا ویسا ہوں، اور اپنے مناقب بیان کرنا، ایک فعل عبث ہے۔ مشک آنست کہ خوب بوید نہ کہ عطار بگوید۔ صرف اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو خطاب کرنا ایک طرح سے اپنی ہنسی آپ اڑانا ہوتا ہے۔ اپنے مشاہدات مقالات .. خصم کے سامنے پیش کرنا مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ عین مکابرہ و مجادلہ ہے۔ دیکھو عالم مناظرہ جو دستور کلام کا معیار ہے محض اپنی مسلمات وغیرہ کو بیان کر کے نتیجہ حسب مراد نکالنا عین جنون نہیں تو اور کیا ہے و کلا م المجا نین لا یعتبر۔

کبر ت کلمة تخر ج من افوا ههم، ان یقو لو ن ا لا کذ با

خدا ترسی ایک اندرونی عمل ہے کہ اس کا سیدھا راستہ خداوند تعالی کے ساتھ ہے۔ ایک شخص کا ایمان ہے کہ نبوت حضرت رسول کریم ﷺ پر ختم ہوگئی۔ اب اگر کوئی دوسرا شخص اس میں شرک کرے، اور کوئی نئی راہ نکالنا چاہے تو بتاؤ پہلے شخص کی خدا ترسی کا یہ نمونہ ہونا چاہیے کہ اس دوسرے کی ہر ایک آواز پر اندھا دھندی سے آ منا صدقنا اور بات بات میں حضور حضور کرتا جاوے، یا خدا سے ڈر کر اس سے منہ پھیر لے اور متنفر ہو۔ یا ان ہفوات اور مزخرفات اور کلمات لا طائل اور باطل کو نعوذ باللہ خدا کی کلام پاک سے تشبیہ و تطبیق دے کر بر خلاف حکم

قل لئن اجتمعت الجنّ و ا لا نس علی ان یأتوا بمثل ھذا القر آ ن لا یأتو ن بمثلہ و لو کا ن بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل: ۸۸) کے، خا سر الد نیا و ا لآ خرۃ بن جاوے۔

پیغمبر ﷺ کے کسی عالی وقار اصحاب یا قطب الاقطاب و مجددین نے کبھی ایسا بے ہودہ دعوی کر کے خلقت کو گمراہ نہیں کیا کہ:

میرے منہ کی نکلی ہوئی باتیں عین قرآن ہیں۔

یا اپنی من گھڑت کتاب لکھی ہوئی قرآن کی مثل منوائے۔ پس دوستو! دنیا و آخرت کا فکر کر کے ذرہ ہوش سے کام کرو اور اذا جا ء اجلھم لا یستأ خرو ن سا عة و لا یستقد مو ن کے حکم کو پیش نظر کر کے خدا کے عذابوں سے ہر وقت ڈرو۔ قال اللہ تعالی فی کتابہ المبین وھو اصدق الصادقین:

فلیحذر الّذین یخا فو ن عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذا ب الیم۔ (النور: ٦٣)

عبدالکریم قادیانی۔ میں عرصہ دس سال سے مرزا قادیانی کی خدمت میں ہوں اور مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے قسم دلائے تو میں دس برس کے رات و دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور اندرونی اور بیرونی شہادت سے کہہ دوں گا کہ میں نے مرزا قادیانی کو صادق پایا ہے۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق نے پیغمبر ﷺ کو صادق پایا تھا۔

بندہ: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپ آداب مناظرہ سے پورے پورے نابلد ہیں۔ بھلا آپ کا تجربہ اور مشاہدہ ہمارے لئے کیونکر سند ہوسکتا ہے؟ جب کہ ہم سرے سے آپ کے دعوی کو لا طائل سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارے لئے تو ایک خبر ہے جس میں صدق و کذب کا احتمال ہے۔ اگر اس سے بڑھ کر ہو تو ایک ظن ہے و ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔

فرمایئے! اگر آپ مرزا غلام احمد کی خدمت میں نہ رہتے تو جاتے کہاں؟ مشن اسکول والوں نے بایں اعزاز اور اکرام آپ کو گھر واپس کیا۔ بورڈ سکول والوں سے آپ کی طبع مبارک ناساز ہوگئی۔ کاغذات زرصرف ہو گئے۔ اور پھر ایک عیال دار آدمی کا اس زمانہ میں دس بارہ روپیہ ماہوار میں بن ہی کیا سکتا ہے؟

مرغ پلاؤ، بالائی دار چائے، اور الائچی وغیرہ کا استعمال کرنے کے لئے اور عمدہ پوشاک زیب تن کرنے کے لئے اس قدر اقل رقم کس طرح کفایت کر سکے اور پھر وہ بھی ہاتھ سے جاتی رہے۔ معذوری اس کے علاوہ۔

سو ایسا شخص جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں اس طرح آسائش پاوے جو اپنے گھر میں کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی ہو، بیت اللہ شریف میں ایک عام مجمع کے سامنے کیا عرش عظیم پر بھی اگر چڑھایا جاوے، تو وہاں بھی قسم کھا جاوے کہ (معاذ اللہ) مرزا قادیانی ہی خدا ہیں تو کیا عجب ہے۔

جس شخص کو پہلے بھی کئی ایک دفعہ بہروپ بھرتے دیکھا، مشاہدہ کیا گیا ہو، یہ قسم تو بجائے خود، کل کو ایک اور قسم کھا جانے کو تیار ہو جائے کہ میں ہی رسول ہوں تو کیا عجب ہے۔

مگر یہ قسم اس کے حسب قواعد علم مناظرہ خصم پر کچھ حجت نہ ہوگی۔ محض لا یضرّ و لا ینفع کے مصداق ہوگی۔ میں مکرر آپ کو جتاتا ہوں کہ آپ کا قسم کھانا اور آپ کا تجربہ اور مشاہدہ ہم پر کچھ حجت نہیں اور خس وخاشاک جتنی بھی قدر نہیں رکھتا۔ ایسے مقولہ کے قائل اور مشاورین کے جو ہر استعداد کی قلعی اصحاب بصیرت اور ارباب فضیلت پر بخوبی کھل جاتی ہے بحکم الانسان لا یزکی بشهادہ اتباعه

ہاں البتہ عاجز راقم ایک بات سے حیران ہے کہ مرزا قادیانی کا دعوی خواہ

حق ہو یا باطل، یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب کیسے ابوبکر صدیق بن سکتے ہیں؟

مسیح موعود اور ابوبکر صدیق کا آپس میں کیا جوڑ؟

اگر آپ اپنے تئیں یوحنا، متی، لوقا، مرقس وغیرہ ناموں میں سے ایک سے مسمی کرتے، یا یہودہ اسکریوتی کا لقب اختیار کرتے، تو مسیح کے ساتھ موزوں ہوتا، اور آپ کی عبارت کو بھی ایسے ناموں سے ایک قسم کی مناسبت یا لگاوٹ ہوتی جس میں ٹھونس ٹھونس کر موجودہ مروجہ اناجیل کے الفاظ آپ بھرتی کرتے ہیں۔

م۔ پس خداترس اور تقوی شعار لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو ضرور غور سے پڑھیں اور اسی تدبر و روشنی میں پڑھیں جس طرح فرقان حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں۔

بندہ۔ معلوم نہیں کہ یہ خطاب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا کن لوگوں کو ہے؟ اگر اپنی جماعت کو ہے، تو ایک قسم کا توارد ہے کیونکہ وہ لوگ تو براہین احمدیہ کی تلاوت مثل قرآن شریف کے کرتے ہی ہیں، اور نئی روحیں لینے کے باعث اس کتاب کے سامنے قرآن شریف کی ایسی ہی عزت کرتے ہیں جیسے اہل قرآن، تورات و انجیل کی۔ بلکہ بندہ نے تو یہاں تک معتبر راویوں سے سنا ہے کہ بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگا لیتے ہیں مگر مرزا قادیانی کی تصویر کو اگر کوئی بے وضو چھوئے یا مسّ کرے تو اس پر خفا ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ ان کا عمل درآمد براہین احمدیہ پر ہی ہے۔ اگر قرآن شریف پر ہوتا تو یہ آیت بھی ان کے مطالعہ میں آتی

ما ھذہ التّما ثیل الّتی انتم لھا عا کفو ن۔

اور ان کو اصلی اور حقیقی اسلام اسلام چھوڑ کر ایک نیا گروہ یا ٹکڑا کاٹنے کی کیا ضرورت تھی؟

اگر سواء اپنی جماعت کے دوسرے لوگوں کی طرف مولوی جی کا خطاب ہے، تو بھی اپنے نئے اور نرالے مشن کی رو سے مولوی جی کی زیادتی ہے کیونکہ ان کے مرشد (مرزا غلام احمد قادیانی) جن لوگوں کو جہنمی، ہامان اور فرعون وغیرہ کے خطاب دیتے ہیں، اور مولوی حکیم نورالدین صاحب برملا شیطان اخرس اور خود بذاتہ مولوی صاحب

ازلی شقی وغیرہ کے، تو پھر ان کے نزدیک کوئی شخص کس طرح سے خدا ترس اور تقوی شعار ہو سکتا ہے۔

اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا ترس اور اہل تقوی ہو، تو اس کو براہین احمدیہ سی ایک فضول لغو اور بیہودہ کتاب کو، جس کا نہ کوئی سر ہو نہ پاؤں، نہ کہیں تقریر ختم ہوتی ہے نہ کوئی فل سٹاپ، حاشیہ در حاشیہ اور حاشیہ نمبر ۱۱ پڑھتے پڑھتے انسان حیران پریشان ہو جاتا ہے کہ کیسی شیطان کی آنت ہے کہ کہیں ختم ہونے میں ہی نہیں آتی، کیوں اس پاک اور بے عیب کتاب کے ساتھ ایک ترازو میں تولنے لگا جس کی شان ہے

و انه لکتاب عزیز لا یأتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (حم سجدہ: ۴۲)

اور جس کی مثل نہ کوئی دنیا میں بنا سکا، نہ کسی پر آئندہ کو بنانے کی امید ہے۔

اصل بات یہ ہے جو بندہ نے اوپر بیان کی مولوی عبدالکریم سیالکوٹی معذور ہیں، ورنہ کیسا مشرکانہ خیال ہے جو مولوی صاحب کی قلم سے نکلا ہے۔ کس خدا ترس اور تقوی شعار مسلمان کا زہرہ ہے کہ ایسے لغو اور بے ہودہ کلمات کو پڑھ کر برداشت کر سکے۔ کیا یہی براہین احمدیہ ناقص اور ادھوری کتاب تو نہیں ہے جس کے اتنے لمبے چوڑے مگر جھوٹے اشتہارات دے کر لوگوں سے زر وصول کی جاتی رہی۔

مولوی عبدالکریم صاحب! افسوس ہے آپ کے اس اعتقاد پر۔ اگر آپ کے دل میں ذرہ بھی خوف خدا ہوتا، اور کچھ بھی قرآن شریف کی وقعت ہوتی، تو ایسے گندے اور مشرکانہ خیالات آپ ظاہر نہ فرماتے۔ مگر پیٹ ظالم ہے۔ تف ہے ایسی روٹی کمائی پر۔ حیف ہے ایسی قرآن دانی پر۔ شائد مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود ہونے پر ہی قناعت کرتے، مگر آپ ان کو زمین پر دم نہیں لینے دیتے اور سب انبیاء علیہم السلام کا لب لباب اور روح الامین اور کیا کیا بنا کر عرش بریں پر چڑھا رہے ہو

خیر جہاں تک آپ سے ہو سکتا ہے، سیدھے سادھے اور جاہل لوگوں کو دھوکے دیا کرو، اور راہ راست سے ہٹایا کرو۔ مگر ایک دن آنے والا ہے کہ تمہارے سب منصوبے خاک میں مل جاویں گے اس وقت توبہ بھی قبول نہ ہو گی بلکہ رونا اور

دانت پیسنا ہوگا۔

ذرا بتاؤ تو سہی ایک مدت مدید اور عرصہ بعید یہ احباب (میر عباس علی لدھیانوی، حافظ حامد علی، منشی غلام قادر فصیح، منشی مہتاب الدین سپر وائزر، مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی، فتح محمد خان، شیخ عبدالحق، حافظ محمد یوسف ضلع دار نہر، منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری۔منشی عبدالعزیز خان) اور ان کے سوا دیگر کئی بزرگوار براہین احمدیہ کو تدبر اور روشنی میں پڑھتے رہے ہیں یا نہیں جن کی تعریف میں آپ کے مرشد بزرگ وار کئی ایک دفعہ اپنی تصانیف میں ذکر کر چکے ہیں۔

کیا یہ احباب آپ کی جماعت کے لیڈنگ ممبران نہیں ہیں؟

بتاؤ ان بزرگواروں نے اتنے بھاری نشانات، جن کو نہ کسی پیغمبر نے دکھایا، نہ کسی ولی غوث وقطب نے، دیکھ کر کس طرح آپ کی جماعت سے بے زاری اور علیحدگی اختیار کی۔

پس ہمارا گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اگر آپ لوگوں کا مشن کچھ بھی راستی پر ہوتا، اور فخر تعلّٰی وغیرہ نہ ہوتی تو ایسے فرشتہ خصال لوگ اس مشن سے اپنی بیزاری نہ ظاہر کرتے۔

مولوی عبدالکریم صاحب! آپ ہزار طرح سے پردہ پوشی اور ملمع سازی میں سرگرمی دکھلاویں، مگر عصائے موسیٰ نے تو آپ کی رسیوں اور سوٹیوں کو نگل لیا۔ اگر اب بھی اپنے فرعونی خیالات کو دور نہ کریں تو آپ ہی کو زیبا رہیں۔

اور کچھ صدوقیوں کی طرح ایک غلط کار مضل مقلد یورپ مصنوعی ریفارمر کی پیروی کے سبب سے خدا تعالیٰ کی شرائع، وحی الہام مکاشفہ رؤیا، دعا..وغیر تمام امور حقہ سے منکر ہو گئے جو اسلام کا یگانہ اور مایہ ناز ہیں۔

معلوم نہیں کہ اس کو سننے سے قادیانی مولوی کو سواء اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنے کے اور کیا فائدہ متصور ہے۔ بھلا اس سے بھی کوئی زیادہ غلط کاری ہوسکتی ہے کہ قادیان کو بیت المقدس قرار دیا جاوے، اور مسجد اقصیٰ کو مسجد قادیان سمجھا جاوے۔

اس سے زیادہ گمراہی کیا ہوسکتی ہے کہ ایک مضل ختم رسالت کے بعد بھی اپنے تئیں (معاذ اللہ) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہم پلہ جانے۔ کیا اگر کوئی یورپین دو اور دو چار کہا کرے، تو بھلا مولوی صاحب موصوف بھی چار ہی کہیں گے؟ نہیں ہرگز۔

بلکہ مولوی صاحب کو پانچ یا چھ کہنا چاہیے تاکہ یورپ کی تقلید سے بچ جاویں۔ اگر مصنوعی ریفارمر کلی لفظ کا سرسید مرحوم کی طرف مولوی صاحب اشارہ کریں تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ان کی ریفارمیشن کو تو ایک جہاں اصلی اور حقیقی ریفارم یقین کر چکا ہے۔ ہاں البتہ مرزا قادیانی مصنوعی یا جعلی نبی یقین کئے گئے ہیں جنہوں نے دعوی کیا اور اس پر دلیل ایک بھی نہ دی اور اپنی ادعائی نبوت کا سارا دارو مدار کریم بخش ایک ناخواندہ شخص کے اظہارات پر رکھا۔

افسوس ہے کہ قادیانی مولوی صاحب اپنی عادت سے لاچار ہیں، اسی واسطے خواہ مخواہ نیش زنی کرتے ہیں۔ ایک بچھو جو دریا کی طغیانی کے باعث موجوں میں بہہ رہا تھا، اس نے ایک کچھوے کو واسطہ ڈالا کہ ایک دم کے لئے مجھے سہارا دو۔ چنانچہ کچھوے نے منظور کیا۔ جب بچھو اس کی پشت پر بیٹھ کر ہوش میں آیا تو وہیں نیش زنی کرنے لگا۔ کچھوے نے ہنس کر کہا کہ میری پشت تو نہایت سخت ہے وہاں نیش زنی کام نہیں کر سکتی، مگر بھلے مانس کیا نیکی کا عوض یہی ہے۔ بچھو نے جواب دیا کہ فی الواقعہ یہی بات ہے، مگر افسوس ہے کہ میں اپنی عادت سے لاچار ہوں۔ پس قادیانی مولوی، جیسا کہ بندہ نے پہلے عرض کیا، معذور ہیں۔

حق تو یہ تھا کہ وحی الہام مکاشفہ رؤیا اور دعا کی جو (بقول مولوی صاحب) مصنوعی ریفارمر نے تفسیر کی ہے، اس کے برخلاف ایسی تشریح فرماتے کہ جن کو وہ مقلد یورپ کے نام سے پکارتے ہیں دل سے مان جاتے، مگر جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انکی جماعت اسی پٹڑی پر عمل درآمد رکھتی ہے جو اس مصنوعی ریفارمر کا ہے، تو لوگوں کو دکھانے اور حمقاء کو قابو میں لانے کے لئے ہزار دشنام دہی سے کام لیں کچھ بھی نہ بن پڑے گا اور دنیا جان جاوے گی بلکہ جان گئی ہے کہ سوا بدزبانی اور گندہ ذہنی کے مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کے دادا پیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اس سے آگے حضرت مولوی صاحب نے سخت حقارت سے جناب مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا اپنی انجیلی عبارت میں ذکر کیا، مگر بمصداق آیہ کریمہ

و لا تزر وازرة وزر اخری و ان لیس للانسان الا ما سعی

(النجم ۳۸۔۳۹)

اس کے خود مولوی محمد حسین صاحب ذمہ دار ہیں۔ ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ البتہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی صاحب ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے مقدمات کا نتیجہ یہ نکلا کہ پیش گوئیاں قرق، الہامات مدعی ضبط اور قصہ کوتاہ حضرت (قادیانی) کو نبوت سے ہی فارغ خطی حاصل کرنی پڑی۔

پھر حضرت مولوی صاحب (عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی) لنگڑاتے ہوئے دو چار قدم آگے بڑھے ہیں اور نیچرلسٹوں میٹیر یلسٹو ں materialists مادہ پرستو ں وغیرہ کو دو چار سنائی ہیں اور اپنی انگریزی دانی کی ٹانگ بھی توڑی ہے۔

پھر اہل تشیع پر حملہ کیا ہے۔ پھر پھرا کر سرسید احمد خان مرحوم ومغفور کو صلواتیں سنانا شروع کیا ہے جو ایک مدت مدید سے مولوی صاحب کے ہر رگ وریشہ میں سمائی ہوئی ہیں۔ اور فرماتے ہیں:...

م۔ علی گڑھ کالج کے بانی نے اس بدعقیدہ سے متاثر ہو کر اور پرانے حال کے پیٹیر یلسٹو ں paternalists دہریوں کی چال پکڑ کر اپنی تفسیر میں صاف لکھ دیا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے گناہوں کی سزا اوران ک نتیجہ نہ تھی۔ پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ قوم اتفاقاً اس کے نیچے دب گئی۔ الی آخرہ

بندہ: مثل مشہور ہے

گوسالہ چو سہ سالہ شود گاؤ شود، گوسالہ ما پیر شد گاؤ نہ شد

کیا کہنا، مولوی صاحب کی سخن فہمی عالم بالا پر مولویصاحب کے دل ودماغ کی سرسبزی پر اگر مکالے بھی عش عش کرے تو عین زیبا ہے۔ ہم تو مولوی عبدالکریم صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر حیران رہ گئے ہیں کہ ایسی خوش فہمی کیونکر ان میں پیدا ہوگئی۔ مگر سچ ہے کہ زمانہ قابل آدمیوں سے کبھی خالی نہیں رہتا۔

ناظرین غور کرو قادیانی مولوی صاحب کی یہ سمجھ ہے کہ سرسید احمد مرحوم قوانین قدرت کے مخالف تھے اور نیچر میں امور اتفاقیہ کے قائل تھے، حالانکہ یہ ایسا سفید جھوٹ ہے جیسا کہ کانے کو دیکھ کر کہا جاوے کہ اس کی دونوں آنکھیں بالکل درست ہیں، یا لنگڑے کو لاٹھی کے سہارے چلتا دیکھ کر کہا جاوے کہ یہ تو مثل صحیح و تندرست آدمیوں کے ریل گاڑی کی طرح دوڑ رہا ہے، یا سورج کو عین اپنے سر پر دیکھ

کر کہہ دے کہ آدھی رات ہے۔ سر سید احمد خان مرحوم نے دس جگہ نہیں، بیس جگہ نہیں ، بلکہ سینکڑوں جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ جو کچھ دنیا میں واقعہ ہوتا ہے عین قوانین قدرت کے مطابق ہے۔ اور اتفاق کا نام دوسرے الفاظ میں کسی چیز کے علم نہ ہونے کا نام ہے یا جہالت۔

اگر قادیانی مولوی عبدالکریم صاحب اپنے دعوی کے ثبوت میں سر سید احمد خان مرحوم کی تصانیف کا کوئی مقام شہادۃً پیش کرتے جہاں سر سید احمد خان مرحوم نے یہ لکھا ہو کہ فلاں فلاں واقعہ اتفاقاً ہوا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کیا ہم مولویصاحب کے مرید بننے کو تیار تھے اور اگر نہ نکال سکے اور پھر میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہرگز نہ نکال سکیں گے خواہ مولوی نورالدین اور مرزا قادیانی کو بھی اپنا مددگار بنالیں، تو ہمارا تو دونوں طرح سے سیدھا ہے۔

اگر مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے غصہ کے جوش سے بے ساختہ ایسا لکھ دیا ہے، تو خود مولوی صاحب کی طرف اتفاقیہ یا جہالت کا لفظ عائد ہوگا۔ اور اگر عموماً ایک مرحوم پر ایسی بہتان بندی کی ہے، تو مولوی عبدالکریم صاحب کی خیانت اور پبلک کو مغالطہ دہی روز روشن کی طرح آشکار ہے۔

میرا فرض ہے کہ اس موقعہ پر ناظرین کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ سر سید احمد خان مرحوم کی تصانیف کا مطالعہ کر کے مولوی عبدالکریم صاحب کی راست بیانی اور سرخ روئی کی داد دیں۔

عبدالکریم قادیانی ۔ یہ وہی مچھلیاں اور سونے کے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں کہ جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر صدیق کی شکل میں پہلے داعی ﷺ کے دام میں آئی تھیں۔

بندہ۔ ہمارا مطلب جو اپنے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء والے مضمون میں تھا، اس کو عقل مند لوگ خوب سمجھ گئے تھے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کو مولوی نورالدین بھیروی جیسے لوگ مل گئے تو مولوی محمد حسین بٹالوی جیسوں کی کچھ پرواہ نہ رہی، حالانکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی علم وفضل وزہد وتقوی میں مولوی نورالدین بھیروی سے کئی گنا بڑھ کر تھے۔ مگر جب روپیہ آنے لگا تو مرزا صاحب نے اسے چلتا بتایا۔ اب مولوی عبدالکریم

سیالکوٹی اس معاملہ کو کھینچ تان کر پیغمبر ﷺ تک لے گئے ہیں، اور یہ ان کا حق بھی ہے۔ جس کا کھایئے اس کا گیت گایئے۔ ہر پہلو سے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے برابر جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ثابت کرنا ہوا۔ مگر اس مثال میں بوجوہات چند در چند غلطی اور زبردستی پر ہیں:

۱۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت ابوبکر سے کون شخص مراد لی ہے۔ کیا قادیانی مولوی (عبدالکریم) خود بذاتہ، جن کو دعوی بھی ہے؟

مگر یہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی مالی حالت کا فوٹو پہلے کھینچ آیا ہوں اور اب ہر طرف سے مایوس ہو کر الٹے مرزا غلام احمد قادیانی کے در دولت پر دھونی رمائے بیٹھے ہیں اور انہیں کے دست نگر ہیں۔ ناچار کسی اور شخص کو اس مثل کا مصداق ماننا پڑے گا مگر مشکل یہ ہوگی کہ صدیقیت مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ سے نکل جاوے گی۔

۲۔ حضرت خدیجہ سے کس کو تعبیر کیا جاوے؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی زوجہ کو؟، سو وہ تو ہو نہیں سکتیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جو نیک سلوک اس بے گناہ عفیفہ کے ساتھ کیا، یعنی آخری عمر میں ناحق بے وجہ ان کو اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ کیا یہی سلوک معاذ اللہ رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کیا تھا؟ افسوس ہے مولوی عبدالکریم صاحب کی ہمہ دانی پر۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دوسری بی بی کو بھی حضرت خدیجہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ گو آخر الذکر دولت مند ہے اور مالدار۔ مگر دولت مند اور مالدار اس کو کس نے بنایا؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے۔ حالانکہ جب مرزا قادیانی کو ایک بات بنانے کے واسطے پانچ ہزار کی ضرورت آپڑی، تو آخر الذکر نے اپنے زیور کے عوض مرزا قادیانی کا باغ (فردوس برین) رہن رکھ لیا: حاشا اللہ ایں گھر دار آں گھر بار آمدہ

اب رہی تیسری فرضی بیوی جس کی نسبت و زو جنا کھا مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوا تھا اور جس کی زبان درازی پر آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے بڑا بھاری معجزہ دکھایا۔ یعنی گالیاں کھائیں اور صبر ایوب کیا۔

وہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ ابھی تک معنی دربطن شاعر کی مثال ہے۔

اور اگر وہ بالفرض کسی آئندہ زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حبالہ عقد میں آ بھی جاوے، تو وہ واقعات جو گذر چکے ایسی مثال دینا عبث اور ناروا ہوگی۔ پس یقین ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اس عقدہ کو نہایت عمدگی سے حل فرماویں گے۔

عبدالکریم قادیانی: نہایت فخر و تعلّی کے ساتھ بڑے بڑے موٹے اور بھدے الفاظ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن کی ترقی کا ذکر فرماتے ہیں کہ ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو تبلیغ کا خط لکھا، امیر کابل کو دعوت دی۔ کئی آدمیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب قبول کیا۔ وغیرہ وغیرہ

بندہ: حضرت! اس زمانہ میں جب کہ برٹش گورنمنٹ نے رعایا پروری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا، اور ہر ایک قوم کو آزادی دے کر کمال احسان مندی سے انگریزی زبان رعایا کو سکھا دی ہے، ہر ایک مذہب والا اپنے عقاید و خیالات آزادی سے ظاہر کر سکتا ہے۔ جس سٹیج پر ایک عیسائی وعظ کر جاوے، اسی پر یہودی پارسی ہندو مسلمان سکھ وغیرہ حتیٰ کہ ایک دہریہ کو بھی اپنا مدعا پیش کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔

حضور ممدوحہ قیصرہ ہند کی خدمت میں عرضی لکھنا یا امیر عبدالرحمٰن امیر کابل کو مراسلہ بھیجنا کون سی مشکل بات ہے۔ ہزاروں آدمیوں نے ملکہ کو عرائض لکھے ہیں۔ مگر دیکھنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تبلیغ کا کیا اثر ہوا۔ کس قدر یورپئن و دیسی عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر مرزائی ہوگئے۔ کس قدر اہل کابل نے مرزا غلام احمد قادیانی سے بیعت کی۔ امیر صاحب کابل، موصوف نے کیا جواب دیا؟ یہی کہ

ہمیں (ادعائی) مسیح موعود کی ضرورت نہیں ہے ہم عمرؓ کو چاہتے ہیں۔

ممالک دور دراز کو جانے دو، خاص ہندوستان میں ہی کوئی جماعت اہل ہنود، آریہ، برہمو، سکھوں وغیرہ کی بتاؤ جو آپ کے جھنڈے کے نیچے آگئی ہو۔

پھر اگر دس یا پچاس سادہ لوح سادہ مزاج مسلمان دھوکا کھا کر مرزا غلام احمد قادیانی کے پنجہ میں آگئے ہیں، تو ان پر اس قدر اترانا کیا معنی رکھتا ہے۔

اگر قادیان سے کئی ایک آدمی ہو آئے ہیں تو ہر ایک فرقہ مسلمان میں ہم لاکھوں آدمی بتا سکتے ہیں۔ اگر اور سب کو چھوڑ کر صرف کیسر شاہی یا ذنا شاہی، لب شاہی وغیرہ کا حساب کیا جائے تو آپ اس کے دسویں یا سویں حصہ کی بھی برابری نہ کر

سکیں گے۔اور جان جاویں گے کہ ابھی تک آپ لوگ خلق خدا کے ورغلانے میں کسی مراد کونہیں پہنچے۔ پھراس سے کیا نتیجہ نکلا کہ آپ سچے ہیں اور باقی اسلامی دنیا حق پرنہیں ہے۔

عبدالکریم قادیانی۔افسوس ظلم اور اعتساف میں اس معترض کواس کے بزرگوں سے جو اس نادرفن میں زندہ یادگارچھوڑ گئے ہیں بہت بڑھ کرمیں نے پایا ہے۔

بندہ۔چھلنیوں کوبھی شاید یہ حق حاصل ہوگیا ہے کہ کورے کو چھید کا طعنہ دیں۔کیا آپ لوگوں سے بھی بڑھ کرکوئی شخص اس نادرفن میں زندہ یادگار ہوسکتا ہے۔اور جناب کے مرشد بزرگوار سے بھی اس میں زیادہ طاق اورشہرہ آفاق ہوسکتا ہے۔ہم نے ان الفاظ سبّ وشتم کی،جس کا ایک بیش بہا اور بھاری خزانہ مرزا قادیانی کی تصانیف میں بھرا پڑا ہے،تین چارسو کے قریب چھانٹا تھا مگر ہماری کانشنس اس امرکوتسلیم نہ کرتی تھی کہ ایک دفعہ وہ مرزا مرزا قادیانی کی زبان وقلم سے نکلی ہیں تو دوسری دفعہ ہم اپنی زبان وقلم کو ان سے آلودہ کریں۔مگر ہم پر کیا موقوف ہے،بہت سے خدا کے بندے ان مزخرفات کو دیکھ رہے ہیں۔چنانچہ حال ہی میں جناب منشی محمد الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری نے بھی،جوایک مدت مدید اور عرصہ بعید مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت میں رہ چکے ہیں ،الفاظ مذکورہ بالا کومرزا غلام احمد قادیانی کی صرف چند کتابوں سے چن کرحروف تہجی کی ردیف سے بطور ڈکشنری اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے (دیکھوعصائے موسیٰ)۔اور آئندہ کو اگرکسی نے سبّ وشتم کی سند لینی ہوگی ،تو مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے حواریوں بالخصوص مولوی عبدالکریم سیالکوٹی وزیراعظم سے لیا کرے گا۔

اب کہاں ہیں وہ لوگ جومرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف اوران کے اخلاق پرادھار کھائے بیٹھے ہیں۔کیاان کا فرض نہیں ہے کہ ان دوآیات قرآنی پرغورفرماویں

وانّك لعلی خلق عظيم (القلم)

فبما رحمة من اللّه لنت لهم ولو كنت فظاً غليظ القلب لا انفضّوا من حولك (آل عمران: ۱۵۹)

اور پھرحضرت موسیٰؑ وحضرت ہارونؑ کوارشاد ہوتا ہے:

فقولا له قولًا ليّناً (طه: ٤٤)

کیا ایسی بے دھڑکی سے علماء اسلام وصوفیا عظام کو دشنام دینا جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت شریف میں داخل ہے انبیاء علیھم السلام کا اتباع ہے، یا صریح قرآن مجید کی مخالفت جو غیر اللہ کو پوجنے والوں کے ساتھ بھی بدزبانی سے روکتا ہے۔

ہم نہایت وثوق سے کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ نامقبول طریق کوئی باایمان مسلمان بھی پسند نہ کرے گا اور وہ ذات برتر جو ہمارے دلوں کی چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے، اس فعل شنیع کا ضرور ہی ظالموں کو مزہ چکھاوے گا کیونکہ اس کا حتمی وعدہ ہے:

فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقاً علینا نصر المؤمنین

(الروم: ٤٨)

و لا یرد باسنا عن القوم المجرمین (یوسف: ۱۱۰)

عبدالکریم قادیانی۔ اورحق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صحبت میں رہ کر حسن ظن اور صبر سے اس کے حالات کو دیکھتے اور اس کے مختلف متعلقات سے اندازہ لگاتے۔ اتنا بڑا دعوی یعنی زمانے کا منجی مصلح ہونا خدا تعالی کا مرسل و مامور ہونا حضرت سید عالم ﷺ کے دونوں بروز محمد واحمد کا جامع و متحمل ہونا آدم کہلانا نوح کہلانا ابراہیم کہلانا موسی کہلانا عیسی کہلانا اور بالآخر محمد واحمد (ﷺ) کہلانا۔ غرض اتنا بڑا دعوی ایک اہل دل خدا ترس کے کانوں میں پڑ کر کم سے کم توقف کر جاتے ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا۔

بندہ۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی عبارت کو غور سے پڑھو کیا۔ اب بھی کسی کو اس بات کا شک ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کھلم کھلا نبوت کا دعوی نہیں کرتے؟

سو ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ جو لوگ خدا تعالی کو نہیں مانتے اور حضرت رسول کریم ﷺ سے ناحق ناراض ہیں اور جن کے ایمان

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ)

پر نہیں ہیں ان کو کون روک سکتا ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے، بڑی خوشی سے قادیان

جاویں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی صحبت میں بسر کریں۔ اور کچھ عرصہ تو کیا ہم تو ابتداء اس زمانہ سے جب کہ مرزا قادیانی نے دس ہزار روپئہ کی فرضی جائداد کے اشتہارات نکالے تھے اور ابھی ادعائی ابوبکر (معاذ الله) کی مداحی کا زمانہ بھی نہیں آیا تھا، ان کی حرکات وسکنات کو انصاف کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ کی اصطلاح میں حسن ظن کس جانور کا نام ہے اور ۳۰ برس سے اور کس قدر زیادہ عرصہ اس باب میں غور کرنے کے لئے درکار ہونا چاہیے۔ کیا حسن ظنی سے مبطل شے کو مثبت شے سے فرض کرلیا جائے۔ اور پھر آپ کی اس پر یہ ملمع سازی اور ستم ظریفی کہ نہ ایک نبی یا رسول بلکہ کل انبیاء علیھم السلام کا (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) مرزا قادیانی خلاصہ اور لب لباب ہیں

بتاؤ جس شخص کو خداوند تعالی نے صریح الفاظ میں جتا دیا ہو

ما كا ن محمد ابا ا حد من ر جا لكم و لكن رسو ل الله و خا تم النبيين

وہ ایسے دعاوی باطلہ کرنے والوں کی تحریروں پر کیوں اپنا قیمتی وقت خرچ کرنے لگا۔ چہ جائے کہ وہ ان کے بطلان کا تجربہ اور مشاہدہ بھی کر چکا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے سب الہامات غلط نکل چکے ہوں۔ اس کی پیش گوئیاں جن پر اس کی نبوت کا سارا دار مدار تھا، حرف غلط کی طرح مٹ چکی ہوں۔ دنیا طلبی، ابلہ فریبی اور کافتہ المسلمین کو گالیاں دینا، اس کا اصل اصول ہو۔ بصارت تو پہلے ہی جاچکی تھی بصیرت بھی جواب دے بیٹھی ہو اور

من كا ن فى هذه اعمى فهو فى ا لآ خرة اعمى و ا ضلّ سبيلا

کے مصداق بن گئے۔ فا عتبروا يا او لى ا لا بصار

مولوی عبدالکریم: پھر دس برس سے پوری استقامت کے ساتھ جس میں زمانہ کے اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کی ترہیب وترغیب سے ذرہ بھی جنبش نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ کی طرح آفتاب اور ماہتاب کا دائیں بائیں اسکے رکھا جانا اس پر زور آواز کو ذرہ بھر بھی پست نہ کرسکا۔

امام الدین: صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے

اپنی غزل پہ آپ ہی گاتے ہیں شیخ جی

جس کا کھایئے اس کا گیت گایئے ، ورنہ مسیح موعود کے دعوی کی بنا تو فقط کریم بخش کے اظہارات پر ہی موقوف ہے، جو سائیں گلاب شاہ مجذوب فقیر کا چیلا تھا۔

سبحان اللہ ! سب انبیاء کا لبّ لباب اور اصلی مغز ہونا اور اس پر گواہی صرف کریم بخش کی۔

اب آپ کا اختیار ہے کہ اس ضد وہٹ کا نام استقامت رکھو، یا اس سے بھی موٹے اور بھدے لفظ سے تعبیر کرو کیونکہ جھوٹ کسی کی ملکیت تو نہیں ہے ۔حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے برابر یا ان سے بھی آگے بڑھانا (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

یہ تو آپ نے بیان کیا کہ آفتاب اور ماہتاب مرزا قادیانی کے دائیں بائیں رکھا گیا، مگر اس کی تشریح نہ کی کہ کس نے رکھا، کب رکھا، اور کیوں رکھا ؟

اگر اس پر بھی اپنی ہی گواہی دو گے جیسے کہ اپنے دیگر مسلمات حریف مقابل کے سامنے بے فائدہ پیش کرنے کی آپ کو عادت ہے، تو سماعت میں نہ آویں گے ۔

اس کے آگے آپ نے انجیلی الفاظ سے عبارت آرائی اور قرآنی آیات کے غلط استدلال سے کام لیا ہے اور کچھ اپنے اور کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کے مناقب بیان کرنے میں الحکم اخبار کے کالم لئے ہیں اور نہایت سختی سے حکم دیا ہے کہ لوگ مرزا قادیانی کی خدمت میں کیوں نہیں رہتے ۔

پس یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے ۔آپ کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمت میں رہتے آج گیارھواں سال ہے، تو باوجود اس اخلاص اور خاطر داری کے اپنا جسمی روگ آپ نے کیوں ان (قادیانی) کے سامنے پیش نہ کیا۔

اور اس پر سخت تعجب تو یہ ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی)موصوف کو بھی آپ کی جاں گداز اور سرتوڑ خدمت دس سالہ پر کبھی خیال تک نہ آیا، حالانکہ ہر وقت آپ ان کی نظر کیمیا اثر کے نیچے رہتے ہیں۔

اگر آپ کو اس معذوری سے صحت ہو جاتی تو سواء اس کے کہ آپ دینی اور دنیوی کاموں کے قابل ہو جاتے اور مسیح موعود اور سب انبیاء کے لب لباب کو بھی آپ

جیسے سرگرم حواری سے بے شمار فائدے حاصل ہوتے۔ کس قدر عمدہ بات تھی کہ عوام اس نشان کو دیکھ کر مسیحیت کو مان جاتے اور آپ لوگوں کو چیخ چیخ کر اور غل مچا کر اپنی طرف کرنے کی آپ کو ضرورت ہی نہ رہتی اور خود بخود وہ اس مشن کی طرف دوڑتے چلے آتے۔

مولوی عبدالکریم قادیانی: معترض نے جس ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہے، تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم دونوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرف دار۔

امام الدین: اس کا جواب ۱۵ و ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کی اشاعت چودھویں صدی اخبار میں ہو چکا ہے۔ اگر کچھ کسر رہ گئی ہے تو اب اس کو پورا کیا جاتا ہے۔

قادیانی مولوی صاحب! آپ کے مرشد بزرگوار کے پاس جو آپ کے مرید بھائیوں کا رجسٹر ہے آپ اس سے دیکھ لیں کہ بندہ کا نام بھی کہیں اس میں درج ہے یا نہیں۔ ایسا ہی بذریعہ پوسٹ کارڈ یا خط جناب پیر مہر علی شاہ سے بھی دریافت کر لیں کہ ان سے بجز انّما المو منین اخوة بندہ کا کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ ہر طرح سے آپ تسلی اور اطمینان کر لیں۔ پھر سچی بات سے اس قدر کیوں ناراض ہوتے ہیں۔

اس سے آپ جو آپ نے طلاقت لسانی اور اپنی نرالی فصاحت کی داد دی ہے اس کی بندہ کو پہلے ہی سے امید تھی

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہء عصمت بروں آرد زلیخا را

عناد، بغض، حسد، کڑھنا، سر دھننا.. مہلک روگ، وغیرہ الفاظ آپ نے بندہ کی طرف منسوب کئے ہیں، یہ تو ظاہری باتیں ہیں۔ خدا جانے اسکے سوا اور کتنی اندرونی بیماریاں ہم میں ہیں جو اگر خدا کے سوا کسی کو معلوم ہوں، تو شاید پاس تک بھی پھٹکنے دے یا نہیں۔ مگر شک ہے کہ آپ فطرتاً ہی معصوم ہیں

خطرے ہست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل یاراں خبرے نیست کہ نیست

عبدالکریم قادیانی۔ مرزا قادیانی ابتداء میں اسی طرح مال وزر سے ناتواں اور مسکین

تھے جس طرح عبداللہ کا جایا اور آمنہ کا بیٹا۔

امام الدین: آپ کو یوں نہیں کہنا چاہیے تھا بلکہ اس کے برخلاف شائد اس بارے میں آپ نے مرزا قادیانی سے مشورہ نہیں کیا ورنہ وہ صاف صاف فرما دیتے کہ میں ابتداء میں مالدار تھا اور میں نے اپنی جائداد سے مبلغ دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار دیا تھا کہ جو شخص میری کتاب کا جواب پورا پورا لکھے گا اس کا حق ہوگا، اور اب میں نادار اور مفلس ہوگیا ہوں جب کہ میں نے اپنی ملکیت میں سے باغ وغیرہ اپنی بی بی صاحبہ کے ہاں رکھ کر پانچ ہزار روپیہ قرض لیا ہے۔ یہ افلاس کی نرالی فلاسفی کہ دس ہزار روپیہ بھی پاس ہو اور پھر غربت بھی سوار۔ آپ تو خواہ مخواہ ہر ایک بات میں مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بالمقابل بلکہ اس سے بھی آگے بڑھا رہے ہو۔ بندہ ء خدا سوچو تو سہی اگر جناب رسول اکرم ﷺ کو عام مسلمانوں سے چندہ ملا تو وہ کوئی (معاذ اللہ) حظوظ نفسانی مثلاً قورمے مرغ بریانی برفاب ... چائے اور قیمتی کپڑوں کے لئے تھا، یا ہیرے روزمرہ مروارید اور یاقوتیاں سے قسم قسم کے نسخے تیار کرنے کے لئے، یا یہ کہ جڑاؤ زیورات بنوا کر ازواجات مطہرات کو دینے کے لئے ہرگز نہیں بلکہ قرآن مجید کی اس آیت کو دیکھ کر

يا ايّها النّبى قل لاز وا جك ان كنتن تر دن الحيوة الدّ نيا و زينتها فتعا لين امتّعكنّ و اسر حّكنّ سرا حاً جميلا ۔(اے نبی اپنی بے بیوں کو کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے بناؤ سنگھار کا ارادہ کرتی ہو آؤ میں تمہیں اس کا فائدہ دوں اور اچھے طریق سے تم کو رخصت کر دوں)

اگر اوائل زمانہ اسلام میں اصحاب صفہ وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے دیکھے تھے، تو بوقت رحلت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جس کی ہم سری کا آپ دعوی کرتے ہو، اور مرزا غلام احمد قادیانی نے حکیم مولانا نورالدین کو نامی نیٹ nominate کر دیا ہوا ہے۔ حضرت ابو بکر نے ابتداء میں جس قدر دولت و مال ان کے پاس تھا سب کا سب للہ فی اللہ راہ اسلام میں صرف کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کی گدڑی پوشی کا حال بایں حکومت و سلطنت کس کو معلوم نہیں کہ کپڑے میں چھ پیوند تھے اور ایک پیوند چمڑے کا بھی تھا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کی ورع اور تقوی اور دنیا کے مال و دولت کو حقیر جاننا اور ان کے پیراہن مبارک میں بے شمار پیوندوں کا لگا ہونا اور خیاط (درزی) کا عرض کرنا کہ یا حضرت اب تو اس جامہ کو چھوڑ دو اور حضرت ممدوح کا جواب دینا

ما لعلی و دنیاه من قلت الزا د و طو ل السفر

اور مقولہ

یا صفراء یا بیضاء غر غیری انی طلقتك ثلا ثه لا ر جعت لی فیك۔

علی کو دنیا سے کیا سروکار۔ افسوس توشہ کم اور سفر دراز۔ اے زرد (سونا) اور سفید (چاندی) میرے غیر کو تو غرور میں ڈال بے شک میں نے تم کو تین طلاقیں دی ہیں مجھ کو تیری طرف رجوع نہیں ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ کی وفات کے وقت سواسواری اور ہتھیاروں کے ان کے گھر سے کیا نکلا؟

یہی حال صحابہ کا تھا۔ اصل یہ ہے کہ وہ خوش خوری اور خوش پوشی اور عیش و تنعم پر ہی نہیں مرمٹے تھے بلکہ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ، پر ان کا عمل درآمد تھا اس مقولہ پر نہیں

الد نیا زور لا تحصل ا لا با لزور

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

ہاں اگر دوسرا پہلو اختیار کیا جائے یعنی روزگار محنت مزدوری وغیرہ کے حلال کا روپئہ کمایا جاوے اور اس سے حق اللہ و حق العباد ادا کر کے ضروریات پر خرچ کیا جاوے تو بھی ایک بات ہے

مگر افسوس تو ان عقل کے اندھوں گانٹھ کے پوروں پر ہے جو طرح طرح کی چالبازیوں سے خلق اللہ کی کمائی سے ہاتھ رنگتے ہیں اور نہایت ظلم سے اس کو تباہ کر کے

انه لا یحبّ المسرفین

اور انّ المسر فین هم ا صحا ب النار

کے مصداق بنتے ہیں ۔ ..مگر خواہ مخواہ قرآنی آیات پر غلط استدلال اور بے ہودہ تاویلات کر کے ہر پہلو میں مرزا قادیانی کی حضرت رسول مقبول ﷺ سے برابری کا دعوی کیوں کرتے ہیں۔

عبدالکریم قادیانی ۔خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے نمونوں کی طرز پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے اسی عرصہ میں خدا کی طرف سے الہام ہوا الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ یہ الہام آج سے ۳۰ سال کی مدت کا ہے

امام الدین : ہاں یہ سچ ہے مگر بقول ہمارے یعنی جس طرح ہم نے اپنے مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء والے مضمون میں دکھایا تھا اور بقول آپ کے کیونکہ اگر وہ سخت کمزور اور کس مپرس تھے تو ابتداء میں انہوں نے دس ہزار روپیہ کا اشتہار اپنی جائداد سے کیسے دیا۔ جس کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس قدر مالیت کی ہو، کیا وہ پرلے درجے کا مفلس کہلا سکتا ہے؟

اس سے عقل مند لوگ بآسانی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پیر مرید میں سے ایک ہی شخص سچا ہوسکتا ہے ۔یعنی دس ہزار روپیہ اپنی حیثیت یا ملکیت کا اشتہار دینے والا ، یا اس کو مفلس یا قلاش بیان کرنے والا۔

اور الیس اللہ بکا ف عبدہ کو بھی ہر ایک مسلمان آج سے ۱۴۰۰ برس کا الہام یقین کرتا ہے دیکھو سورہ زمر آیت ۳۵ ۔ نہ آپ کی طرح ۳۰ برس کا کیونکہ جب کافتہ المسلمین کو آپ کے مرشد کے دعوی سے ہی انکار ہے تو آپ کے پاس کیا وجہ ثبوت ہے کہ یہ الہام مرزا قادیانی کا ہے۔

اور پھر رسول کریم ﷺ نے تو صحابہ کرام کا مال قومی ہمدردی میں خرچ کر دیا تھا آپ لوگوں نے ان کے کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ کیا ہمدردی کی ؟ جن کے خطاب اور سینکڑوں طرح کی دشنام دہی کے سوا ہم نے کوئی نیک کام آپ لوگوں کی طرف سے وقوع میں آتا نہیں دیکھا بلکہ آپ کی جماعت اپنی آمدنی کا قدرے قلیل حصہ غلط خرچ کرتے تھے جب سے اس نئے مذہب میں آئے اس سے بھی گئے گذرے ہوئے بتاؤ لغو کتابوں بے ہوہ اشتہاروں کے سوا کون سا عمدہ کام آپ لوگوں

سے سرانجام پذیر ہوا ہے۔ بڑے سے بڑا کام جو موضع قادیان میں ایک مدرسہ بنایا ہے جس کے چلنے کی شکایات الحکم اخبار میں پڑھی جاتی ہے حالانکہ اسباب و وسائل اس زمانہ میں یہاں تک آسانی کو پہنچ گئے ہیں کہ ایسا مدرسہ معمولی درجہ کا آدمی بھی بنا کر چلا سکتا ہے

پس جب کوئی صنعت وحرفت کا مدرسہ، لاوارث بچوں کا یتیم خانہ،کوئی رفاہ عام کے لئے کارخانہ وغیرہ کھولو گے، یا ہندوستان میں کوئی نیا کالج چلاؤ گے،تو دنیا دیکھ لے گی۔

یہ منارہ جس کے اشتہارات معہ تصاویر شائع کرتے ہو، محض ایک تعلیٰ اور منہ کی نکالی باتوں کے پورا کرنے کے لئے سبز باغ ہے۔یادرکھو کہ یہ منارہ ایک فانی خوشی آپ کے لئے ہوگی کیونکہ نیم روز عرصہ اس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی چونہ الگ ہو جائے گا مٹی علیحدہ حیف کہ آپ لوگ کوئی ہمیشہ رہنے والی نیکی کرتے، نہ الٹے گالیوں کے محاورات کے خزانے۔

عبدالکریم قادیانی۔ اس قسم کے بہت سے الہامات براہین احمدیہ میں ہیں۔ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالی کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اس زمانہ میں آکر پورے ہوئے۔اسی طرح جس طرح مکی آیات کی پیش گوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئیں۔کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کے اسرار جاننے والے کیوں براہین احمدیہ کے لگاتار الہاموں میں ای طرح غور و تدبر نہ کریں۔

امام الدین۔ یہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا خاصہ ہے کہ اپنے مرشد کی طرح خواہ مطلب کچھ بھی نہ ہو عبارت آرائی سے اس کو پہاڑ بنا دکھاتے ہیں۔اس کا خلاصہ تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہاموں اور پیش گوئیوں اور قرآن شریف میں ما بہ الامتیاز کچھ بھی نہیں ہے۔سو الہامات کی قلعی تو عصائے موسی کتاب میں کھل چکی ہے اور پیش گوئیوں کے پورا ہونے کو ایک دنیا نے دیکھ لیا ہے۔مرزائی شرم نہیں کرتے۔

اخبار الحکم میں مرزا قادیانی کے وہی حواری، ایک پیش گوئی کا پورا ہونا اور مرزا قادیانی کی فتح کا عظیم الشان نشان، کے عنوان سے ایک مضمون لکھتے ہیں کہ مرزا

قادیانی کی پیش گوئی پوری ہوگئی کہ پیر مہر علی شاہ ان کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ لوگوں نے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھی تھی تو شرم وحیا راستی ایمانداری وغیرہ کا لباس اتار کر اپنا کام شروع کیا تھا، ورنہ سوا مرزا قادیانی اوران کی جماعت کے کسی اور شخص کی ایسی رسوائی اس قدر ذلت اوراس درجہ جگت ہنسائی ہوئی جو پیر مہر علی شاہ کی آمدورفت لاہور کے موقع پر آپ کے مشن کے عائد حال ہوئی، جسکو ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، تو وہ شخص چلو بھر پانی میں ڈوب مرتا۔ کیا ایسی روسیاہی کو ہی پیش گوئی کا پورا ہونا قرار دیا جا سکتا ہے کہ حریف مقابل تو میدان میں بلاوے اور آپ کے پیر ومرشد گھر میں بیٹھ کر عیش مناویں۔

اگر اپنے گھر کی کوٹھڑی میں گھسے رہنا اور اپنے حریف مقابل سے انجر پنجر تڑوا بیٹھنا، اسی کا نام عظیم الشان فتح ہے، تو معلوم نہیں شکست فاش کس جانور کا نام ہے۔
ہمارا ارادہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام چھوٹی بڑی پیش گوئیوں پر ایک کتاب لکھیں، مگر اس وقت ہم ان کی وہ تین عظیم الشان پیش گوئیاں درج کرتے ہیں جن پر ان کو فخر وناز اوران کی نبوت کا دارومدار ہے گو کہ نبوت کے ثبوت میں پیش گوئیاں کچھ چیز نہیں ہیں۔

پیش گوئی اول:

مرزا غلام احمد قادیانی (شہادۃ القرآن۔ صفحہ ۷۹۔۸۰ میں) لکھتے ہیں:

منشی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشین گوئی یعنی موت جس کی میعاد مورخہ ۵ جون ۱۸۹۳ء سے شروع ہوتی ہے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ تقریباً گیارہ ماہ باقی رہ گئے ہیں تمام پیش گوئیاں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیاء واماتت دونوں خدا

تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر سے اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔

ا۔ پہلی پیش گوئی کو مرجع و محل ایک عیسائی شخص تھا جو پنشنر تھا اور ۶۸ یا ۶۹ برس یعنی ارذل العمر کی حالت میں پہنچ کر بخار نزلہ کھانسی وغیرہ بیماریوں کا ہدف بن کر آج مرے کل دوسرا دن کا مصداق تھا۔ ۱۵ ماہ کے اندر مر جانا گو عقل مند لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ تخمینہ مرزا قادیانی کے زعم سے اگر چند یوم نہیں تو چند ماہ سے بڑھ کر نہیں تھا چنانچہ اثنا بحث مباحثہ میں جس کو مرزا قادیانی جنگ مقدس کے نام سے موسوم کرتے ہیں عیسائی مذکور کو ایک دو دن بیماری کے باعث حاضر بھی نہیں ہوا تھا مگر دور بینی اور عاقبت اندیشی کے طور پر مرزا قادیانی نے اس کو ۱۵ ماہ کی مہلت دے دی اگرچہ کوئی شخص جسے اپنی زندگی کے دن پورے کرنے ہیں بغیر پورے کئے مر نہیں سکتا بقول سعدی

گر از زندگانی نوشت است بر
نہ مارت گزاید نہ شمشیر زہر

اور خیال کیا جاوے کہ اگر ایک اسلام کا مخالف اس طرح پر مر بھی جاوے تو کون سی عجب بات ہے پہلے بھی تو اسلام کے دشمنوں گمراہوں اور فاسقوں وغیرہ نے جوازلی طور پر اندھے بہرے اور گونگے تھے اسلام کے مقابلہ میں کتابیں لکھیں اور درشت الفاظ لکھنے میں اپنے نامجات اعمال سیاہ کئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی وقت آنے سے پہلے نہیں مرا، ہاں اگر عبداللہ آتھم مذکور اس پندرہ ماہ کی میعاد مقررہ مرزا قادیانی کے اندر مر جاتا تو مرزا قادیانی کی چاندی ہی کیا بلکہ وناہی سونا تھا جاہل خلقت کا جو پیر پرستی پر مرمٹی ہے اس قدر مرزا قادیانی کے ہجوم اور انبوہ ہو جاتا کہ موضع قادیان کی سڑک ٹوٹ جاتی اور اس وقت خدا جانے کیسے کیسے فرعون کام پیش آتے۔

اثناء میعاد میں جب ہم مرزا قادیانی کے فدائیوں سے پوچھتے کہ بھائی اگر

آپ کو اس موت کی آخر کار کوئی تاویل کرنی ہو، مثلاً اس کی روح مرگئی یا اس نے اسلام کے حق میں چونکہ برے الفاظ بکے تھے اس لئے وہ مردہ ہو گیا وغیرہ، تو ہمیں پہلے بتاؤ تو وہ ہماری باتوں سے لہولہان ہو کر اور نیلی پیلی آنکھیں نکال کر ہم سے یوں مخاطب ہوتے استغفر اللہ! اگر وہ اسی ظاہری موت سے ۱۵ ماہ کے اندر اندر نہ مرا تو امام وقت اور مسیح موعود کی پیش گوئی کا راست آنا کیسے؟

چنانچہ اس آخری مہلک دن میں جو درحقیقت مرزا قادیانی کی ہوسوں اور منصوبوں کے تباہ کرنے والا دن تھا ہم چند آدمی مرزا قادیانی کے ایک مخلص مرید کے پاس ۴ بجے شام کے گئے اور اس طرح آپس میں مکالمہ شروع ہوا:

میرا پہلا ساتھی: فرمایئے میاں صاحب! آپ کس شغل میں ہیں؟

مرید: یوں ہی بیٹھے ہیں۔

میرا دوسرا ہمراہی۔ کچھ حیران معلوم ہوتے ہو کیا عبداللہ آتھم کے مرنے کا کوئی تار خبر ابھی تک آیا یا نہیں؟

مرید (اپنی گھڑی دیکھ کر) چار تو بج چکے ہیں مگر کچھ مضائقہ نہیں مرزا قادیانی کا یہی الہام ہے کہ آج کے دن کو خداوند لمبا کر دے گا جب تک آتھم مر نہ جاوے زمین و آسمان ٹل جاویں مگر امام وقت کا فرمودہ ٹل نہیں سکتا۔ میں نے مساکین اور فقراء کے کھلانے کے لئے کھانے وغیرہ کا سب سامان تیار کر رکھا ہے تار خبر آتے ہی دیگ چولھے پر رکھوا دوں گا۔

میرا تیسرا ہمراہی۔ میاں صاحب اگر وہ نہ بھی مرا تب بھی دیگ ضرور پکوانا اور للہ مساکین اور فقراء کو بانٹنا

مرید (جھلا کر) یہ کیسے؟

امام الدین: خدا کے اس احسان کے شکریہ میں کہ مرزا قادیانی امام وقت نہیں ہیں جن کا کہنا ٹل گیا اور آپ کو حافظ حقیقی نے ایسے شخص سے نجات دی جو مفت کے دھوکے دیتا تھا۔

راوی: مسیح علیہ السلام کا جو مرزا قادیانی کے گھر میں اس شد و مد میں اتنا طول طویل عرصہ تک ماتم رہا، تو ان کی فاتحہ خوانی کب کرائی گئی۔ جواب دیگ پکوانے کی فکر ہو۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ عیسائی ۱۵ ماہ کے اندر مر گیا تھا یا نہیں؟
شاید تازہ مردہ تھا کہ بعد ہلاکت کے بھی ڈیڑھ سال تک بولتا رہا۔
کہا جاتا ہے کہ اس نے رجوع بحق کر لیا۔ یہ رجوع بحق کی ایک ہی کہی، مولوی صاحب ہی بتا دیں گے کہ کس شخص کے رو برو اس نے کلمہ طیب پڑھ کر اپنے تثلیثی عقیدہ سے توبہ کی۔ کون سی اس کی دستخطی تحریر آپ کے پاس ہے۔ کس اخبار یا اشتہار میں اس کا رجوع نامہ شائع ہوا۔
سو نہ آپ نے اب تک کچھ بتایا اور نہ سوائے لنگڑے عذرات کے آئندہ کو آپ سے کچھ توقع ہو سکتی ہے مگر ہم بتائے دیتے ہیں تاکہ ناظرین اخبار کو اس کا انتظار نہ رہے۔

نقل خط محررہ عبداللہ آتھم

جو اخبار وفادار لاہور کے پرچہ ستمبر ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا تھا

میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱۔۸۲ مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی نسبت پیش گوئی کی ہے۔ اس سے شروع کر کے جو کچھ گذرا ہے ان کو معلوم ہے اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں تاویل کریں، کون کسی کو روک سکتا ہے۔
میں سے اور ظاہراً پہلے بھی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کے لئے آیا تھا وہاں پہلے تو بعض اشخاص نے ظاہر کر دیا تھا کہ آتھم مر گیا ہے۔ نہیں آوے گا۔
جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو یہ کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں ربڑ کے آدمی میں کل لگا دی ہے ایسی ایسی باتوں کا جواب خامشی ہے میں راضی خوشی اور تندرست ہوں اور

ویسے مرنا تو ایک دن ضروری ہے زندگی اور موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیش گوئی کر سکتا ہے۔

ایک اور خط و کتابت کی کاپی

جب کہ قادیانی کی پیش گوئی ،عبداللہ آتھم ، کے بارے میں غلط نکلی تو قادیانی نے اپنی بات بنانے کے لئے ایک گپ اڑائی کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ وہ باطن میں مسلمان ہو گیا اور اس کی امت نے بھی اس بے شرم بات کو چھاپ کر تشہیر کی تو خاکسار نے اسی عبداللہ کو ایک خط لکھا جس کا جواب یہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قادیانی کا دعوی جھوٹ اور سراسر پوچ ہے جھوٹے مدعیان نبوت کو خدا یوں ہی خوار و ذلیل کیا کرتا ہے

پادری عبداللہ آتھم صاحب السلام علی من اتبع الهدی ۔

کیا یہ بات سچ ہے کہ آپ بموجب پیش گوئی مرزا غلام احمد قادیانی مذہب عیسوی کو ترک کر کے دین اسلام خفیہ طور سے قبول کر چکے ہیں ۔لیکن حسب شرائط مذہب عیسوی جو مشنری پادریوں نے اختیار کر رکھا ہے آپ اس کے افشاء کرنے سے مجبور ہیں وہ شرائط یہ ہیں کہ درسورت تیرک کرنے مذہب عیسوی کے جتنی مدت وہ عیسائی رہ چکا ہے اتنی مدت تک نان نفقہ جو اس کے تصرف میں آچکا ہے بطور تاوان کے واپس کرے۔اگر درحقیقت آپ کو اس بات سے مجبوری ہے تو ہم آپ سے برادرانہ سلوک کرنے کو تیار ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ حتی المقدور آپ کے اخراجات ادا کرنے کی سعی کی جاوے گی بشرطیکہ آپ اس کی تعداد ٹھیک ٹھیک لکھیں کہ کس قدر رقم ادا کرنی ہوگی اور میرے ساتھ ایک جم غفیر آپ کی ہمدردی اور تائید کے لئے آمادہ ہے۔اگر اس بات کی کچھ اصل نہیں یعنی آپ کا دین اسلام قبول کرنا واقعی ایک بہتان ہے تو بھی امید کرتا ہوں کہ آپ بذریعہ خط مجھ کو اطلاع دیں گے تاکہ حقیقت حال سے آگاہی ہو جاوے اور ان مفتریوں کی واقعی

طور سے تکذیب کی جاوے کیونکہ مجھ کو جس قدر اسلام سے محبت ہے اسی قدر مرزا قادیانی کے عقاید سے نفرت ہے پس میں مکرر آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ آپ جواب عریضہ سے تشفی بخشیں۔

منت زیادہ نیاز: محمد اسماعیل مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

بخدمت والا درجت جناب محمد اسماعیل صاحب۔ سلامت

تسلیم! آپ کا نوازش نامہ پہنچا مشکور ہوا یہ بات بالکل لغو اور غلط ہے کہ میں عیسائی مذہب چھوڑ کر باطن میں محمدی ہو گیا ہوں۔ کیونکہ سوائے دین عیسوی کے اور کسی دین کو برحق نہیں مانتا سوائے اس کے میں پادری بھی نہیں ہوں تا کہ کسی طرح خوف یا نقصان زر منجانب پادری صاحب کے ہووے کیونکہ میں تو سرکار کا پنشن خوار ہوں عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری سے پنشن لے کر گھر میں آزادی سے بیٹھا ہوں۔ یہ مرزا قادیانی کی بنیاد کلام ہے۔ اب میں چونکہ زندہ اور تندرست ہوں اور ان کی فضول پیشین گوئی سراسر نادرست ہے تو اب یہ بات نکالی ہے کہ سوائے اس کے اب میں ضعیف العمر آدمی ہوں قریب ۶۸ یا ۶۹ برس کی عمر ہے اور فرض کرو کہ میں پندرہ ماہ کی مدت میں مر بھی جاتا تو کیا عجب تھا۔ لیکن تو بھی خدا تعالیٰ نے مجھے راضی اور تندرست رکھا ہے۔ آپ بہت مناسب کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی جیسے آدمی کے عقاید سے نفرت رکھتے ہیں خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اس کے دماغ کی بیماری سے اس کو بچاوے۔

آپ کا خیر خواہ عبداللہ آتھم فیروز پور مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء

آمدم برسر مطلب:

پس ایسا رجوع بحق وہی شخص مان سکتا ہے اور اس سے اسی شخص کی اشک شوئی ہو سکتی ہے جو آنکھ کا کانا اور گانٹھ کا پورا ہو ورنہ جو واقعات اس پیش گوئی کے متعلق اس دنیا نے مشاہدہ کئے ہیں وہ روز روشن کی طرح سب کے سب آشکارا ہیں۔ اے وائے ایسے لنگڑے عذرات پر آخر اس بات کا بھی کوئی جواب دیا ہوتا کہ مزعومہ موت

کے ختم ہوتے ہی عیسائیوں نے ٹوٹی ہوئی جوتیوں کے ہار پروکر بنام نامی حضرت مقدس مرزا قادیانی ایک سائیں کے زیب گلو کر کے اور اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار اور گجرانوالہ کی گلیوں میں اس کی تشہیر کی۔ شائد اپنی شکست مٹانے کے لئے ایسی ناشائستہ حرکات عمل میں لائی گئی ہوں گی

یاد رہے کہ اسلام کے چند آدمیوں کے اس میں سے نکل جانے پر صداقت اور حقانیت نہیں ہے وہ ایک نور ہے وہ ایک دریتیم بے مثل ہے وہ فی نفسہ پاک اور بے عیب ہے اگر موجودہ مسلمانوں میں سے خدانخواستہ بہت سے اسے ترک بھی کر دیں تب بھی وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ہے:

اسلام بذات خود ندارد عیبے
ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ما ست

پھر اپنے حظوظ نفسانی کو مذہب کے پیرایہ میں ظاہر کر کے اشتہار دینا اور اس کا نام فتح اسلام رکھنا ہم نہیں جانتے کہ کیا معنی رکھتا ہے۔ ہمارے مخاطب مولوی صاحب جو مرزا قادیانی کی مداحی پر مرمٹے ہیں، اپنے خرافات میں ایک مقام پر جاہ و جلال میں آکر کہتے ہیں: کہاں ہے اب عبداللہ آتھم۔

ہم کہتے ہیں کہاں ہیں مولوی صاحب کے بزرگ؟ ایک نہایت عجیب واقعہ اس موقعہ پر بندہ کو یاد آیا ہے

حکایت۔ ضلع ہزارہ کے صدر مقام ایبٹ آباد کے جیل خانہ میں سے ایک قیدی بھاگ گیا جس دربان اور سنتری کی غفلت سے وہ قیدی بھاگا تھا ان دونوں کا سرکاری عدالت میں چالان ہوا اس اثنا میں قیدی مذکور پھر پکڑا آیا حاکم مجوز نے اخیر حکم یہ سنایا کہ دربان موقوف کیا جاوے۔ اس نے عرض کی حضور انور میں ایک غریب آدمی ہوں بال بچے دار اور پرانا نوکر ہوں اب تو قیدی مذکور بھی پکڑا آیا ہے میرا قصور معاف کیا جائے حاکم مجوز نے جواب دیا کہ بھلے اب جو قیدی پکڑا آیا ہے تو برٹش گورنمنٹ کے اقبال سے مگر تمہاری حراست سے تو بھاگ ہی گیا تھا، پھر تم معافی کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہو۔

ہم بھی کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک انسان کے جس قدر سانس لکھے

ہیں پورے کرے گا اذا جاء اجلھم لا یستا خرو ن سا عۃ و لا یستقد مو ن

ڈپٹی عبد اللہ آتھم مر گیا ہے بہت سے اور لوگ بھی سدھار گئے ہیں ہر ایک صدی کے بعد نئی دنیا بدلتی ہے پرانی صفیں لپیٹی جاتی ہیں نیچے غالیچے بچھائے جاتے ہیں اتنی دنیا مر چکی ہے کہ ہمارے گمان اور وہم میں بھی نہیں آتی اور ہم تو جس دن پیدا ہوئے تھے اسی روز ہم کو ازلی حکم سنایا گیا تھا کہ تم ضرور ہی مرو گے مرزا قادیانی نے ہی کچھ آخرت بوریئے نہیں سمیٹے

کل شیء ھا لك الا و جھه کل نفس ذا ئقة المو ت ۔

ید ر ککم المو ت و لو کنتم فی برو ج مشیدة

ہر روز جہان کے تجربے اور مشاہدے میں آرہے ہیں

ہر آنکہ زاد بہ ناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیھا فان

اگر ایک کانٹا جل جاوے، ایک سانپ مر جاوے، ایک دشمن خدا ہلاک ہو جاوے، اس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ کیا کانٹوں کو جلنا ہے تو خوش نما اور خوبصورت پھولوں کا کملانا بہتر ہے؟ اگر دشمنان خدا کو جہنم کی آگ میں پڑنا ہے تو پرستدگان مخلص کو بہشت بریں کی سیر کرنا ضرور ہے

جوانی و پیری نہ نزد اجل
یکے دان چو در دین نخواہی خلل

ہاں اس سے زیادہ کوئی سچی بات نہیں ہوسکتی کہ جس تاریخ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کے بموجب ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی موت واقعہ ہونی تھی اور جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا وہ سراسر غلط نکلی بلکہ میعاد مذکورہ بالا کے پہلے روز جس سوز و گداز اور خلوص دل سے خاص قادیان میں بعد نماز دعائے قنوت پڑھی جاتی تھی اور عبد اللہ آتھم کی موت کے لئے الحاح وزاری کی جاتی تھی وہ مرزا قادیانی کی جماعت کو عموماً اور بالخصوص مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کو ہمیشہ کے لئے تازہ رہیں گے اب مولوی صاحب موصوف ہی غور فرماویں کہ جو شخص مرزا غلام احمد کے ارشاد کے بموجب جس کا اوپر ذکر ہوا، ان کو کاذب کہے تو ان کا

فرمان پذیر ہے یا آپ جو اس کو باوجود ان کے ارشاد کے پھر بھی صادق بتارہے ہیں۔

رجوع بحق والی فلاسفی کے ضمن میں جو اس پیش گوئی کے منکرین کو بدذات بے ایمان خبیث النفس وغیرہ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے (ضیاء الحق مصنفہ قادیانی) اس فلاسفی پر آپ بھی ناز کرسکتے تھے کہ اگر مقررہ میعاد کے ایک دن پہلے بھی آپ ارشاد فرمادیتے کہ اس منکر اسلام نے اپنے تثلیثی عقیدہ سے توبہ کرلی ہے اب پیچھے جو اپنے اور بیگانے اس طرح پرکوسے جارہے ہیں کہ رجوع بحق کو کیوں نہیں مانتے تو یہ نکات بعد الوقوع ہیں جب کہ وہ خود کہتا رہا کہ میں جیسا پہلے عیسائی تھا ویسے ہی اب ہوں، تو کیا مرزا قادیانی نے اس کا دل پھاڑ کر معلوم کرلیا تھا کہ رجوع بحق کرلیا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ ناچار ہوکر آخر کار مرزا قادیانی کو ایک بات بنانی پڑی اور ایک ہزار روپیہ سے لے کر چار ہزار روپیہ تک کے مریدان مخلص کی اشک شوئی کے لئے اشتہارات دیئے گئے مگر مخالفین کو پکی پیش گوئی کا دیکھنا تھا یا ایسے اشتہاری روپیہ کا لالچ۔ علاوہ بریں یورپ کے فنڈوں میں خیرات کا اس قدر روپیہ جمع رہتا ہے کہ وہ ایک قادیان تو کیا سینکڑوں ایسی قادیان خرید سکتا ہے مسلمانوں اور اہل ہنود وغیرہ اقوام میں سے جو عیسائی ہوتے ہیں محض روپیہ کی بدولت۔ ایک دو برس کا عرصہ ابھی نہیں گذرا کہ ہمارے چھوٹے سے قصبہ میں ساٹھ ہزار روپیہ کی لاگت عورتوں کا شفاخانہ تیار ہوا ہے جو کسی عورت عیسائیہ نے مرتے وقت اپنی دو بیٹیوں کو وصیت کی تھی اب فرمایئے جو ایسے دولت مند لوگ ہیں وہ آپ کے فرضی چار ہزار روپیہ کی کیا پرواہ کرسکتے ہیں اس میں شک نہیں کہ سب مسلمان عیسائیوں کی مذہبی موجودہ صورت کو (جو اوائل اسلام سے لے کر اب تک ہے) باطل یقین کرتے ہیں مگر اسلام کی صداقت روحانی برکتوں اور براہین قاطعہ کے زور سے ہے نہ کہ بودے اور نکمے ہتھیاروں سے جس طرح پر مرزا قادیانی کا انداز ہے۔

دوسری پیشین گوئی

اس شخص کے لئے جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی سے عقد کرنے والا تھا کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام زوجنا کھا اسی لڑکی کے حق میں تھا۔ یعنی جو شخص اس لڑکی سے نکاح کرے گا تاریخ عقد سے اڑھائی سال کے اندر

مرجاوے گا۔

اوائل میں (دیگر پیشین گوئیوں کی طرح) اس پیشین گوئی کے پورا کرانے کے لئے بھی مرزا قادیانی نے حد سے زیادہ قلم وزبان کا زور لگایا اور جان توڑ کوششیں کیں۔کسی بزرگ نے جو مرزا قادیانی کے حالات وتصانیف سے کامل واقف ہے ایک مفصل کتاب موسوم بہ کلمہ فضل رحمانی لکھی ہے اور اس میں ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کو پورا کرانے میں ناخنوں تک کا زور لگایا اور آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم کے لکھے ہوئے خطوط اس میں درج کئے جو مذکورہ بالا لڑکی کے رشتہ داروں کے نام ہیں۔ وہ ہیں تو قابل دید مگر افسوس ہے کہ اس جگہ گنجائش نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کے حساب سے ان نوجوان کی (فرضی) موت کے صرف چھ ماہ باقی رہتے تھے کہ ایک بارات میں دوستوں کی مجبوری سے ہم کو گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطرداری کے لئے جو احباب منتخب کئے تھے ان میں اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنے والا نوجوان (مرزا سلطان محمد بیگ) بھی موجود تھا اور بوساطت ایک دوست کے نوجوان مذکور سے راقم کی ملاقات ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ وہ بے چارہ حیران وپریشان ہوگا کیونکہ قانون قدرت کا یہ عام قاعدہ ہے کہ کسی شخص کو جان جانے کا خوف دلایا جائے تو خواہ وہ کیسا ہی دلیر اور من چلا ہو، مگر فکر اور حیرانی ضرور لاحق ہو جاتی ہے۔ اور اپنی جان کی حفاظت کیلئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگردان رہتا ہے۔ ہزاروں مخلوق نے ایسے فکروں میں پڑ کر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں۔مگر نہیں، وہ نوجوان کچھ متفکر نہ تھا، بلکہ زیادہ ہشاش بشاش تھا۔اس سے حسب ذیل مکالمہ ہوا:

راقم: سلام علیک۔ نوجوان۔ وعلیکم السلام

راقم: مزاج شریف۔ نوجوان الحمد للہ

راقم: مجھے آپ کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی۔فرمایئے آپ ان دنوں حیران تو نہیں رہتے۔

نوجوان: کیوں جناب یہ کیسے، میں تو خدا کی عنایت سے اچھا ہوں۔

راقم: خدا تعالی آپ کو حوادث دوران و آسیب اخوان الزمان سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب غلام احمد کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی ہے جو غالباً آپ کے بارے میں ہے۔

نوجوان: ہوں! بھلا یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہے؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مرجاتا ہے۔ جب تک اس کی قسمت میں جینا لکھا ہے

اگر در حیاتت نوشت است بہر
نہ مارت گزاید نہ شمشیر و زہر

راقم: مرزا قادیانی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجہ کا زور دیا ہے کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا تاریخ عقد نکاح سے اڑھائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے تو پھر میری کسی بات پر اعتبار نہ کرو اور مجھ سے زیادہ کذاب و مفتری کسی کو نہ جانو۔

نوجوان۔ سنو صاحب! اگر اس لڑکی سے عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا تو کیا مجال تھی کہ عقد کے پاس بھی بھٹکتا۔ بلکہ مرزا قادیانی سے خائف ہو کر عقد کا نام بھی زبان پر نہ لاتا مگر ہم ٹھہرے ذات بھائی جو ایک دوسرے کی تہ سے بخوبی واقف ہیں اور آپس کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں مرزا قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں اور لولیٹکل معاملات میں ان کے ذہن خداداد کو اس حد تک رسائی ہے کہ بایدوشاید۔ مگر الہام کیا؟ مرزا قادیانی نے پہلے ہمارے بزرگ مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا پھر اپنے بڑے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا پھر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں اپنی قلم کے لکھے ہوئے خطوط بھیجے کہ اگر اس لڑکی کے عقد میں میری مدد نہ کرو گے تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو چھوڑ دے گا اور اس میں تمہاری جگ ہنسائی ہوگی اور اگر فضل احمد اس کو طلاق نہ دے گا تو میں اس کو فرزندی سے عاق کر دوں گا مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی اور مرزا قادیانی کو ہر طرف سے ناکامی ہوئی

راقم: ہم نے سنا تھا کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسمی کوششیں ہوئی تھیں۔

نوجوان: یہ سچ ہے میرے پاس مرزا قادیانی کے مریدوں کے جتھے بطور سفارت آئے اور کہا کہ تم نیک آدمی اور شریف زادے ہو اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک ولی اللہ اور

کامل فقیر ہیں اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں اس لڑکی کو علیحدہ کر دو اور ہم سے عہد لے لو کہ ہر طرح آپ کی مدد کریں گے اور کوئی اس سے عمدہ ناتہ آپ کے لئے تجویز کر دیں گے۔ ورنہ یقین ہے کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی مسیح موعود امام وقت کی بد دعا سے مرجاوے گ

راقم: اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا؟

نوجوان۔ ہیچ! کیا کوئی بے موجب اور خلاف حکم خدا و رسول اپنی بیبیوں کو علیحدہ کر سکتا ہے؟ کون احمق ایسی دل فریب باتوں میں آتا ہے۔ اس پیش گوئی کی میعاد میں جب صرف ڈیڑھ ماہ یا اس بھی کم رہ گیا اور نوجوان معہ اپنی اہلیہ راولپنڈی میں مقیم تھا تو حکیم مولوی نورالدین کے ایک شاگرد نے جو مرزا قادیانی سے بیعت کر کے مشلک ہو گیا تھا ایک احدالعین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا:

> مجھے سخت اندیشہ ہے کہ مثل دیگر پیش گوئیوں کے یہ پیش گوئی بھی وقوع میں نہ آوے کیونکہ عقد کرنے والا نوجوان تو بھلا چنگا ہے۔ بال بھر بھی ہراس نہیں۔

تو حواری کیا جواب دیتا ہے کہ

> اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کر لیا ہے (کیا پہلے کافر تھا) اور بذریعہ خطوط اس لڑکے کے خویش و اقارب مرزا قادیانی کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہیں (سفید جھوٹ) پس عجب نہیں کہ پیش گوئی کی میعاد بڑھ جائے۔ چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے اسلئے یہ کانفی ڈنشل خط آپ کو لکھا گیا۔

یہ خط جب راولپنڈی پہنچا تو مکتوب الیہ نے ان دشنام اور سخت الفاظ کی فہرست تیار کی جو نوجوان کی زبان سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے حق میں نکلی تھیں اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے ان کے نام بھی فہرست میں درج کئے اور واحدالعین کو جتایا کہ نوجوان کا تو یہ حال ہے اور آپ فرماتے ہیں اس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آرہے ہیں۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے اور یہ اس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے جو آپ نے چھانٹی ہے آپ راولپنڈی تشریف لاویں اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کی تصدیق کر لیں

اس کا جواب حواری مذکور نے کچھ نہ دیا اور دے ہی کیا سکتا تھا اس مقام پر چند باتیں غور طلب ہیں۔

۱۔معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی نوجوان یا اسکے رشتہ داروں کی طرف سے لب جنبانی ہوتی تو مرزا قادیانی جو رائی کو پہاڑ اور قطرہ کو سمندر بنا کر دکھانے والے ہیں کتابوں پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہارات لکھ مارتے مگر خاموش رہنا پڑا۔

۲۔بی بی متنازعہ کس کے پاس ہے' اور کس کے بال بچے اس کے پاس ہیں؟ یقیناً نوجوان کے پاس اور اسی کی اولاد۔

۳۔الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے جو زوّجنا کھا کے مضمون کا مرزا قادیانی پر نازل ہوا تھا۔

۴۔اگر رجوع بحق ہوگیا تھا تو مرزا قادیانی کی موجودہ بی بی (نصرت) اپنی سوت کے لئے کیوں دعائیں مانگ رہی ہے۔(سیرت المسیح موعود۔ص ۳۲)

کہا جاتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی وفات پا گئے ہیں یا وہ عورت مرگئی ہے؟ جس پر اب تک بھی امید کی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کے عقد میں آوے گی۔

یہ مرزا قادیانی کی جماعت کے اکثر ممبروں کے مقولے ہیں۔مگر بادنی تامل صاف ظاہر ہے کہ اڑھائی برس تو گذر چکے اور آئندہ کسی زمانہ میں مرزا غلام احمد اس سے نکاح کر بھی لیں تو کیا فائدہ۔جب کہ وہ بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اور رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے۔

تیسری پیش گوئی

آریوں کے مشہور سرغنہ پنڈت لیکھرام سابق ملازم پولیس کے بارہ میں تھی جو نوکری سے علیحدہ ہوکر آریہ اپدیشک ہوگیا تھا۔فی الحقیقت مندرجہ عنوان مقتول اس میعاد کے اندر مرا ہے، مگر کیا یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی سے مرا۔معاذ اللہ ہرگز نہیں۔بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ فلاں شخص چھ سال کے اندر اندر کسی دن مر جائے گا۔

اس مشہور و معروف مقتول کے سلوک جو اہل ہنود بالخصوص سناتن دھرم والے لوگوں اور سکھوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تھے، یعنی

ہر ایک مذہب کی (اپنے زعم میں) کھنڈن کرنا،

بھری مجلسوں میں برملا ان کے مذاہب کی سخت تضحیک اور پرلے درجہ کی حقارت کرنا،

ہر ایک دین و مذہب کے پیشواؤں کے حق میں جگر خراش الفاظ بکنا،

کتب سماوی اور انبیاء علیھم السلام کی سخت بے تعظیمی کرنا،

دیکھ کر ایک موٹی عقل کا آدمی بھی رائے لگاتا تھا کہ مقتول مذکور کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ مثل مشہور ہے کہ سپیرے اور تیراک کی موت سانپ اور پانی سے ہوا کرتی ہے..

جیسا کہ باوا رام چند مشہور و معروف آریہ کا قتل ہونا شہر گجرات پنجاب میں واقعہ ہوا، یہ شخص بھی اپنے خصائل و اوصاف میں لیکھ رام کا ہر ایک پہلو میں ہم پلہ تھا۔ اور اس کی نسبت کسی قسم کی پیش گوئی نہیں ہوئی تھی۔ اور آخر کار عدم ثبوت کے باعث دونوں سکھ ملزمان پر کسی قسم کا جرم عائد نہ ہوا ایک ڈویژنل کورٹ سے اور دوسرا چیف کورٹ سے بری ہوئے۔

غرض لاکھوں خلق خدا کے دل پنڈت لیکھ رام کی بدزبانی سنتے سنتے کباب ہو گئے تھے۔ مگر جتنے سانس کسی کے نصیب میں لکھے ہوں، لئے بغیر کہاں مر سکتا ہے۔

سو یہ ایک قدرتی بات ہے کہ کسی عیار دل جلے نے مقتول مذکور کا کام تمام کیا۔

اور بفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی تو دوسری پیش گوئیوں کو کس طرح سچا کر سکتی ہے؟ جن کا ایک خلق اللہ کے سامنے خون ہوا، اور جن کا مرزا قادیانی کی جماعت کے لیڈنگ ممبروں کو بھی اعتراف ہے کہ وہ جھوٹی ہوئیں۔

اور نجومی و رمال بڑی بڑی گپیں ہانکا کرتے ہیں اور بعض اوقات ان کی کوئی گپ ٹھیک بھی ہو جایا کرتی ہے، تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ وہ سب کچھ صحیح کہا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر کسی طرح مرزا قادیانی کی بھی ایک گپ اتفاقیہ چل گئی

تو اس کی وقعت ایک نجومی یا جوتشی کی گپ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔

پھر اس پر بھی مرزا غلام احمد کی مراد بر نہ آئی۔ باوجودیکہ مقتول ایک شد بود کے سوا علمی گھوڑ دوڑ میں اپاہج تھا اور عیسائیوں وغیرہ کی خوشہ چینی کر کے مسلمانوں کے برخلاف مرزا قادیانی کی اکساہٹ اور اشتعال دینے پر کتابیں لکھتا تھا مگر اس کی موت کے موقعہ پر سب فرقے اہل ہنود کے جو ایک مدت مدید سے آپس میں چھری کلہاڑی ہو رہے تھے یک دل ایک زبان ہو گئے اور ایسا شور و غل مچا دیا کہ سب مسلمانوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کیا اور اسلامی دنیا کے خیال میں گنہگار بود ند اگر بے گناہ، حالانکہ سوا مرزا قادیانی مصلح قوم کی پیش گوئی کے کسی کا کچھ قصور نہ تھا۔

اگرچہ خدا کو معلوم ہے کہ مقتول کو کس نے قتل کیا مگر اس شبہ اور دھوکا میں کہ شاید کسی مسلمان کا کام ہو اہل ہنود اور بالخصوص آریہ بھائی جو فی زمانہ نا اہل قلم ہیں اور ملیچھوں سے انڈیا کو پاک کرنا چاہتے ہیں اس واقعہ سے ناحق علاوہ مرزا غلام احمد اور ان کی جماعت کے باقی مسلمانوں پر بھی بدگمان ہو گئے۔ پھر اس پر بھی مرزا قادیانی کی پاک جماعت کے ممبران مارے فخر کے اپنے جاموں میں نہیں سماتے کہ ہمارے مرشد کی دعا سے آریہ قوم کا سرگروہ پنڈت ہلاک ہوا، اس ہلاکت کا ناحق زہر قاتل تو مسلمانوں کو ملا کہ، نانی خصم کرے اور نواسے چٹی بھریں، کہ ایک بہانہ ہزاروں پر بدظنیاں، اظہر من الشّمس ہے اور مرزا قادیانی کی جو اس واقعہ سے نیک نامی ہوئی کہ موضع قادیان میں تھانے بیٹھے معززوں کے پردہ دار گھروں کی تلاشیاں لی گئیں اسلامیہ کالج لاہور کے ہر ایک کمرہ کی جستجو ہوئی۔ سو ایسی باتوں سے کچھ مرزا قادیانی کی جماعت کو ہی لطف آیا ہوگا، ورنہ اس قتل سے یا مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے مسلمانوں پر بڑی مصیبتیں نازل ہوئیں۔ تمت

(۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے الحکم قادیان میں مولوی عبدالکریم کی جو تحریر شائع ہوئی تھی اور جس کے جواب میں مولوی امام الدین صاحب گجراتی نے مذکورہ بالا گذارشات کی ہیں، اس تحریر کا کچھ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ بہاء

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی نے لکھا ہے:

چودھویں صدی کا پرچہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء مجھے ملا (چودھویں صدی کے جواب میں جو حصہ ہے

وہ کم از کم تین مرتبہ پڑھا جاوے اس میں مریض دلوں کے لئے شفا ہے اور تار جگ (ظلمت زمان) کے فرزند کے لئے نور۔اڈیٹر الحکم) اس میں مضمون، مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب، پڑھ کر مجھے وہی تعجب اور معاً رنج ہوا جو ان ستم گر معتدی مخالفوں کی تحریروں سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی پاک ذات اور ذاتیات پر حملہ کرنے کی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں مجھے دلی تاسف اور جاں گزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی فطرت میں اور ا پیپھنی کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ تفریق نہیں کر سکا۔ مجھے جب سے خدا تعالی کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم ﷺ کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی کارگذاریوں کے فہم کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہے کہ میں نے علی الاتصال ظالم اور معتدی پایا ہے ان معترضوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی لائف پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں ان نکتہ چینیوں میں ہمیشہ دو صاف ظلم پاتا ہوں۔ا۔عمداً خلاف حق کرنا اور (۲) جہالت سے کاروائی کرنا۔

پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی لائف کے اس حصہ پر اور فرقان حمید کی اس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں اور شد و مد سے کئے ہیں جو ان کی مسلّمہ مقبولہ کتابوں میں موجود اور ان صحیفوں کے لانے والوں کی پاک زندگیوں کا طریق عمل رہی۔ اور وہ طرز زندگی ان کی زریں زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جس پر قدم مار کر آسمانی نصرتیں اور خدا تعالی کی تائیدیں ان کے شامل حال ہوئیں اور ان کے دعووں کے نہ ماننے والے اور ان سے مقابلہ کرنے والے کاٹ ڈالے گئے اور وہ وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جس کی تائید میں قانون قدرت میں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں۔

دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ ان حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کی شناخت کے لئے از بس ضروری ہیں۔یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہے جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازلی کے دباؤ سے گجرات کو تارجگ کی شکل میں مقلوب کر کے اپنے بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔ میں بہت خوش ہوتا اگر اس کے اعتراضوں سے کچھ بھی بوانصاف اور خدا ترسی کی آتی میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعوی میں علی وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی پر ہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہوں گا کہ میں نے دس برس کے اندر رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور

بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی اور اسی طرح صادق من جانب اللہ پایا ہے جس طرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جناب رسول کریم ﷺ کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا۔ شروع دعویٰ میں کوئی نشان نہ تھا کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی اور عقل وفطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پرفصاحت سورۃ ہو چکی اور پڑھی جا چکی نہ تھی جب راہ ہی میں سن کر امام الصادقین والصدیقین مرسل اللہ (ﷺ) کی تصدیق کر اٹھا۔ اس راز کی کلید بجز اس کے اور کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو رات دن کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم (ﷺ) کی ایک ادا صدق وحق کی سمجھ میں آگئی تھی اسی طرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ان کی خدمت میں بیٹھا ہوں پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کے لئے سنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے نکتہ چینوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آوازوں کی طرف بہرے کان کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃً وصریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت میں **کل یوم ھو فی شان** نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راست بازوں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبیین ﷺ کی زبان پر موعود ہوئے ہیں۔

افسوس ظلم اور اعتساف میں اس معترض کو اس کے گزشتہ بزرگوں سے جو اس نادر فن میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھ کر میں نے پایا ہے خدا ترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض صاحب دھیان کرتے کہ ان کے یہی چھوڑے ہوئے تیر کہیں قرآن کے نازک ورقوں اور رسول کریم ﷺ کے سینہ کو تو نہ چھید ڈالیں گے اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہ کر حسن ظن اور صبر سے اس کے حالات کو دیکھتے اور اس کے مختلف متعلقات سے اندازے لگاتے اتنا بڑا دعویٰ یعنی زمانہ کا منجی و مصلح ہونا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور ہونا حضرت سید عالم ﷺ کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا۔ آدم کہلانا نوح کہلانا ابراہیم کہلانا موسیٰ کہلانا یوسف کہلانا عیسیٰ کہلانا اور بالآخر محمد و احمد کہلانا، غرض اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک اہل دل خدا ترس کے کانوں میں پڑ کر کم سے کم اسے توقف کر جانے اور ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر آمادہ نہیں کرتا؟

پھر دس سال سے پوری استقامت کے ساتھ جس میں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور

طرح طرح کی ترہیب وترغیب سے ذرا بھی جنبش نہیں آئی رسول کریم ﷺ کی طرح آفتاب و ماہتاب کا اس کے دائیں بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پر زور آواز کو ایک لحظہ کے لئے بھی پست نہیں کر سکا بے شمار کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور ہزار ہا اشتہار ان دعووں اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو، قیصرہ ہند کو، نواب ورؤساء کو، ہر مذہب وملت کو، ہر طبقہ کے لوگوں کو بڑی قوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی۔ پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے اس کی وہی عزت اور حمایت وتائید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم ﷺ کی نسبت ظاہر کی اور بعض خدا شناس اور زندہ دل رئیسوں کا سوسو روپیہ ماہوار بالیقین دینا اور بعض کا یک مشت ہزاروں تک نثار کر دینا اور سینکڑوں کا دائماً سربستہ رقمیں معین طور پر ارسال کرتے رہنا۔ اور پھر فضلاء اور علماء اور زہاد اور اتقیاء کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے اکابر اور مشائخ کا تسلیم کرنا الغرض یہ سارے نشان جو پہلے راست بازوں کی مانند نشان ہیں اور اتنا بڑا دعوی کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دل میں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کرسکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے خود دیکھے، خود پرکھے، خود چکھے، اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔ معترض نے (جس نے ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہے، تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ، ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں، نہ کسی کے طرف دار کہ ہم اس بارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے۔ اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں، بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں۔...(آگے چل کر مولوی عبدالکریم کہتے ہیں) کاش یہ لوگ سورہ فاتحہ کی آخری آیت غیر المغضو ب علیھم و لا الضا لین میں غور کرتے جوان پر ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے امام ہوں یا ماموم ہوں کہ کیوں یہود ونصاری کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے اگر خدا تعالی کے نزدیک مقدر نہ تھا کہ آئندہ ایک وقت نصاری کا فتنہ برپا ہوگا اور ان کی جہت سے اسلام پر خطرناک حملے ہوں پھر ایسے وقت مسیح موعود اندرونی اور بیرونی اصلاح کے لئے آئے گا اور قوم اس سے ویسا ہی سلوک کرے گی جیسا کہ حضرت مسیحؑ سے کر کے مورد غضب الٰہی ہوئی غرض اگر خدا تعالی کو منظور نہ تھا کہ مسلمانوں کو ایسی وقتوں میں یہود کی چال اور نصاری کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب اور مقدس دعا میں یہ آیتیں کس حکمت سے رکھ دیں سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی مخالف شہادت پر مہر نہ لگاؤ۔

قولہ: ان ہی ایام میں چند ایک پر دار مچھلیاں اور سونے کے اندے دینے والی مرغیاں بھی ان کے دام کے بس میں آچکی تھیں

اقول: یہ وہی مچھلیاں اور سونے کے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہؓ کی شکل

میں پہلے داعی (ﷺ) کے دام میں آئی تھیں خود آنحضرت ﷺ کا جا بجا اعتراف ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے مال نے انہیں مدد دی ۔اور جناب صدیق اکبرؓ نے مکہ معظّمہ میں چالیس ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا۔اور یوں اس مرداور عورت نے آپ کے کارخانہ کو رونق دی ۔کیا ضروری نہ تھا کہ ان ناعاقبت اندیش مخالفوں کے نمونے تمہاری شکل میں ہوتے جنہوں نے کہا تھا الا شيء يراد اور ان هذا الا اختلاق اے ناعاقبت اندیش جلد باز وتمہیں اتنی مدت کے بعد کس نے یاد دلایا کہ تم ان ہی گزرے ہوئے راستی کے دشمنوں کے جائز فرزند ہواور یہ کہ تمہاری رگوں میں وہی خون حمیت جوش زن ہے کہ تم اندیشدہ اور نااندیشدہ
وہی باتیں زبان پر لاتے ہو جوانہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف کہی تھیں۔تمہیں کس چیز نے یقین دلایا کہ آنے والے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤ گے جب کہ تمہاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمہارے ....ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم کئے گئے اور مغضوب علیهم کہلائے۔

غضب کی راہ کو چھوڑواور منعم علیهم کی راہ اختیار کرو کہ تمہارا بھلا ہو۔کیا خدا تعالی کے ماموروں کے ساتھ معاونوں اور مخلصوں کا ہونا ضروری نہیں ۔کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امدادیں اور تائیدیں ان ہی متعارف اور معہود راہوں سے نہیں آیا کرتیں۔کیا کوئی تمہاری بولی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر حضرت ذوالنورین (ؓ) جیش العسرت میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت ﷺ کا کارخانہ سخت صدمہ اٹھاتا۔

نادانو! خدا تعالی کے منصوراوراس کے مخذول ومطرود میں بھی تو فرق ہے کہ آخر معہود اسباب میں ہوکر نصرت الٰہی اس کی دست گیری کرتی ہے اور مخذول کے سارے اسباب جل جاتے ہیں اگر چہ منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرس ہواور مخذول کی ابتداء کیسی ہی پرشوکت ہو رسول خدا ﷺ کو خدام وانصار سے جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر تھا جو پہلے سے خداوند عالم کہہ چکا تھا اقرأ و ربك الاكرم یعنی تو رب اکرم کا مربوب ہے اور ضرور ہے کہ دنیا وآخرت میں مکرم ومحترم ہو۔اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو جو انصار واعوان ملے وہ خدا تعالی کے اس پاک وعدہ کا نتیجہ اوراثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا و الیس اللہ بکاف عبدہ تم ان باتوں سے ان واجب التعظیم ناصروں کی جو علم میں زہد میں تقوی میں اور خدا ترسی اور خدا شناسی کے جمیع لوازم میں نمونہ ہیں وہی طرح ہتک کرتے ہو جس طرح حجاز کے شیاطین ان کے پہلے نمونوں کو سفہاء کہتے تھے اور دلوں میں یقین کرتے تھے کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی دوکانداری کے دام میں پھنس گئے ہیں ۔باقی آئندہ انشاءاللہ

۔الحکم قادیان ۲۴۔اکتوبر ۱۹۰۰ص ۷۔۱۲)

وسیلۃ المبتلاء لدفع البلاء

(سید علی الحائری لاہور)

لو پڑھو اس رسالہ کو دل سے
ہے حدیث و دلیل قرآنی
بے تکلف ابھی عیاں ہو گی
کادیانی کی ساری شیطانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خادم شرع نبوی سید علی حائری لاہوری برادران اہل اسلام کی خدمت میں عرض رسان ہے کہ آج ایک رسالہ موسومہ بہ دافع البلاء میرے ملاحظہ سے گذرا جس کے مصنف نے ہر ملت و مذہب کے واجب التعظیم لازم التکریم بزرگوں کو سخت الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور تو خیر لیکن اب یہ نوبت آ پہنچی کہ نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت امام حسین فداہ روحی سے یہ مسیح مدعی کاذب بقول خود افضل بننے لگے۔ یہ آزادی کا نتیجہ ہے ان ناعاقبت اندیشوں کو بمفاد صاحب الغرض اعمی و لو کان بصیراً بغیر مطلب کے سوا کچھ بھی نہیں سوجھا کرتا۔ دنیا میں دو قسم کے شیطان ہیں۔ شیاطین الجن اور دوسرے شیاطین الانس۔ پس صدر اول میں جنی شیطانی نے باوجود اس قدر عبادت و اطاعت کے صرف اپنی برتری اور فضیلت کا دعویٰ حضرت آدم پر کیا کہ میں ان سے بہتر ہوں خلقتنی من نار و خلقته من طین جس کی وجہ سے وہ کافر اور ملائکہ کی صف سے خارج کیا گیا۔

پس حضرت عیسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر پر مدعی کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کو برتری اور فضیلت کا دعویٰ کرنا بجز تمثیل شیطانی اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پس شیطان اول کی فضیلت کے دعویٰ کرنے سے جیسا کہ کفر نتیجہ ہوا۔ اس مرزا غلام احمد قادیانی کی برتری کے دعویٰ پر بھی اسی کا نتیجہ ہونا اظہر من الشمس و

ابیض من ا لا مس ہے۔

اے مسلما نو ! یا د رہے کہ شیطان ثانی بھی شیطان اول کی مانند بہت سے جاہل نافہموں کو اپنی ضلالت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے۔مگر جن کا ایمان کامل ہے وہ ہرگز ان کے دھوکوں میں نہیں آ سکتے۔

اب رہا حضرت امام حسین جیسا شہید کربلا، قتیل سر جدا، جس نے مال اور جان اور آل وعیال و اطفال کو ایسے سخت ظلم و تعدی سے اپنی کمال رضا و رغبت کے ساتھ راہ خدا میں دیا ہو اور جن کی والدہ محترمہ رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا فاطمہ زہرا سیدۃ نساء عالمین اور باپ حضرت علی امیر المومنین اور بھائی سید جوانان جنت حسن مجتبیٰ اور نانا رسول اللہ ﷺ جیسے حجۃ خدا لنگر ارض وسما خاتم النبوۃ باعث ایجاد عالم وآدم ہوئے ہوں، نظر انصاف سے دیکھ اے نفس امارہ کون شخص ایسا ان کے بغیر دنیا میں پیدا ہوا یا ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قیامت تک کوئی ماں اب ایسا بیٹا نہیں جن سکتی لہذا خاتمہ دنیا تک یہی ایک نظیر حسینی شہادت کی قائم ہوگی۔

بس اے مرزا قادیانی ! کیا تو اسی خیالات فاسدہ کی وجہ سے حسین جیسے امام پر فضیلت حاصل کرسکتا ہے۔کیا تجھے یہ کہتے ہوئے فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ سے شرم نہ آئی۔ خیر اگر فاطمہ اور علی سے تجھے دشمنی تھی تو حضرت رسول اللہ ﷺ اور خدا کا ہی خوف کیا ہوتا۔اب تیری غیرت کیا رہ گئی۔ کیوں شرم کا پردہ رخ سے الٹ دیا۔ جی ہاں! بمفاد حب الدنیا رأس کل خطیئة حیا وغیرہ سب بالائے طاق، ورنہ کل آفاق میں اصحاب، عمائم، اور ارباب مکارم کیونکر ہو سکتے تھے اور مرزا قادیانی کے لنگڑے لولے کانے گنجے بالکے شیطان انسی کی فضیلت کو حسین جیسے ہادی اولوالعزم شہید پر کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں

فو اللہ ھذا ا لا غلب الھوی لفرقۃ افضا ل المضلۃ ا لا حمقیۃ حیاً للر یا سۃ و طمعاً للسیا سۃ فبئس ما یشترون

اے مرزا قادیانی ! اہل اسلام ایسے بھولے بھالے نہیں ہیں کہ تیرے جیسے مفتری اور کذاب کے فریب وحیوں پر ایمان لاویں۔ان کا ایمان تو خدا اور خدا کے رسول پر ایسا لازم وملزوم ہے جیسے بلا تشبیہ آفتاب سے نور اور نور سے چمک، بھلا کب

ممکن ہے کہ اہل اسلام انوار الہیہ کو خلقت انا و علی من نور وا حد چھوڑ کر تیرے جیسے مفتری اور مدعی کا ذب جاہل مطلق مضل خلق لنگڑے لولے اور گنجے کے پیرو مرشد کو تسلیم کریں۔نہیں ہرگز نہیں۔تمہاری ضلالت اور جہالت تمہارے ہی مریدوں پر مبارک ہو۔تا بمقاد چاہ کن را چاہ درپیش دنیا میں ذلیل وخوار اور آخرت کی نار میں گرفتار ہیں

نور الدین و مرزا کی شرارت

ضلالت ہے بغاوت ہے جہالت

اور دافع البلاء (صفحہ۳ میں) جو لکھا ہے کہ:

اور جو فرقے حضرت حسین یا علی کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ فرقہ شیعہ حضرت امام حسین یا حضرت علی مرتضی یا دیگر آئمہ اطہار کو ہرگز قاضی الحاجات نہیں سمجھتے۔یہ فرقہ غالیہ کا اعتقاد ہے۔

اے جاہل! کیا اسی علم وفضل سے نبوت اور افضلیت کا دعوی کرتا ہے:

بایں علم و دانش بباید گریست

پس واضح ہو کہ البتہ آئمہ اطہار کو بارگاہ الہی میں قرآن اور حدیث سے قضائے حوائج کا وسیلہ سمجھنا فرقہ شیعہ کا دین اور عین ایمان ہے۔دیکھو سورہ انعام پارہ ششم:

یا ایها الذین آ منوا اتقوا الله و ابتغوا الیه الو سیلة (المائدة:۳۵) یعنی اے مومنو! خدا کی طرف پہنچنے کے واسطے وسیلہ پیدا کرو۔

پس اے نادان ہم با دلیل دعوی سے کہہ دیتے ہیں کہ وہ وسیلہ صرف حسین اور اس کے آباء ہیں۔کیونکہ (این خیال ست ومحال ست وجنون) ہماری دلیل اس دعوی کے ثبوت میں تہتر مذہب کے متفق علیہ اور متواتر حدیثیں ہیں۔دیکھو کتاب الواحدہ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ:

ان الآئمة من آل محمد الوسیلة الی الله و لی عفوه۔

یعنی آل محمد، خدا کی عفو اور بخشش کا وسیلہ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان میں ہیں۔

تفسیر برغانی میں وارد ہے کہ مکرر آل محمد فرمایا تے تھے:

نحن الوسيلة الى الله ۔

اور زیارتوں میں بھی وارد ہے:

و جعلتم الوسيلة الى رضوا نك

کتاب مودۃ القربیٰ میں ہمدانی سنی جابر انصاری سے روایت کرتا ہے:

قا ل کا ن رسو ل الله ﷺ يقول تو سلوا بمحبتنا الى الله تعالى و استشفعوا بنا فا ن بنا تكر مو ن و بنا تحيو ن و بنا تر ز قو ن (یعنی حضرت رسول اکرم ﷺ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ توسل کرو ہماری محبت سے اور ہمارے وجود سے شفاعت طلب کرو کیونکہ بتحقیق ہماری وجہ سے تم کو گرامی (عزت) حاصل ہوسکتی ہے اور ہمارے برکت سے تم زندگی بسر کر سکتے ہو اور ہمارے ہی وجود سے تم کو خدا تعالی روزی دیتا ہے)

ارشاد دیلمی میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے۔ یہ حدیث قدسی کی حضرت رسول ﷺ نے فرمایا:

ان الله يقول يا عبادى او ليس كا ن له اليكم حا جة من كبار الحوا ئج لا تجود و بها ا لا اذا تحمل عليكم با حب الخلق اليكم تقضو نها كرا مة ليشفعهم ا لا فا علموا ان اكر م الخلق علىّ وا جبهم الىّ و افضلهم لد ى محمد و ا خوه على بعده و الآ ئمة الذين هم الوسا ئل الا فليد عنى من اهمته حا جته يريد نفعها او دهمه دا هية ير يد كشف ضر ها بحمد و آله الطا هر ين اقضها ا حسن ما يقضيها من يستشفعون اليه باحب الخلق اليه ۔

خلاصہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے میرے بندو! واضح ہو تم پر کہ سب سے زیادہ فاضل اور گرامی تر اور درست میرے پاس محمد ﷺ اور اس کے بعد علی اور اس کے بعد آئمہ اس کی اولاد میں سے میرے اور میرے بندوں کے درمیان خاص وسیلہ ہیں ۔ پس جو شخص مجھے چاہتا ہو یا کسی سخت تکلیف میں گرفتار ہو تو چاہیے کہ محمد ﷺ اور اس کی آل کو میرے اور اپنے درمیان وسیلہ قرار

دیوے تا کہ اس کی کل حاجتیں پوری کر دوں، جس کی وجہ ان کی حاجتیں پوری ہوئیں

دیکھو متفق علیہ احادیث سے تفسیر آیت شریفہ فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه میں ثابت ہوں کہ حضرت آدم کی نظر سے کشف حجاب اور دل میں القاء ہوا تو آنحضرت (آدم) نے عرش کی طرف نظر کی قلم نور سے لکھا ہوا دیکھا:

انا المحمود و هذا محمد و انا الاعلی و هذا علی و انا الفاطر و هذه فاطمه و انا المحسن و هذا الحسن و انا قدیم الاحسان و هذا الحسین۔

تب حضرت آدمؑ نے جانا کہ یہ نام جو قلم نور سے ایسے مقام عظیم پر لکھے ہوئے ہیں۔ نہایت اعظم فی المراتب اور اعلی فی المدارج ہونے چاہییں۔ تب آدم انہیں ناموں کو بارگاہ الٰہی میں شفیع لایا۔ پس توبہ حضرت آدم جیسے پیغمبر کی ان ناموں کی برکت و وسیلہ سے قبول ہوئی جس کی طرف قرآن میں تصریح ہے فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه

دیکھو نطنزہ مجاہد سے روایت کرتا ہے آیت فتلقی آدم کے ذیل میں ان الکلمات التہ تلقاء آدم من ربه اللهم بحم محمد و علی و فاطمه و الحسن و الحسین الا تبت علیّ فتاب الله علیه۔ یعنی جو کلمات کہ آدم کے دل میں خدا کی طرف سے القاء ہوئے وہ آئمہ اطہار کے نام تھے پس ان ناموں کو شفیع لایا۔ پس توبہ آدم کی ان کی برکت سے قبول ہوئی۔

طبرانی معجم صغیر میں اور حاکم اور ابونعیم اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عمرؓ سے سے لائے ہیں کہ آدمؑ نے توبہ کے وقت کہا:

اللهم اسئلك بحم محمد و آله الا غفرت الی قوله و لولا هو ما خلقتك

اور ابن مغازلی لکھتا ہے کہ:

سئله بحق محمد و علی و فاطمه و الحسن و الحسین الا ما تبت علیه علی فتاب علیه

خصائص علویہ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے:

قال آدم یا رب اسئلك بحق محمد و علی و فاطمة و الحسن و الحسین لما غفرت لی فغفرلله له

(اس کے ثبوت میں اور حدیثیں اور مذاہب کی بھی اگر مطلوب ہوں تو حجۃ الاسلام والاعلام حاجی سید ابو القاسم قمی کی تفسیر لوامع التنزیل سے معلوم ہو سکتی ہیں)

پس اے گروہ مرزائی دیدہ حق بین سے ملاحظہ کرو کہ ان تمام آئمہ اہل سنت کی حدیثوں کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت انہیں حضرات آئمہ اطہار کے ناموں کو وسیلہ قرار دیا۔ پس آدم کی توبہ قبول ہوئی اور وہ کلمات جو آدم کے دل میں القاء ہوئے وہ یہی ائمہ اطہار کے نام تھے۔ اس کے علاوہ ۷۳ مذہبوں کی متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح نے طوفان کے وقت اور حضرت ابراہیمؑ نے آگ میں گرتے وقت اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے دریا کے پھاڑنے کے وقت فرعون سے نجات پانے کے واسطے، اور حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ کے اندر اور حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں میں گرفتاری کے وقت، اور حضرت محمد ﷺ نے اکثر اپنی بیماری کے وقت اسی حضرت حسین اور اس کے آباء کے ناموں کو اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ قرار دیا اور ان کی کلی حاجتیں پوری ہوئیں۔ نظر بطوالت ان حدیثوں کو چھوڑے دیتا ہوں۔

پس اے مرزا قادیانی تو کس زبان نجس سے ایسے حسین فداہ روحی سے خود کو افضل کہتا ہے (ذرا شرم شرم شرم) اور کون سی وجہ تیرے افضل ہونے کی ہے۔ اے عقل کے پتلے! اگر محض اپنے دعویٰ بے دلیل کی وجہ سے تو خود کو افضل کہتا ہے تو میں دعویٰ با دلیل سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے اصطبل میں گائے بکری اونٹ ہاتھی گدھے موجود ہیں۔ وہ تیرے سے کئی درجہ فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ الہام ان کو ہوتا ہے اور عبادت و اطاعت خدا وہ کرتے ہیں ذکر الٰہی سے غافل نہیں رہتے۔ تیری طرح جھوٹ وہ نہیں بولا کرتے۔

پس اے قادیانی! اب انصاف سے کہو کہ وہ تیرے سے افضل ہوئے یا نہ ہوئے۔ اور ان سے بھی تیرا مرتبہ پست تر ہونے پر آیت قرآن ناطق ہے:

ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا۔

اللھم احفظنا و المو منین جمیعاً من الضلا لة و النفس ا لا مار ة بالسو ء

اے مرزا اس منصب نبوۃ و امامت و مہدویت کے کاذب مدعی اس وقت تک کئی آ چکے اور ابھی کئی آ نے والے ہیں مگر تجھے بھی یہ یاد رہے

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اے مسلمانو! یہ ۷۳ مذہب کی متفقہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حسین اور اس کے آ باء طاہرین کو اپنے اور خدا کے درمیان شرعی طور پر صدق دل سے وسیلہ قرار دو بخدا کہ ضرور تمام حاجتیں ان کے ناموں کی برکت سے پوری ہو جائیں گی ۔ ایسے علانیہ کافر و مفتری و کذاب کے دھوکوں سے بچو ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اہل بیت اطہار کے دامن کو نہایت ہوشیاری سے محکم پکڑ لو ۔ یہی اہل بیت بنص قر آ ن و حدیث صحیح تمسکوا بحبل الله خدا کی ریسمان ہے ایسا نہ ہو کہ ایسے کافروں کے دھوکوں سے کہیں ہاتھ سے چھوڑ دو و من تمسك بهم نجی و من تخلف عنهم فقد غرق و هوی

اب آ خر میں یہ بھی لکھے دیتا ہوں کہ آ ج شام کو مجھے بھی الہام ہوا جس کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں و هو هذا :

یا ایها الذین آ منوا لا تحز نوا عن وسواس الکا د یا نی المدعی فا نه یو سوس فی صدور الناس فسیظهر کذ به علی العوام و الخوا ص بلا التباس و یحصل له الندا مة و الیاس فی الرا ئے و القیاس ۔

خلاصہ یہ کہ بسبب طویل ہونے کے ہم عربی عبارت کو چھوڑ دیتے ہیں صرف ترجمہ باقی الہام کا لکھ دیتے ہیں کہ اس عبارت کے بعد ہمیں الہام ہوا کہ :

اب مسلمانوں کو چاہیے مطمئن رہنا کہ یہ طاعون اور وباء اور کل بیماریاں مرزا قادیانی کے جھوٹا دعوی کرنے کی وجہ سے ہندوستان پر تنبیهاً للعوا م نازل کیا ہے کہ ایسے جاہل کی دھوکہ بازیوں کو ایمان سمجھتے ہو، ایسے کذاب و مفتری کو سچا مانتے ہو

افلا یتد برون القرآ ن ام علی قلوب اقفا لها

کیوں خدا کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے ہو۔

اے مرزا قادیانی کے لنگڑے لولے کانے گنجے مریدو! ہم سچ لکھتے ہیں اگر اب بھی مرزا قادیانی اس وقت ایسی بدگوئی اور کذب دعوے نبوت ومہدویت سے توبہ کرے تو ہم اپنے الہام سے کہتے ہیں کہ خداوندتعالی اپنے کل ملک اور خلقت سے اس طاعون کو یک قلم دور اور زائل کر دے گا۔ اگر اس صورت میں مائل نہ ہو تو ہم ذمہ دار ہیں اور اگر تائب نہ ہوگا تو خداوندتعالی کبھی کبھی موسم اور غیر موسم میں تنبیھاً للفرقة المرزائیه اس طاعون کو بھیجا کرے گا یہاں تک کہ مردود ازلی اپنے مقام استحقاق میں واصل ہو۔

پس فرقہ مرزائیہ کو اب لازم ہے کہ اپنے پیر ومرشد کو گوشالی سے بخوبی ہدایت کریں کہ ایسی علانیہ بدکلامی اور لاف زنی اور بزرگان دین کو برا کہنے سے جلدی دست بردار ہو جاوے۔ ورنہ ایں بلاء ناگہانی یعنی قہر ربانی بمریدان قادیانی گوشالی مناسب خواہد کرد

خاتمہ: عام اہل اسلام کو بکمال مسرت اطلاع دی جاتی ہے کہ جن ایام میں مرض طاعون ہو، ان دنوں میں آیت شریفہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء کا عمل نیت دفع طاعون ہر روز بعداز ہر نماز کے ایک تسبیح پڑھا کریں لیکن قبل شروع اور بعد ختم کے صلوات یعنی اللھم صل علی محمد و آل محمد کی بھی ایک ایک تسبیح کا پڑھنا ضروری ہے۔ بعداز ختم آخر میں حضرت امام حسینؓ اور اس کے آباء کو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دیوے۔ جیسا کہ مذکور متفق علیہ احادیث سے آدم ابوالبشر پیغمبر کی توبہ ان کے وسیلہ سے قبول ہوئی۔ یقین کرو کہ ویسا ہی ہر شخص اس عمل کے کرنے سے اور ان کے ناموں کو وسیلہ شفاعت کرنے سے ہر بلاء اور وبا اور طاعون وغیرہ سے بالیقین محفوظ رہے گا۔ و ما علینا الا البلاغ۔ باقی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے کل لغویات کے مفصل جوابات اور حضرت امام مہدی موعود اور حضرت مسیح عیسی مسعود، اور دجال وغیرہ کے مفصل حالات کی تحقیق عقلی اور نقلی دلائل سے مطلوب ہو تو ہماری کتاب غایت المقصود کے چاروں حصوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

فیکفی ما قررنا فی هذه المقالة و حررنا فی هذه العجالة

رداً على الفر قة ا لا حمقية المضلة الضالة فى ساعة وا حدة
من يو م الجمعة المبا ر كة صفر المظفر ۱۳۲۰ من الجر ية
النبوية على ها جر ها الف سلا م و التحية البهية فى مبار ك
حو يلى لا هور

ازالة المرزا القا ديا نى

یعنی قبر عیسی کی بابت مرزا غلام احمد قا دیانی کی در یافت کا
اور اس پر اس کے اوہام مسیحائی کا حکم تحقیق سے اڑا یا جا نا
مصنفہ۔ پادری جی ایل ٹھا کر داس
امریکن ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے بار اول ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا۔

حکم بر دعاوی مرزا غلام احمد قا دیانی

(مرقومہ: پادری جی ایل ٹھا کر داس)

پہلا امر:
مثیل مسیح ناممکن ہے

قوم اسرائیل کی اور سب قوموں کی بت پرستی کا گناہ اس بات میں تھا اور ہے کہ وے بتوں کے ذریعہ خداوند کریم کو غیرت دلاتے اور اس سے عداوت رکھتے کیونکہ خدا کا فرمان یہ ہے کہ:

تم مجھے جس کے ساتھ تشبیہہ دو گے اور میں کس چیز سے مشابہ ہونگا ؟ وہ قدوس فرماتا ہے۔، وغیرہ (یسیعاہ ۴۰: ۲۵۔۲۶۔ اور بھی دیکھو ۹:۲۶، اور اعمال

۲۹:۱۷۔

To whon then will ye liken me, or shall I be equal? saith the Holy One. Lift up your eyes on high, and behold who hath created these things, that bringeth out their host by number: he calleth them all by names by the greatness of his might, for that he is strong in power; not one faith. (Isaiah 40 : 25-26)

For asmuch then as we are the off-spring of God, we ought not to think that the Godhead is like unto Gold, or silver, or stone, graven by art and man's device(The Acts 17:29)

اور پھر وہ ایسا خدا ہے کہ جو انسان کی فہم سے اعلیٰ اور بالا ہے تو اس کے حق میں غیرت اور عداوت کی حرکتیں کرنا اور بھی زبون ہے:

کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پا سکتا ہے؟ یا قادر مطلق کے کمال کو پہنچ سکتا ہے؟ وہ تو آسمان سا اونچا ہے تو کیا کر سکتا ہے؟ پاتال سے نیچا ہے تو کیا جان سکتا ہے؟ (ایوب ۱۱: ۷۔۸)۔

Canst thou by searching find out God? canst thou find out the Almighty unto perfection?

It is as high as heaven; what canst thou do? deeper than hell; what canst thou know

The measure thereof is longer than the earth and broader than the sea. (Job-11:7-9)

اسی طرح جو کوئی کسی چیز کو یا کسی آدمی کو یا اپنے تئیں مثیل مسیح کہتا ہے وہ مکروہ بیت پرستی اور غیریت کو رواج دینے کا مجرم ہے۔

یسوع مسیح کا مخالف۔ دجال ہے کیونکہ:

مسیح کو بلیال سے کون سی موافقت ہے (۲۔قرنتیون ۶:۱۵)۔

And what concord hath Christ with Be-ll-al? or what part hath he that

believeth with an infidel? (2 Corinthians 6:15)

خداوند یسوع مسیح انجیل مقدس میں ایک ایسا شخص بیان کیا گیا ہے کہ کوئی مخلوق اس کی مانند نہیں ہوسکتا۔ اور انجیل سے ثابت ہے کہ اس نے اپنے آپ کو کسی مخلوق سے تشبیہ نہیں دی، بلکہ اپنی ذات اور اپنی ہستی اور اپنے کام کا تعلق خدا باپ سے اور خدا باپ میں قرار دیا ہے، اور اس کے مطابق کام بھی کیا۔ اور کئی طرح سے اظہر ہے کہ وہ اپنا مثیل نہیں رکھتا، اور نہ کوئی اپنی ساخت و پرداخت سے اس کا مثیل بن سکتا ہے۔

۱۔ اول وہ خصوصیت جو مسیح یسوع کی شخصیت میں ہے، یہ ہے کہ
اس کی ذات ذات الٰہی ہے اور اس نے اپنے آپ کو اس ذات اور اس کی ازلیت وقدرت میں بے مثل کہا ہے۔

خداوند یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا کہ ایک خدا تو ہے اور دوسرا خدا میں ہوں، یا خدا کی مانند ہوں۔ ایسا کہنا خدا اور مسیح کی اپنی شان کے برخلاف ہوتا۔ نہ تو مسیح ایسا کہہ سکتا تھا اور نہ خدا اپنا کوئی ثانی بنا سکتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ انجیل میں اس قسم کا خیال متروک ہے۔ مگر مسیح خداوند نے یہ فرمایا کہ

۱۔ میں اور باپ ایک ہیں۔ باپ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں (یوحنا ۱۰:۳۰ و ۳۸)۔

یہ وہی بات ہے جس کو پولوس رسول نے یوں لکھا ہے کہ
الوہیت کا سارا کمال اس میں مجسم ہو رہا (قلس ۲:۹)
یہ خداوند مسیح کی ذات ہے۔

۲۔ پھر خدا باپ میں اور باپ سے اپنی ازلی وابدی ہستی کی بابت فرمایا کہ:
میں باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ پھر دنیا سے رخصت ہونا اور باپ پاس جاتا ہوں (یوحنا ۱۶:۲۸)۔

I came forth from the father, and am come into the world: again, I have the world and go to the Father (John 16:28)

And now O Father, glorify thou me with their own self with the glory

which I had with thee before the world was (John 17:5)

میں تم سے سچ کہتا ہوں پیشتر اس کے کہ ابراہام پیدا ہوں میں ہوں۔
(یوحنا۸:۵۸ و ۱۷:۵)۔

Jesus said unto them, Verily,verily, I say unto you, Before Abraham was , I am.(John 8: 58)

دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ رہوں گا۔(متی ۲۸:۲۰)۔

Teaching them to observe all things whatsoever I have commanded you : and, lo, I am with you always, even unto thr end of the world. (Matthew 28:20)

اس کیفیت کو پولوس رسول یوں بیان کرتا ہے کہ:
یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے۔(عبرانیون ۱۳:۸)

Jesus Christ the same yesterday, and today, and for ever. (Hebrews 13:8)

۳۔اپنی الٰہی قدرت کی بابت یہ اظہار کیا کہ:

جو کچھ کہ وہ (باپ) کرتا ہے بیٹا بھی اسی طرح کرتا ہے...جس طرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے۔کیونکہ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے۔تا کہ سب بیٹے کی عزت کریں جس طرح کہ باپ کی عزت کرتے ہیں (یوحنا ۵:۱۹۔۲۳)

Then answered Jesus and said unto them, Verily, verily, I say unto you,The son can do nothing of himself, but what he seeth the Father do; for what things soever he doeth, these also doeth the son likewise.

For the father loveth the Son, and sheweth him all things that himself doeth: and he will shew him greater works than these, that ye may marvel.

For as the Father raiseth up the dead, and quickeneth them, even so the

Son quickeneth whom he will.

For thr father judgeth no man, but hath committed all judgement unto the Son.

That all men should honour the Son, even as they honour the Father. He that honoureth not the Son honoureth not the Father which hath sent him (John 5:19-23)

۴۔اپنی اس الٰہی شخصیت کے اسرار کا ثبوت دیا۔علانیہ ثبوت کہ لوگ دنگ تھے اور مومن ہوئے اور دنگ ہیں اور ایمان لائے جاتے ہیں:

اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھ پر ایمان مت لاؤ۔لیکن اگر میں کرتا ہوں ...تو جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں ۔(یوحنا ۱۰: ۳۷۔۳۸)

If I do not the works of my Father believe me not.

But if I do, though ye believe not me, believe the works; that ye may know, and believe, what the Father is in me, and I am in him. (John 10:37-38)

وہ ان کی سفارش کے لئے ہمیشہ زندہ ہے (عبرانیوں ۷: ۲۵۔، ایوحنا ۲: ۱)

Wherefore he is ablealso to save them to the uttermost that come unto God by him, seeing he ever liveth to make intercession for them (Hebrews 7:25)

غرضیکہ اس وقت سے لے کے اب تک کے کام جو اس کے نام سے ہوئے ہیں اس کی الٰہی شخصیت کا کامل ثبوت ہیں۔

خداوند کی الٰہی قدرت اور اس کے اثبات کے متعلق ہم کو خوب غور کرنا چاہیے کہ خدا اور مسیح کے معجزات کیا ثابت کرتے ہیں۔اگر ناظرین بائیبل خداوند مسیح کے معجزات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ وہ نہ صرف متفرق بلکہ رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کے ظہور میں آتے رہے اور اسی تدریج کے ساتھ مسیح کو لوگوں پر ظاہر

کیا۔ داؤد ۱۹ زبور میں کہتا کہ آسمان خدا کا جلال بیان کرتی ہیں اور فضا اس کی دستکاری دکھلاتی ہے۔

جب قانائے گلیل میں مسیح نے پانی کو ایک پل میں انگوری رس بنا دیا تو یہ لکھا ہے کہ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے (یوحنا)

اس معجزے سے اس نے ظاہر کیا کہ وہ نیچر کا خداوند ہے۔ جو نیچر کی مدد کے بغیر وہ کام ایک پل میں کر سکتا ہے جو نیچر ایک عرصہ میں کرے۔

دوسرے معجزات شفا سے ظاہر ہوا کہ مسیح بیماری پر اختیار رکھتا ہے۔

تیسرے معجزہ مچھلیوں کی بابت ظاہر کرتا تھا کہ مسیح نیچر کے جانداروں پر غیبی حکومت رکھتا تھا۔

چوتھے شیاطین کو نکالنے کی بابت ہیں جن سے شیاطین پر جو انسان سے زور آور ہیں مسیح کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

اور اسی طرح اس کے معجزات ایک سے ایک بڑھ کر ہوتے رہے حتی کہ مردوں کو بھی زندہ کیا اور موت پر بھی اپنا اختیار ثابت کیا۔

مسیح اور اس کے جلال کے ظہور کے ایسے ثبوتوں کے حسن و زور کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے مگر ہم ساتھ ہی خدا کے جلال کے ظہور کو نگاہ رکھیں۔ چنانچہ یہ مبارک الفاظ ساری شائستہ قوموں میں زبان زد ہیں کہ ایک خدا نے سب چیزیں پیدا کیں۔ لیکن اگر پوچھا جاوے کہ کیا تم میں سے کسی نے خدا کو سب چیزیں پیدا کرتے ہوئے دیکھا، تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں ہم نے سنا ہے۔

پھر پوچھا جاوے کہ کس سے سنا ہے، تو ہندو جواب دیتا ہے کہ رشیوں سے، محمدی کہتا ہے محمد (ﷺ) سے، اور یہودی اور عیسائی جواب دیتے ہیں کہ موسیٰ سے۔

تو حاصل یہ ہوا کہ یہ یقین صرف شنید پر مبنی ہے۔ پھر اگر ان سے یعنی موسیٰ، داؤد اور رسول اور محمد (ﷺ) سے پوچھا جاوے کہ تم نے خدا کو پیدا کرتے دیکھا، تو ان کا جواب باصواب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے بھی سنا ہے۔ یعنی خدا سے سنا ہے۔

خیال رہے کہ قدرت کے کاموں کی طرف خود دھیان کرنا یا اوروں کو اس طرف رجوع

کروا کے کہنا کہ دیکھو یہ خدا کے کام ہیں، یا ان سے خدا ثابت ہوتا ہے، شنید سے کچھ زیادہ زور آور بات نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کام کرنے والا غائب ہے۔ تاہم اگر دریافت کیا جاوے کہ ان میں سے ہر ایک کو خدا نے اپنی خدائی اور خالقی کیسے کیسے ثبوتوں کے ساتھ سنائی تو سب سے بڑھ کر ثبوت وہ ثبوت معلوم ہوتے ہیں جو خدا نے موسیٰ کو دیئے۔

الّا یاد رہے کہ موسیٰ کے سامنے زمین آسمان یا مثل ان کے بنا کے نہیں دکھلایا تھا (گو پیدائش کی کتاب کا پہلا باب بمنزلہ ایک رؤیا کے سمجھا جاتا ہے) بلکہ وہ ثبوت اپنی خدائی کے دیئے جو موجودہ انتظام نیچر میں ممکن اور مناسب تھے۔ چنانچہ موسیٰ خود ان کا یوں بیان کرتا ہے کہ:

> اگلے دنوں کا احوال جو تم سے آگے گذر گئے اس دن سے کہ انسان کو خدا نے زمین پر پیدا کیا۔ پوچھو اور آسمان کے اِدھر سے لے کے ادھر تک پوچھو کہ کیا ایسا امر عظیم کبھی واقع ہوا۔ یا اس کی مانند کبھی سنا گیا؟ کبھی لوگوں نے خدا کی آواز آگ میں سے بولتی سنی۔ جیسا تو نے سنی اور زندہ رہے؟ یا کبھی خدا نے قصد کیا تھا کہ جا کر ایک گروہ کو کسی قوم کے بیچ سے امتحانوں اور نشانیوں اور معجزوں کے وسیلے اور جنگ سے اور زور آور ہاتھ اور بڑھائے ہوئے بازو سے اور ہولناک ماجروں سے اپنے لئے اختیار کرے جس طرح خداوند تمہارے خدا نے تمہاری آنکھوں کے سامنے مصر میں تمہارے لئے کیا؟ یہ سب تجھی کو دکھایا گیا تاکہ تو جانے کہ خداوند خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (استثنا)

اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے ایک سے ایک بڑھ کے معجزہ کیا اور موسیٰ اور بنی اسرائیل پر اپنی خدائی اور قدرت کی حجت ثابت کی۔ تاکہ لوگوں کو یقین آوے کہ خداوند ہی خدا ہے اور تب سے خدائے واحد کی ہستی ان میں مسلم امر رہی۔

یہی غرض مسیح کے معجزات سے تھی۔ یعنی یہ کہ مسیح کا جلال ثابت کریں۔ چنانچہ خداوند مسیح نے خود اس امر کو یوں بیان کیا ہے کہ یوحنا ۵: ۱۷۔۱۹۔ اگر میں اپنے باپ کے کام کرتا ہوں تو مجھ پر ایمان لاؤ تاکہ تم جانوں اور یقین کرو کہ باپ مجھ میں

ہے اور میں اس میں ہوں ۔

I say unto you, 'the son can do nothing of himself, but what he seeth the Father do; for what things soever he doeth, these also doeth the son likewise (Joh 6:20)

(یوحنا ۱۰: ۳۷۔۳۸)۔
مسیح کے نزدیک خدا کی خدائی مسلّم امر تھی ۔اور اس لئے اس نے اس کو ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہ دیکھی وہ ثابت ہو چکی تھی اور آپ نے اس پر صاد کیا (مرقس ۱۲:۲۹۔متی ۵:۴۵)۔

That ye may be the children of your Father which is in heaven; for he maketh his sun rise on the evil and on the good, and sendth rain on the just and on the unjust. (Matthew 5 :45)

The first of all the commandments is, Hear, O Israel; The Lord our God is one lord;

And thou shalt love the lord thy God with all thy heart, and with all thy soul, and with all thy mind, and with thy strength: this is the first commandment. (Mark 12: 29-30)

لیکن اب ضرورت اس بات کے ثبوت اور یقین کی تھی کہ مسیح ابن اللہ ہے اور دنیا کا نجات دہندہ مقرر ہوا ہے ۔ اس لئے اپنی ذاتی عظمت اور نجات دینے والی قدرت کو اس نے ویسے ہی اعلیٰ دلائل سے ثابت کیا جیسے دلائل سے خدا نے اپنی خدائی موسیٰ اور بنی اسرائیل پر ثابت کی تھی ۔ اور نیچر کے علاوہ بائبل وہ کتاب ہے جس میں خدا تعالیٰ اور اس کے بیٹے یسوع مسیح کے جلال کے خاص اور واضح ثبوت ملتے ہیں۔ اگر نیچر سے کسی خالق نیچر کا احتمال پیدا ہوتا ہے، تو بائبل سے اس کا یقین پیدا ہوتا ہے ۔اور اگر نیچر سے خالق کا یقین آ جاتا ہے، تو بائیبل سے ایمان حاصل ہوتا ہے کہ خدا ہے اور مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا نجات دھندہ ہے۔
پس یسوع مسیح کی اس ذاتی ماہیت اور عظمت سے صاف ظاہر ہے کہ:

اس نے خدا باپ کے ساتھ اپنا ازلی تعلق بتلایا اور اس کو اچھی طرح سمجھانے کی خاطر اپنی پیش ہستی اور ابدی ہستی کا صاف طور سے بیان کیا اور یہ بھی جتا دیا کہ وہ الٰہی عزت کا حق دار ہے اور کہ اپنے کام کو اور اپنے ایمان داروں کو دنیا کے آخر تک خود ہی محفوظ رکھے گا اور اپنی روح پاک سے (یوحنا ۳: ۵۔ اور ۱۴: ۲۶۔ اور ۱۶: ۱۳۔۱۴) ان کی ہدایت اور نوزائدگی کرتا رہے گا۔ اس نے اپنے کسی مثیل کو روا نہیں کیا اور نہ ممکن ہے کہ کوئی محض مخلوق اور گنہگار آدم زاد اس کی ذات میں یا کام میں اس کا مثیل ہو سکے۔

۵۔ یہ بھی یاد رہے کہ خدا باپ اور بیٹے کا ذاتی رشتہ اگر چہ ایک صداقت ہے، تاہم ایک ایسا اسرار کہا گیا ہے کہ انسان اس کو از خود سمجھ نہیں سکتا۔ چنانچہ خداوند نے فرمایا کہ

میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ۔ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جس پر بیٹا اسے ظاہر کیا چاہے (متی ۱۱: ۲۷)۔

All the things are delivered unto me of my father: and no man knoweth the Son, but the Father; neither knoweth any man the father, save the Son, and he to whomsoever the Son will reveal him (Matthew 11-27)

اس حال میں ناممکن ہے کہ کوئی بشر مثیل مسیح ہو سکے اور جو ایسا دعویٰ کرے اس کو کفر نہ کہیں تو کیا کہیں۔

ہم کچھ عرصہ سے سن رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور بھی یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ مگر خداوند یسوع مسیح کی جو کیفیت و کشف انجیل مقدس میں مندرج ہے اور جس کا ہم نے مختصر بیان پیش کیا ہے بجائے خود کسی مثیل مسیح کے مانع ہے۔ آگے چل کر مفصل کیفیت ظاہر ہوگی بالفعل صرف یہ جتایا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب تو اس لائق ہی نہیں کہ مسیح بن سکیں اور اس امر میں خاص کر دو باتیں مانع ہیں۔

ایک یہ کہ آپ کو ابن اللہ کے عرفان کی بخشش نہیں ہوئی۔

دوسرے آپ اپنے عقیدہ میں محمد (ﷺ) صاحب کے پیرو ہیں اور مسیح کی نسبت ان کے ہم اعتقاد ہیں اور اتفاقاً ان کے ہم نام بھی ہیں۔ اس حال میں اگر آپ کچھ ہو سکتے ہیں

تو مثیل محمد ہو سکتے ہیں اور مسیح سے تو آپ کی کوئی نسبت ہی نہیں۔

نہ تو آپ کو اس ذات اقدس کا عرفان دیا گیا اور اور نہ آپ اس کی ذات الہی کے مثیل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہووے کہ جب پطرس نے یہ اقرار کیا تھا کہ:

تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے۔،

تو خداوند نے اس کو یہ فرمایا تھا کہ:

جسم اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر یہ ظاہر کیا ۔متی ۱۶: ۱۷۔

and Jesus answered and said unto him, Blessed art thou, Simon Bar-jo-na: for flesh and blood hath not revealed it unto thee, but my Father which is in heaven. (Matthew 16:17)

اس کے ساتھ مقابلہ کرو متی ۱۱: ۱۷۔

پس تو مسیح کی ابنیت اور الوہیت کا عرفان آپ کو خدا کی طرف سے نہیں بخشا گیا ہے اور اس لئے آپ نے اپنی تصنیفات میں اس کے برخلاف بہت جنون دکھلایا مگر ہم نے بھی اس کا مفید علاج کر دیا تھا اور ہم کو کلام اللہ سے آگاہی ملتی ہے کہ ہر ایک روح جو اقرار نہیں کرتی کہ یسوع مسیح جسم میں آیا وہ خدا کی طرف سے نہیں مسیح کی مخالفت ہے (یوحنا ۴: ۳)

دوم: جب خداوند یسوع مسیح اپنا تعلق بزرگان و انبیاء قدیم کے ساتھ ظاہر کرتا ہے تو یوں فرماتا ہے

ابراہام کی بابت:

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اس سے کہ ابراہام پیدا ہوا میں ہوں۔

(یوحنا۔۸: ۵۶ و ۵۸)

Your father Abraham rejoiced to see my day; and he saw it, and was glad.

Then said the Jews unto him, Thou art not yet fifty years old, and hast thou see Abraham?

Jesus said unto them, Verily, verily, I say unto you, Before Abraham was, I am. (John 8:56-58)

موسیٰ کی بابت:

اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان لاتے اس لئے کہ اس نے میرے حق میں لکھا ہے (یوحنا ۵:۴۶)

For had ye believed Moses, ye would have believed me: for he wrote of me. (John 5 :46)

شریعت موسیٰ کی معرفت سے دی گئی مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح سے نہیں پہنچی (یوحنا ۱:۱۷)

For the, Law was given by Moses, but grace and truth came by Jesus Christ. (John 1:17)

اور بھی عبرانیون (۳:۵و۶)

داؤد کی بابت۔ اس نے ان سے کہا۔ پھر داؤد روح کے بتانے سے کیونکہ اسے (مسیح کو) خداوند کہتا ہے۔ وغیرہ، (متی:۱۴۔۴۵)

سلیمان کی بابت۔

دیکھو یہاں ایک سلیمان سے بزرگ ہے۔ (متی ۱۲:۴۲)

یونس نبی کی بابت

دیکھو یہاں ایک ہے جو یونس سے بزرگ ہے (متی ۱۲:۴۱)

The men of Nineveh shall rise in judgement with this generation, and shall condemn it: because they repented at the preaching of Jonas; and, behold, a greater than Jonas is here.

The queen of the south shall rise up in the judgement with this generation and shall condemn it: for she came from the utermost parts of the earh to hear the wisdom of Solomon, and, behold a greater than Solomon is here. (Matthew 12:41-42)

بے شک خداوند ان سب کی تعریف کرتا ہے کیونکہ وہ اسی کی روح کے بلوائے بولتے

تھے (دیکھو پطرس ۱:۱۰ و ۱۱)

لیکن عام لوگوں کو یوں فرماتا ہے کہ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں۔ تم اس جہان کے ہو میں اس جہان کا نہیں۔ (یوحنا ۸:۲۳)

And he said unto them, ye are from beneath: I am from above; ye are of this world: I am not of this world. (John8:23)

And that ever came before me are thieves and robbers; but the sheep did not hear them (John 10:8)

اب دیکھئے کہ اس حال میں کیا کسی زمینی بشر کا مقدر ہوسکتا ہے کہ مثیل مسیح ہو جب کہ وہ سب کو کمتر اور گمراہ قرار دیتا ہے اور اپنی طرف دعوت کرتا ہے اور یادرہے کہ وہ جنہوں نے پیچھے یا پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ان کی بابت فرمایا کہ:

سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں (یوحنا ۱۰:۸)۔

جھوٹے نبیوں سے خبر دار رہو۔ (متی ۷:۱۵)۔

Beware of false prophets, which come to you in sheep's clothing, but inwardly they are ravening wolves (Matthew7 :15)

جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ (متی ۲۴:۲۴)۔

For there shall arise false Christs and false prophets, and shall shew great signs and wonder; insomuch that, if it were possible they shall deceive the very elect. (Matthew 24:24)

اپنے بعد کسی سچے مسیح یا اس کے مثیل کے آنے کی کوئی خبر نہ دی کوئی اشارہ نہ کیا۔ لہذا ابنِ آدم کی تمام فہرست میں نہ کوئی اس کا مثیل تھا اور نہ مسیح خداوند نے کسی بشر کو اس قابل قرار دیا۔ چہ جائے کہ اپنے منکروں کو یہ فضیلت عنایت کرے پس مثیل مسیح کا خیال ایک ان ہونا خبط ہے۔ خداوند یسوع مسیح ابد تک بے نظیر ہے اور کسی مثیل کا محتاج نہیں بلکہ مثیل مسیح اس کی کسر شان ہے۔

سوم: یسوع مسیح اپنی مجسم حالت میں کتب عہد عتیق والا مسیح موعود ہے چنانچہ لوقا ۲۴:۲۵۔۲۶ بمقابلہ آیت ۴۴ شاگردوں کو مسیح موعود کے کام بتلائے اور اپنے تئیں

وہ موعود قرار دیا۔ پھر یہودیوں کو صاف صاف جتایا کہ اگر تم ایمان نہیں لاتے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مروگے (یوحنا ۱۸؟:۲۴)

اور وہ وہ موعود ہے جو کل بنی آدم کے لئے موعود ہوا تھا (مقابلہ کرو پیدائش ۳:۱۵، اور لوقا ۲:۱۰۔۱۱)

(اور یوحنا ۳:۱۶) اور خدا نے یہ انتظام کیا کہ وہ ابراہام کی اولاد اور داؤد کے گھرانے سے ایک کنواری سے پیدا ہو اور اس موعود کی آمد کی غرض یہ تھی کہ انسان کی نجات کے لئے خدا اور انسان کے بیچ فدا کار اور درمیانی ہو اور مسیح یسوع نے اپنے تئیں موعود اور منجی ثابت کے۔ اس ابن خدا کی مسیحائی میں کوئی مثیل مسیح نہیں ہوسکتا۔ اس امر میں عہد عتیق اور عہد جدید کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مسیح موعود کی مسیحائی کن باتوں میں تھی اور خداوند یسوع میں وہ کس کس طرح پوری ہوئیں

۱: پیش گوئی: مسیح خدا اور انسان ہوگا۔ زبور ۲:۷۔

خداوند نے میرے حق میں فرمایا: تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا۔ زبور ۱۱۰:۱۔

خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا۔ یسیعاہ ۹:۶۔

خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ میکاہ ۵:۲۔

اس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے۔ یسیعاہ ۷:۱۴۔

اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔

تکمیل۔ مقابلہ کرو۔ متی ۱:۲۳۔ اور یوحنا ۱:۱۴۔ ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔ متی ۲۲:۴۵۔ داؤد اس کو خداوند کہتا ہے،

۲: پیش گوئی مسیح کس نسل اور گھرانے سے ہوگا

پہلی عورت سے۔ (پیدائش ۳:۱۵)۔

ابراہام کی نسل سے (پیدائش ۱۲؟۳۔۱۸:۱۸)

یعنی اضحاق سے (پیدائش ۲۶:۴) اور اس کے بیٹے

یعقوب سے (پیدائش ۲۸:۱۴)

یہودا سے (پیدائش ۴۹:۱)

داؤد سے (زبور ۱۳۲:۱۱۔ ۸۹:۴، ۳۷، یسیعاہ ۹:۷۔ یرمیاہ ۲۲، ۳۳:۱۵
تکمیل۔ متی ۱:۱۔ یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہام کا نسب نامہ (لوقا ۱:۲۷) یوحنا ۷:۴۲۔
کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت لحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے؟ لوقا ۱:۳۲۔ خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔
۳۔ پیش گوئی۔ مسیح کہاں پیدا ہوگا (میکاہ ۵:۲) اے بیت اللحم افراطا ہر چند کہ تو یہودا کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے مجھ پاس آئے گا جو اسرائیل میں حاکم ہوگا۔
تکمیل: (متی ۲:۴۔۶)۔ لوقا ۲:۴۔۷) اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا کہ ...اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھاوے۔ اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پلوٹھا بیٹا جنی۔
۵۔ پیش گوئی۔ مسیح کے آنے کا وقت کیا تھا؟ پیدائش ۴۹:۱۰۔ یہودا سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہے گا جب تک سیلا نہ آئے۔
پھر مسیح کی آمد یروشلم کی دوبارہ تعمیر کے ۷۰ ہفتوں بعد یعنی ۴۹۰ برس اس کے بعد ہونے کو تھی جب کہ دوسری ہیکل ہنوز قائم ہوگی (حجی ۲:۶۔۹۔ دانیال ۹:۲۴۔۲۵۔ ملاکی ۳:۱)
تکمیل۔ جب مسیح آیا تو عصا ریاست یہودا سے جدا ہوگیا تھا۔ یہودی رومیوں کی رعیت ہوگئے تھے قیصر اگستس کا وہاں حکم تھا (لوقا ۲:۱ و ۳۔۵) رومیوں کو جزیہ دیتے تھے (متی ۲۲:۱۷ و ۲۱) قتل کرنے کا اختیار نہ رکھتے تھے (یوحنا ۱۸:۲۱ یا ۳۱) اور جب مسیح آیا تو ان دنوں میں یہودی اور غیر قوم بھی ایک ذی شان شخص کی آمد کی انتظاری کررہے تھے (متی ۲:۱۔۱۰) مرقس ۱۵:۴۳۔ لوقا ۲:۲۵ و ۳۸۔ یوحنا ۱:۱۹۔۲۸ و ۴۵)
۶۔ پیش گوئی: مسیح اپنی آمد اور تعلیم کو بڑے بڑے معجزات سے ثابت کرے گا اور نیز پیش گوئیوں سے یسیعاہ ۳۵:۵۔۶) اس وقت اندھوں کی آنکھیں وا کی جائیں گی اور بہروں کے کان کھولے جائیں گے تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھریں گے اور گو

ننگے کی زبان گائے گی ۔ استثنا ۱۸؟:۱۵۔۲۲۔یسیعاہ ۶۱:۱۔۲)
تکمیل : متی ۱۱:۴۔۶۔، یسوع نے جواب میں انہیں کہا کہ جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو جا کے یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے ، کوڑھی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مردے جی اٹھتے اور غریبوں کو خوش خبری سنائی جاتی ہے ۔ اور مبارک وہ ہے جو میرے سبب سے ٹھوکر نہ کھائے ۔،(اور بھی دیکھو لوقا ۸:۲۱۔متی ۴:۲۳،۲۴،، متی ۱۵: ۳۰۔۳۱۔اعمال ۲:۲۲۔لوقا ۴:۱۷۔۲۱)

یادرہے کہ مسیح یسوع کے معجزات ایسے تھے کہ سب لوگوں کے سامنے کئے گئے جن کو ان کے حواس خوب طرح محسوس اور تحقیق کر سکتے تھے ۔ مسیح نے اپنے معجزات کے لئے تاویلیں نہیں کی تھیں کوئی ضرورت نہ تھی ۔ اس کے معجزات ایسے تھے کہ لوگ دنگ تھے اور دشمن لاجواب رہ جاتے تھے مسیح کے معجزات نہ صرف بے نظیر تھے بلکہ ہمیشہ انسان کی بھلائی کے لئے کئے جاتے تھے نہ کہ شعبدہ نمائی کے لئے ۔ مسیح نے اپنی الہی رسالت کے ثبوت میں معجزے دکھلائے تھے ۔، یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے(یوحنا ۵:۳۶)

مسیح ایسی قدرت کے ساتھ معجزے کرتا تھا کہ گویا وہ اسی لئے آیا اور بڑے بڑے معجزے اس کے لئے ایسے آسان تھے جیسے ہمارے لئے سانس لینا آسان ہے ۔ وہ معجزوں کی ناداری اور اس کے لئے عذر خواہیوں سے ناواقف تھا ۔ وہ قدرت مجسم تھا اس کے معجزات ایک ہی قسم کے نہ تھے بلکہ انسان حیوان نیچر بیماری موت اور شیاطین سب اس کی قدرت کے آگے عاجز تھے ۔

علاوہ اس کے جو پیش گوئیاں مسیح نے کیں ان میں سے ایک بھی خطا نہیں گئی سب پوری ہوئیں معجزوں اور پیش گوئیوں کی بابت اس میں ایک الہی وصف یہ نمایاں ہے کہ ان دو کاموں کے لئے اس نے اپنے رسولوں کو بھی طاقت بخشی جس طرح خداوند کریم گذشتہ زمانوں میں موسی اور دیگر نبیوں کو بخشتا تھا ،(متی ۱۰ باب ، اعمال ۲ باب)

۷۔پیش گوئی ۔ مسیح کے فداکار اور منجی ہونے میں دو لازمی باتیں بتلائی گئی ہیں ۔ ۱۔گنہ گاروں کے بدلے دکھ اٹھانا اور مارا جانا ۔ ۲۔ مردوں میں سے زندہ ہونا ۔

۱۔ دکھ اٹھانا اور مارا جانا (یسیعاہ ۵۳:۸و۱۲)۔

وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تا کہ اس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں ایذا دے کے اور اس پر حکم کر کے وہ اسے لے گئے پر کون اس کے زمانہ کا بیان کرے گا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ (دانیل ۹:۲۴-۲۶)۔

ستر ہفتے تیرے لوگوں اور تیرے شہر مقدس کے لئے مقرر کئے گئے تا کہ اس مدت میں شرارت ختم ہو اور خطا کاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی پیش کی جائے۔ سو تو بوجھ اور سمجھ کہ جس وقت سے روشلم کی دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم نکلے مسیح بادشاہزادہ تک ساتھ ہفتے میں اور باسٹھ ہفتے ...اور باسٹھ ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جائے گا پر نہ اپنے لئے۔ (اور بھی پیدائش ۳:۱۵)

تکمیل: خداوند یسوع نے ان خبروں کو مسیح موعود کے حق میں قرار دیا (لوقا ۴:۲۱،۲۴:۲۶)

اے نادانوں تم نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں کیسے سست ہو۔ کیا مسیح کو یہ دکھ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے (متی ۲۰:۲۸؟)

یاد رہے کہ مسیح موعود کی کفارہ دینے والی موت کی نسبت مسیح موعود کے زمانہ کے یہودیوں کے خیال نبیوں کی پیش گوئیوں کے مطابق نہیں رہے ہوئے تھے چنانچہ مسیح نے بار بار ان کی اس نافہمی پر ملامت کی تھی اور وے مسیح کو ایک دنیاوی بادشاہ چاہتے تھے اور اغلب ہے کہ وہ نبی مثلاً موسیٰ اور یسیعاہ اور دانیل جنہوں نے مسیح موعود کی موت کی طرح بہ طرح خبریں دیں خود بھی اس آنے والے بھید کو پوری طرح نہیں سمجھے تھے اور جیسا خدا کی روح نے ان سے بلوایا وے کہہ گئے۔ اس لئے خداوند یسوع نے اس بات کی زیادہ تفصیل کی تا کہ اس راز کو، جو ازل سے پوشیدہ رہا، (روم ۱۶:۲۵) خصوصیت کے ساتھ منکشف کرے اور نبیوں کی نامفہوم باتوں کو کھول دے۔ اور اس واسطے اس نے چار مرتبہ اپنے صلیب پر مارے جانے اور مردوں میں سے زندہ ہونے کی بابت پھر پیش گوئی کی۔ شاگردوں کے سامنے اور یہودیوں کے سامنے بھی اور بتاکید کہا کہ ابن آدم آدمیوں کے حوالے کیا جائے گا اور وہ اسے قتل کریں گے اور وہ

تیسرے دن زندہ کیا جائے گا (متی ۱۶: ۲۱، ۱۷: ۲۲و۲۳، ۲۰: ۱۸و ۱۹، اور ۲۶: ۲) مگر شاگرد یہ بات سن کر کبھی جھنجلائے کبھی غم گین ہوئے اور یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی (مرقس ۹: ۳۱۔لوقا ۱۸: ۳۴)۔

ان پیش گوئیوں کے علاوہ ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ توریت کے دو بڑے مشہور واقعات اور رسموں کو اپنی موت کی علامتیں قرار دیا۔ایک عید فسح ۔دوسرا پیتل کا سانپ موسیٰ اور بنی اسرائیل برّے کے لہو سے رہائی پانے کے بھید کو اور اس کی انتہائی غرض کو سمجھے نہ تھے صرف خدا کے حکم کے موافق عمل کیا تھا مگر برّے کے لہو اور رہائی میں کیوں نسبت ہے،ان کے لئے ایک بھید رہا۔اس عید فسح کو خداوند یسوع نے اپنی موت کے ساتھ ملایا۔ وقت بھی وہی اور غرض بھی وہی ۔مگر آئندہ عید فسح والی رہائی کی یادگاری کے بجائے ۔یعنی اس پرانے عہد کے بجائے اپنی موت کی یادگاری مقرر کی اور اس کو نئے عہد کا لہو قرار دیا (متی ۲۶: ۲۸) ۔ یہ میرا خون ہے یعنی عہد کا وہ خون جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے ۔،اور تب ہی سے عید فسح موقوف ہوگئی ۔اسی طرح پیتل کا سانپ ۔ایک مردہ چیز کو موسیٰ نے بیابان میں نیزے پر رکھا تھا تا کہ مرتے ہوئے لوگ جنہیں زہریلے سانپوں نے ڈسا تھا اس کو دیکھ کر بچ جائیں مگر وہ لوگ کچھ نہ سمجھتے تھے کہ اس بے جان سانپ اور حفظ جان میں کیوں نسبت رکھی گئی ۔صرف حکم کے موافق کیا تھا اور بچ گئے تھے ۔اس بات کو خداوند یسوع مسیح نے اپنی موت کی علامت قرار دیا تھا (یوحنا ۳: ۱۴۔۱۵) جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تا کہ جوکوئی ایمان لائے اس کے سبب سے ہمیشہ کی زندگی پائے ۔ وہ لعنتی سانپ جس کے ذریعہ سے شیطان نے انسان کو گناہ کے باعث لعنتی کر دیا تھا وہ مسیح کی موت کی علامت تھا جس نے انسان کے بدلے صلیب کی لعنتی موت کی برداشت کی ۔ اس طور سے خداوند یسوع مسیح نے اگلی کتابوں کے مطابق اپنا مارا جانا ایک ضروری امر جتایا اور ضرور تھا کہ اس کے موافق وقوع میں آوے اور ایسا ہی ہوا ۔،، جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ پورا ہوا اور سر جھکا کے جان دی ۔ (یوحنا ۱۹: ۳۰)

اور اسے صلیب پر چڑھایا اور یسوع نے بڑی آواز سے پھر چلا کر جان دی ۔

(متی ۲۷: ۳۵ و ۵۰۔)

اور پھر وہ قبر میں دفن کیا گیا۔(متی ۲۷: ۵۷۔۶۰۔ و یوحنا ۱۹: ۳۳۔۴۰)

۲۔مردوں میں سے زندہ ہونا۔اس سبب سے میرا دل خوش ہے اور میری شوکت شاد میرا جسم بھی امید میں چین کرے گا کہ تو میری جان کو قبر میں رہنے نہ دے گا اور تو اپنے قدوس کو سڑنے نہ دے گا تو مجھے زندگی کی راہ دکھائے گا۔(زبور ۱۶: ۹۔۱۱)۔

جب اس کی جان گناہ کے لئے گذرانی جائے تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا اور اس کی عمر دراز ہوگی (یسیعاہ ۵۳: ۱۰)

اس پیش گوئی کی خداوند نے یوں تفصیل اور تاکید کی کہ:

وہ اسے قتل کریں گے اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔متی ۱۶: ۲۳۔

یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ اس مقدس کو ڈھادو تو میں اسے تین دن میں بنا کھڑا کرونگا۔مگر وہ اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہتا تھا۔پس جب وہ مردوں میں سے جی اٹھا تو اس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ اس نے یہ کہا تھا۔یوحنا ۲: ۹، ۲۲، ۲۳)

تکمیل: دیکھو اعمال ۲: ۱۳۱۔فرشتے نے عورتوں سے کہا تم نہ ڈرو، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو جو مصلوب ہوا تھا ڈھونڈھتی ہو۔وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اپنے کہنے کے مطابق جی اٹھا ہے۔متی ۲۸: ۵۔۶۔یوحنا ۲۰ باب

۸۔پیش گوئی: خداوند مسیح کی اپنی پیش گوئی اپنے آسمان پر جانے کی بابت

یوحنا ۶: ۶۲۔اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے دیکھو گے جہاں وہ پہلے تھا تو کیا ہوگا؟

یوحنا ۱۶: ۲۸۔میں باپ سے نکل کر دنیا میں آیا ہوں پھر دنیا سے رخصت ہوکر باپ کے پاس جاتا ہوں۔متی (۲۶: ۶۴)۔(یوحنا ۲۰: ۱۷) مردوں میں سے زندہ ہونے کے بعد یہ جتایا تھا کہ: میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس ان سے کہہ کہ وہ فرماتا ہے کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔

تکمیل: مرقس ۱۶: ۱۹۔خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔،لوقا ۲۴: ۵۱) پھر اپطرس ۳: ۲۲۔وہ آسمان پر جاکر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے اور فرشتے اور اختیارات اور قدرتیں اس کے تابع کی گئیں ہیں۔

یہ سب بڑی بڑی مذکورہ باتیں وہ ہیں جو مسیح موعود کی بابت عہد عتیق و جدید میں مندرج ہیں دونوں کتابوں کا نشانہ فقط ایک ہی مسیح کی طرف ہے نہ کہ کسی مسیح ثانی یا مثیل مسیح کی طرف۔ اور جب تک کوئی بشر اپنے آپ میں مسیحائی کی یہ باتیں ثابت نہ کرے یا نہ کر سکے تو وہ اپنے آپ کو اس کے پیرؤوں میں رکھے کیونکہ اس کے ساتھ ہم ذات ہونا ذات کے ظہور مسیحائی میں اور قدرت و اختیار میں اس کے مماثل ہونا ناممکن ہے۔ یہودیوں اور بدعتیوں میں سے جن لوگوں نے مسیحائی کا دعوی کیا ان کی کیفیت میں اس سلسلہ کے آخر میں سناؤں گا۔ سر دست اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

چہارم: از روئے مسیح کی آمد ثانی

خداوند کی آمد ثانی کے متعلق خداوند نے خود جو شان اور جلال اور قدرت ظاہر کئے تھے وہ کسی محض بشر کی شان میں نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی بشر ویسی قدرت رکھ سکتا ہے۔ اس آمد ثانی کی بابت کئی ایک خاص باتیں بتلائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ خداوند مسیح خود آوے گا۔ دوسرے یہ کہ بڑے جلال اور فرشتوں کی ہم رکابی کے ساتھ آوے گا۔ تیسرے یہ کہ ہر ایک آنکھ اس کو دیکھے گی۔ چوتھے یہ کہ زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے آوے گا۔ پانچویں یہ کہ اس کی آمد پر سب مردے زندہ ہوں گے۔

یسوع نے پاس آ کر کہا آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا، متی ۱۸:۲۸۔

باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے۔ (یوحنا ۲۲:۲۵)

ان دنوں کی مصیبت کے بعد فوراً سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا اور ستارت آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کے سارے فرقے چھاتی پیٹیں گے۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔ (متی ۲۴:۲۹-۳۱)۔

اس کے مطابق دیکھو متی ۲۵:۳۱۔۳۲۔

ساری دنیا کی عدالت وہی خداوند کرسکتا ہے جس کو آسمان اور زمین کا اختیار ہے۔ اور اس کام کے لئے دوبارہ آنا اس کی اپنی ذاتی شخصیت پر ہی ختم ہے کوئی انسان یا فرشتہ یہ کام نہیں کرسکتا اس لئے ضرور ہے کہ خداوند بذات خود آوے وہ کسی کو اپنا مثیل نہیں بنا سکتا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ پیشتر اس سے کہ وہ دوبارہ آوے اس مابین عرصہ کے لئے اس نے فرمایا کہ: میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ رہونگا۔(متی ۲۸:۲۰)

جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوتے ہیں ان کے بیچ میں ہوتا ہوں۔ متی ۱۸:۲۔

ان اظہاروں میں خداوند نے صاف صاف بتلا دیا کہ اپنے زمینی زمانہ سے لے کے اپنی دوسری آمد تک وہ خود ہی اپنا کام چلاتا رہے گا اور آخری دن آ کر ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلا دے گا۔ غرضیکہ اس امر میں بھی یعنی اس کی دوسری آمد میں بھی کوئی اس کا مثیل یا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ ایسی بات کے امکان کا وہم تک محال بلکہ کفر ہے

دوسرا امر:

مرزا غلام احمد کا دعوی مسیحائی

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی یہ ہے کہ:

مسیح ناصری کی روح و طاقت کے ساتھ اس دنیا میں مبعوث ہوا ہے۔،

دیکھو اشتہار بہ عنوان: طاعون کا نظارہ اور مسیح کا کفارہ، جو عبدالحق احمدی نے قادیان ضلع گورداسپور سے ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۲ء کو شائع کیا۔ اور پھر شیخ عبدالرحمٰن ممبر ٹی اے سوسائٹی قادیان نے ۱۶ جون ۱۹۰۲ء کو ایک چار صفحہ کے انگریزی اشتہار (اس انگریزی اشتہار کی ایک کاپی اڈیٹر نورافشان کے نام بھیجی گئی تھی) میں مرزا صاحب کا یہی دعوی مشتہر کیا تھا جس کا عنوان یہ لکھا ہے۔ یعنی

greatest Discovery ,

اس کے صفحہ ۳ پر مرزا صاحب کی مسیحائی یوں لکھی ہے

he has come in the power and spirit of Christ as St John the Bobtist had come in the power and spirit of Elijah.

شیخ عبدالرحمٰن متی ۳۴: ۲۹۔۳۱ کو مسیح کی دوسری آمد یعنی مرزا صاحب کی آمد کے حق میں لکھتے ہیں اور کہ ۱۸۹۴ء میں یہ پیش گوئی وقوع میں آ گئی مسیح کا دن آ گیا تھا۔ اپنے اشتہار میں مرزا صاحب کے اعتراضوں اور ایک نئی دریافت کا بھی بیان کیا ہے اور یہ ساری کوشش اس لئے ہے کہ مسیح کی صلیبی موت اور قیامت کا انکار کریں۔ اور مسیح کی قبر سری نگر میں بتلائی ہے۔ اس سارے اشتہار کا میں نے بھی انگریزی میں جواب دیا ہے جو اخبار نور افشان مطبوعہ ۱۹ و ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ء اور ۲ جنوری ۱۹۰۳ء کے انگریزی ضمیمہ میں شائع ہو چکا ہے اور رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے جس کا نام ہے the greatest discovery exploded اور اس کو اردو میں بھی ترجمہ کر کے شائع کرنے کی آرزو ظاہر کی گئی ہے۔ اور اس لئے اس کو اس رسالہ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور میری دلی آرزو ہے کہ مرزا صاحب اب بازگشت کریں۔

مرزا صاحب کی منطق یہ ہے کہ مسیح کی پیش گوئی اس کی آمد کی بابت حق ہے اور ضرور ہے کہ وہ پوری ہووے۔ مگر مرزا صاحب نے اس پر اپنی خیالی عمارت یوں اٹھائی ہے کہ مسیح بذات خود دوبارہ نہیں آ سکتا کیونکہ وہ مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا اور سری نگر کشمیر میں مدفون ہے اور جب دیگر مردگان زندہ ہوں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ زندہ ہوگا اس لئے دوسری آمد کے یہ معنی ہیں کہ وہ کسی دوسرے شخص کے وجود میں مسیح کی روح اور طاقت سے ہووے جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیا کی روح اور طاقت میں آیا تھا، اور وہ دوسرا شخص مرزا غلام احمد ہے۔

یہ منطقی عمارت فقط اس ایک صداقت سے مسمار ہوتی ہے کہ خداوند مسیح سچ مچ صلیب پر موا۔ دفن کیا گیا اور تیسرے دن زندہ ہوا، جیسا ہم پہلے امر میں واضح کر چکے ہیں۔ اور آگے چل کر اور بھی واضح کیا جائے گا۔ بالفعل اتنا اور بھی جتاتا ہوں کہ جو کیفیت خداوند مسیح نے اپنی دوسری آمد کی منکشف کی تھی وہ اس بات کی لازماً متقاضی تھی کہ ضرور تھا کہ وہ صلیب پر مارا جاوے اور ضرور زندہ ہووے۔ یعنی دوسری آمد کی پیش گوئی کا پورا ہونا اس کے زندہ کئے جانے کو طلب کرتا ہے کیونکہ اس کی دوسری آمد کا منشا

بدون اس بات کے ضائع ہوتا ہے۔ اگر مسیح کفارہ دینے والی موت نہ مرا اور اس کے ثبوت میں اور دوسروں کی راست بازی کیلئے زندہ نہ ہوا تو وہ دوسری آمد پر بے ایمانوں اور ایمان داروں کی عدالت کس بنا پر کر سکتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کی تو کوئی وجہ ہی موجود نہ ہوتی، اور نہ بے ایمانی کی سزا ہوتی۔ لہذا مرزا صاحب اور اس کے پیرؤوں کی منطق بے وجود ہے باوجود اس کے مرزا صاحب کے جواب میں

اول: ہمارا یہ بیان ہے کہ جو آیت مسیح کی دوسری آمد کی بابت پیش کی گئی ہے وہی آیت کسی دوسرے کے خداوند یسوع مسیح کی روح اور قوت میں آنے کے خیال کو برباد کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ خداوند یسوع نے اپنی دوسری آم کی بابت پیش گوئی کی جیسا کہ متی ۲۴: ۱۷۔۳۰۔۳۱ سے ظاہر ہے لیکن خداوند نے اس امر میں لوگوں کو دو بڑے خطروں سے خصوصیت کے ساتھ آگاہ کیا اور ان کی یوں تفصیل فرمائی

پہلی آگاہی۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آویں گے اور اپنے آپ کو مسیح کہیں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے (آیت ۵۔۶)۔ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا (آیت ۲۶)

وہ ہمہ دان خداوند زمانہ کے اس سرے سے مسیحائی کے بہانہ بازوں کے کل لشکر کو دیکھ سکتا تھا جو یروشلم کی بربادی سے لے کر زمانہ کے آخر تک نمودار ہونے والے تھے۔ ہاں وہ جھوٹے نبیوں کی اس کثیر تعداد، کو دیکھ سکتا تھا جن کا یوسیفس مورخ نے ذکر کیا ہے۔ دوسری صدی میں برکوکب (کاذب) مسوپوتامیہ میں دو لاکھ آدمیوں کے سرگروہ کو، اور سترھویں صدی میں سمرنا کے سبتی سیوی کو، جس کی بابت یہودی للکارتے تھے کہ، ہمارا نجات دہندہ آگیا ہے۔ سبتی سیوی داؤد کی نسل سے سچا مسیح ہے، ہاں خداوند اس مرزا غلام احمد کو قادیان کے حجرے میں اور پگٹ کو لندن کے ایک گرجے میں دیکھ سکتا تھا اور اس لئے پہلے ہی سے ایسوں کی بابت آگاہ کیا۔ اور اپنے سامعین کو ایسے دھوکہ بازوں کی پیروی سے منع کیا۔

دوسری آگاہی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کے سارے فرقے چھاتی پیٹیں گے۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور

جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔ (آیت ۳۰۔ اور مکاشفات ۱:۷)
مذکورہ حیلہ باز مدعیوں میں سے ایک کا بھی نمود اس قدرت اور جلال کے ساتھ نہیں ہوا

خداوند صاف جتاتا ہے کہ اس کی دوسری آمد پر اس بات کی ضرورت نہ ہوگی کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز اس کا پتہ دے۔ اور نہ الحکم وغیرہ کی بناوٹی باتوں سے اس کا پتہ ملنے کی حاجت ہوگی۔ بلکہ، دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اسے دیکھے گی۔، سوائے فریبی آدمی کے کوئی دوسرا شخص اپنے تئیں ایسے قدیر اور جلالی مسیح کے مثیل نہیں کہے گا۔

دوم: میں یہ بیان کیا چاہتا ہوں کہ مسیح کی آمد کی پیش خبر میں وہی بات ندارد ہے جس کا قادیانی دعوی کرتا ہے۔، یعنی مسیح موعود، ایسا کوئی وعدہ نہیں کیونکہ مسیح خود اور فقط وہی ہمیشہ مسیح ہے۔ اور وہ کسی مسیح کو بھیجنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ بذات خود آنے کی بات کہتا ہے منادی کرنے کے لئے نہیں۔ ستائے جانے کے لئے نہیں۔ لیکن دنیا کی عدالت کرنے اور بے ایمان شریروں کو سزا دینے اور اپنے بزرگزیدوں کو جمع کرنے کے لئے آتا ہے (آیت ۳۱۔ اور باب ۱۳:۴۱۔۴۳)

علاوہ اس کے خداوند کی کسی کلام میں اس بات کا اشارہ تک نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی طاقت اور روح میں بھیجے گا جیسا کہ مرزا غلام احمد دعوی کرتا ہے لیکن وہ ہمیشہ بذات خود آنے اور دنیا کی عدالت کرنے کی بابت کہتا ہے۔ جو ایسا کام ہے کہ وہ کسی محض بشر کے سپرد نہیں کر سکتا۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا ایلیا کی طاقت اور روح میں آنا ایسے تواتر کے لئے کوئی نظیر نہیں ہے خصوصاً اس بات کے لئے کہ ایک مثیل مسیح بھی اس طرح ہوگا۔ مرزا صاحب کی منطق لچر ہے۔

اس موقع پر میں اتنا اور بھی کہا چاہتا ہوں کہ یوحنا اور ایلیاہ کی مشابہت کو مسیح اور مثیل مسیح کے لئے تشبیہاً پیش کرنا بھی غیر واجب ہے کیونکہ اس قول سے کہ، یوحنا ایلیا کی روح اور قوت میں، آیا کیا سمجھنا چاہیے؟ ایلیا کو قوت تھی کہ معجزے کرے مگر یوحنا نے کوئی معجزہ نہیں کیا تھا (یوحنا ۱۰:۴۱)۔ پھر یوحنا، ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھرا تھا (لوقا ۱:۱۵)۔ تو اس میں ایلیا کی روح کے کیا معنی تھے؟ جب کہ ایلیا اور یوحنا کی قوت اور روح میں یہ فرق تھا تو مماثلت کسی اور بات میں تھی۔ اور وہ ایلیا اور یوحنا

کی خودانکاری کی روح اورلوگوں اور بادشاہوں کوتوبہ کی طرف آمادہ کرنے کی قوت تھی ۔اس سے زیادہ مشابہت ظاہرنہیں ہے۔ یہاں انتقال روح یعنی تناسخ کا خیال جائز نہ ہوگا۔ پس جس معنی میں یوحنا کا ایلیا کی روح اورقوت میں آنا بیان کیا گیا ہے وہ معنی مسیح اوراس کے کسی فرضی مثیل میں قائم کرنے فضول ہیں۔اوراس لئے ہم نے کہا کہ ایلیا اور یوحنا والی مماثلت مثیل مسیح کے لئے نظیرنہیں ہوسکتی کیونکہ خداوندکی ذات الٰہی اورصفات ایزدی اورنجات کا کام میں کوئی انسان مماثلت میں اس کا شریک نہیں ہو سکتا۔

بیان بالا میں ہم نے مرزاصاحب قادیانی اورناظرین کودکھلا دیا کہ

ا: خداوند نے اپنی ہی آمدثانی کی بابت صاف صاف خبردی تھی۔

۲۔جھوٹے مسیحوں کی آمد سے بھی خبردارکردیا تھا۔لیکن تاکہ کوئی دھوکہ نہ کھاوے اور کوئی تاویل چل نہ سکے اس نے تیسری بات یہ واضح کردی تھی کہ اپنی اس آمد سے پیشتر وہ اس دنیا میں اپنی روح وقوت سے برابرموجودرہے گا۔اوراس طریق سے بہتیروں کواپنی مانند بنائے گا تاکہ وے ہمیشہ کی زندگی کے لائق ہوجاویں۔

اس کی روح اورقوت کے موعودہ ظہورمعمولی اورغیرمعمولی ہونے والے تھے بعضوں میں اعلیٰ خدمات کے لئے جیسے رسول تھے اوروں میں معمولی خدمات اور پیروی کے لئے جیسے اس کے کل مومنین ہیں اوراس امرمیں اس نے حسب ذیل اعلان اورسبق دیا تھا کہ:

> جومجھ پرایمان لاتا ہے اس کے بدن سے کتاب مقدس کے بیان کے بموجب زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔اس نے یہ بات اس روح کی بابت کہی جواس پرایمان لانے والے پانے کو تھے(یوحنا۷: ۳۸۔۳۹)
>
> تم مجھ میں قائم رہومیں تم میں، کیونکہ مجھ سے جدا ہوکرتم کچھ نہیں کرسکتے۔ (یوحنا۱۵: ۴۔۵)
>
> میں دنیاکےآخرتک ہرروزتمہارے ساتھ رہونگا(متی ۲۸: ۲۰)

یہ کلام مردوں میں سے زندہ ہونے کے بعدفرمایا تھا۔یہ وہ صورت ہے جس میں خداونداپنی روح اورقوت میں آیااوراب بھی موجود ہے۔

اس کے مطابق خداوند اپنی روح اور قدرت سے اعلیٰ قسم کے ظہور دکھاتا رہا ۔بعضوں کو یہ فضل اس لئے عطا کرتا تھا کہ:

وہ روح حق میرا جلال ظاہر کرے گی اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبر دے گی (یوحنا ۱۶:۱۳۔۱۴)

اور جن کو مسیح اپنی روح القدس دے کر بھیجتا رہا اس سے غرض یہ تھی کہ وے اس کے گواہ ہوں (لوقا ۱:۸)۔

اور قدرت کے کام اس کے نام سے کریں (لوقا ۱۰: ۱۷۔، اور اعمال ۳:۱۶، ۴:۱۴)

اس طور سے خداوند کے بندوں نے اس کی روح اور قدرت میں ظاہر ہو کر خداوند کی کلیسا اس دنیا میں قائم کی ۔اب چونکہ مرزا غلام احمد کی روح مسیح کی روح اور قوت کے اس کل منشا سے خالی ہے بلکہ مسیح کے مخالف ہے اس لئے یہ حکم واجب ہے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ مسیح پر ایک من گھڑت بہتان ہے ۔سامریہ کے شمعون نے اس قدرت کا لالچ کیا تھا تو اس کو پطرس رسول نے یہ ملامت کی تھی کہ:

تیرا اس امر میں نہ حصہ ہے نہ بخرہ، کیونکہ تیرا دل خدا کے نزدیک خالص نہیں ہے ۔(اعمال ۸:۲۱)۔

مرزا صاحب کا بھی یہی حال ہے ۔خداوند نے اپنی روح اور قوت کسی ایسے کو نہیں دیتا جو ان کو اسی کے برخلاف کلام میں لانے کی نیت رکھے اور اپنی بڑائی کا خواہاں ہو۔

عام حالت میں خداوند کی روح اور قوت ایمانداروں کو اس کی کامل انسانیت کے اندازہ تک پہنچاتی ہے ۔چنانچہ یہ مطلوب بھی ہے: تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں ۔، اور رسولوں نے بھی یہ آشکارہ کیا کہ:

جس میں مسیح کی روح نہیں وہ اس کا نہیں ۔، (روم ۸:۹)

خداوند جو مجھے طاقت بخشتا ہے اس کے سبب سے میں سب کچھ کر سکتا ہوں ۔(فلپ ۴:۱۳)

خدا نے اپنے بیٹے کی روح ہمارے دلوں میں بھیجی جو ابا یعنی اے باپ کہہ کہہ کر پکارتی ہے ۔(گلت ۴:۶)

خداوند اپنی روح کے وسیلے سے اس میں رہتے ہیں۔ غرضیکہ مسیح کی روح اور قدرت کا یہ اصل اور عام فائدہ ہے جو ایمان دار کو حاصل ہے نہ کہ ایک ایک آدھ کو۔

مرزا غلام احمد میں بھی ہم مسیح خداوند کی روح اور قدرت صرف اسی صورت میں مان سکتے بشرطیکہ آپ اس خداوند کے سچے معتقد ہوتے اور اسی کی پیروی میں لگے ہوتے لیکن موجودہ حالت میں تو ہم کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ مسیح کی روح اور قدرت سے بالکل محروم ہیں اور اپنی ہی روح اور مزاج کے تابع ہیں۔ اور لفظوں میں یوں کہیں کہ مرزا صاحب مثیل مسیح کی ممکن صورت سے بھی خارج ہیں اور آپ کا قرعہ جھوٹے مسیحوں ہی میں نکلتا ہے۔

سوم: شیخ عبدالرحمٰن نے اس دعوی کی تائید میں مرزا صاحب قادیانی کے معجزوں اور پیش گوئیوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ: عیسائی اور یہودی اپنے اوپر خدا کا قہر نہ لاویں بہ سبب اس کے رد کرنے کے جس نے کتنی ہی پیش گوئیاں مشتہر کیں جو بر وقت وقوع میں آئی تھیں نہ تو دین عیسوی کے کسی مربی نے اور نہ کسی غیر مسلم نے جرأت کی کہ پیش گوئیاں کرنے یا بیماروں کو دعا کے ذریعہ سے چنگا کرنے میں اس کا مقابلہ کرے لیکن وہ الیگزینڈر ڈاوی کی طرح دوائی کے استعمال کو منع نہیں رکھتا۔

مرزا صاحب کی پیش گوئیاں اور دعا اور دوا کے استعمال سے بیماریوں کو چنگا کرنا ان جگہوں میں واہ واہ حاصل کر سکتے ہیں جہاں لوگ آپ کو نہیں جانتے لیکن مسیحی پبلک کے سامنے ان کا ذکر کرنا صرف بے شرمی کی ہٹ ہے۔ مسٹر عبداللہ آتھم کے حق میں مرزا صاحب کی مشہور پیش گوئی کے زائل ہونے یہ راقم خود چشم دید گواہ ہے۔ پیش گوئی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو... گئی تھی۔ اور اس کے خطا کرنے پر مرزا صاحب حیران تھے کہ کیا کریں اور آخر بہترین مصلحت یہ سوجھی تھی کہ اپنی پیش گوئی پر ایک نئی تاویل گاڑھیں جس کو آپ نے اشتہاروں میں شائع کیا تھا اور یوں میری کلام اور دور اندیشی کی تکمیل کر دی تھی جو پیش گوئی کے خطا کرنے کی تاریخ سے پہلے اخبار نور افشان میں شائع ہوئی تھی۔ میری دور اندیشی حسب ذیل تھی: اور پھر اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کی بتلائی ہوئی میعاد گذر گئی اور ڈپٹی صاحب صحیح سلامت رہے تو مرزا صاحب کو میعاد بڑھانے کے لئے دوسرا الہام نہ آجائے ...مرزا صاحب کو اپنے بیٹے

عمانوئیل کی خبر کے لئے اسی طرح تاویل کرنی پڑی تھی جب بیٹے کے بجائے بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ سو اگر اب بھی ایسا ہی کریں گے تو کیا کسی کو ان کا منہ پکڑ لینا ہے۔ نور افشان مطبوعہ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۴ء

یہ اس سال کا احوال ہے جس میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ متی باب ۲۴ والی پیش گوئی مسیح کی دوسری آمد کی بابت مرزا غلام احمد میں پوری ہوگئی تھی۔ خاصی پوری ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کی یہ ایک بانگی ہے۔ اور آپ کے علاجوں کی بابت مرزا صاحب کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ ان کا ذکر تک نہ کریں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ عیسائیوں کی ہمدردی اور دعائیں اور دوا کا استعمال ہندوؤں اور محمدیوں کے ذریعہ سے بھی ہر روز ہندوستان میں کس قدر نمایاں علاج کر رہے ہیں۔ اگر مرزا صاحب نے بھی کچھ علاج کئے ہیں تو ان کی وجہ سے آپ اوروں کی بہ نسبت زیادہ حق دار نہیں بن جاتے ہیں اور پھر ہم اس بات کو بھلا نہ دیویں کہ کس طرح عیسائیوں نے امرتسری مباحثہ واقعہ مئی ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کی معجزانہ قدرت کو باطل کر دیا تھا۔ مسٹر عبداللہ آتھم نے تین شخص آپ کے روبرو پیش کئے تھے ایک لنگڑا ایک اندھا اور ایک گونگا اور درخواست کی کی ان کو چنگا کرو۔ لیکن آپ نے اس وقت بہانہ بنا کے پیچھا چھڑایا اور اب پھر معجزوں کا نام لیتے ہیں۔ ایسے واقعات کے روبرو اپنے معجزانہ علاجوں کا پرچار کرنا محض الٹی بات ہے۔

اس کے متعلق ہم کو جھوٹے مسیحوں کی نسبت خداوند کی اس آگاہی کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ وے:

> بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ (متی ۲۴:۲۴)

تیسرا امر:

مرزا کی نئی دریافت بابت قبر مسیح در سری نگر کشمیر

واضح ہو کہ مرزا صاحب کو یہ اچھی طرح سوجھ پڑتا تھا کہ خداوند مسیح جیسا کہ

انجیل مقدس میں پیش کیا گیا ہے اور جس کا احوال ہم پہلے امر میں واضح کر چکے ہیں اس کو قبول کرنے سے تو کوئی مثیل مسیح ہو نہیں سکتا۔ اور اس لئے مرزا صاحب بڑی فکر سے مسیح کی موت اور قیامت اور عروج کو غلط کرنے کی تاک میں رہے ہیں تاکہ خداوند یسوع مسیح کی شان گھٹاویں اور باقی ماندہ مسیح کی مانند آپ بن سکیں۔ مگر دوسرے امر میں اس مماثلت کا قصہ بھی طے کر چکا ہوں۔ اب اس امر میں آپ نے یہ مشتہر کیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا تھا لیکن بے ہوش ہو گیا تھا اور شاگردوں نے مرہم مسیحا کے ذریعہ سے اس کے زخموں کو اچھا کیا تھا اور بعد اس کے وہ سری نگر میں گیا اور وہاں وفات پائی اور اس کی قبر اس شہر میں موجود ہے۔ جو جو ثبوت اس نئی دریافت کے مرزا صاحب نے انگریزی اور اردو میں مشتہر کئے ہیں ان کی تفتیش کرتا ہوں۔

اس امر میں میرے سامنے شیخ عبدالرحمٰن کا وہی انگریزی اشتہار ہے جس کی طرف دوسرے امر میں اشارہ کر چکا ہوں۔ اس کے صفحہ اول و دوم میں مصنف نے مسیح کی حقیقی موت کے برخلاف اور سری نگر والی قبر کی حمایت میں تواریخی اور طبی (یا انجیلی) اور لغتی ثبوت پیش کئے ہیں اور جہاں تک بالفعل ممکن ہے میں اس Greatest Discovery سب سے بڑی دریافت کی تحقیق کرتا ہوں

تواریخی ثبوت کی تفتیش

شیخ عبدالرحمٰن نے سری نگر میں ایک شاہزادہ نبی کی قبر کی بابت بعض کشمیریوں کا قصہ بدیں الفاظ بیان کیا ہے:

ترجمہ: وقتاً فوقتاً مجھے اس پرانی قبر کی بابت مختلف احوال ملتے رہے جو شاہزادہ نبی کی قبر کہلاتی ہے اور سری نگر کشمیر شمالی ہند میں واقع ہے۔ دشوار تحقیق کے بعد اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ قبر جیسا کہ اہل کشمیر کہتے ہیں یسوع مسیح کے زمانہ سے موجود ہے وہاں کے لوگ یقین کرتے ہیں کہ اس نبی کو ۱۹ سو برس گذرے ہیں۔ اور کہ ایک نبی جو اپنی تئیں شاہزادہ اور ایک نبی (شاہزادہ نبی) کہتا تھا مغرب سے اڑتا ہوا آیا تھا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے

تبئیں isaa sahib عیسیٰ صاحب اور use Asuf یوس اسف کہتا تھا۔ بعض یورپئن مصنف کہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کا کوئی شاگرد کشمیر میں آیا ہوگا اور ان لوگوں میں وفات پائی ہوگ ء۔ لیکن میں کسی سند کی بنا پر بھی ان کے ساتھ اس جھوٹے بیان میں اتفاق نہیں کرسکتا کیونکہ یسوع مسیح کا کوئی شاگرد کبھی شاہزادہ اور نبی کے نام سے نہیں کہلایا۔ یہ نام پاک نوشتوں میں فقط خداوند پر عائد کیا گیا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن اس کشمیری قصہ کی سچائی کو ذیل کی دلیل سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۔ اس میں خاص اہم بات یہ ہے کہ کشمیر میں کتنے ہی شہر ہیں جو پلسٹائن کے پرانے شہروں کے نام رکھتے ہیں جو مسیح کی پاک سکونت گاہ تھا۔ اختصار کے لحاظ سے میں صرف دو یا تین ایسے نام پرانے شہروں کے بتلاتا ہوں جو آج کے دن تک دونوں ملکوں میں موجود ہیں مثلاً.... Arcardo, Hemis .. وغیرہ سائنٹفک سوسائٹیاں اور کھوجی امید ہے کہ جلد اس قبر کو کھودیں گے۔ یہ دریافت بیشک اس وقت مکمل ہوگی مذکورہ بالا بیان سے بآسانی یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ پلسٹائن سے کشمیر کو نقل مکانی ہوئی تھی

۲۔ لفظ یوس اسف خاص کر توجہ کے قابل ہے یاد رہے کہ یوسف عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں اکٹھا کرنے والا۔ (تتر بتر بھیڑوں کا) چونکہ مسیح کی خاص رسالت یہ تھی کہ اسرائیلیوں کے دس کھوئے ہوئے اور تتر بتر فرقوں کو اکٹھا کرے جن کو اسور کے بادشاہ سارگن اور بابل کے بادشاہ بنوکدنضر نے قبل مسیح ۷۲۱ اور ۵۸۶ میں کئی ایک مشرقی ملکوں میں پراگندہ کردیا تھا۔ عبرانی نام عیسیٰ خیل موسیٰ خیل کابل لبونن یوسف زئی اور کوہ سلیمان اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہودی ان اطراف میں جلا وطن اور تتر بتر کئے گئے ہیں۔

۳۔ لفظ یوس آسف، عیسیٰ اکٹھا کرنے والا (یعنی عیسیٰ مسیح) کے لئے صرف دوسرا نام ہے۔ بہت سے یورپی ملکوں میں یوس آسف St. Joseph یا Joshphet کے نام سے تعظیم کیا جاتا ہے۔ یوس آسف یا مقدس یوسف ہی جس کی تعظیم پلرمور (سسلی) میں ایک عالی شان گرجا بنا ہوا ہے (سری نگر والی قبر بھی اسی طرح یوس آسف کی تعظیم میں بنائی گئی ہوگی۔

ٹھاکرداس) یہ ایسے واقعات ہیں جن کی کوئی تحقیر نہیں کرسکتا۔ ایک مشہور عربی کتاب ہے جو اکمال الدین نے سن عیسوی کی آٹھویں صدی میں رے واقعہ فارس میں لکھی تھی جس میں مصنف لکھتا ہے کہ: ایک شاہزادہ اور نبی تھا جو مغرب سے آیا تھا اور اس کے پاس بشوری کتاب تھی (لفظ بشوری خود ہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ کتاب یونانی کا سریانی یا عبرانی ترجمہ تھا۔ ٹھاکر داس) جو ظاہراً بشارت یا انجیل ہے۔ (دیکھو اکمال الدین۔ص ۵۰)۔

اکمال الدین کہتا ہے کہ یسوع مسیح کی کل تمثیلیں جو سینٹ جوسفت کی کتاب میں ہیں بالکل ویسی ہی ہیں جیسی متی میں بیان ہوئی ہیں۔ یہ موافقت ایسی مضبوط ہے کہ آدمی یہی خیال کرتا ہے کہ متی کی انجیل اور سینٹ جوسفت کی کتاب ایک ہی مصنف نے لکھی تھیں۔

دیکھو اس سب سے بڑی دریافت کے ثبوت ایسے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ خداوند یسوع مسیح ایک بڑا فائق اور نامور شخص تھا اس کے وجود اور زندگی کی بابت نہایت عجیب واقعات چشم دید گواہوں نے قلم بند کئے تھے مثلاً یہودیہ میں اس کا پیدا ہونا، یروشلم میں اس کا مارا جانا اور زندہ ہونا جب کہ پنطوس پلاطوس یہودیہ کا حاکم تھا۔ اور اس کا مردوں میں سے زندہ ہوکر چالیس دن تک یہودیہ اور گلیل میں لوگوں کو دکھائی دینا اور آسمان پر عروج فرمانا اس کے فی الواقعی مارے جانے کی صداقت کو اسی زمانہ کے یہودی اور غیر قوم مورخوں نے اپنی گواہی سے ثابت کیا۔ اس کی موت اور قیامت کے واقعات کی یادگاری میں دستور اس وقت سے آج تک جاری ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھی اب ۱۹ سو برس کے بعد کشمیریوں کے بے بنیاد قصہ پر تکیہ کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں اپنے قیاس پیش کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی دریافت ہے کہ Issa Sahib مغرب سے اڑتا ہوا آیا۔، اور سری نگر کی قبر میں گھس گیا۔ اگر وہ اڑ کے یہاں تک آسکتا تھا تو حنوک یا ایلیاہ کی طرح آسمان ہی کو چلا جاسکتا تھا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کی موت اور عروج کا واقعہ کسی شخص نے بگاڑ کر کسی فسانہ کے ساتھ گڑ بڑ کر کے مشہور کیا ہوگا جس طرح کاشغر (تاتار) میں ایک مزار کا حال ہے جو بی بی مریم کے نام تقدیس ہوئی ہے۔ اور اسکو (Lady Ilanor Elanor) کہتے ہیں اس مقدس بی بی کا قصہ جیسا کہ ڈاکٹر بیلوز صاحب نے لکھا ہے وہ

مریم کنواری کے معجزانہ حمل کے بارے میں مسلم کی روایت کے ایسا مطابق ہے کہ ظاہر کہ اس کے بانی نے کاشغر کی مریم کے قصہ کو بیت لحم کی کنواری کے اس احوال کے ساتھ گڈ بڑ کر دیا جیسا کہ محمدی تصنیفات میں بیان ہوا ہے کہ: جبریل فرشتہ اس کے سامنے ظاہر ہوا اور نور کا ایک قطرہ اس کے منہ میں ڈال دیا۔ پس اس Lady Alanor (بی بی نور) کا ٹھیک احوال ابھی لکھنا باقی ہے۔ اور وہ مزار بلا شک کسی مسیحی سنت (بزرگ) کی ہے جس کی پاکیزگی اس قدر مانی جاتی تھی کہ اس نے محمدی فاتح سے بھی تعظیم کروائی

Indian Evangelical Review July 1876

میں سری نگر والے قصہ کو واقعات کا ایک ایسا ہی بگاڑ فرض کرتا ہوں اور پھر کسی کے محض قیاس نہیں لیکن ثبوت طلب کرتا ہوں

۱۔ صریح ثبوت اس بات کا کہ یسوع مسیح کبھی کسی سبب کشمیر کو گیا

۲۔ ان کاموں کی سچی تواریخ جو اس نے کشمیر میں کئے اور اس کی موت کا سبب

۳۔ ان کشمیریوں کی بابت جو قبر کا قصہ سناتے ہیں یہ معین کرنا ضروری ہے کہ وہ کون ہیں؟ آیا Issa Sahib کے پیرو ہیں یا اس کے پیرؤوں کی نسل ہیں۔ اور یا کہ وے ہندو یا محمدی ہیں؟ اس قصہ کی ثقاہت بہت کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ یہ مخبر کس ایمان کے لوگ ہیں چنانچہ کاشغر والی بی بی مریم کے قصہ سے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۴۔ جب تک قبر کھودی نہ جائے کشمیریوں کی غپ پر کچھ بھی تعمیر نہ کرنا چاہیے، ہمارا مخالف تسلیم کرتا ہے کہ جب تک یہ نہ ہولے دریافت مکمل نہیں ہے۔ بالفعل صرف یہ ہوسکتا ہے کہ ہم اس فرضی دریافت کی بابت قیاسی تواریخی ثبوتوں کی تفتیش کریں ایسے تواریخی واقعات کی رو سے جو اس سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں۔

پہلا قیاسی ثبوت

اسرائیل کے دس کھوئے ہوئے فرقے بابل سے کشمیر کو گئے اور کہ مسیح ان کو ڈھونڈنے کے لئے ضرور اس طرف آیا ہوگا اور کہ یہ دونوں باتیں ہندوستان کی شمالی سرحد پر شہروں اور فرقوں کے عبرانی ناموں سے قائم ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن ہم کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ کشمیری اور دیگر کوہی فرقے کابل سے نیچے اسراہیلی ہیں۔ حقیقت میں یہ ایک بڑی دریافت ہے اس کے برعکس ہم

یہودیوں کی قدیم تواریخ سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ جلا وطنوں کی کل تعداد جس نے اسور میں رہنا پسند کیا وہ میڈیا کے پرے مشرق کی طرف نہ گئی تھی ان جلا وطنوں کا سب سے قدیم بیان تواریخ ۵:۲۶ میں یوں دیا گیا ہے:

انہیں یعنی روسینیوں؟ کو اور جدیوں کو اور منسی کے آدھے فرقے کو جلا وطن کرایا اور انہیں خلج؟ کو اور خابور اور بارا اور جوزاں کی نہر کو لایا یہ آج کے دن تک وہی ہیں۔ (باقی ساڑھے سات فرقوں کی اسیری کے لئے دیکھو ۲ سلاطین ۱۷:۶) اس سے ظاہر ہے کہ جلا وطن جو میڈیا میں لائے گئے تھے وہ سلاطین اور تواریخ کی کتابوں کے مصنفوں کے دنوں تک اس ملک کے پرے مشرق کی اطراف میں نہیں گئے تھے۔ پھر یوسیفس مشہور یہودی مورخ (جو ۷۰ء کے قریب ہوا) ہمیں بتلاتا ہے کہ اسکے زمانہ میں؛ کل گروہ اسرائیلی لوگوں کا اس ملک (میڈیا) میں رہا اس لئے ایشیا اور یورپ میں صرف دو فرقے رومیوں کے ماتحت ہیں جب کہ دس فرقے اب تک فرات پار ہیں۔ اور ایک بڑی گروہ ہیں اور شمار نہیں کئے جا سکتے Ant. of the Jews, Book X1, Chap 5, Section 2

سب سے دور کی حد جہاں تک اسرائیلی مسیح کے زمانہ تک تتر بتر ہو گئے تھے الہامی مورخ لوقا سے بھی معلوم ہوسکتا ہے۔ رسولوں کے اعمال ۲: ۹۔۱۱ میں وہ پارتھیون کا ذکر کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے وقت سے پہلے تتر بتر اسرائیل کی مشرقی سرحد پار رہتیا تھی جو میڈیا کے شمال میں واقعہ تھا۔ پس مسیح اس حد کے پار یعنی (افغانستان کو درمیان میں چھوڑ کر) کشمیر میں نہیں جا سکتا تھا۔ گو ہم مان بھی لیویں کہ خداوند یسوع اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے دور دور سفر کرتا پھرا اور اگر خیال متنازع فیہ کے بموجب مسیح کا کوئی مقبرہ ہوتا تو ضرور تھا کہ کہیں اسرائیل کی پراگندگی کی حدود میں ہوتا نہ کہ کشمیر میں جہاں کبھی کسی اسرائیلی کا گذر نہ ہوا تھا لیکن یاد رہے کہ ملک یہودیہ کا یہودیوں سے خالی کیا جانا اور ان کا تمام دنیا میں پراگندہ ہونا خداوند یسوع کی موت اور عروج کے بعد کے واقعات ہیں اور اس سے پہلے کے نہیں۔ لہذا مرزا صاحب قادیانی کے تواریخی قیاس اور سری نگر والی قبر کے قصہ میں بہت فاصلہ رہ جاتا ہے۔

پھر پنجاب کی مغربی سرحد پر آدمیوں اور جگہوں کے ناموں کی عبرانی ناموں

سے یا اس کے ہم جنس سریانی اور عربی بولیوں کے ناموں سے موافقت کی بابت ظاہر ہے کہ مشرق میں عربوں کی فتوحات نے شمالی ہندو میں ان شامی ناموں کا آغاز دیا انہوں نے اور ان کے مفتوح پیرؤوں نے اکثر ایسا۔ مثلاً سلیمان (برادر خلیفہ ولید) سلیمان شاہ۔ خلیفہ سلیمان۔ پھر کوہ سلیمان، اور تخت سلیمان یعنی چوٹی کوہ سلیمان واقعہ پرسیپولس (فارس) اور تخت سلیمان یعنی چوٹی کوہ سلیمان کا آغاز سلیمان نبی اور بادشاہ اسرائیل کی بابت عربوں اور فارسیوں کے تعظیمی قصوں کی وجہ سے ہے اور عیسی محمدیوں میں بھی مروج ہو گئے تھے اور اب بھی یہی حال ہے۔

لفظ کابل کا تعلق اگر اس کابل کے ساتھ ہے جو ا سلاطین ۹: ۱۳ میں مذکور ہوا ہے تو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوگا کہ افغانی کابل کے لوگ اس گرد و نواح میں فینقیوں کی نسل ہیں نہ کہ اسرائیلی۔ اس بات کا بھی خیال رہے کہ جس وقت سکندر اعظم نے افغانستان اور پنجاب کو فتح کیا تھا اس وقت کوہ سلیمان کا نام کوہ سلیمان نہیں تھا۔ میری رائے میں یہ حقیقتیں عبدالرحمٰن صاحب کے پہلے قیاس کو اڑانے کے لئے کافی ہیں میں پتہ نہیں لگا سکتا کہ Hemis, Ascardo, Gilgat بائبل کے نام ہیں۔ ہمارے مخالف صاحب مہربانی کر کے ان کی تطبیق واضح کریں۔ اور میں اتنا اور بھی کہا چاہتا ہوں کہ اسرائیل کے فرقے کبھی ان ناموں سے نامزد نہیں ہوئے یعنی موسی کا فرقہ، یوسف کا فرقہ، اسحاق کا فرقہ، داؤد کا فرقہ، ایوب کا فرقہ، یعقوب کا فرقہ، جس سے موسی خیل، اسحاق خیل، داؤد خیل یا یوسف زئی وغیرہ ناموں کو سہارا مل سکے۔ بلکہ اسرائیل کے ۱۲ فرقے یعقوب کے بیٹوں اور پوتوں کے نام سے نامزد تھے۔ بابل والی اسیری میں بھی یہی صورت تھی۔ اور عیسی خیل کی مثال پیش کرنا تو اور بھی بے ہودہ خیال ہے کیونکہ عیسی (یسوع مسیح) کسی فرقے کا باپ نہیں تھا اور اس کے ساتھ جب ہم اسلامی عربی ناموں مثل درہ خیبر (خیبر) علی خیل اور وزیری کا اختلاط، اس کوہستانی سرحد میں پاتے ہیں تو ہم کو ان ناموں کے بارے میں یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ محمدیوں کی فتوحات کے رعب اور اثر سے ان اطراف میں شامی ناموں کا رواج پڑا تھا۔ پس ان عبرانی ناموں سے (جو عربی بھی ہیں) عبدالرحمٰن اور اس کے استاد کے خیال کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ وہ خیال باطل ثابت ہوا۔

اب میں خداوند کے ان الفاظ کی تشریح کرتا ہوں کہ:

میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵:۲۴)

اس کلام سے وہ اپنی رسالت کو اپنے ہی وجود پر محدود نہیں کرتا کیونکہ

(الف) اس نے شاگردوں کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ:

اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰:۶)

(ب)۔ دونوں موقعوں پر یہ فقرہ یعنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں، استعمال کیا گیا تھا تاکہ ان کو کنعانیوں اور سامریوں سے فرق کرے جو یہودیوں کے ہمسائے تھے (لفظ یہودی ان ایام میں تمام اسرائیل بھر میں بھی بولا جاتا تھا) اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا خداوند سفر کشمیر کی فکر نہیں کر رہا تھا۔

(ج)۔ پھر یہ امر کہ خداوند نے بعض آدمیوں کو مقرر کیا اور تربیت دی کہ ان جگہوں میں جا کر اس کے نام کی منادی کریں جہاں وہ خود نہیں گیا بجائے خود قطعی دلیل ہے کہ وہ افریقہ اور یوروپ اور ایشیا کے دور دور ملکوں میں جہاں یہودی اس کی آمد سے پہلے تتر بتر تھے خود نہیں گیا اور نہ جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

(د)۔خداوند یسوع مسیح کی رسالت کا بڑا مدعا صریحاً یہ تھا کہ اپنی بھیڑوں کے مارا جائے جو اس کی کفارہ دینے والی موت پر ایمان لانے کے وسیلے سے ایک گلّے یعنی کلیسا میں جمع کئے جانے کو تھیں۔عہد جدید کی طرف رجوع کرنے میں مرزا صاحب اور اس کے ساتھیوں کو مسیح کی رسالت کی اس مقدم غرض کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے جو اس نے صاف صاف الفاظ میں بیان کی تھی کہ:

میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ (یوحنا ۱۰:۱۵)۔

اس کی رسالت کا یہ کوئی حصہ نہ تھا کہ خود تمام دنیا میں جا کر اپنے برگزیدوں کو جمع کرے۔اس کی بابت اس نے فرمایا تھا کہ اپنی حاضر و ناظر قدرت کے ذریعہ انسانی قاصدوں کی معرفت کرے گا۔اور بموجب اس کے پنتیکوسٹ کے دن سے آج تک یہ کام ہوتا رہا ہے۔ (متی ۲۸: ۱۸۔۲۰)

دوسرا قیاسی ثبوت یہ ہے

(Issa) اسّا، اور یوس آسف کے ایک ہی معنی ہیں ۔لفظ یوس آسف لفظ عیسیٰ کے لئے صرف دوسرا نام ہے۔ دیکھو وہ پارہ جس پر میں نے نمبر۳ لگا یا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن یہ اس لئے کہتا ہے تا کہ کشمیری قصہ والے دہرے نام کی وجہ سے بتلا دے۔ حالانکہ یہ نام ہی اس کل قصہ کو تہ و بالا کرتے ہیں۔ کشمیری لوگ Issa اور یوس آسف میں تمیز نہ کر سکے اور ان کے مرید بھی کوشش کرتے ہیں کہ دونوں ناموں کو ایک ہی ثابت کریں۔ پس:

اولاً میں دعوی سے کہتا ہوں کہ یسوع (نہ کہ عیسی) اور یوس آسف (یوسف) عبرانی میں ایک ہی لفظ نہیں ہیں اور کہ یوسف یا یوسفت اور یسوع (جو عبرانی میں لفظ یشوعہ کی یونانی طرز) جدا لفظ ہیں اور جدا معنی رکھتے ہیں۔ یعنی وہ جمع کرے گا۔ بڑھائے گا، خداوند عدالت کرتا ہے،، خداوند نجات دہندہ، حسب ترتیب مسطورہ۔ اور آسف ایک اور ہی جدا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں، اکٹھا کرنے والا۔ اور عہد جدید میں یہ کبھی اسم معرفہ کر کے نہیں آیا ہے لیکن یوسف (مریم کا شوہر) اور یوسف ارمتیا (متی ۲۷:۵۷) اور یوسف برسباس (اعمال ۱:۳۲) مذکور ہوئے ہیں لیکن ان کے نام یسوع کے ساتھ کبھی مخلوط نہیں ہوئے ہیں۔

ثانیاً۔ سینٹ یوسف کو یورپ کے بہتیرے ملکوں میں پوجنے کا دستور جو آپ نے پیش کیا ہے وہ آپ کے خیال کے برخلاف ہے۔ سینٹ یوسف کو یسوع کر کے نہیں لیکن سینٹ یوسف کر کے پوجتے ہیں اور اس سبب سے کہ وہ کنواری مریم کا شوہر تھا۔ اور خداوند یسوع کے ساتھ کبھی گڑبڑ نہیں کیا جاتا ہے جیسا شیخ عبدالرحمٰن کا گمان ہے۔ حقیقتاً کسی اڑتے قصے نے کشمیریوں کو بہکایا اور مرزا غلام احمد اور اس کے پیرؤوں کو نہ چاہیے تھا کہ ایسی غپوں سے اپنے آپ کو فریب دیتے۔

ثالثاً۔ شیخ عبدالرحمٰن ایک عربی کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے جو کسی اکمال الدین نامی نے آٹھویں صدی عیسوی میں فارس کے مقام رائے میں لکھی تھی تاکہ یوسف اور یسوع کی ردی تطبیق کو قائم کرے اور دکھلا وے کہ یسوع ضرور اپنی انجیل (بشوری) لے کر کشمیر کو گیا ہوگا۔

دیکھئے یہ ایک اور زبردست تواریخی ثبوت نکالا ہے۔ فارس کا ایک محمدی

مصنف جو آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا یسوع مسیح کی زندگی کے ان واقعات کے برخلاف گواہ پیش کیا جاتا ہے جو سن عیسوی کے شروع میں یہودیہ میں واقعہ ہوئے اور چشم دید گواہوں کی معرفت قلم بند کئے گئے۔ اور یہودی اور غیر قوم مورخوں سے تائید کئے گئے۔ یہی آپ کا تواریخی ثبوت ہے؟ اکمال الدین کا بیان کوئی تواریخ نہیں ہے۔ خود اس کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے متی کی انجیل دیکھی ہوئی تھی پیشتر اس سے کہ اس نے بشوری کو دیکھا اس کی بابت سنا۔ کیونکہ وہ دونوں کا مقابلہ کر کے اپنی رائے دیتا ہے جس کا ہمارے مخالف نے اقتباس کیا ہے علاوہ ازیں شیخ عبدالرحمٰن نے بیان نہیں کیا کہ اکمال الدین، مسیح کی موت اور سفر کشمیر کی بابت کیا کہتا ہے۔ کیا اکمال الدین نے اس شاہزادے اور نبی کو مغرب سے آتے اور اپنے ساتھ کتاب بشوری لے جاتے دیکھا تھا اور یا کہ اس نے کوئی گذشتہ خبر بیان کی ہے؟ یاد رہے کہ یہ خیال کہ عیسیٰ پر انجیل آسمان سے نازل ہوئی محمدی خیال ہے، مسیحی خیال نہیں ہے۔

لہذا شیخ عبدالرحمٰن کا اقتباس ان ضروری نکات زیر بحث کے بارے میں بالکل تاریکی میں چھوڑتا ہے اور اکمال الدین کا بیان اس امر میں رہنما نہیں ٹھہرتا۔ ممکن ہے کہ اس نے فارس میں عہد جدید کا سریانی ترجمہ دیکھا یا سنا ہو جو پہلی صدی میں سوریا اور دریائے فرات کے مشرق کے ملکوں میں مروج تھا۔

بعض سریانی لوگ اس ترجمہ کو رسول تہدیوس کی طرف منسوب کرتے ہیں جس نے اس کو ایڈیسہ کے بادشاہ ایگورس کے لئے تیار کیا تھا (انگریزی نام پڑھا نہیں جاتا۔ بہاء) اور چھٹی صدی کے شروع میں (نام پڑھا نہیں جاتا۔ بہاء)..... یا زینا لیس فارسی نے جو ہیراپولس واقعہ فروگیا کا بشپ تھا۔ عہد جدید کا ایک نیا ترجمہ کروایا تھا۔ سریانی، عبرانی زبان کی ایک شاخ ہے (بائبل ڈکشنری ولیم سمتھ۔ سریانی ترجمہ) میں نہیں کہتا کہ اکمال الدین کا اشارہ انجیل باسیلایڈیز کی طرف تھا جو دوسری صدی میں مشہور بدعتی ہوا ہے گو محمدیوں میں ان کے نبی کے وقت سے یہ دستور ہو گیا ہے کہ قرآن کی باتوں کی حمایت میں ایسی کتابوں کی طرف رجوع کیا کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد اور اس کے رفیقوں کی خیال بندی تو برباد ہوئی مگر ہمارے ناظرین اس بات سے پھر بھی حیران ہوں گے کہ کشمیر میں جو یہودیہ سے ہزاروں میل

دور ہے، کا ذکر کیونکر دخل پا سکتا تھا بجز اس کے کہ وہ خود یہاں آیا ہو۔ کاشغر کی بی بی مریم والا قصہ مسطورہ بالا یاد کرو۔ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ ۵۰۰ء اور ۱۲۰۰ء کے درمیان دین عیسوی نے مشرقی ممالک میں بڑے لمبے قدم بڑھائے تھے خصوصاً فارس، تاتار، ہندوستان، اور چین میں جب کہ سلوکیشیہ کٹا ئیسخان میں اور بعدہ بغداد میں نیسوڑی ان فرقہ کے پیٹری آرک گدی نشین تھے اور جن کے ماتحت مشرق میں ۲۵ میٹرو پالیٹن (سردار بشپ) تھے سمرقند بلخ کاشغر سیستان اور پیکن ان میں سے تھے۔ میلا پور (دکھن) میں اور پیکن (چین) میں مکتوبات دریافت ہوئے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں وہاں مسیحی کلیسائیں قائم ہوئی تھیں اور نیز یہ کہ مسیحی مشنری نہ کہ ان کا خداوند یسوع مشرق کے دور دراز ملکوں میں گئے تھے۔ وہ کتابے یہود یہ میں خداوند یسوع کے مارے جانے اور زندہ ہونے کے ابتدائی اور دائمی اعتقاد کے شاہد ہیں ان مکتوبات کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

میلا پور کا ستون یادگاری ایک ابھری ہوئی صلیب ہے جو سیاہ سنگ مرمر کی سل پر بنی ہوئی ہے دوفٹ لمبی اور ڈیڑھ فٹ چوری ہے جو سدرس یا سات پگوڈس کے چٹانوں میں سے کاٹی گئی ہوگی ۱۵۴۷ء میں پورچوگیز لوگوں نے اسے دریافت کیا تھا جب ایک راہب خانہ کی بنیاد ڈالنے کے لئے کھدائی کرتے تھے اور اب وہ اس گرجے کے آلٹر کے اوپر دیکھا جاتا ہے، جو کوہ سینٹ ٹامس پر بنا ہوا ہے اور قلعہ سینٹ جارج (مدراس) سے جنوب مغرب کی طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ صلیب یونانی نمونہ کی ہے اور سب کونوں میں پھولدار زیبائش کی ہوئی ہے۔ کتابہ جو صلیب کے اوپر محرابی صورت میں ہے پہلوی زبان میں ہے جو ساسانی خاندان کے زمانہ میں فارسی کی سلطنت بولی تھی ...اسی شکل کی ایک اور صلیب کوٹائم میں ہے جو شمالی ٹراونکور میں سریانی کلیسا کا موجودہ صدر مقام ہے اس کوٹائم والی صلیب پر بھی کتابہ پہلوی زبان میں ہے اور ویسا ہی ہے جیسا کہ کوہ سینٹ ٹامس والی سلیب پر ہے۔ ڈاکٹر برنیل صاحب نے اس کتابے کا ترجمہ یوں کیا ہے: صلیب کی سزا سے اس کو اذیت ہوئی (وہ) جو سچا مسیح اور خدا اور سدا پاک ہادی ہے۔

ساتویں یا آٹھویں صدی عیسوی اس کتابے کی تاریخ ہے

پھر سیگان میں چینی یادگار جو ستارھویں صدی عیسوی میں دریافت ہوئی ثابت کرتی ہے کہ دین عیسوی ۶۳۶ء میں چین میں داخل ہوگیا تھا جب پیٹی آرک Jesu Jabus یسو یابس گولا لہ کا ینسٹوی ان جماعت کا پریذیڈنٹ تھا: یہ یادگار سنگ مرمر کی سل ہے۔ دس فٹ لمبی اور ۵ فٹ چوڑی ہے۔ اور صوبہ شنسی کے پائے تخت سنگن فو کے متصل ایک قصبہ میں ۱۶۲۵ء میں کھود کے نکالی گئی تھی۔ سل کا اوپر کا سرا صلیب کی صورت ہے اس کتابہ پر جو سرٹیفکیٹ لگا ہے وہ چینی الفاظ سے بنا ہوا ہے اور مربع شکل کا ہے اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: یہ پتھر نور اور سچائی کی شریعت کی یادگار میں ایستادہ کیا گیا جو ٹوسین (یہودیہ یا سوریا) سے لائی گئی اور چین میں پھیلائی گئی تھی۔،

اصل کتابہ چینی حروف میں ہے اور اس کے اٹھائیس کالم ہیں اور ہر کالم میں باسٹھ لفظ ہیں سب سے پہلے اس میں دین عیسوی کے اصل اصولوں کا بیان ہے اور پھر ۶۳۶ء میں مشنریوں کے وہاں پہنچنے کا ذکر ہے،، (تواریخ کلیسا ڈاکٹر موشائم ساتویں صدی۔ پہلا حصہ ڈاکٹر جیمس مرڈک کا ترجمہ (نوٹس)

یہ قدیم مسیحی یادگاریاں قطعاً ثابت کرتی ہیں کہ مسیحی مشنری اور نہ کہ خداوند یسوع مشرق میں جا پہنچے تھے اور ان کا ایمان ایک مصلوب اور زندہ مسیح پر تھا اور کہ وے نور اور سچائی کی شریعت کو ہمراہ لے گئے تھے۔ مردوں کے تہ خانے جو روم شہر میں ہیں ابتدائی عیسویت کے ایسے ہی حالات کو ثابت کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کی آمد اور موت اور قیامت کے متعلق ان سارے واقعات پر غور کرنے سے جو الہامی اور غیر الہامی تواریخ نے بتلائے ہیں اور جو دنیا کے مختلف مکتوبات کے ذریعے ظاہر ہوئے ہیں سری نگر کے کشمیریوں کا قصہ ذرہ بھی قدر کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ میں اس کو کاشغر والی بی بی النور کے فسانہ کی وقر بھی نہیں دے سکتا کیونکہ کشمیری قصہ کے لئے کوئی بنا نہیں ہے۔ اس میں ضرور کسی محمدی کا دخل ہے کیونکہ محمدیوں نے اپنے عربی نبی کے نمونہ کے مطابق مسیح مصلوب کی بابت بدعتانہ کہانیاں ماننے کا ہمیشہ میلان دکھلایا ہے۔ محمد (ﷺ) صاحب نے یہ خبر قبول کر لی تھی کہ مسیح ہرگز مصلوب نہیں ہوا تھا لیکن کوئی اور آدمی اس کی جگہ صلیب دیا گیا تھا اور مسیح کو زندہ آسمان کو اٹھا لیا گیا تھا۔ اناجیل کہتی ہیں کہ مسیح دوسروں کے بدلے کفارہ میں موا تھا لیکن محمد

صاحب اور قرآن ایک اور آدمی کو مسیح کے بدلے میں مارتے ہیں! اور ان کے پیرو بجائے اس کے کہ اپنے پیشوا کی غلطیوں اور غلط بیانیوں سے خجل ہوویں ان کی حمایت کرنے میں بڑے ہٹ کے ساتھ جعلی تحریروں کی طرف رجوع کرتے رہتے ہیں جیسے انجیل برنباس اور کشمیریوں کا قصہ۔ حال میں اخبار الحکم نے مقدس پطرس کی وعظ سے ایک بیان کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ مسیح نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ اس قسم کے وہ منبع ہیں جن سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی Greatest Discovery سب سے بڑی دریافت نکلی ہے۔

چوتھا امر:
اس دعوی کی تفتیش کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا

شیخ عبدالرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ، اناجیل کی رو سے مسیح صلیب پر مرا نہیں۔ (ترجمہ)

یاد رہے کہ یسوع مسیح نے لوقا میں کہا تھا کہ اس زمانہ کی پشت کو یوناہ کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھایا نہ جائے گا۔ سو جس طرح یوناہ مچھلی کے خطرناک منہ سے بمشکل موت سے بچا تھا اسی طرح ضرور تھا کہ مسیح بھی موت سے بچ رہے اور وہ بچ گیا تھا۔ اور یوناہ والے معجزہ کے موافق معجزہ کر کے اس پیش گوئی کو پورا کیا تھا اگر مسیح نے ایسا نہیں کیا تھا تو ہم کو مجبوراً ماننا پڑے گا کہ خدا... کی پیش گوئی جھوٹی ٹھہری تھی۔ میں مسٹر نوٹووچ سے پوچھتا ہوں (اگر وہ زندہ ہے) اور اور سب سے کہ جس حال میں دونوں چوروں کی طرح مسیح کی ہڈی توڑی نہیں گئی تھی اور جب ایک سپاہی نے خداوند کی پسلی میں برچھی چھید دی تھی تو خون نکلا تھا تو کیا یہ زندگی کی علامتیں نہ تھیں؟ جب مسیح یوناہ کی مانند معجزہ کر کے گلیل کی سرحد سے باہر گیا تو اس کے پیرو اس کو پہچان نہ سکے تھے کیونکہ صلیبی اذیتوں سے اس کا بدن دبلا اور زرد ہو گیا تھا۔ مسیح نے صلیبی زخم دکھلائے مگر وہ ناشائستہ اور وہمی ماہی گیر قائل نہ ہوئے

کہ وہی خداوند ہے جب تک کہ نجات دہندہ نے اپنے ہاتھوں میں کیلوں کے زخموں کے اندر انکو انگلیاں نہ ڈالنے دیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خداوند روحانی حالت میں نہیں تھا بلکہ جسمانی حالت میں تھا (لفظ جسم کے حقیقی معنوں میں) مذکورہ حقیقت کو تعلیم کفارہ باطل کرتی ہے۔،

یہ ثبوت جو ہمارے مخالف نے انجیل سے پیش کیا ہے ظاہر کرتا ہے کہ محمدی کفارہ کی مخالفت کرنے میں کیسا پریشان جنون کرتے ہیں۔ اور اپنی تحقیقاتوں میں کیسے کمزور اور نوشتوں کے سمجھنے میں کیسے سست ہیں۔ ایسے دعووں سے ظاہر ہے کہ وے پاک نوشتہ کے معنی کو دیدہ دانستہ خراب کرتے ہیں تا کہ یسوع مسیح کی کفارہ دینے والی موت کی بابت بدعتیوں کے خیالات کی حمایت کریں، محمد صاحب نے بھی ان کے غلط خیالوں کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کی بابت ہمارا اظہار حسب ذیل ہے۔

ا۔ یاد رہے کہ خداوند یسوع مسیح نے ضرور اپنی قیامت کی بابت یوناہ کی رہائی از شکم ماہی کی مشابہت میں پیش گوئی کی تھی اور اگر اس نے اپنی موت اور قیامت کی بابت کچھ اور نہ کہا ہوتا تو جو معنی راقم صاحب نے اس پر جمائے ہیں کھینچ کھانچ کر اس پر لگ سکتے تھے لیکن اس گھڑت کی اس حقیقت سے تردید ہوتی ہے کہ خداوند نے اپنی موت کی ایک اور تمثیل میں خبر دی تھی یعنی ایک مردہ یا بے جان پیتل کے سانپ کے نیزے پر اٹھائے جانے کی تمثیل میں (یوحنا ۳:۱۴) اب راقم صاحب کی منطق کے مطابق یہ پیش گوئی سچ مچ وقوع میں نہیں آ سکتی تھی اگر مسیح کا بدن صلیب پر ایک حقیقی مردہ لاش نہ ہو گیا ہوتا۔ اگر دونوں تمثیلوں کو اکٹھا کریں تو بے جان سانپ سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس نے صلیب پر اپنی حقیقی موت کی خبر دی تھی۔ اور یوناہ کی رہائی سے اس نے زمین کے نیچے سے اپنی قیامت کی خبر دی تھی۔ یوناہ مچھلی کے پیٹ میں سے معجزانہ رہائی کے باعث ننوا کے لوگوں کے لئے نشان ہوا تھا اور خداوند یسوع اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے مردوں میں سے زندہ ہو کر نشان ٹھہرا تھا۔

۲۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے خداوند نے اپنی موت اور قیامت کے معاملہ کو تمثیلوں ہی میں الجھا نہ رہنے دیا تھا بلکہ صریح پیش گوئیوں سے اس کو صاف اور واضح کر دیا تھا۔ (مقابلہ کرو متی ۱۶:۲۱، اور لوقا ۹:۲۲)

۳۔ یہ سچ ہے کہ اس کی ہڈیاں توڑی نہ گئی تھیں کیونکہ وہ اس صدمہ کے بغیر ہی مر چکا تھا اور لہو اور پانی (صرف لہو نہیں) زندگی کی علامتیں نہ تھیں کیونکہ اسی موقعہ پر ان سپاہیوں نے جو اس کے مرنے کی تحقیق کے لئے مقرر کئے گئے تھے دریافت کر لیا تھا کہ:

وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ (یوحنا ۱۹:۳۳)

موت کی شتابی کے لئے وے ان کو توڑ ڈالتے اگر ان کو زندگی کا ذرہ بھی شبہ ہوتا۔ تاہم تاکہ اس کی موت کی بابت کامل یقین ہو، انہوں نے یہ دور اندیشی اور چوکسی کی کہ ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہ نکلا (آیت ۳۴) اور یہ زندگی کی علامت نہیں ہو سکتے تھے بلکہ انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ مر چکا تھا۔ اس کے بعد حاکم نے صوبہ دار سے دریافت کیا: کہ کیا اس کو مرے ہوئے دیر ہو گئی؟، اور صوبہ دار نے اس کے متعلق واقعات بیان کئے۔ اور خون اور پانی خواہ زندگی کی علامت تھے یا نہیں۔ وہ بھالا جس نے اس کا دل چھیدا اس نے وہیں اور اسی وقت ثابت کر دیا کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا۔ یہ احتیاطیں اس بات کا یقین دلانے کے لئے ضروری تھیں کہ مسیح فی الواقعی مر گیا تھا کیونکہ مصلوب لوگ اکثر بہت گھنٹوں بلکہ دو دن تک اس اذیت میں جیتے رہتے تھے۔

ڈوسینی بدعتیوں کی تردید کرنے میں سارے اسلاف اس حقیقت کو پیش کرتے تھے۔ اس امر میں رائے مختلف ہے وہ پانی فقط دل کے پردے کا پانی تھا یا کہ بہ نکلے ہوئے خون کے اجزا یعنی گاڑھا اور غلط خون اور سیرم (خون کا پتلا شفاف پانی) جدا ہو گئے تھے۔

اور یہ حالت ناممکن ہے جیسا کہ سرجے سمپتن اور دیگر مشہور حکیموں کی تحریروں سے ثابت ہے جو انہوں نے ڈاکٹر ہینّا کی طرف لکھی تھیں

Last day of our Lord's Passion p 333-340.

دیکھو ڈاکٹر ایف ڈبلو فارلائف آف کرائسٹ جلد دوم۔ ص ۴۲۴

۴۔ زندہ خداوند کو پہچاننے میں جو ڈھیل یا سستی ہوئی وہ اس سبب سے نہ تھی کہ وہ صلیبی اذیتوں سے دبلا اور زرد ہو گیا تھا کیونکہ یوحنا اور یوسف ارمتیا اور نقودیس نے اس کو مر جانے کے بعد تینوں میں سے جو صلیب پر کھینچے گئے تھے پہچان لیا تھا اور یہودیوں کو

چوروں کی لاشوں کی پرواہ نہ تھی مگر انہوں نے اس کی قبر پر پہرا بٹھلایا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک اس دبلے اور زرد بلکہ مردہ یسوع کو آسانی پہچان سکتا تھا۔ اور اس کے زندہ ہونے کے بعد اس کی تطبیق پر شاگردوں کے شک کرنے کا یہ سبب نہ تھا بلکہ وہ وہ سبب تھا جس کو ہمارا مخالف ٹالنا چاہتا ہے۔

اناجیل میں محشور منجی کا بدن دوگانہ صورتوں میں بیان کیا گیا ہے اول ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خداوند نے اس امر کو ثابت کیا کہ وہ زندہ ہونے کے بعد وہی شخص تھا جو وہ اس سے پہلے تھا۔ یا جیسا کہ مقدس لوقا نے لکھا ہے کہ اس نے دکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو ان پر زندہ ظاہر کیا (اعمال ۱:۳) اور کہ تطبیق شخصی کی بابت کوئی غلطی نہ ہوئی تھی ہم معلوم کرتے ہیں کہ

الف: اس نے ان کو سابقہ بات چیت یاد دلائی تھی اور وہ باتیں جو اس نے ان سے کہی تھیں (لوقا ۲۴:۴۴)

ب۔ اس نے اس کے ساتھ نوشتوں سے استدلال کیا اور ثابت کیا کہ کیونکہ ضرور تھا کہ وہ بہت دکھ اٹھائے مارا جائے اور تیسرے دن پھر جی اٹھے (لوقا ۲۴: ۲۵۔۲۶)

ج۔ اس نے بڑی فکر اور محنت سے ان کو قائل کیا کہ وہ بظاہر بھی وہی ہے جو پہلے تھا: میرے ہاتھوں کو دیکھو۔، وغیرہ (لوقا ۲۴: ۳۹۔۴۰)

د۔ اور پھر اسی حقیقت کو قائم کرنے کے لئے اس نے ان سے کہا۔ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اسے بھونی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا دیا اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا (لوقا ۲۴: ۴۱۔۴۳، یوحنا ۲: ۲۷)

ایسے اثبات حسی سے اس نے شاگردوں پر اپنی تطبیق شخصی ثابت کی تھی

دوم: احوال مقدسہ سے مصرح ہے کہ ہمارے خداوند کے جسم میں مردوں میں سے زندہ ہو کر ایک عجیب تبدیلی آ گئی تھی۔ جب خداوند ان پر ظاہر ہوا تو وہ بالکل تندرست اور قوی حالت میں تھا اگر وہ شاگردوں کے درمیان دبلا اور زرد نظر آتا تو اس سے منتج کیا جا سکتا تھا کہ وہ حالت غشی یا ظاہری موت سے قدرتی ذریعوں کے وسیلے بحال کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس ان کو ایک جلالی وجود کی طرح نظر آتا تھا حتی کہ اس کو اپنی انسانیت اور تطبیق شخصی کے حسّی ثبوت دیتے پڑے تھے...... رہا اور کہ خداوند کا محشور جسم

ہستی کی ایک نئی منزل میں پہنچا تھا اور موت کی حدود کے ماتحت نہیں ذیل کی حقیقتوں سے ظاہر ہے

الف : وہ دفعتاً شاگردوں کے درمیان نظر آیا جب وے ایک بالا خانہ میں جمع تھے اور دروازے بند تھے اور اپنے آپ کو ان پر ظاہر کر کے وہ اچانک غائب ہو گیا (یوحنا ۲۰:۱۹۔۲۱)

ب۔ جب مریم مگدلیہ چاہتی تھی کہ اسے چھوئے تو اس نے بڑی ملائمت سے اپنے تئیں کنارے کیا اور اسے جتایا کہ آئندہ میری پرستش کرنے کا طریقہ میری زمینی زندگی والے طریق سے جدا گانہ ہوگا کیونکہ : میں اپنے اور تمہارے باپ کے اور اپنے اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ (یوحنا ۲۰:۱۷)

ج۔ وہ اب اپنے شاگردوں کے ساتھ پہلی بے تکلف طرز و طریق پر نہیں رہتا تھا لیکن کبھی کبھی ان کو نظر آتا تھا۔

اس کا عروج اس کے محشور جسم کی ان دونوں صورتوں کو شامل کرتا تھا یعنی اس کی تطبیق شخصی اور تبدیلی کو۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور ان کے دیکھتے دیکھتے وہ اوپر چڑھا اور غائب ہو گیا۔ منجی محشور میں یہ تبدیلی وہ سبب تھی جس کے باعث نہ شاگرد اس کو فوراً پہچان نہ سکے تھے۔ نہ کہ اس کے صلیبی اذیتوں سے دبلا اور زرد ہو جانے کے باعث سے۔

ہمارے خداوند کے محشور جسم کی اس تطبیق اور تبدیلی کی بنا پر پولوس رسول ہر ایک ایمان دار کی آئندہ حالت کی بابت یوں استدلال کرتا ہے کہ: وہ اپنی اس قوت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا تھا ہمارے ذلیل جسم کی شکل بدل کر اپنے جلالی جسم کی صورت پر بنائے گا۔ (فلپ ۳:۲۱)۔ لہذا مسیح کی قیامت سے یہ اعلیٰ مقصد بھی ادا ہوتا ہے کہ وہ اندیکھی دنیا کو ظاہر کرتی ہے جو اس پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی موت دنیا کے گناہوں کے لئے کفارہ تھی۔

مسیح کی حقیقی موت اور قیامت کی بابت ان حقیقتوں سے شیخ عبدالرحمٰن کو جان لینا چاہیے کہ مرزا غلام احمد کی بدعت کے لئے انجیل میں کوئی پناہ نہیں ہے۔

رسولی مرہم والا خیال ایسا ہی جھوٹا اور فاسد ہے جیسا کہ صلیب پر مسیح کے مرنے کے بارے میں وہ دعوی ہے جو اوپر جھوٹا ثابت کیا گیا ہے ۔ رسولی مرہم کی بابت شیخ عبدالرحمٰن صاحب حسب ذیل تحریر کرتے ہیں ۔ ترجمہ : یادرہے کہ رسولی مرہم یونانی حکیموں اور ہر ملک کے نامور طبیبوں میں آج کے دن تک مشہور رہا ہے ۔، (کیا شیخ خیرالدین رحیم بخش دوا ساز ان لاہور کا عرق مسیحا مشتہرا خبار تحفہ ہند قیصری مدراس مطبوعہ ۱۶ ۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء اور حکیم ڈاکٹر غلام نبی لاہور کا روغن مسیحی مندرجہ ضمیمہ رسالہ انوارالاسلام سیالکوٹ بابت نومر ۱۹۰۱ ص ۱۲، اسی رسولی مرہم کی مثالیں ہیں)

یہ مرہم جو رسولوں نے تیار کیا تھا خداوند کے زخموں پر لگایا گیا تھا جس کو فقط ایک ہی دفعہ اپنی زندگی میں اس مرہم کی طرف رجوع کرنا پڑا تھا ۔ ادویات کے مشہور ڈاکٹر شہادت دیتے ہیں کہ رسولی مرہم، رسولوں نے خداوند کے زخموں کو چنگا کرنے کے لیء تیار کیا تھا ۔ لہذا رسولی مرہم نے خداوند کو چنگا کیا تھا اور تعلیم کفارہ کو جھوٹا ٹھہرانے کے لئے اس کو بچالیا تھا (تعلیم کفارہ تب کہاں تھی اور بغیر موت کے کیونکر ہستی میں آتی ؟)

اس باطل خیال کی تردید میں یہ کہا چاہتا ہوں کہ اگر رسولوں نے کوئی مرہم تیار کیا تھا جس کی بابت ان کو یقین تھا کہ خداوند کو اچھا کردے گا تو ذیل کے واقعات کا کوئی سبب نہیں بتلایا جا سکتا کہ :

الف : اگر چہ مقدس یوحنا اور بعض عورتیں (ممکن ہے کہ اور رسول بھی) گلگتہ پر موجود تھے تو بھی مسیح کی لاش یوسف ارمتہ اور نقودیمس نے اتاری اور دفن کی تھی

ب ۔ انھوں نے : اسے سوتی کپڑے میں خوش بودار چیزوں کے ساتھ کفنایا (یوحنا ۱۹: ۴۰) جیسا کہ معزز آدمیوں کے جنازہ پر : یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور تھا ۔، اور اسے قبر میں دفن کیا ۔ یہ خوش بودار چیزوں کا ڈالنا کبھی اس خیال یا یقین سے نہیں کیا جاتا تھا کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے گا ۔ خداوند کے بارے میں بھی ایسا ہی تھا اس کے ساتھ فقط پیار اور محبت کے باعث انہوں نے اس کے بدن کو خوش بودار چیزوں کے ساتھ کفنایا ۔

ج ۔ فرض کرو کہ رسولوں کے پاس ایسا علاج تھا تو بھی وہ دو آدمی مسیح کی لاش کو گھر نہیں لے جا سکتے تھے ۔ وے مجبور تھے کہ اس کو زمین میں دفن کریں اور اس مدفون لاش کی

بابت حکم ہوا کہ ۱۶ سپاہیوں کا پہرہ تین دن تک اس کی نگہبانی کرے۔ پس ان کا مرہم کس کام کا تھا؟

د۔ اگر ایسا کوئی مرہم رسولوں کے پاس تھا تو وے اس کی موت کی پیش گوئی سے غم گین کیوں ہوئے تھے؟ اور پھر اس کی موت اور قیامت کی بات کیوں ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی؟ (مرقس ۹:۳۲)۔ اور اس کے پھر نظر آنے پر وے کیوں ایسے بے یقین اور شکی تھے اگر خود جانتے تھے کہ ہم نے اس پر ایک شافی مرہم ملا ہے جو تین دن میں اس کی زندگی بحال کرے گا؟ مرزا غلام احمد صاحب خوشی سے ان سردار کاہنوں اور بزرگوں میں شامل ہو جاتے تا کہ ان دیانتدار پہرے والوں کو رشوت دیویں اور کہیں کہ: تم یہ کہنا کہ رات کو جب ہم سوتے تھے تو اس کے شاگرد آ کر اسے چرا لے گئے۔ (متی ۲۸:۱۳)۔ اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہوگا کہ اس پر وہ رسولی مرہم لگا دیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اب ۱۹ سو برس کے بعد دریافت کیا ہے؟ پھر رسول یہودیوں سے یہ تقاضا ہرگز نہ کرتے کہ یسوع کی موت اور قیامت اگر سچ نہیں تو اس کی مخالفت میں بولیں۔ اور نہ وے اپنی جانوں کو ایک ایسی بات کے لئے خطرے میں ڈالتے جس کو وے جانتے تھے کہ ان کا اپنا افترا ہے ان کا اس بات کو مخالفت اور خطرے کے درمیان اپنی جان پر بازی کھیل کر پھیلانا ثابت کرتا ہے کہ وے ہرگز نہ جانتے تھے کہ رسولی مرہم کیا چیز ہے

اس قبر کی بابت جس میں خداوند کی لاش رکھی گئی تھی میں یہ بھی کہا چاہتا ہوں کہ وہ ایک نئی قبر تھی: جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔، (یوحنا ۱۹:۴۱)۔ اور: جو چٹان میں کھدی تھی (لوقا ۲۳:۵۳)۔ انتظام الٰہی سے بے شک اس طرح اس لئے ہوا تا کہ جب وہ اٹھے تو اس کی تطبیق کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو سکے تا کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ کوئی دوسرا شخص اٹھا ہے جیسا کہ اس لاش کا حال ہوا تھا جو الیسع کی ہڈیوں سے لگی تھی (۲ سلاطین ۱۳:۲۱)

اس امر کے خاتمہ میں میں ناظرین کو یہ جتانا چاہتا ہوں کہ دوسری صدی عیسوی کے شروع میں باسی لائڈیز نامی ایک بدعتی اٹھا تھا جو ڈوسیٹی فرقہ کا بانی اور پیشوا تھا۔ باسی لاڈیز اور اس کے شاگرد یہ کہتے تھے کہ مسیح جسم حقیقی میں انسان نہ تھا لیکن

صرف ایسا نظر آتا تھا اور ازاں موجب صلیب پر نہیں چڑھا یا گیا تھا لیکن اس کی جگہ کوئی اور صلیب دیا گیا تھا گو معلوم وہی ہوتا تھا اس نے ایک انجیل لکھی تھی اور اس کو اپنا نام دیا تھا یعنی باسی لا یڈیز کی انجیل ۔ اس انجیل کا کوئی حصہ موجود نہیں ہے ۔ اس بدعتی اور اس کے خیالات کا احوال آئیرینی اس اور اپی فانیز اور دوسری تیسری صدی کے دیگر قدیم مصنفوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ محمد (ﷺ) صاحب نے اپنے قرآن میں مسیح کے صلیب دیئے جانے کی بابت اسی فرقے کے خیال منظور کیئے ہیں (دیکھو سورہ نساء رکوع ۲۲ آیت ۱۵۵) لیکن مرزا صاحب نے بے ہوشی والا خیال اختیار کیا ہے اور رسولی مرہم والا قصہ ایجاد کیا ہے جو بے ہوشی والے خیال کے لئے درکار نہیں ہے اور جو محمد (ﷺ) صاحب کے زمانہ کے بدعتیوں کو بھی معلوم نہ تھا ۔ اس پرانی بدعت کا آغاز اس خیال کی بنا پر ہوا تھا کہ مادہ بذاتہ ناپاک ہے لہذا مقدس اے ان مسیح حقیقی جسم والا نہیں ہوسکتا تھا اور نہ حقیقی اذیت کے تحت میں آسکتا تھا ۔ زمانہ حال کی بدعت غالباً مسیح کے بدن کو مر اور عود کے ساتھ کفنانے سے نکالی گئی ہے ۔ ان بدعتانہ خیالوں کے برخلاف مسیح کی موت اور قیامت کی جلالی حقیقتیں تعلیم کفارہ کی برقراری کے لئے ویسی ہی قائم ہیں جیسی کہ ابتدا سے تھیں ۔

پانچواں امر:

کفارہ مسیح پر اعتراض از روئے لفظ لعنت

مسیح خداوند جیسے پاک اور مقبول شخص پر لفظ لعنت کا بولا جانا اہل اسلام اور مرزا صاحب کی سمجھ میں نہ آیا اور مرزا صاحب نے تو اس لفظ کی بنا پر مسیح کے کفارہ ہی کو غلط کہہ ڈالا اور آپ کے چیلے بھی آپ کے اس پھیر میں آ گئے ہیں ۔

مرزا صاحب قادیانی نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو دو صفحہ کا ایک استفساری مضمون چھاپ کر تقسیم کیا تھا جس کا عنوان تھا : خدا کی لعنت اور کسر صلیب ۔ اسی قسم کی باتیں مرزا صاحب کی طرف سے شیخ عبدالرحمٰن نے اسی انگریزی اشتہار کے دوسرے صفحہ پر شائع کی ہیں جس کی طرف دوسرے امر میں اشارہ کر چکا ہوں مرزا صاحب کے ۱۸۹۷ء والے استفسار کا جواب ازیں جانب اسی سنہ کے مارچ کی ۳۱ تاریخ کو ایک

اور اخبار بنام کرسچن ایڈوکیٹ میں شائع کیا گیا تھا۔ پہلے وہ سوال و جواب پیش کر کے پھر عبدالرحمٰن کے بیان کی طرف رجوع کرونگا۔ مرزا صاحب نے خدا کی لعنت اور کسر صلیب، کے آخر میں یہ دعوت کی تھی، کہ کیا کوئی دنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟۔ اسی طرح وہ فلستی جولیات خدا کے لوگوں کے مقابل ڈکارا کرتا تھا کہ: میرے لئے کوئی مرد ٹھہراؤ کہ ہم باہم مقابلہ کریں، اس عنوان کے تحت میں آپ یوں لکھتے ہیں:

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا اور تمام مدار نجات کا ان کے نزدیک اسی لعنت پر ہے، تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدے تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اس کا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے۔ ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی اور اس کا گرانا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسر صلیب ہوا۔

بعد میں لفظ لعنت کے معنی یوں کہتے ہیں:

کہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ لعنتی اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جاوے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اس کا دل بکلی سیاہ ہو جائے اور بڑی نیکی سے لے کر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اس کے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بن جائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنی کتوں اور سوروں اور بندروں کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہو جائے،۔

پھر اس پر یہ اعتراض پیش کیا ہے کہ:

جس حالت میں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونے کی حالت میں انسان کے تمام تعلقات خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کا نفس پلید اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے،

یہاں تک کہ وہ خدا سے بھی روگردانی اختیار کرتا ہے اور اس میں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا تو اس وقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بکمال ادب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ در حقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیسا کہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالی کی طرف سے پڑ گئی تھی اور خدا سے روگردان ہو گیا تھا۔ اب اگر خدانخواستہ کچھ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑ گئی تھی، تو اس وقت اس کا خدا تعالی سے ابنیت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونا تو یک طرف خود پیارا ہونا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔

بجواب اس اعتراض کے اظہار کیا جاتا ہے کہ

ا۔ مسیح کے مصلوب ہونے سے پہلے نہ عیسائی عقیدے تھے۔ نہ کفارہ تھا نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ صلیب کے بغیر کیسی کسر کھا رہی تھی اور انسان کس ناامیدی اور نقصان میں پڑا تھا۔ اور جو چیزیں کہ ہنوز موجود نہ تھیں وہ کیونکر کچلی جا سکتی تھیں۔ مسیح کے صلیب دیئے جانے سے نہ صرف اس کے شاگرد ہی ناامید ہو گئے تھے بلکہ یہودیوں نے گمان کیا تھا کہ ہم نے ایک کامل فتح حاصل کی ہے۔ اور مسیح کی بادشاہت کی امیدوں کو کچل ڈالا ہے مگر دیکھئے آخر ایک بات بھی نہ کچلی گئی۔ مسیحی کلیسا قائم ہوگئی۔ عقیدے جاری ہوئے۔ کفارہ پورا ہوگیا۔ گناہوں کی معافی کی پکار ہر جگہ ہونے لگی۔ سو اگر آج بھی وہی یہودیوں والی سوچ آئی ہے، تو فضول ہے ایک کچلی ہوئی سوچ ہے۔ صلیب نے ایسے سوچ کو اسی زمانہ میں ہستی سے خارج کر دیا تھا آپ اس کے لئے فکر بے فائدہ کرتے ہیں۔

۲۔ جو معنی لفظ لعنت کے آپ نے لکھے ہیں ہم نے مانا کہ وہ ٹھیک معنی یا مراد لعنت کے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ اگر خدا تعالی میرے یا آپ جیسے گنہ گار انسان پر رحمت نہ کرے اور لعنت کرے تو جو کیفیت آپ نے لفظ لعنت کی بتلائی ہے، درست آوے گی۔ حضوری حق تعالی سے دور سمجھے جائیں گے یا جیسا آپ لکھتے ہیں شیطان اور کتے اور سور اور بند کی خاصیت والے بن جائیں گے۔ مگر چونکہ مسیح میں اور دیگر بنی آدم میں بڑی بڑی باتوں میں فرق ہے، اس لئے لعنت کے اثر میں بھی فرق ہے چنانچہ:

الف: جس مقام میں مسیح کے لعنت اٹھانے کا ذکر ہے اس پر غور کرنا چاہیے۔ گلتیوں

۳:۱۰ میں یوں لکھا ہے: وے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت میں ہیں کہ لکھا ہے جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں قائم نہیں رہتا لعنتی ہے یہ وہ واجبی لعنت ہے۔ جس کی آپ نے تعریف لکھی ہے۔ اور بغیر مسیح کے کل بنی آدم کیا انبیاء کیا اولیاء اور کیا دیگر لوگ سب اس کی تحت میں ہیں۔ کیونکہ شریعت پر ہمیشہ اور پورے طور سے قائم نہیں رہ سکتے۔ مگر مسیح کے حق میں یہ وجہ لعنت متروک ہے غیر ہے اس لئے کہ وہ پاک تھا (لوقا ۱:۳۵) اس نے گناہ نہ کیا (پطرس ۲:۲۲)۔، اس نے شریعت کو نہ توڑا بلکہ قائم رہا اور پورا کیا (متی ۵:۱۷)۔ لہذا لعنت کا اثر کہ شیطان یا کتا یا سور یا بندر بنا دے اس پر نہیں ہوسکتا تھا البتہ میری یا آپ کی یہ حالت ہوسکتی ہے کیونکہ شریعت پر قائم نہیں رہے۔

ب۔ مسیح نے برضا و رغبت خود یہ لعنت ہمارے بدلے اٹھائی چنانچہ نامہ گلتیون کے مقام منقولہ بالا کے بعد سلسلہ میں یہ امر بیان کیا گیا ہے:

کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا۔ آیت ۱۳۔ پر ہمارے بدلے کیوں لعنتی ہوا اس لئے تا کہ ہم کو، شریعت کی لعنت سے چھڑاوے۔ یعنی جرم گناہ کی جو سزا تھی وہ ہم نے پانی تھی اس لعنت کو ہم پر سے دور کرنے کے لئے اس نے اپنے تئیں فدیہ میں دیا۔ اور یوں ہم کو اس لعنت سے چھڑایا۔ مگر اس حال میں وہ بذاتہ ایک گنہگار لعنتی نہ ہوگیا تھا، کیونکہ مسیح نے بھی ایک بار گناہوں کے واسطے دکھ اٹھایا۔ یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے تا کہ وہ ہم کو خدا کے پاس پہنچائے (پطرس ۳:۱۰) چاہیے تھا کہ مرزا صاحب انجیل کے اس نکتہ کو انجیل ہی سے سمجھنے کی کوشش کرتے نہ یہ کہ لفظ لعنت کے معنی چند ایک کتب لغات سے پیش کر کے کہہ دیتے کہ مسیح ایسا شخص تھا۔

ج۔ پولوس رسول نے مسیح پر یہ لفظ فقط اس لئے بولا ہے کہ وہ ایک گنہگار کی طرح صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور ایسی صلیبی موت شریعت کی رو سے لعنتی موت تھی۔ یعنی لفظ لعنت کا بلحاظ صلیب کے ہے نہ کہ کسی اور امر کے سبب جو لفظ لعنت سے مفہوم ہوسکے۔

۳۔ تا کہ معلوم ہو جاوے کہ لعنت کا کوئی اثر مسیح پر نہیں ہوسکتا اور نہ ہوا اور مسیح پر صرف انہی معنوں میں لعنت کا لفظ بولا گیا تھا جو پیش کئے گئے ہیں اس بات سے اور بھی مصرح ہے کہ اگرچہ صلیبی موت مسیح کی کسر شان کا باعث تھی مگر مسیح کی ذاتی قدوسیت اور

قدرت کی وجہ سے وہ کسر صلیب سرفرازی صلیب سے بدل گئی تھی صلیب نے تو مسیح کو کسر لگائی تھی مگر مسیح نے اس کو سرفراز کیا چنانچہ اس کل امر کو یعنی اس کسر اور سرفرازی کو دوسرے مقام میں یوں بیان کرتا ہے؛ اس نے (مسیح نے) خدا کی صورت میں ہو کے خدا کے برابر ہونا غنیمت نہ جانا لیکن اس نے اپنے آپ کو ہیچ کیا...اور آدمی کی صورت میں ہو کر آپ کو پست کیا (اس کی دونوں صورتوں کے مقابلے کا خیال رہے) اور مرنے تک بلکہ صلیبی موت تک فرمان بردار رہا۔ اس واسطے خدا نے بھی اسے بہت سرفراز کیا اور اس کو ایسا نام جو سب ناموں سے بزرگ ہے بخشا تا کہ یسوع کا نام لے کے ہر ایک کیا آسمانی کیا زمینی کیا وے جو زمین کے تلے ہیں گھٹنا ٹیکے اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے تا کہ خدا باپ کا جلال ہووے۔ (فلپیون ۲: ۶۔۱۱) یہ سچ ہے کہ مسیح کے ساتھ جو سلوک ہوا گر اس میں قدرت اور قدوسیت کی روح نہ ہوتی تو وہ دیگر سب لعنتیوں کی طرح پڑا رہتا اور شیطان اور سور کی خاصیت والا ہوتا مگر وہ تو خداوند اور مسیح ہو گیا۔ اور دیگر سب لعنتیوں کا حال معمولی رہا۔ مسیح نے تین دن لعنت برداشت کی، اور زندہ ہو کر اس کو دور کر دیا لہٰذا تثلیث کو ہرج نہ پہنچا۔ اور تثلیث کو ہرج اتنا ہی پہنچ سکتا جتنا خدا کی پاک ذات کو اس گنہگار دنیا کے ساتھ تعلق رکھنے سے ہر روز پہنچتا ہوگا۔ اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہے (ازلی وجود کو کوئی ہرج نہیں پہنچ سکتا) کفارہ ثابت ہو گیا اور گناہوں کی معافی جاری ہو گئی ہے۔ مرزا صاحب کیا آپ نے انکھلاتے ہوئے یہ اعتراض گھڑا تھا کیونکہ نہایت بے جا اور بے ادبی سے پرا اور بے جا نتیجوں سے بھرا تھا مگر ہم نے بڑے پیار سے اس کو رستہ عدم کا دکھلا دیا ہے۔ اور آپ کے لئے کہتے ہیں کہ مسیح کے وسیلے سے گناہوں کی معافی جاری رہی۔ دیری کیوں کرتے ہو۔ شیخ عبدالرحمٰن نے اپنے انگریزی اشتہار میں لفظ لعنت کی بنا پر یوں تحریر کیا ہے:

ترجمہ: اکثر کہا جاتا ہے کہ مسیح صلیب دیا گیا تھا اور اس لئے نوع انسان کے فدیہ کے لئے ملعون ہوا تھا۔ اس کی صلیبی موت دین عیسوی کا بنیادی پتھر ہے اور کل عیسائیوں کی نجات ہے۔ اب ہم معلوم کریں گے کہ یہ بنیاد بالکل عیب دار ہے اور اس لئے نجات کی عمارت ضرور گرے گی۔ دیکھو وہ تو گر گئی ہے اور نجات ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔ لفظ کراس کے انگریزی میں وہی معنی ہیں جو لعنت کے عربی اور عبرانی میں ہیں جو کہ خداو

ند کی مادری زبان تھی ہم لفظ لعنت کے معنی سمجھ لیویں ۔ لفظ لعنت کے صحیح معنوں کی رو سے لعنتی آدمی یا ملعون وہ ہے جو منکر خدا ہو جاتا ہے ۔ خدا کی طرف اپنی پیٹھ پھیر لیتا ہے خدا کا قہر اپنے اوپر نازل کرتا ہے ۔ شیطان کی تمام خصلتیں اپنے میں پیوستہ کرتا ہے ۔ تمام فرشتہ خوبیوں سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اور خدا کے برخلاف کفر بکتا ہے ۔ دیکھو لسان العرب ، اقرب الموارد جو دو مشہور عربی لغات ہیں ۔ اب ہم سب جانتے ہیں کہ مسیح کبھی منکر خدا نہیں ہوا، نہ خدا کا دشمن بنا نہ خدا کبھی اس کا دشمن بنا، اور کہ وہ کل مقدس خوبیوں سے کبھی محروم نہ ہوا تھا ۔ اور خدا کے حق میں کبھی بری باتیں نہ بولا تھا ۔ پس لفظ لعنت کسی صورت میں مسیح پر نہیں بولا جا سکتا جو کوئی اس کو لعنتی آدمی یا شیطان کہتا ہے وہ خود لعنتی اور شیطان ہے لہذا از روئے علم زبان بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ مسیح کبھی لعنتی نہ ہوا تھا اور کہ نجات کا خیال جو سراسر مسیح کی صلیبی موت پر منحصر ہے اس لفظ کے لغوی معنوں کی رو سے صداقت سے بالکل خالی ہے ۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مسیح نے کبھی دہریائی خیالات نہیں سکھلائے اور خدا نے بھی اپنے بیٹے یسوع مسیح کے پاک وجود اور کام میں ہمیشہ اپنی محبت اور خوشنودی ظاہر کی تھی (متی ۳: ۱۷، اور ۱۷: ۱۵)

۔ اور باوجود تمام تکلیفوں اور صلیبی موت کے اس کو بھی اپنے باپ کی محبت پر پورا بھروسہ تھا یہاں تک کہ اس کی طرف باپ کی محبت کی سب سے بڑی وجہ اس کی صلیبی موت تھی ۔ خداوند یسوع نے کہا کہ:

> باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اسے پھر لے لوں (یوحنا ۱۰: ۱۷)

ایسی حقیقتوں کے روبرو جو اس کے وجود اور کام سے تعلق رکھتی ہیں اس کو ملعون کہنا کفر ہوگا ۔

اب ہم اس سوال پر غور کریں کہ وہ مرا ہی کیوں؟ اس نے خود صاف صریح الفاظ میں اپنے صلیب پر مارے جانے کی خبر دی تھی اور ضرور تھا کہ اس کی باتیں پوری ہوں ۔ اب موت بجائے خود لعنت ہے جو انسان نے اپنے گناہوں کے سبب وارد کر لی ہے لیکن کیوں خداوند نے اپنے تئیں اس لعنت کے تحت میں کیا؟ اس نے فرمایا:

میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔،

ابن آدم آیا ہے کہ اپنی جان بھیڑوں کے بدلے فدیہ میں دے (متی ۲۰:۲۸)

اس میں اس کے موت کی لعنت اٹھانے کا سبب موجود ہے۔اس کی موت دوسروں کے بدلے فدیہ میں تھی وہ ان کو شریعت کی لعنت یعنی موت سے چھڑانے کے لئے تھی۔علاوہ اس کے یادرہے کہ اس نے بہت دیر تک اس لعنت کے نیچے نہیں رہنا تھا کیونکہ وہ صرف عوضی تھا۔اس لئے وہ کام پورا کر کے مرسوں میں سے زندہ ہوا، کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کے (موت کے) قبضہ میں رہتا۔(اعمال ۴:۲۴) اور اس کو اس کے پھر لینے کا اختیار تھا (یوحنا ۱۰:۱۸) اور اس کام کے لئے باپ کی محبت اس پر یوں ظاہر ہوئی کہ اس نے، اسے مردوں میں سے جلایا اور جلال بھی بخشا۔(پطرس ۱:۲۱) اس طور سے ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مرزا صاحب کے پیرو کے کسی معنی میں لعنتی نہ تھا اور نہ ہوسکتا تھا لیکن اس نے اوروں کی فداکاری میں لعنت اٹھائی، اور، ہماری راست بازی کے لئے اس لعنت پر مردوں میں سے زندہ ہو کر فتح مند ہوا۔(رومیوں ۴۵:۲۵) (مرزا صاحب کا گستاخانہ خیال کہ مسیح سری نگر میں موا تھا اور تا قیامت مردگی کی حالت میں رہے گا، اس ساری تعریف کو ضائع کرتا ہے جو شیخ عبدالرحمٰن نے مسیح کی قدوسیت اور کاملیت کے بارے میں لکھی ہے اور مثیل مسیح اور لوگوں کے گناہ کی لعنت یعنی موت کے نیچے ہے۔حالانکہ اس کی کامل قدوسیت اور مرضی الٰہی پر کاربند رہنے کی وجہ سے اس کا...: اور ایلیا کی بہ نسبت زیادہ حق تھا کہ زندہ آسمان پر اٹھایا جاوے مگر اس کی یروشلم والی صلیبی موت اور قیامت اس کی موت کے سبب کو اور حق سرفرازی کی شان کو قائم رکھتے ہیں) اور اس بات سے اس نے ثابت کیا کہ وہ درحقیقت ایک کفارہ تھا راہ نجات کی یہ مستتر حقیقت ہے جو قادیانی اور اس کے ساتھی کے لغوی خیال کو جڑ سے اکھاڑتی ہے اور وہ مثل کہ، جو صلیب پر لٹکایا گیا لعنتی ہے، کافور ہوئی۔اور یہ تقاضا قائم ہوا کہ ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے (فلپ ۲:۱۱)

خاتمہ: شیخ عبدالرحمٰن اپنے اشتہار کے آخر میں جہاد کی بابت مرزا صاحب کے خیال کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ کہہ کر:

البتہ وہ ہتھیار نہیں اٹھائیں گے لیکن یسوع کی مانند امن والی اور آسمانی آرام والی زندگی بسر کریں گے۔یادرکھنا چاہیے کہ وہ دین عیسوی کی ہر ایک

موجودہ صورت کے برخلاف ہیں۔

جہاد کے بارے میں مرزا صاحب کے رخ طبیعت کی بحث میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ مثل تھیوڈاس اور برکوکب، یا سبتی سیوی کی طرح ایک فسادی مسیح بننے میں خیر نہ ہوگی اور بیرونی زبردست مخالف حالات کے سبب سے ممکن ہے کہ جہاد کی آرزو مدت تک چھپی رہے۔ بالفعل یسوع مسیح کے ساتھ یہ بناوٹی مماثلت ممکن ہے کہ آپ کا کام خوب دے گی اور آپ کے دین عیسوی کی ہر ایک موجودہ صورت کے مخالف ہونے کی بابت یاد رہے کہ یہ طرز آپ کی اس ہم دردی کا ذاتی نتیجہ ہے جو آپ کو ان قدیم مسیحی نام کے بدعتانہ طریقوں کے ساتھ ہے جو باسیلائڈیز سے محمد (ﷺ) صاحب کے زمانہ تک برپا ہوئے مگر ترک کر دیئے گئے تھے۔ باسیلائڈیز سے محمد (ﷺ) صاحب تک کل ناستک، ڈوسینی اور نیسٹورین فرقے انجیل مقدس کے مسیح کی عیسویت کے مخالفت تھے اور وہ بدعتیں کل ترک کر دی گئی ہیں لیکن محمد (ﷺ) صاحب نے اپنے قرآن میں مسیح کی طفولیت اور مصلوبیت اور الوہیت کے متعلق ان کے قصے اور خیالات درج کر لئے ہیں۔ مرزا صاحب، محمد (ﷺ) کے بھی پیرو ہیں اس لئے مرزا کی سیرت کا صحیح اندازہ یہ ہے کہ آپ ایک ایسے آدمی ہیں یا باسیلایڈیز یا محمد (ﷺ) کی روح اور قوت سے آئے ہیں۔

اس بحث کو ختم کرنے میں میں ناظرین کی توجہ امورات ذیل کی طرف طلب کرتا ہوں

اول یہ کہ ابراہام کے فرزند جو وعدے کے تھے اپنے نبیوں کی پیش گوئیوں کے ذریعہ ایک بڑے رہائی دینے والے کے منتظر بنائے گئے تھے۔ اب وہ پیش گوئیاں یسوع مسیح کے وجود میں پوری ہوئی تھیں جیسا کہ انجیلی بیان سے مصرح ہے۔ وہ جو اس وقت ایمان لائے اور وہ جو اب اس پر ایمان رکھتے ہیں مسیحی کہلاتے ہیں۔ لیکن ڈاہ اور ضد کے سبب یہودیوں نے اس مسیح کو نہ مانا اور ان کو اپنی بے ایمانی کا برا نتیجہ سہنا پڑا ہے۔ اس سبب یہودی کا گمان ہے کہ مسیح ہنوز آنے والا ہے نتیجہ یہ ہے کہ یہودیوں کی اس انتظاری میں مسیحائی کے ہر ایک مدعی کو آسرا مل جاتا ہے۔ مگر یسوع مسیح کی بابت

معلوم ہوا کہ اس کی آمد کا بھاری تقاضا یہ تھا کہ وہ نجات کے کام کو اپنے وجود میں پورا کرے۔ لیکن وہ تکمیل زمانہ کے آخر تک جاری رہے گی جیسا کہ خداوند کی پیدائش سے پہلے فرشتہ نے خبر دی تھی کہ، اس کی بادشاہت کا آخر نہ ہوگا (لوقا ۱:۳۳)۔ اس کو خداوند نے منظور کیا اور ان الفاظ میں دوبارہ جتلایا جو متی کی انجیل کی تین آخری آیات میں مندرج ہیں اور جس کا رسول اور تمام مسیحی یہ کہہ کر اقرار کرتے ہیں کہ: یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے۔ (عبرانیوں ۱۳:۸)۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشگی کے ورے مسیحائی کا کوئی اور دعوی جائز نہیں ہوسکتا اور اس وقت ابن آدم اپنے جلال میں آوے گا۔ وغیرہ (متی ۲۵:۳۱) ایسی آمد ثانی اس کی پہلی آمد کا قدرتی اور لازمی نتیجہ ہے۔

دوم غور طلب امر یہ ہے یعنی: مسیح کی نامعلوم زندگی اور سہ اور تبت میں، اور اس کا اپنی روح اور قوت کے ساتھ مرزا غلام احمد کے وجود میں آنا ہے۔ مقدم الذکر ایک روسی سیاح نوٹو وچ کا خیال ہے۔ اور مقدس لوقا کے ایک فقرہ سے اس کی کامل تردید ہوتی ہے کہ: وہ ان کے ساتھ روانہ ہوکر ناصرت میں آیا اور ان کی تابعداری کرتا رہا۔ (لوقا ۲:۵۱) اور موخر الذکر خیال فی نفسہ ناممکن ہے جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا ہے۔ پس یاد رکھو کہ یہودی اب تک مسیح کی پہلی آمد کی انتظاری کرتے ہیں محمدی اس کی دوسری آمد کی انتظاری اپنی من مانی طرز پر کرتے ہیں۔ لیکن مسیح اس کی دوسری آمد کی انتظاری کل قوموں کی عدالت کے لئے کرتے ہیں۔ اور یہ امر یہودیوں اور محمدیوں والی انتظاری کو برباد کرتا ہے۔ اس لئے اے برادران فریب مت کھاؤ۔ کھرے روپئے تو ہیں مگر کھوٹے بھی بنائے جاتے ہیں سچے مسیح پر اور ہمیشہ زندہ مسیح پر سوچو، دھیان کرو، تیار رہو، اور جاگتے رہو۔

راقم: پادری جی ایل ٹھاکرداس۔ مشین پریس لودہانہ

البیان
فی حقیقت مرزا غلام احمد
و سید احمد خان

مؤلفہ مولوی امام الدین صاحب گجراتی۔ ۱۹۰۶ء
روزگار پریس راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر الحکیم نمبر ۴۔ اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی و ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی دو بزرگوں کی باہمی خط و کتابت درج ہے۔ افسوس ہے کہ ہمیں اتنی فرصت نہیں ہے کہ اس خط و کتابت پر اپنے مفصل خیالات ظاہر کرسکیں۔ اس لئے ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔ امید ہے کہ مرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین مذکورہ بالا کتاب کے مطالعہ سے بہت کچھ عبرت حاصل کریں گے اور اگر فریقین سے ہو سکے تو اس پر اپنی روشن و زرین آراء پبلک میں شائع کرکر اپنا فرض ادا کریں گے۔

وہ شخص بہت تنگ خیال گنا جاتا ہے جو صرف اپنے موافق تحریر ہی کو دیکھے۔ مگر جو محقق ہے وہ اپنے مخالف خیالات سے بھی بہت فوائد حاصل کرسکتا ہے، اور اپنی کھوئی ہوئی چیز (حکمت) کو ہر ایک جگہ سے تلاش کرتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (عبدالحکیم پٹیالوی) موصوف ابھی لاہور میڈیکل کالج کی اسسٹنٹ سرجن کلاس میں طالب علم ہی تھے کہ ان پر ایک طول طویل خوابوں کا دورہ شروع ہو گیا تھا اور کبھی کبھی کوئی چھوٹا موٹا الہام ہوتا بھی نظر آتا تھا جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مریدی کے امیدواروں کا قاعدہ ٹھہر چکا ہے (اس مشن کا سارا دارومدار خوابوں اور الہاموں پر ہے) اور بقول الجنس یمیل الی الجنس ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب موصوف نے اسی (طالب علمی کے) زمانہ میں ذکر الحکیم نمبر ۱ چھپوا کر مرزا غلام

احمد صاحب قادیانی کی خدمت میں پیش کی جس پر حضرت اقدس مسیح الزمان کی طرف سے ان کو نہ صرف اول المسلمین کا پیارا خطاب ہی ملا، بلکہ مقربین خاص میں سرفرازی پائی۔

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب موصوف قرآن مجید کی کسی کسی سورۃ کی تفسیر بھی کرتے رہے، اور قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور اپنی عقل روح افزاء اور فہم ہوش ربا کی یاری اور دماغ کی سرسبزی اور مددگاری سے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح الزمان ظاہر کرتے رہے۔ اور وہی مقدمہ پیش آیا جس کو کسی محقق اہل اسلام نے بیان کیا ہے:

اول کورانہ تقلید میں پھنس جانا، اور اس پر تقلیدی اجتہاد اور استدلال سے کام لینا (الکلام مصنفہ: مولانا شبلی نعمانی صاحب)

اور دوسرے الفاظ میں جس کو بنائے فاسد علی الفاسد کہتے ہیں، یعنی:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

الغرض ان لطیف استدلالوں اور حیرت انگیز اجتہادوں سے جب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو فراغت حاصل ہوئی اور ۱۲ برس کی مریدی کے بعد قرآن مجید کی آیات پر دوسرے پہلو سے تدبر کیا، تو دفعۃً آپ کی آنکھ کھلی اور کیا دیکھتے ہیں کہ مسیح الزمان کی تیار کردہ جماعت اور قرآن مجید کی اصلی تعلیم میں بہت سی مغائرت اور منافرت پائی جاتی ہے۔

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجاں و بادنجاں است بورانی

اور بجائے اس کے کہ اس جماعت کے افراد مرزا جی کو مسیح الزمان یا کرشن جی مہاراج کی زندہ مورت (مرزا جی نے سیالکوٹ والے لیکچر میں اپنی ذات کو ایسا ہی ظاہر کیا ہے) تسلیم کرنے پر ہی قناعت اور کفایت کرتے، آپ کو خدا بنا دیا اور انت منّی و انا منك ۔ یحمدك اللّٰه و یمشی الیك پر سچ مچ عمل کر رہے ہیں۔ تو ایسے خوفناک نتائج کا معائنہ کر کر ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کا دل بھر آیا اور رہا نہ گیا۔ پس مسیح الزمان کی

خدمت میں عرضی لکھی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حد سے بڑھ کر رنگ آمیزی اور نمائش کا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا کیونکہ آپ کی جماعت صراط مستقیم سے بھٹک گئی ہے اور اعتدال پسند طبائع نے الہ العالمین کو خیر باد کہکر آپ ہی کو حقیقی معبود و مطلوب یقین کر لیا ہے۔ یعنی جب تک خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ لیا جاوے ان کی اطمینان ہی نہیں ہوتی۔ آپ کی مہا مورت (اس سے تصویر پرستی مراد ہے) کی پوجا پاٹ شروع ہوگئی ہے اور یہ باتیں سراسر شرک ہیں قولہ تعالی

۱: انّ الشّرك لظلم عظيم ۔ بے شک خدا کا ساجھی جاننا بڑا بھاری گناہ ہے

۲۔ انّ الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دو ن ذلك لمن يشا ء۔ بے شک اللہ تعالی نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور بخشتا ہے اس کے سوا تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے۔

اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مرزا جی اعلی درجہ کے محتاط اور جزءرس ہیں۔ مگر بباعث فارسی النسل ہونے کے مزاج میں تندی بہت ہے، اور جاہ و جلال میں جلدی ہی آجاتے ہیں۔

پس بجائے اس کے کہ اپنے اول المسلمین اور مقرب خاص (ڈاکٹر عبدالحکیم) کی پروٹسٹ protest اور اس کی پیش کردہ آیات قرآنی پر تدبر کرتے، اور ان آیات کے کسی دوسری طرح پر معانی بتا کر بلطائف الحیل ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کی اطمینان و اشک شوئی کرتے، سرے سے ان کو اپنے مشن سے ہی خارج کر دیا انا لله و انا اليه را جعو ن

مثل مشہور ہے کہ بگڑے دوست سے زیادہ ہولناک کوئی دشمن نہیں۔ اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ پس اکثر احباب کا خیال ہے کہ اس موقع پر مرزا جی نے جلدی سے کام لیا ہے و الله اعلم بالصوا ب

ببازی نگفت ایں سخن با یزید
کہ از منکر ایمن ترم کز مرید

چونکہ ڈاکٹر (عبدالحکیم پٹیالوی) صاحب (جیسا کہ ذکر الحکیم نمبر ۴ سے صاف ظاہر ہے) راستی پر تھے اور قرآن مجید کی آیات پر قربان ہو چکے تھے، اور پھر سچی اور بے غرضانہ نصائح کا یہ صلہ ملا کہ احمدی جماعت سے ہی نکالے گئے۔ ناچار آپ نے اس خط و کتابت کو ٹریکٹ کی شکل میں پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا جی کے لئے یہ ایک ابتلاء ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ کوئی نرالا اور نیا ابتلاء پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی کئی ایک ابتلاء پیش آچکے ہیں مگر مسیح الزمان کا استقلال مزاج ایسے واقعات سے مستغنی ہے۔

۱۔ کیا عبداللہ آتھم عیسائی جب مرزا جی کی بد دعا سے اور مقرر شدہ میعاد پندرہ ماہ کے اندر نہ مرسکا تو کس قدر دقتوں کا سامنا تھا۔ مگر کیسے عجیب وغریب لطائف الحیل سے عقل مند جماعت کے دلوں سے اس خیال کو دور کیا کہ عیسائی مذکور نے در پردہ رجوع بحق کرلیا ہوگا۔ حالانکہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے مقرر کردہ ۱۵ ماہ کے بعد صاف اپنے دو خطوں میں لکھ دیا کہ میں جب مناظرہ ہوا جیسا تب عیسائی تھا ویسا ہی اب ہوں۔ یہ خطوط بارہا اخباروں رسالوں کتابوں میں چھپ چکے ہیں (دیکھو راست بیانی بر شکست قادیانی۔ اخبار وفادار۔ ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۰۱ء وغیرہ)

۲۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جس نے سب سے اول قادیانی مرزا جی کو چار زبردست آرٹیکلوں میں غوث اور قطب ثابت کر کر پھر جعلی مشن کی قلعی کھولی اور مقدمات کر کر مہلک الہاموں اور خونی پیش گوئیوں کو ضبط سرکار کرا دیا تھا، تو اس وقت کچھ کم ابتلاء پیش آیا تھا مگر مرزا جی نے ہمت کو نہیں ہارا۔

۳۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ والے بزرگ کے مناظرہ میں جب باوجود بتواتر طلب کرنے کے مرزا جی لاہور نہ آسکے، تو کیا کچھ شرم ساری تھی۔ مگر پیر صاحب جب لاہور سے اپنے وطن کو چلے گئے تو گالیوں کے انباروں کے ساتھ ہی یہ بھی لکھنا شروع ہوگیا کہ پیر صاحب ہمارے مقابلہ میں ہار گئے۔ حالانکہ دروغ گوئی کو اس کے گھر تک پہنچا کر واپس گئے۔

۴۔ مولوی کرم الدین صاحب جہلمی والے مقدمہ میں جو خدا جھوٹ نہ بلوائے کوڑیوں الہامات غتربود ہوگئے تھے۔ اور پھر نصیب اعداء ابتدائی عدالت سے مبلغ پانچ صد

روپیہ جرمانہ کی سزا بھی مل چکی تھی جس کی اپیل خدا خدا کر کے منظور ہوئی، مگر آپ نے کیسا تحمل اور وقار سے کام لیا: آرے حصول دوست چالاکی است و چستی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نرالے مشن کے جواب میں خاص مسلمانوں کی طرف سے دوسو کتابوں سے بھی زیادہ لکھی گئی ہیں۔ مگر چونکہ وہ کتابیں مرزائی مشن کے مخالفین کی طرف سے لکھی گئی ہیں اس لئے ان کو اس وقت خدا کے حفظ و امان میں چھوڑ کر چند ایک خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو مسیح الزمان کے خاص الخاص مریدوں کے قلموں کے نتائج ہیں

اول: اشاعۃ السنہ مولوی محمد حسین صاحب۔ مگر چونکہ اس رسالہ کا انداز درست نہیں ہے اس لئے ہم پبلک کو اس کے مطالعہ کی زیادہ تحریک نہیں کر سکتے۔

دوئم: عصائے موسیٰ جو ایک مبسوط اور مشرح کتاب ۶۰۰ صفحہ کلاں کی ہے جس کو جناب منشی الہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہوری نے لکھا۔ اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی۔ چونکہ منشی صاحب موصوف کو بھی الہام کا دعویٰ ہے اس لئے برخلاف مرزا صاحب قادیانی انہوں نے بڑی تہذیب متانت اور شائستگی سے اس کتاب کو لکھا ہے۔

سوئم: حقیقۃ المہدی جس کو منشی عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ نے لکھا۔ یہ شخص مرزا صاحب کے تیسرے خلیفہ تھے اور ایک طرح سے پرائیویٹ سکرٹری۔ جب منشی عبد العزیز صاحب قادیانی جماعت سے نکالے گئے تو اخبار الحکم نے یہ لکھا کہ:

اس شخص میں شیطانی رگ ہے۔

منشی عبدالعزیز صاحب نے جو اس کا جواب دیا اس کو ناظرین کی دل چسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے کیونکہ یہ خط حقیقت المہدی میں نہیں ہے۔ خط یوں ہے:

(منشی عبدالعزیز یا نبی بخش نمبردار بٹالہ مرزا صاحب کے وہ مقرب مرید ہیں جن کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں آپ نے ۳۱۳ مریدوں میں درج فرمایا ہے جن کو بمنزلہ اصحاب بدر قرار دیا ہے اس بدری صحابی نے جو پوست کنندہ حالات مرزا جی اور ان کے درباریوں کے لکھے ہیں ان سے مسیحیت کی کچھ قلعی کھلتی ہے اس لئے اس مرید خاص کا وہ مضمون جو پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۱۰۔۱۱ پر ہے باختصار ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ یہ پرچہ شامل مسل ہو چکا ہے:

مکرمی اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لاہور۔ السلام علیکم۔ الحکم کے اڈیٹر نے آپ کے ریمارک

حقیقت المہدی پر ناراض ہو کر بہت زہر اگلا ہے اور آپ سے بعض باتوں کے مطالبہ کے لئے زور دیا ہے چونکہ ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جن کا جواب میں اپنے ذمہ سمجھتا ہوں اس لئے ان کو قلم بند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں آپ براہ مہربانی انکو اپنے قیمتی پرچہ میں جگہ دیں تا کہ اڈیٹر الحکم اور اسکے ہم خیالوں کے لئے تسلی کا موجب ہو۔

اول، اپنے راسخ الاعتقاد ہو چکنے کی نسبت جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس کے لئے میں امید نہیں کرتا کہ آپ کے پرچہ میں جگہ ہو اس کا مفصل بیان رسالہ الہلال میں ہوگا۔ اس جگہ صرف اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ مرزا صاحب نے کمال محبت کے باعث مجھے اپنے گھر میں وہ جگہ دی ہوئی تھی جس میں نواب محمد علی خان مالیر کوٹلہ والے اترا کرتے تھے اور وہ مکان ان کے مکان کی دیوار بدیوار ہے اور اس دیوار میں ایک دریچہ بھی ہے جس سے مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جو میری بیوی سے کمال محبت رکھتی تھیں ہر روز آ کر رات تک اس مکان میں بیٹھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب ہم بٹالہ میں تھے، تو بیوی صاحبہ دو دفعہ وہاں بھی تشریف لائیں۔ اسکا مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو بخوبی علم ہے۔ اس کی تصدیق اڈیٹر الحکم سے بھی کر لیجئے کہ اس کو سچ کہنا گوارا ہوگا تو انکار نہیں کرے گا۔

اگر میرے راسخ الاعتقاد ہونے میں کسی قسم کی شیطانی رگ کے ذریعہ فرق آ گیا ہوتا اور اب گو وہ جانتا ہے موجودہ خاص الخاص مریدوں میں سے کس کس میں شیطانی رگ ہے جو ہمارے ملک میں مشہور ہے لنگڑے یا کانے میں ایک رگ زیادہ ہوتی، تو مرزا صاحب جو ملہم ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کی ہر بات وحی تصور کی جاتی ہے خدا تعالی سے اس امر کی ضرور اطلاع پاتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو ہمارے ساتھ ایسا رابطہ نہ کرنے دیتے۔

دوم۔ میرے راسخ الاعتقاد ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ جب تمام جوان عورتوں کو جن کی نسبت مرزا صاحب گورداسپور کے مقدمہ میں حلفاً بیان کر چکے ہیں کہ وہ.. صبح ہوا خوری کو نکلتی تھیں تو ان کی حفاظت کا کام میرے سپرد ہوتا تھا۔ ان دفعہ بھی ان عورتوں کے ریوڑ کی حفاظت کے لئے کوئی اور مرید مقرر نہ ہوا۔ اس ریوڑ میں اڈیٹر الحکم کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی۔ اڈیٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ مجھ سے بڑھ کر کون راسخ الاعتقاد سمجھا جاتا تھا۔

سوم، مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ عشاء کو بھی کبھی کبھی اپنی ہم جولیوں کے ساتھ باغ میں جایا

کرتی تھیں اوران میں اڈیٹر الحکم کی بیوی بھی ہوتی تھی، جوکوڈ کبڈی میں شامل ہوتی تھی۔ایسے پرخطر وقت میں جب کہ عورتیں زیورات سے لدی ہوئی ہوتی تھیں،ان کی حفاظت کا کام میری ہی ذمہ ہوتا تھا۔

ان سب باتوں کا علم اڈیٹر الحکم کو بھی ہے اگر اس کے دل میں خدا تعالیٰ کا ذرا بھی خوف ہوا تو جھوٹ نہیں بولے گا۔ پھر جناب مرزا صاحب، خدا ان کی عمر دراز کرے،موجود ہیں۔

چہارم۔ میں ان کے ۳۱۳، اصحاب میں سے ہوں جن کی نسبت مرزا صاحب کا خیال ہے کہ ان کا وہی مرتبہ ہے جو جنگ بدر والوں کا تھا۔ ان ۳۱۳، کی فہرست مرزا صاحب کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور پھر میرے نام کو چند اور کے ساتھ اور بھی خصوصیت سے بیان کیا ہے۔اس فہرست میں میرا نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے اڈیٹر کو کوئی اطلاع نہ دی کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

پنجم۔مرزا صاحب کی بیوی کو میری بیوی کے ساتھ یہ محبت تھی کہ انہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو میری بیوی کا بیٹا قرار دیا اور میرے لڑکے کو اپنا بیٹا بنا لیا۔اس پر انہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور ہم نے زردے اور نمکین پلاؤ کی دیگیں پکائیں اور تمام مریدین قادیان کو دعوت دی۔ اڈیٹر الحکم نے بھی خوب پلاؤ گوشت سے پیٹ ٹھونسا اور اس وقت اسے خیال نہ آیا کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

ششم۔ جب مرزا صاحب پر ہنری کلارک صاحب نے مقدمہ دائر کیا اور ڈگلس صاحب بہادر نے بٹالہ میں قیام کیا اور مرزا صاحب نے سب مریدوں کو تار دیا اور سب نے بٹالہ آکر کئی روز ڈیرہ کیا، اس وقت بندہ نے ہی سب کی مہمان نوازی کا ذمہ اٹھایا اور ہر طرح کے اخراجات کو گوارا کیا۔

اس کے علاوہ میرا گھر ہمیشہ مرزا صاحب کے مریدان کے لئے ہوٹل رہا۔جو چاہتا قادیان جاتے وقت ٹھہرتا اور جو چاہتا قادیان سے آتے وقت بھی وہاں اترتا۔

خواجہ کمال الدین، مفتی محمد صادق اور کئی ایسے معزز مریدوں کی بیویاں رات کو میرے ہی گھر آرام کرتی رہیں جس وقت اڈیٹر صاحب نے کسی اپنے پیر بھائی کو اطلاع نہ دی کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

ہفتم۔مرزا صاحب نے مجھے سرکاری طور پر اپنا مختار بھی کر دیا تھا۔اگر ان کو مجھ پر کوئی شک و

شبہ ہوتا تو یہ ذمہ داری کا کام میرے سپرد کیوں کیا جاتا۔ اس جگہ یہ منظور نہیں کہ میں اپنی خدمت گذاریاں جتلاؤں خدائے علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے۔ اس قدر بیان صرف اڈیٹر الحکم کے خیال کے مٹانے کو ضروری تھا۔ کاش وہ مضمون لکھتے وقت جناب مرزا صاحب کا مشورہ لیتے اور معقول بحث کی طرف توجہ فرماتے۔ گیند سے پھاڑنے سے چیتھڑے ہی نکلیں گے۔ آئندہ احتیاط کو کام میں لائیں اور حسب شرائط حقیقت مہدی کا جواب لکھ کر دوصد روپیہ پائیں۔

اب رہا باغ کا معاملہ، سو اس کا علم اڈیٹر صاحب کو بخوبی حاصل ہے خود مرزا صاحب نے اپنے خسر اور بیوی صاحبہ کے کہنے سے باغ کا اہتمام میرے ذمہ ڈالا۔ اور یہ ضرورت ان کو اس واسطے پڑی کہ آپ کی بیوی صاحبہ کو عورتوں کے ہمراہ باغ میں جانے اور دل بہلانے کا شوق ہے۔ اور جب وہ باغ میں جاتی تھیں تو ٹھیکہ دار باغ ان کو باغ کے اندر نہیں آنے دیتے تھے کیونکہ وہ خود درختوں سے پھل پھول توڑنا چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے فائدہ کیلئے باغ میرے سپرد کیا۔ جب تک باغ میرے سپرد رہا، مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ تمام عورتوں کو ہمراہ لاتی رہیں اور اپنے ہاتھوں سے پھل پھول توڑتیں اور جاتے وقت ہر ایک عورت جھولیاں بھر کر خاوندوں کے لئے بھی لے جاتی رہیں۔ اڈیٹر الحکم کی بیوی نے بھی ان کے آگے کئی دفعہ میوہ جات نظر کئے ہوں گے۔

اڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے محض مرزا صاحب کی بیوی کی خاطر غیروں کے پاس باغ فروخت نہیں کیا، تاکہ ان کو اور ان کی ہم جولیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ علاوہ اسکے آموں کے دنوں میں آموں کے ٹوکروں کے ٹوکرے عام مریدوں کے لئے بھی آتے رہے ہیں اور سب سے زیادہ لالچی آموں کے اڈیٹر صاحب ہی ہوتے رہے۔ اس بات کی مرزا صاحب بھی تصدیق کر سکتے ہیں۔

میں نے مرزا صاحب کے باغ پر صدہا روپئے لگا کر برباد کر دیئے اور اپنی نمبرداری اور زمینداری کا ذرا خیال نہیں کیا۔ کیا اڈیٹر صاحب کو اس قدر واقعات کے بعد خیال نہ آیا کہ میں قادیان میں فائدہ پہنچانے کو گیا تھا یا فائدہ اٹھانے کو۔

اب رہا مرزا صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھانا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، سو مرزا صاحب کی صحبت سے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ ان کے عقاید مخالف اسلام ہیں اور ان کا دعوی

پیغمبری کا ہے، اپنے منکروں کو کافر جانتے ہیں۔ کیا یہ میرے لئے کافی نہیں؟

رہی نماز سو خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہ ہوئی۔ ہاں مرزا صاحب .... نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے ہیں،

کعبہ کا حج جو عین فرض ہے اس کو ضروری نہیں سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ شیخ رحمت اللہ اور حکیم نور الدین جیسے متمول لوگوں کو قطعاً معاف کرا دیا ہے۔ شیخ صاحب کی طرف دیکھئے ولایت کو کس طرح بھاگتے اور حج سے کس طرح ڈرتے ہیں۔

نہ زکوۃ کبھی مرزا صاحب نے دی حالانکہ گھر میں ہزار ہا روپیہ کا زیور موجود ہے۔

اور روزے تو جان بوجھ کر مریدوں سے چھوڑا دیتے ہیں اگر کسی نے ذرا عذر کر دیا کہ مجھے ذرا تکلیف ہے تو روزوں کی معافی ہے۔

علاوہ اس کے کبھی آپ نے خود امامت نہیں کرائی۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں بڑا ثواب سمجھتا ہوں لیکن اس بات کو میں بہت مکروہ خیال کرتا رہا ہوں کہ مولوی نور الدین اور محمد احسن امروہی جیسے فاضلوں کو امامت کی اجازت نہ دی جائے اور ایک ناقص الاعضاء شخص کو امام بنایا جائے جس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن پھر بھی میں دیکھا دیکھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا ہوں۔ اب اڈیٹر الحکم بتائیں کہ کتنی نمازیں میں نے امام کے پیچھے نہیں پڑھیں۔ میرا اعتقاد وہی ہے جو مرزا صاحب کے بیعت میں داخل ہونے سے پہلے تھا میں خود پنج بناء اسلام پر قائم ہوں اور جو شخص ... ہو وہ میرے نزدیک مسلمان ہے۔ میں حدیث کا منکر نہیں ہوں البتہ صرف ایسی حدیثوں کا منکر ہوں جن کے معنی مرزا صاحب من گھڑت کر کے ایزاد لگاتے ہیں۔ ایک ورق ابتدائے حقیقت المہدی بعد ترمیم جناب اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی خدمت میں مرسل ہے اس میں میرے عقیدہ کا مفصل بیان ہے ایک ورق اڈیٹر صاحب الحکم کو بھی بھیج دیا ہے۔ خاکسار مولوی عبد العزیز نمبردار و رئیس بٹالہ ضلع گورداسپور)

چہارم: قطع الوتین با ظہار کید المفترین جس کو حافظ محمد یوسف صاحب مرید خاص مرزا صاحب نے خاص فرمائش سے شائع کرایا تھا۔

پنجم: ضمیمہ شحنہ ہند کی تین ضخیم جلدیں ہیں جن میں ایسے ایسے لطیف مضامین ہیں کہ اس مشن کی تمام لگی لپٹی کو طشت از بام کر دیا ہے ہم بڑے دعوی سے کہتے ہیں کہ جو شخص ایک دفعہ ان جلدوں میں سے گذر جائے ممکن نہیں ہے کہ وہ مرزائی رہ جاوے ہاں البتہ

ہٹ دھرمی اور جہالت جن لوگوں پر سوار ہے ان کی علیحدہ بات ہے۔
٦۔منارۃ المسیح مولفہ شیخ چراغ الدین صاحب جموی جو بڑی محققانہ انداز سے لکھی گئی ہے۔

پس جو شخص احقاق حق اور ابطال باطل کا طالب ہو اس پر بالخصوص ان کتابوں کا مطالعہ فرض عین ہے کیونکہ ان کتابوں نے حضرت اقدس کے مقدس مشن پر بہت روشنی ڈالی ہے۔

مگر یہ ٹریکٹ بھی جس پر ہم ریمارک کریں گے اپنی حیثیت میں ایک بہت عمدہ رسالہ ہے جو افشاء راز کے سربستہ قفل کے لئے ایک کلید کا حکم رکھتا ہے۔

مسیح الزمان و مہدی دوراں یا کرشن مہاراج کی زندہ مورت نے (کیونکہ سیالکوٹ والے لکچر میں آپ نے اپنے تئیں اس لفظ کا مصداق ہونے پر بہت زور دیا ہے کہ میں کرشن جی مہاراج کا اوتار ہوں جس پر مریدان باصفا نے اخبار الحکم والبدر وریویو آف ریلی جن میں بہت سے حاشئے بھی چڑھائے ہیں) ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کی مدلل اور زور دار تحریر سے تنگ آ کر الحکم اخبار میں ایک نوٹس دیا ہے جس کو زمین دار اخبار نے بھی نقل کیا ہے۔اس اشتہار میں مرزا جی ہائے وائے کی آہیں نکالتے اپنا سر دھنتے اور واویلا مچاتے ہیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی نے مجھ کو حرام خور، بندہ نفس، شکم پرور، لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا، دغا باز، مکار، فریبی، جھوٹ بولنے والا، دشمن اسلام، اس کیڑے سے بھی بدتر جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے، وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے (دیکھو رسالہ تجلی ص ۲۱۸ جلد ق جون ۱۹۰٦ء) اس لئے میں اسکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں (ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ... ماہوار چندہ دیتا رہا ہوں چونکہ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی تفسیریں وغیرہ کتابیں واپس کر دی ہیں اس لئے مرزا صاحب کو بھی لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا روپیہ جو وصول کرتے رہیں واپس کر دیں ورنہ وہی مثل صادق آوے گی، گڑ کھاؤں، گلگلوں سے پرہیز)

منشی الٰہی بخش صاحب موصوف نے عصائے موسیٰ لکھتے وقت مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف سے ان سب درافشانیوں اور گل ریزیوں کو منتخب کر کے ایک ردیف وار ڈکشنری کی شکل میں دکھایا ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۳ سے شروع ہوتی ہیں۔یہ سبّ و شتم وہ ہے جو حضرت اقدس مسیح الزمان وقتاً فوقتاً اولیاءعظام صوفیا کرام،

اور علماء اسلام، انبیاء علیھم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کی شان میں کرتے رہے ہیں۔ منشی صاحب موصوف جب ڈکشنری مذکور کے کام سے فارغ ہوئے تو اپنے دل میں سوچا کہ جس شخص نے ایسے ایسے پاک اور مقدس لوگوں کی شان میں مغلظ گالیاں دی ہیں، اور لطف یہ ہے کہ ناحق بے موجب، تو ایسے شخص کا کیا حشر ہوگا۔ پس لکھتے ہیں کہ ابھی اسی سوچ میں تھا کہ مجھ کو الہام ہوا:

فیمت و ھو کا فر (مرزا) کفر کی حالت میں مرے گا۔

۲۔ ردّت الیه لعا نه و از لفت الجنّة للمتقین ۔ اس کی لعنتیں (جو لوگوں پر کرتا ہے) اسی کی طرف لوٹائی گئیں اور بہشت نیکوکاروں کے قریب کی گئی۔

اس موقع پر اس امر کا جتا دینا بھی ضروری ہے کہ عاجز راقم کا ایمان اس پاک وحی پر ہے جو بین الدفتین ہے اور جس میں اس موقعہ کے شاہد حال مفصلہ ذیل دو آیتیں درج ہیں؛

۱۔ فا نتقمنا من الذین ا جر موا و کا ن حقاً علینا نصر المو منین ۔سورہ ۱۱ ۔آیت ۶ ۔ پس گناہ گاروں (پاک لوگوں کو ناحق گالیاں دینے والوں) سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا فرض ہے۔

۲۔ و لنذ یقنّھم من العذا ب ا لا د نی دو ن العذا ب ا لا کبر لعلّھم یر جعو ن (سورۃ سجدہ۔آیت ۲۱)

بے شک ہم ان کو دنیا میں بھی عذاب چکھا دیں گے اس بڑے عذاب کے علاوہ تاکہ وہ رجوع بحق کر لیں۔

اور قرآنی وحی کے سوا اور کسی کا الہام (جو بعد نزول قرآن مجید ہوا) نہ ہم پر کسی قسم کی سند ہوسکتا ہے نہ حجت بلکہ ایک قسم کی خبر سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا۔ جس میں صدق اور کذب کا احتمال یا ظن پایا جاتا ہے چہ جائے کہ ان لوگوں کی اس زمانہ میں وہی حالت ہو جس کا قرآن مجید نے یوں خاکہ کھینچا ہے

ان یتّبعو ن الا الظّن و انّ الظّن لا یغنی من الحقّ شیئاً۔ وہ صرف اپنے (وہم و) خیال کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک (وہم و) خیال حق کی جگہ کچھ (بھی)

کام نہیں دے سکتا۔

لیکن عام طور پر اگر دیکھا جائے تو منشی الٰہی بخش صاحب کے مذکورہ بالا دونوں الہامات ایسے ہیں جو ہر ایک حیثیت سے ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلا الہام تو قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو لامحالہ پورا ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ لیکن دوسرا الہام تو توقع سے بڑھ کر پورا ہوا۔ غور کیا جاوے کہ وہ لوگ جو مرزائی مشن کی ناک تھے، اول المسلمین تھے اور مسیح الزمان کے نفس ناطقہ سے بھی بڑھ کر (مرزا صاحب قادیانی باوجود بڑے بڑے دعووں کے اور بہت سی صلاحوں کے قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہ لکھ سکے حالانکہ کل سامان موجود تھے مگر ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی نے بعض سورتوں کی مرزائی رنگ میں تفسیر لکھی ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ جس جس مقام میں کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھی ہوگی وہاں سے بھی مسیح موعود ڈھونڈ نکالا ہے) انہیں کی منہ زوری سے مرزا صاحب قادیانی نالاں ہیں اور پبلک کے سامنے بذریعہ اشتہار دادخواہ ہیں کہ خان صاحب (ڈاکٹر عبدالحکیم) نے مجھے ایسا کہا، اور ویسا کہا۔ پھر کیونکر نہ مانا جاوے کہ ردّت الیه لعا نه کا مطلب اور مدعا پورا نہ ہوا۔

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

کیا اب بھی کسی کو شک رہا ہے کہ اس منتقم حقیقی نے جس نے حق علینا نصر المومنین کا وعدہ کیا ہے۔ ان پاک لوگوں کا پورا بدلہ مرزا جی سے نہیں لیا۔ قادیانی مرزا جی، سرسید احمد خان کی نسبت برے الفاظ نکالتے ہیں مگر چونکہ ان تک نہیں پہنچ سکے اس لئے بذریعہ مرزا صاحب کے مقربین کی زبانوں کے وہ امانت مرزا صاحب کو واپس مل جاتی ہے۔ اور کیسی سچی ہے یہ مثال من حفر بئراً لا خیه فقد وقع فیه۔ یعنی جس شخص نے اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودا وہ آپ ہی اس میں گرا۔

دگر رہ چہ حاجت کہ گوئد کست
ہمین شرمساری عقوبت بست

مگر بایں ہمہ بھی کیا مجال ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھ جائے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عادت اور جبلت ہے کہ شبدیز قلم کو کاغذ کے میدان میں جولانی دیتے ہوئے یہاں تک ازخود رفتہ ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف اپنے حریف مخالف کو ہی پاؤں تلے روند ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اس منتقم حقیقی سے نڈر ہو کر ناکردہ گناہ

مرحوموں پر بھی بے تحاشا کود پڑتے ہیں چنانچہ اسی کتاب میں اپنے مرید مخلص سے یوں خطاب کرتے ہیں:

اگر ایک شخص آنحضرت ﷺ کا منکر ہے مگر اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے وہ نجات یافتہ ہے یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ سید احمد کا تھا جس کا آخری مقولہ یہ تھا کہ اگر عیسی کو کوئی خدا بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں اور نبیوں کی دعوت فضول ہے''۔

ہم نے سرسید احمد خان کی تصانیف کی بہت دفعہ سیر کی ہے مگر مرزا صاحب قادیانی کی کوٹ کردہ عبارت کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ مرزا صاحب قادیانی کو لازم تھا کہ سرسید احمد خان مرحوم کی جس کتاب میں یہ عبارت لکھی ہے اس کے صفحہ اور سطر کا حوالہ دیتے۔ پس یہ دعوی بلا دلیل ہے، اور آپ نے اس واسطے ایسا لکھا ہے کہ آپ کے دوسرے مرید بھی آپ سے بددل نہ ہو جائیں۔

ہم کئی ایک دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو اسلام اور اسلام کی پاک محبت اپنے ساتھ لے کر آیا اور جس نے مجسم ہمدردی کا بے مثل نمونہ بن کر بیسیوں برس قوم کی اصلاح کی اپنا مال و دولت اور جان تک قوم پر تصدق کر دیا اور آخرالامر ازواج مطہرات سا عالی شان مضمون لکھتے لکھتے اسلام کی خدمت میں اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ ایسے شخص کو گمراہ کہنا کسی نیک آدمی کا کام نہیں سرسید احمد خان نے مذہبی تحقیقات کرنے میں قرآن مجید کو ہر وقت اور ہر آن اپنی شہادت میں پیش کیا ہے وہ قرآن مجید کو بلفظ وحی من اللہ یقین کرتا تھا اس کا ایمان تھا:

خدا دارم دلے بریاں زعشق مصطفیٰ دارم

ایسے راست باز فدائی اسلام پر مرزا صاحب کا بزدلانہ حملوں سے کام لینا ان کے زعم میں شاید یہ معنی رکھتا ہو کہ سرسید احمد خان سے لوگ بدظن ہو جاویں اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جاوے مگر این خیال است ومحال است وجنون۔

قادیانی مرزا جی یاد رکھیں کہ جس شخص کا نام اپنی عفت حمیت اسلامی قومی ہمدردی کی بدولت آفتاب عالم تاب کی طرح روشن ہو چکا ہے وہ ایسے کمینے اور بزدلانہ حملوں سے کب مٹ سکتا ہے پس سورج پر خاک دھول ڈالنے سے سوا اس کے کچھ

حاصل نہ ہوگا کہ اولٹا خاک دھول اڑانے والے شخص کا چہرہ گرد آلود ہو، دگر ہیچ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

اے مرزا صاحب ! قرآن مجید کی آیات توڑ کر تحریف لفظی آپ نے کی انت بمنزلۃ ولدی و او لادی آپ بنے حالانکہ پاک ذات خدا بےضدوند و لم یو لد ہے۔

خدا کے پاک بندوں کی شان میں آپ نے سب وشتم کی حالانکہ اس مالک حقیقی کی پاک کتاب میں صاف صاف لکھا ہے

و لا تسبّوا الّذین ید عو ن من دو ن اللّٰہ فیسبّوا اللہ عدواً بغیر علم ۔

اور مت گالی دو ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں (اور کسی کو) اللہ کے سوا پھر اللہ کو گالی دیں گے بے سمجھے

دنیا کا مال و دولت سادہ دلوں سے بلطائف الحیل آپ اڑائیں حالانکہ سر سید احمد خان کے پاس بوقت وفات اس قدر بھی نہ بچا تھا کہ کفن ہی ان کو اس اندوختہ سے نصیب ہوتا۔

سرکاری عدالتوں میں بحیثیت ملزم بذریعہ وارنٹ آپ بلائے گئے۔ بے شمار الہامات آپ کے اکارت گئے۔ خونی پیش گوئیاں لوگوں کے بارہ میں آپ نے کیں جن کو خداوند تعالی نے دنیا کے سامنے پورا نہ کیا۔ اور وہ آخر کار رقرق ہی ہوکر ضبط سرکار ہوئیں۔ پھر گمراہی کا الزام اوروں پر لگائیں ۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیا معاذ اللہ خدا کے ہاں ایسی سکھا شاہی ہے؟ ہرگز نہیں

پھر مرزا صاحب قادیانی ایک دوسرے خط میں ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیالوی کو یوں خطاب کرتے ہیں :

اور آپ کا یہ کہنا کہ فطرتی ایمان کافی ہے نشانوں کی ضرورت نہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے جب تک اس کو نشانوں سے قوت نہ ملے۔

ایک مشہور پنجابی مثل ہے۔ نونہہ دا مان ٹٹے بھاویں پتّر مرے (بہو کا ناز ٹوٹے

خواہ بیٹا مر ہی جاوے) اس مقام پر مرزا جی نے ٹھیک ٹھیک اسی کہاوت کی پیروی کی ہے۔ ہائے بغض وحسد خودغرضی لالچ اور جاہ طلبی تمہارا ستیاناس ہو عام لوگ تو بجائے خودتم پاک جماعت کے مقدس پیشواؤں سے کیا کچھ ناکارے کام کراتے ہو ورنہ محققین اسلام جن کا قرآن مید اور آنحضرتﷺ پر ایمان ہے وہ کبھی اور کسی حال میں بھی فطرتی دین یا دین اللہ کے شان میں ایسے ناشائستہ کلمات نہ سن سکیں گے۔ مرزا صاحب نے فطرتی دین کولعنتی دین گردانے میں کسی عقلی ونقلی دلیل سے ہرگز کام نہیں لیا اور نہ ان سے ایسی توقع ہوسکتی ہے

فاذ لم یأتوا بالشھداء فاو لئك عند الله ھم الکاذبون

پس جب وہ اپنے دعوی پر دلائل نہیں لا سکے تو خدا تعالی کے حضور وہی کاذب ہیں۔(نور:۱۳)

برعکس اس کے خدا تعالی نے فطرتی دین کو ہی دین اللہ اور مستحکم دین کہا ہے

فاقم وجهك للدّين حنیفاً۔ فطرة اللّه التی فطر النّاس علیها، لا تبدیل لخلق اللّه ذلك الدّین القیّم و لاکن اکثر النّاس لا یعلمون ۔ سیدھا کر اپنا منہ خالص دین کے لئے لئے جو خاص خدا کا دین ہے کس پر لوگوں کو پیدا کیا خدا کی پیدائش میں تبدیلی نہیں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (روم:۲۹)

اسی آیت کریمہ کی متابعت میں ہر ایک رات دن کے مقررہ وقتوں میں جب کہ ہر ایک نیک مسلمان دنیا و مافیھا سے الگ ہوکر اس مالک حقیقی کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو سب سے اول جو پاک کلمات (خدا کے تعلیم کردہ) اس کی زبان سے نکلتے ہیں حسب ذیل ہیں:

انّی وجهت وجهی للذی فطر السموات و الارض حنیفاً وما انا من المشرکین تحقیق متوجہ کرتا ہوں میں اپنے وجود کو اس پاک ذات خدا کی طرف جو اہل آسمان اور اہل زمین کو پیدا کرتا رہتا ہے دراں حالیکہ ہر طرح سے میں نرالا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اب غور کرو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس کلمہ پر کہ دین اللہ کو لعنتی دین کے نام پکارنے سے ہی اپنے تقدس کا ثبوت دیتے ہیں شرم شرم

کبر ت کلمة تخر ج من افوا ھھم ان یقو لون ا لا کذ با ۔

بہت بری بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ نہیں کہتے وہ مگر سراسر جھوٹ

ہمیں تو بہت ڈر لگتا ہے کہ کہیں منشی الٰہی بخش صاحب والا الہام (قرآن مجید کی آیت) فیمت و ھو کا فر مرزا صاحب قادیانی کے حق میں ہی صادق نہ آئے۔ ایک پنجابی مثل ہے

محرم مجرم اکّو صورت میں رونیاں ایسے ہاوے
مت ہو نقطہ مجرم والا سر محرم دے آوے

ہاں اس معاملہ کو اگر دوسرے پہلو سے سوچا جائے تو بجا ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی بے چارے بھی بے اختیار ہیں جس طرح مبدأ فیاض نے ہر ایک آدمی کی فطرت بنائی ہے اس فطرت کے مطابق اس شخص سے افعال و کردار ظہور میں آتے ہیں

قل کل یعمل علی شا کلته فر بکم اعلم بمن ھو اھدی سبیلاً

(بنی اسرائیل: ۸۴) اے پیغمبر کہہ دے کہ ہر ایک اپنی جبلت کے مطابق کام کرتا ہے پر تمہارا پروردگار جانتا ہے اس شخص کو کہ بہت ٹھیک پانے والا ہے رستہ کو

مرزا صاحب قادیانی اس دین اللہ کے ساتھ اپنی طرف سے ایک پخ لگاتے ہیں یعنی جب تک اس دین کے ساتھ نشانات (دوراز کار خلاف قانون قدرت) نہ ہوں ۔حالانکہ قرآن مجید ایسی پخ سے بری الذمہ ہے۔ اس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ دین مستحکم (پاک اسلام) کا سارا دارو مدار تبلیغ اور دعوت پر ہے چنانچہ اس مقدس مطلب کی بے شمار آیات قرآن مجید سے تصریح ہوتی ہے جن میں سے چند ایک اس مقام پر لکھی جاتی ہیں۔

و قل للّذین او توا الکتا ب و ا لا میین ء اسلمتم فا ن اسلموا فقد اھتدوا و ان تو لّوا فا نّما علیك البلا غ ۔ (آل عمران: ۱۹) اور کہہ دے ان کو جن کو کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں کو کیا تم اسلام لائے ہو۔ پھر اگر وہ اسلام لائے تو انہوں نے ہدایت پائی اور اگر وہ پھر گئے تو تجھ پر ہمارا پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

و اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسو ل و احذروا فا ن تو لیتم

فاعلموا انما علی رسو لنا البلا غ المبین (مائدہ:۹۲) اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ڈرو۔ پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر (احکام) پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں

ما علی الرّسو ل ا لا البلاغ و اللّٰه و الله یعلم ما تبدو ن و ما تکتمو ن (مائدہ:۹۹)۔(رسول پر بجز پیغام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو)۔

و ان مّا نر ینّك بعض الذی نعد ھم او نتو فّینّك فا نّما علیك البلا غ و علینا الحسا ب۔(الرعد:۴۰)

اور اگر ہم تجھ کو دکھا دیں بعض وہ چیزیں جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں، یا ہم تم کو موت دیں یعنی بغیر ان کے دکھاوے، تو ہر حال میں بات صرف اتنی ہے کہ تجھ کو حکم پہنچا دینا ہے اور ہم پر حساب لینا ہے۔

خدا تعالی سورہ نحل کے شروع سے بہت آگے تک قوانین قدرت وفطرت کی آیات بیان فرما کر آنحضرتﷺ کو خطاب فرماتے ہیں:

فا ن تو لّوا فا نّما علیك البلا غ المبین ۔(النحل:۸۲)۔

(پھر اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اسکے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر کہ پہنچا دینا (حکم کا) صاف صاف)۔

قل اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسول فا ن تو لوا فا نما علیه ما حمّل و علیکم ما حمّلتم و ان تطیعوه تھتدوا و ما علی الرسول ا لا البلا غ المبین ۔(النور:۵۴)(کہہ دے اے پیغمبر اطاعت کرو اللہ کی یعنی اطاعت کرو اس کے رسول کی۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ (رسول) اپنے بوجھ کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے بوجھوں کے ذمہ دار۔ اور اگر وہ اس (رسول) کی اطاعت کرتے تو ہدایت پاتے اور ہمارے رسول پر احکام ظاہر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے)۔

صفحہ ۲۱۔ تا ۲۴ صفحات پر کئی آیات درج کی ہیں۔ پھر ۲۵ پر لکھا ہے:

ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ قرآن مجید تو ایسے نشانات مانگنے والوں کو جاہلوں کا خطاب دیتا ہے اور خدا نے آنحضرتﷺ کو ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید ہی کل دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہے مگر مرزا صاحب قادیانی نے اس چودھویں صدی میں اسلام

میں لا ترفعوا اصوا تکم فوق صوت النبی کو پس پشت ڈال کر اس پنج کا دعوی کیا ہے اور بڑی چالاکی اور بہادری سے خود بذاتہ نشانات دکھانے پر آمادہ ہوئے ہیں بلکہ اپنی مسیحیت پر خلاف قانون قدرت وفطرۃ ، نشانات کو دلیل گردانا ہے۔ یہ نشانات جس طرح پر تمام دنیا کے سامنے پورے ہوئے اور ہورہے ہیں ہر ایک بندہ پنجاب کا اعلی سے ادنی تک خوب جانتا ہے مگر جن عقل کے اندھوں نے ملکوت السماوات والارض کی سیر کر کرا پنا اندوختہ اس مشن کے بانی کی ضروریات کے تصدق و نثار کر دیا ہے اور جن کو ہر روز یہی تعلیم ملتی ہے کہ دیکھنا کسی مخالف مرزائی کی کتاب نہ دیکھنا کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کسی مسلمان وفات یافتہ کے جنازہ میں شامل نہ ہونا۔ وہ ہماری اس تحریر کے دیکھنے والوں سے مستثنی ہیں۔ اگر اس مقام پر ان سب خرق عادات اور معجزات قاہرہ کا جو مرزا صاحب سے وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے ذکر کیا جاوے تو مضمون طویل ہو جائے حالانکہ ہمیں اختصار مدنظر ہے۔ پس غیر قوموں کے مقابلہ میں جولن ترانیاں ہوتی رہی ہیں مثلاً۔

ا، ڈاکٹر جگن ناتھ جموی کا اس شرط پر مرزا صاحب قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ آپ کسی مردہ جانور کو زندہ کر دیں خشک لکڑی کو سبز یا اندھے مادر زاد کو بینا کر دیں تو سوا اس کے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ ڈاکٹر صاحب مرزا جی کی نذر کریں گے۔ ان کا مذہب بھی اختیار کر لیں گے۔ مگر مرزا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی بار بار کی درخواستوں کو جو غایت خلوص دلی سے تھیں لطائف الحیل سے ٹال دیا اور حکیم مولوی نور الدین صاحب کا ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہو جو ہماری طرف سے اقرار نامہ دینے کے مجاز ہو (دیکھو سرمور گزٹ ۲۹ فروری ۱۹۰۶ء جس میں یہ سب خط و کتابت درج ہے) یہ اخبار ریاست ناہن سے شائع ہوتا ہے جس کے مالک قاضی سراج الدین احمد تھے

یا آریوں کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ میرے گھر میں اس دفعہ بشیر پیدا ہوگا حالانکہ ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بہت تھوڑی دیر زندہ رہ کر مر گئی

یا عبداللہ آتھم عیسائی کی موت پندرہ ماہ کے اندر جس پر حد سے بڑھ کر زور دیا گیا اور میعاد ختم ہونے سے پہلے پورے چھ ماہ خاص قادیان میں نہایت خلوص نیت کے ساتھ دعائے قنوت پڑھی جاتی رہی۔ اور جب پندرہ ماہ سے زیادہ میعاد گذر گئی اور کسی شخص

نے حکیم مولوی نورالدین صاحب سے دریافت کیا کہ اس پیش گوئی کو کس طرح تسلیم کیا جائے؟ جس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ جواب دیا کہ پوری نہیں ہوئی۔تو مولوی صاحب کو دوبارہ سرزنش ہوئی۔

ایسے ہی عبداللہ آتھم والے مباحثہ کے ایام میں عیسائی لوگ ایک دن ایک لنگڑے اور اندھے کو ساتھ لائے کہ اگر آپ مسیح کے قائم مقام ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو ان بیماروں کو اچھا کریں۔مگر مرزا صاحب نے تنگ آ کر کہا کہ تم ہی اچھا کرو جو عیسائیت کا دعوی کرتے ہو۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ مرزا جی کی یہ سب ابلہ فریبیاں ہیں۔ورنہ اگر آپ کوئی نشان دکھلانے کے قابل ہوتے تو مولوی عبدالکریم صاحب آنجہانی سے کوئی زیادہ مستحق اور قابل رحم نہ تھا۔جو مرزا صاحب کے ساتھ اخلاص رکھنے والا کیا بلکہ اول درجہ کا فدائی تھا۔پس اگر مرزا صاحب سے اس کی تینوں بیماریاں اچھی نہ ہوسکتی تھیں تو ان تینوں میں سے کوئی ایک یعنی لنگڑاہٹ، یک چشمی، یا سر کی کھجلی کو ہی درست کر دیتے۔ مگر کچھ نہ کیا بلکہ آخری مرض سرطان (کاربنکل) جو غالباً مرزا صاحب قادیانی کے کشتہ خورانی کا نتیجہ تھا اور تمام مشن صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک اوس کے دفعیہ کے واسطے کوشش کرتے رہے حتی کہ لاہور کا سوڈا واٹر اور برف اتنی وہاں گئی کہ بھاؤ گراں ہوگیا۔مگر کچھ پیش رفت نہ گئی آخرالامر وہ راہی ملک بقاء ہوا۔

پس ان سب مزخرفات کو الحال خلاف مدعا میں داخل سمجھ کر، ترک کیا جاتا ہے مگر جن نشانات کو مرزا صاحب نے بطور تحدی مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش کر کر منہ کی کھائی ہے ان میں سے بھی صرف ایک نشان کا جس پر آپ کی نبوۃ یا مسیحیت کا دارومدار تھا اعادہ کیا جاتا ہے۔

اس قاتل الہام یا خونی پیش گوئی کا مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۸۰۔۸۱ میں یوں ذکر فرماتے ہیں

اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے گیارہ ماہ باقی ہیں (حضرت!اب تو گیارہ ماہ چھوڑ ۱۳ برس بھی گذر چکے جو انسان کی عمر

کا ایک معقول حصہ ہے جس میں آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے اور مردوں سے باتیں کرنے لگتا ہے اور احمد بیگ ہوشیار پوری کا داماد مرزا سلطان محمد بمعہ اپنی زوجہ اور بال بچوں کے زندہ موجود ہے) یہ پیشگوئیاں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں (بے شک یہی باعث ہے کہ خدا نے ایک بھی پوری نہیں کی) ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں (آپ ہی خدا کے لئے انصاف کریں) کیونکہ احیا و اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں (آمنا و صدقنا) اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر سے اس کے دشمن کو ہلاک نہیں کرسکتا خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دے (آپ کے اس مقولہ نے آپ کا من جانب اللہ نہ ہونا روز روشن کی طرح بتا دیا ہے) اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل گردانے۔ (سعدی کہتا ہے: دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کست۔ ہمیں شرم ساری عقوبت بس است) سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں ہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں (حق ہے) سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے (بہت اچھا مگر ڈھائی برس تو کب کے گذر چکے)

پھر تھوڑی دور آگے چل کر یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے لئے میرے صادق اور کذب کا معیار فقط یہی پیش گوئی ہے اگر درست نہ آئے تو میرے گلے میں رسا ڈالا جائے۔ (گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد کے زیر سایہ رہ کر یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے) مجھے ذلیل اور خوار کیا جائے (کچھ حاجت نہیں) اور میری کسی بات کا بھی اعتبار نہ کیا جاوے (ہم آپ کے مقرر کردہ معیار سے آگے نہیں بڑھیں گے)

پھر مرزا صاحب ..اگست ۱۹۰۱ء کو جب ایک جج کے مقدمہ میں اس پیش گوئی کے آٹھ سال بعد عدالت گورداسپور میں طلب کئے گئے اور آپ پر سوالات جرح ہوئے تو ان کے جواب میں حسب ذیل لکھوایا:

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور یہ ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد

بیگ کتاب فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہو گا جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے (اخبار الحکم ۱۰۔اگست ۱۹۰۱ءص ۱۴)

مرزا صاحب نے مثل دیگر پیش گوئیوں کے اس پیش گوئی کے لئے بھی زیادہ قلم و زبان کا زور لگایا اور جان توڑ کوششیں کیں اور اس لڑکی کے ولیوں کو دردناک خطوط لکھے مگر بے سود اور لا حاصل اگرچہ وہ خطوط کتاب فضل رحمانی اور ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع ہو چکے ہیں مگر ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ان خطوط کو اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہو گا۔خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے،کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہو گا۔اگر دوسری جگہ ہو گا تو

خدا تعالیٰ تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا یا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپکی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے، تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کرسکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے اگر

میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہوتو معاف فرمائیں۔

والسلام۔خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں ۔عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالی کا کام ہے،اگر میں اس کا ہونگا،تو مجھے ضرور بچائے گا۔

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا کیا میں چوہڑا، یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے،اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض،کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو،وہی میرے خون کے پیاسے،وہی میری عزت کے پیاسے

ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا رو سیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک

دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپکی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا، ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔

یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

مرزا صاحب قادیانی بنام والدہ عزت بی بی

... والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہوجائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔ اور پھر

وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم :مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی ،میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(نوٹ از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

اس حسین نوجوان کا نام غالباً سلطان محمود مرزا ہے جس کا اس لڑکی (محمدی) کے ساتھ عقد ہوا جب کہ مرزا جی کے الہام کے حساب سے اس نوجوان کی موت سے صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے تو ایک براتی کے طور پر دوستوں کی مجبوری سے ہم کو شہر گوجرانوالہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطر داری کیلئے جو احباب منتخب کئے تھے ان میں وہ (اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنے والا) نوجوان بھی موجود تھا، اور ایک دوست کی وساطت سے راقم کی نوجوان مذکور سے ملاقات ہوئی۔مجھے خیال تھا کہ وہ بے چارہ حیران و پریشان ہوگا کیونکہ عام قاعدہ قانون قدرت ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کی جان جانے کا خوف دلایا جائے تو خواہ وہ کیسا ہی دلیر اور

من چلا کیوں نہ ہو فکر اور حیرانی ضرور ہی اس کے لاحق ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگردان رہتا ہے گو کہ اس کی جان جانے کی بابت سرسری طور پر یا کسی مصلحت سے ہی کیوں نہ کہا جاوے ہزارہا مخلوقات نے ایسے ہی فکروں مین پڑ کر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں وغیرہ، مگر نہیں وہ نوجوان کچھ متفکر نہ پایا گیا بلکہ ہشاش بشاش اور تازہ بہ تازہ نو بہ نو تھا اور راقم نے اس سے حسب ذیل مکالمہ کیا

راقم: سلام علیک مرزا صاحب

نوجوان: وعلیکم السلام

راقم: مزاج شریف

نوجوان: الحمد للہ

راقم: خدا تعالی آپ کو خوش رکھے مجھے آپ کے دیکھنے کی کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی ۔فرمایئے آپ حیران تو نہیں رہتے؟

نوجوان: کیوں جناب یہ کیسے، میں تو خدا کی عنایت اور فضل و کرم سے اچھا ہوں۔

راقم: خداوند تعالی آپ کو حوادث دوراں ہر آسیب اخوان الزمان سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی ہے جو غالباً آپ کے حق میں ہے۔

نوجوان: ... یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہےء؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مر جاتا ہے؟ جب تک اس کی قسمت میں جینا لکھا ہے جیسا کہ سعدی فرماتے ہیں:

اگر در حیاتت نوشت است بہر
نہ مارت گزاید نہ شمشیر و زہر

راقم: مگر مرزا جی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجے کا زور دیا ہے کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا شخص تاریخ عقد سے اڑھائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے تو پھر میری کسی بات کا اعتبار نہ کرو اور مجھ سے زیادہ کذاب اور مفتری کسی کو نہ جانو وغیرہ

نوجوان: سنو صاحب! اگر اس لڑکی کے ساتھ عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا

تو کیا مجال تھی کہ اس کام کے پاس تک بھی پھٹکتا بلکہ مرزا جی سے خائف ہو کر اس کام کا نام تک اپنی زبان پر نہ لاتا ۔

مگر ہم ذات بھائی تو ایک دوسرے کی تہہ سے واقف ہیں اور ایک دوسرے کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں ۔ مرزائے قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں اور پولیٹکل معاملات میں ان کا خداداد ذہن اس قدر رسائی رکھتا ہے کہ شائد و باید مگر الہام کیا ؟ جناب مرزا صاحب نے پہلے ہمارے بزرگ وار مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا اور پھر اپنے بڑے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا ۔ پر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں خط لکھے کہ اگر اس لڑکی کے عقد والے معاملہ میں میری مدد نہ کرو گے تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو طلاق دے دے گا اور اسمیں تمہاری جگ ہنسائی ہوئی ۔ ورنہ میں فضل احمد مزکور کو اپنی فرزندی سے عاق کر دوں گا وغیرہ مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی اور مرزا جی کو ہر ایک طرف سے ناکامی ہوئی ۔

راقم : ہم نے سنا تھا کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسم کی کوششیں اس بارے میں ہوئی ہیں

نوجوان : یہ سب سچ ہے میرے پاس مرزا جی کی جماعت کے مریدان کے جتھے بطور سفارت آئے اور مجھ کو اس طرح پر کہا کہ تم ایک نیک آدمی اور شریف زادے ہو مرزا غلام احمد صاحب اولیاء اللہ اور کامل فقیر ہیں ۔ اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں ہے ۔ اس لڑکی کو اپنے سے علیحدہ کر دو اور ہم سے عہد لے لو کہ ہم ہر طرح سے آپ کی مدد کریں گے اور کوئی اور اس سے بھی عمدہ ناطہ آپ کے لئے تجویز کر دیں گے ورنہ یقین ہے کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی حضرت مرزا جی مسیح موعود اور امام وقت کی بددعا سے مرجاوے ۔

راقم : پھر اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا؟

نوجوان : ہیچ ۔ کیا کوئی بے موجب اور برخلاف حکم خدا و رسول اپنی بی بیوں کو اپنے سے علیحدہ کر سکتا ہے ۔ ایسا کون احمق ہے جو اس قسم کی دل فریب باتوں میں آجاوے؟ جزاک اللہ

ایک اور واقعہ بھی اس پیش گوئی کے متعلق قابل تحریر ہے ۔ اس پیش گوئی کی

میعاد کے پورا ہونے کو جب کہ صرف ڈیڑھ ماہ یا اس سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا اور یہی نوجوان جس کا اوپر ذکر ہوا بمعہ اپنی اہلیہ راولپنڈی میں مقیم تھا، تو حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ایک شاگرد نے جس کو جناب مسیح موعود کی بیعت کا شرف حاصل ہوکر پرانا اور مشکک ہو گیا تھا ایک واحد العین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مجھے سخت اندیشہ لگ رہا ہے کہ مثل دیگر پیش گوئیوں کے یہ پیش گوئی بھی شاید معرض وقوع میں نہ آئے کیونکہ وہ نوجوان عقد کرنے والا تو بھلا چنگا ہے بلکہ اس کی مزاج پر ایک بال بھر بھی ملال دکھائی نہیں دیتا۔،

تو حواری مذکور کیا جواب دیتے ہیں کہ

> اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کر لی ہے اور بذریعہ خطوط اس لڑکی کے خویش واقارب مرزا صاحب کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں (سفید جھوٹ) پس عجب نہیں ہے کہ پیش گوئی مذکور کیہ میعاد اور بھی بڑھ جائے چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے یہ اس لئے کافی ڈنشل خط آپ کو لکھا گیا ہے ۔فقط ۔

یہ خط جب راولپنڈی پہنچا تو اس کے مکتوب الیہ نے ان دشنام اور سخت الفاظ کی ایک فہرست تیار کی جو اس نوجوان کی زبان سے بحق مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے نکل رہی تھیں ۔ اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے ان کے نام بھی فہرست مذکور میں درج کئے ۔ اور پھر واحد العین مذکور کو جتایا کہ اس نوجوان کا تو یہ حال ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آ رہے ہیں ۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے ۔ اور یہ اس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے جو آپ نے چھانٹی ہے آپ راولپنڈی میں تشریف لاویں اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کی تصدیق کر لیں ۔

اس کا جواب حواری موصوف نے کچھ نہیں دیا اور اگر سچ پوچھو تو اس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا ۔

اس مقام پر چند باتیں دریافت طلب ہیں

۱ ۔ معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی اس نوجوان یا اس کے رشتہ

داروں کی طرف سے لب ہلائی جاتی تو جناب مرزا صاحب جو ایک کلوخ کو ایک پربت پہاڑ اور ایک قطرہ کو سمندر بنا کر دکھانے والے ہیں کتابوں پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہار نہ لکھ مارتے مگر خاموشی اختیار میں لانی پڑی۔

۲۔ بی بی متناعہ کس کے پاس ہے؟ اور کس کے بچے اس کے پاس ہیں؟ یقینی طور پر اوسی نوجوان کے پاس اور اسی نوجوان کی اولاد۔

۳۔ اوس الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے جو زوجنا کھا کے مضمون کا مرزا جی پر نازل ہوا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ کیا مرزا جی وفات پا گئے ہیں یا وہ عورت مر گئی ہے۔ جس پر اب تک بھی امید کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب کے عقد میں آوے گی۔ یہ مرزا جی کی پاک جماعت کے اکثر ممبران کے مقولے ہیں حالانکہ مرزا جی اپنی لاثانی کتاب موسوم بہ انجام آتھم میں صاف بتا چکے ہیں کہ نوجوان کی طرف سے رجوع بحق ہو چکا ہے (دیکھو اشتہار مرزا جی جو اخبار شحنہ ہند کے جواب میں مرزا جی نے تحریر کیا ہے)

خیر ہمیں اس سے کیا مطلب؟ ہم تو اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ اڑھائی برس گذر چکے ہیں یا ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ ہم اسکا جواب لئے بنا صبر نہیں کریں گے :

ہاتھ توڑیں جائیں گے یا کھولیں گے نقاب

گورداسپور کی عدالت کے سامنے آپ نے اقرار کیا تھا کہ وہ (محمدی) میرے نکاح میں آوے گی مگر اب تو آپ کو دوسری دنیا سے پیغام آرہے ہیں۔ اور بقول مولوی احمد حسن صاحب شوکت اڈیٹر شحنہ ہند، رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے، ادھر منارہ اور بہشتی قبرستان تیار ہو رہا ہے وغیرہ

کیوں جناب مرزا صاحب! یہی نشانات ہیں جن پر آپ کو ناز ہے اور یہی نشانات ہیں جن کے سواء فطرتی دین یا دین اللہ اس تیرھویں صدی میں آکر لعنتی ہو گیا ہے۔ یہی نشانات ہیں جن پر آپ کے مشن کا انحصار ہے۔ کیا اسی نشان کو ہم آپ کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں اگر لامحالہ وہ عورت آپ کے ساتھ بیاہ کر لیتی تو اسلام کا کیا بن جاتا۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی لاکھوں شادیاں ہوتی ہیں اگر آپ کو ضعیف العمر سمجھ کر لڑکی کے ولیوں نے ناطہ دینے سے انکار کیا تو اس سے اسلام کا

بگڑ گیا۔ کیا زمانہ سلف کے منکرین کے سامنے انبیاء ایسے ہی نشانات بطور تحدی پیش کیا کرتے تھے پس اگر رسالت ایسی ہوتی ہے جس طرح آپ کی ہے تو سلام ایسی رسالت پر۔

مرزا جی کے مرے اب اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے شائد یہ کوشش کریں کہ اس عورت کی اولاد سے مرزا صاحب کی اولاد کے ساتھ رشتہ جوڑیں مگر اس تاویل کو وہی لوگ تسلیم کریں گے جو فطرتی طور پر چغدیت کو اپنے ساتھ اس دنیا میں لائے ورنہ جسکے سر میں ایک ذرہ بھر بھی دماغ اور عقل ہے وہ پیش گوئی مذکورہ کے الفاظ کے زور پر غور کرے گا۔

مرزا صاحب کے اکثر مرید ہم کو سخت سست الفاظ سے یاد کریں گے اور بعض تو مغلظ گالیاں دیں گے جیسے اڈیٹر الحکم وغیرہ مگر ہم کو اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے خداوند تعالی خوب جانتا ہے کہ ہمیں مرزا صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی عناد یا خانگی رنجش نہیں ہے بلکہ ہمارا صرف یہی مدعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں (کواندھے نہ سمجھیں؟) بلکہ ایسے دلائل سے اپنی رسالت کو پیش کریں جس کے ساتھ ہی کوئی روشن دلیل بھی ہو فرض کرو کہ جس طرح آپ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قرآن مجید اب پرانی کتاب ہوگئی ہے اور اسلام میں کچھ جان باقی نہیں ہے تیرہ کروڑ مسلمان گمراہی پر ہیں وغیرہ مگر کیا آپ کی مذکورہ بالا ابلہ فریبیاں قابل تسلیم ہیں؟ ہرگز نہیں

کس نیاید بزیر سایہ بوم
در ہما از جہاں شود معدوم

دنیا کا ایک قاعدہ ہے کہ ایک دمڑی کی چیز خریدنی ہو تو اس کو ہزاروں دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں پس کیا حال ہوگا سب سے پیاری چیز مذہب کا جس پر انسان کی دونوں جہان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ کیا فطرت یا آزادی کو فروخت کر کے غلامی خریدی جاوے جو سراسر لعنت ہے۔ فتدبر۔

اس خط و کتابت ذکر الحکیم نمبر۴ کے ایک مقام پر مسیح الزمان فرماتے ہیں

آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاری اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لاوے اور اپنے طور پر نیک عمل کرے تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے

لئے کافی ہے اگران آیات کے یہی معنی ہیں تو گویا آنحضرتﷺ نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلادیں

ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم صاحب نے جیسا کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے:

آپ کہتے ہیں ..الخ ۔خود کچھ نہیں کہا بلکہ قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں پس مرزا صاحب کو لازم ہے کہ اپنے نئے قرآن میں جس میں ....مسیح الزمان نے شرم ناک حملے اور سخت کمینہ حیلہ سے آنحضرتﷺ پر خون کی نہریں بہانے کا الزام لگایا ہے وہ کچھ انوکھا اور نرالا الزام نہیں ہے بلکہ پہلے بھی اسلام کے دشمنوں نے ایسے ہی بے باکانہ حملے کئے ہیں جن کے جواب میں سینکڑوں کتابیں اہل اسلام کے محققین نے لکھی ہیں مگر یہ دشمن اسلام ایک اندرونہ دشمن ہے اور دوست نما دشمن ہے اس شخص نے دوستی کے پیرایہ میں اس قسم کے حملے کئے ہیں۔

کس قدر افسوس ہے کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے محقق تو ہزاروں صفحات کی کتابیں لکھ کر پبلک میں پیش کریں اور بین ثبوت دیں کہ اسلام نے بجز حفاظت خود اختیاری کے کبھی اپنی تلوار نیام سے نہیں نکالی مگر مرزا جی اسی الزام کو از سرنو ہماری ہادی برحق سلام علیہ پر قائم کرنا چاہتے ہیں

اے ناظرین! خدا کے لئے انصاف کرو کہ اس قسم کے الزام ہمارے پیغمبرﷺ پر لگانے والے (مرزا جی) ہمارے خیر خواہ ہیں یا گاڈفری ھیگنس، جان ڈیوٹ پوٹ، کارلائل، کوئیلم، آرنلڈ وغیرہ جنہوں نے مبسوط اور شرح محققانہ کتابیں اسلام کی تائید اور اسلام میں لکھ کر رحمت للعالمین ہونے کی تصدیق کی کیا مسلمانوں کی دل آزاری نہیں ہے کہ مرزا جی آنحضرتﷺ کو خون کی نہریں بہانے والے لکھتے ہیں درآنحالیکہ قرآن مجید جو خود بذاتہ ایک ناطق کلام ہے ان الزاموں کی گنجائش ہی اپنے میں نہیں پاتا

۱۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الر شد من الغی ۔ فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن با للہ فقد استمسك با لعروۃ الو ثقی۔(دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے بلا شبہ ہدایت اور گمراہی ظاہر ہوگئی) (البقرہ:۲۵۶)

۲۔و لو شاء ر بك لآ من من فی ا لار ض کلّھم جمیعاً افا نت

تکره النّاس حتّی یکو نوا مو منین (یونس:۹۹)
(اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ایمان لے آتے جو زمین پر بستے ہیں سب کے سب۔ کیا پھر تو جبر کرسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں)

۳۔ فلعلّك با خع نفسك علی آ ثا ر هم ان لم یؤ منوا بهذا الحدیث اسفاً (الکهف :٦) (اے پیغمبر اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں تو تم شاید مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کرڈالو گے)

۴۔ لعلّك با خع نفسك الّا یکو نوا مو منین ۔(الشعراء:۳)
(اے پیغمبر تو شاید اپنی جان ہلاک کردے گا کہ وہ لوگ ایمان نہیں لاتے)

۵ ۔ فلا تذ هب نفسك علیهم حسرا ت ان الله علیم بما یصنعون (فاطر:۸)۔(اے پیغمبر ان کے حال پر افسوس کر کر اپنی جان ہلاک نہ کرڈال اللہ تعالی ان کے اعمال سے خوب واقف ہے)

٦ ۔ انّا انز لنا الیك الکتا ب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك الله و لا تکن للخا ئنین خصیماً ۔(النساء:۱۰۵) (بے شک بھیجی ہے ہم نے تجھ پر کتاب برحق تا کہ تو لوگوں میں اس کتاب کے ذریعہ فیصلہ کرے اس چیز سے کہ دکھائی ہے تجھ کو تیرے پروردگار نے اور خیانت کرنے والوں کے لئے خصیم نہ ہو)

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات بینات قرآن مجید میں درج ہیں جن سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ اس رحیم وکریم مالک ارض وسماء کا خاص منشاء اور دلی ارادہ آسودگی عامہ خلائق ہے نہ بذریعہ انبیاء خون کی نہریں بہانا جس طرح پر مرزا جی اسلام پر الزام لگاتے ہیں...

نزول قرآن کے زمانہ میں تمام دنیا کی حالت عموماً اور ملک عرب کی خصوصاً جیسی خراب اور قابل نفرت تھی اس کا خاکہ قرآن مجید نے دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے

واعتصموا بحبل الله جمیعاً و لا تفر قوا و ا ذکرو نعمت الله علیکم اذ کنتم اعداء فا لف بین قلو بکم فا صبحتم بنعمته اخوا نا و کنتم علی شفا حفرة من النار فا نقذ کم منها کذ لك یبین الله لکم آ یا ته لعلکم تهتدو ن (آل عمران:۱۰۳)(اور تم سب مل کر

قرآن مجید کومضبوط پکڑ واور متفرق نہ ہو جاؤ اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا پھر تم اس کی نعمت سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارہ پر تھے پھر تم کو اس سے بچایا اسی طرح پر اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے تمہارے لئے تا کہ تم ہدایت پاؤ)

قرآن مجید تو دشمنوں کے حق میں بھی نیک کلمات کہنے کا حکم دیتا ہے اور غصہ پی جانے اور آپس میں صلح کا سب سے بڑھ کر حکم دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ سب سے اول مسلمان ہیں جو ان احکام کی خود اطاعت کرنے والے ہیں چنانچہ مفصلہ ذیل آیات تمام دنیا کے سامنے موجود ہیں:

ادفع بالّتی ھی احسن فاذا الذی بینك و بینه عداوة کانّه ولی حمیم۔ و ما یلقّاھا الا الذین صبروا و ما یلقّاھا الا ذو حظ عظیم ۔(حم سجدہ:۳۴۔۳۵)۔(جواب میں تو اس سے بہتر کہہ پھر جس شخص کے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا ایسا دوست ہو جاوے گا گویا ناطہ دار اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جنہوں نے صبر کیا اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جو اچھے نصیب والے ہوتے ہیں)

و الکاظمین الغیظ و العافین عن النّاس و اللّه یحبّ المحسنین ۔(آل عمران:۱۳۴) اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو

لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس و من یفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتیه اجراً عظیماً ۔(نساء:۱۱۴)۔(کچھ بھلائی نہیں ان کے بہت سے مشوروں میں ۔مگر (اس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہے) جو خیرات کرنے کو یا کوئی نیک بات کرنے کو کہے یا لوگوں میں اصلاح کرا دے اور جو شخص خدا کی رضا مندی چاہنے کے لئے ایسا کرے تو ہم جلد اس کو بڑا اجر دیں گے)

و الذین صبروا ابتغاء وجه ربّھم و اقاموا الصلوة و انفقوا مما رزقنا ھم سرّا و علانیة و یدرءون بالحسنة السیئة

اولئك لهم عقبى الدار۔ (الرعد:۲۲) (اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کے منہ (یعنی خاص اسی کی چاہت سے) اور قائم رکھا نماز کو اور خرچ کیا اس میں سے جو ہم نے ان کو روزی دی ہے چھپا کر یا ظاہر کر کر اور دور کر دیتے ہیں اچھی بات سے بری بات کو وہی لوگ ہیں جن کے لئے پچھلا گھر یعنی اس کی بھلائیاں)۔

کتب علی نفسه الرّحمة ۔ اللہ نے اپنی پاک ذات پر رحم کو واجب کر لیا ہے

والصّلح خیر ۔ اور صلح اچھی چیز ہے

ان پاک آیات سے کیسے نیک سبق آدمی کو ملتے ہیں کہ ہم اپنی نوع انسان وغیرہ کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئیں ۔ کون ایسا سنگ دل ہوگا کہ ان آیات پر اس کا ایمان ہو اور پھر پبلک کو یہ بتاوے کہ آنحضرت ﷺ نے کون کی نہریں بہائیں خداوند تعالیٰ تو آنحضرت ﷺ کی لینت اور حلم کی تعریف کرے اور ان کو رحمت للعالمین کہے

فبما رحمة من اللّٰه لنت لهم و لو کنت فظا غلیظ القلب لأنفضّوا من حولك (آل عمران ؛ ۱۵۹)

و انّك لعلی خلق عظیم

مگر مرزا صاحب قادیانی ان کو خون کی نہریں بہانے والے کہیں پس یہ کس قدر شوخی اور سنگ دلی ہے جو برتی جاتی ہے اور کتنی بھاری دل آزاری ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برتی جاتی ہے ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اتنا ظلم اس قدر بغض کیوں کر ہمارے ہادی برحق کے ساتھ مرزا جی کو ہو گیا ہے

اخیر میں ہم اپنا تیس برس کا تجربہ اور مشاہدہ جو مرزا قادیانی کی تصانیف اور ان کے حالات سے ہمیں ہوا ہے پبلک کے سامنے پیش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور جس کے سننے کے کان اور دیکھنے کی آنکھیں سوچنے اور کہنے کے دل و دماغ ہوں وہ ہماری عبارت ذیل کو غور سے پڑھیں :

مرزا صاحب کے مشن کا اصلی منشا دولت کمانا ہے اور مزے سے اپنی اور اپنی اولاد کے لئے روپیہ جمع کرنا ۔ آپ کو قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے کوئی اصلی ہمدردی نہیں ہے بلکہ وہیں تک سروکار ہے جہاں تک اپنے مشن میں امداد ملے اور اپنے

گرویدگان کی طفل تسلی ہو سکے۔

اب ہم مرزا جی کے چند کاموں کا سرسید احمد خان کے کارناموں سے مقابلہ کرتے ہیں:

مقابلہ چند کاموں کا

ہمارے بزرگان کریم اور محبان صمیم ہم پر ہنسیں گے کہ یہ کیسی ناواجب بات ہے کہ سرسید احمد خان کے ساتھ جو سید آل رسول ہونے کے ساتھ ہی اپنے زمانہ کے ایک فرد کامل اور قومی شہید گذر چکے ہیں اور جن کے عملی کارناموں کے تجزبہ اور مشاہدہ سے مسلمانوں اور دیگر اہل مذاہب کو پورا یقین ہو چکا ہے کہ وہ نہ صرف کسی ایک ہی قوم کے لئے سراپا فیض و برکت تھے بلکہ جملہ اقوام کے لئے ابر رحمت۔ایک ایسے شخص سے جو خودستائی زودرنجی میں شہرہ آفاق اور مقدس بزرگان اہل اسلام زمانہ سلف و خلف کو سب و شتم کرنے میں طاق ہو، اور جس نے بڑے بڑے دعوے کئے جو سراسر بے دلیل تھے اور جن کا نتیجہ ہیچ در ہیچ اور جس نے مسلمانوں اور دیگر اقوام میں ایک فتنہ اور فساد ڈالنے کے سوا کوئی عمدہ کام عوام کی بھلائی کا نہیں کیا، کس لئے مقابلہ کرنے بیٹھے ہو، کیونکہ آپ کا یہ طریق نہیں تھا کہ خواہ کوئی شخص ان کی شان میں کیسی ہی دریدہ دہنی اور تندہی سے حملہ کرے اس کو جواب نہ دیا جائے۔اسکے جواب میں ہم اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں بصد عجز و انکسار عرض کرتے ہیں کہ آپ کی فہمائش اور سرزنش کے ہم ہر طرح قابل ہیں اور ہمارا عذر بدتر از گناہ ہے مگر افسوس ہے کہ واقعات نے مجبور کر دیا ہے مرزا صاحب کی عادات اب طبیعت ثانی ہوگئی ہے کہ ناحق بزرگان اسلام پر نیش زنی کرتے اور مرحوموں پر بزدلانہ حملے کر کر دنیا اور دین کی روسیاہی خریدتے ہیں۔ اور پھر مرزا جی کے فدائی بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ کون ہے جو ان تحریروں (بہتانوں) کا جواب لکھ سکے۔بے شک عفو اور رحم عمدہ سے عمدہ خصائل ہیں مگر وہیں تک کہ اپنے حدود کے اندر ہوں

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر
کان چو تن بکشیدن دہد کبادہ شود

شیخ سعدی کا کہنا ہے:

پسندید است بخشائش و لیکن
منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر ما
کہ ایں ظلم ست بر فرزند آدم

تاہم کسی حالت میں بھی ہم تہذیب اور متانت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہ دیں گے

ا: سرسید احمد خان نے خادم قوم اور خاکساری کا دعویٰ کیا تھا جو کر دکھایا اور دنیا نے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد تسلیم کر لیا ہے۔ آپ نے کبھی ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں ولی، قطب، غوث، امام وقت اور مسیح موعود یا مہدی معہود ہوں۔ ایسی باتوں سے آپ کی طبیعت کو سخت نفرت تھی اور ایسے دعاوی کو بزرگان دین کے ساتھ استہزاء کرنا اور ہنسی اوڑانا یقین کرتے تھے کیونکہ قرآن مجید نے استہزاء اور مستہزئین کے لئے سخت سزا مقرر کی ہے قادیانی کی ناقص نبوت کے غالبًا پہلے ہی برس ایک مضمون سرمور گزٹ اخبار ناہن میں چھپا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی مسیح علیہ السلام کے منزلہ ہیں۔ اور سرسید بمنزلہ یحیٰ علیہ السلام۔ سرسید مرحوم نے اس آرٹیکل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قاضی سراج الدین احمد اڈیٹر اخبار مذکور کو حسب ذیل ذیل کیا:

مخدومی ومکرمی منشی سراج الدین صاحب اڈیٹر منرو گزٹ ناہن۔

آپ کا اخبار مورخہ ۲۱ مارچ ۱۸۹۲ء کے دیکھنے سے جس میں نیرنگی زمانہ کے.... کی تحریر چھپی ہے نہایت رنج ہوا کیا اخباروں کی اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ ہم عصر انسانوں کے ساتھ تمسخر کرتے کرتے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی تمسخرا ختیار کریں۔ کیا آپ کے نزدیک وہ تحریر حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ گستاخی اور ٹھٹھہ کی نہیں ہے۔

افسوس صد افسوس کہ آپ کے اخبار میں ایسے مضامین چھاپہ ہوئے جو متانت اور انبیاء علیہم السلام کے ادب کے برخلاف یا نامناسب ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایسا مضمون لکھنے کی ضرورت آئندہ بتلائی جائے گی کوئی ضرورت ہو، مگر ایسے مضمون کی لکھنے کی جس کی طرز تحریر پر ہر ایک مسلمان افسوس کرے گا کوئی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ امید ہے کہ آپ میرے اس خط کو اخبار میں

چھاپ دیں گے ...

خاکسار سید احمد۔ علی گڈھ ۲۴ مارچ ۱۸۹۲ء

اس خط سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سرسید احمد خان کے دل میں انبیاء کرام کی کیا کچھ وقعت اور تعظیم و تکریم تھی اور کس طرح پر ان کے سچے عاشق اور فدائی تھے لاہور ۱۸۸۸ء والے کانفرنس کے جلسہ میں قواعد کا مسودہ پیش کرتے وقت لفظ امین ان کی زبان سے نکلا کر اور ساتھ ہی آنسو کا رو بھی چل گیا اور فرمایا کہ امین تو ایک ہی تھا (حضرت رسول کریم ﷺ) اور جہاں یہ لفظ امین لکھا تھا وہاں امانت دار لکھا۔

مرزا جی: پہلا دعوی یہ تھا کہ میں نیک آدمی ہوں جب محرری بندو بست سیالکوٹ سے علیحدہ ہوئے اور مختاری کے امتحان میں ناکام، اور ہر ایک طرح سے ہاتھ تنگ ہو گیا فرضی اشتہار دیا کہ اسلام کی صداقت پر میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں اگر کوئی شخص اس کا معقول جواب لکھے گا تو میں اس کو اپنی دس ہزار روپیہ کی جائداد دے دونگا (سفید جھوٹ حالانکہ پلے ایک پیسہ بھی نہ تھا) لوگوں کو چاہیے کہ .... روپئے فی کاپی قیمت کتاب مذکور کے حساب میں پیشگی روانہ کریں جب اس حکمت عملی سے روپیہ آنے لگا تو ظاہر کر دیا کہ اب مجھ کو کوئی کوئی الہام بھی محسوس ہونے لگا ہے جب لوگ اس کو بھی سہار گئے تو پھر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں لکھ دیا کہ یہ سچ مچ کے الہامات ہیں مگر یہ بعینہ اسی مشن کی کاپی تھی جو حسن بن صباح نے اس وقت ظاہر کیا تھا جب وہ ہر ایک طرح سے مایوس ہو کر حج کو جا رہا تھا اور ایک جہاز پر سوار تھا اور جہاز امواج و تلاطم کے گردابوں مین دوبنے کو تھا حسن بن صباح نے یہ سوچا کہ اگر جہاز بچ گیا تو میرے ولی اللہ اور غوث اور قطب ہونے میں کسی کو شک نہ ہوگا اور اگر جہاز ڈوب گیا تو پھر نہ کوئی ملامت کرنے والا باقی رہے گا اور نہ سننے والا اس لئے باآواز بلند پکار کر کہا کہ،

لوگو تسلی رکھو مجھ کو خدا نے کہا ہے کہ جہاز بخیریت تمام منزل مقصود پر پہنچے گا۔،

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حسن بن صباح اپنی اس حکمت عملی سے کامیاب ہوا اور بہت سی خلقت اس کے پیچھے ہوگئی۔ اور پھر جو جو کارنامے لوگوں کو دکھائے اس سے تواریخ پر ہے۔

جب مرزا صاحب کی اس طرح کی پڑی کتاب مذکور میں جم چکی تو براہین

احمد یہ جہاں تھی وہیں رہ گئی لوگ کتاب یا قیمت کتاب کے لئے غل مچاتے اور شور کرتے ہی رہ گئے۔

مسیح موعود کا دعوی ہوگیا اور حکیم مولوی نور الدین اور مولوی عبد الکریم جیسے لوگ بھی مل گئے جو اس دعوی کے بنانے والے تھے

مولوی غلام علی صاحب قصوری نے جو ایک ہی راست باز عالم تھے مرزا صاحب کو براہین احمد یہ لکھتے وقت ہی معلوم کر لیا تھا اور بآواز بلند کہہ دیا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ شخص نبوت کا دعوی کرے گا۔ اور الحق کہ مولوی صاحب مرحوم کا یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا مگر ہمارے ملک کے وہ لوگ جو پیر پرستی پر مرمٹے ہیں اور جب تک کسی کے ہاتھ پر بک نہ جاویں ان کو کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا سو ایسے بھیڑ چال لوگ کب کسی کی سنتے ہیں جھٹ مرزا کی مریدی میں آنے لگے پھر کیا تھا ازالہ اوہام، توضیح مرام، فیصلہ آسمانی وغیرہ کتابوں کے سرورقوں پر مرسل یزدانی مسیح موعود ربانی وغیرہ الفاظ لکھے جانے لگے اور مولوی عبد الکریم جو عرش عظیم پر جا کر جھوٹی قسم کھانے کو تلے بیٹھے تھے کیونکہ لوئر سکول کی مدرسی سے الگ ہو چکے تھے، نوٹ وغیرہ عمارات پر خرچ ہو گئے تھے، اور چونکہ ٹانگ آنکھ اور ضعف دماغی کے باعث معذور بھی تھے اس اپنے گذارا کی شکل کو غنیمت سمجھا اور مرزا جی کے ساتھ سیدنا اور علیہ الصلوۃ والسلام لکھنے لگے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کا لب لباب ہیں آنحضرت ﷺ کے دونوں بروز ہیں یعنی محمد واحمد۔ احمد عربی اب احمد قادیانی کے رنگ میں ہو کر آیا ہے وغیرہ۔ مگر علماء وقت نے ایسے دعاوی کو سراسر کفر اور گمراہی ثابت کیا تو مرزا جی دو تین قدم پیچھے ہٹ گئے کہ میں حقیقی رسول نہیں ہوں بلکہ منہاج نبوۃ پر ہوں ظلی ہوں بروزی ہوں وغیرہ ازالہ اوہام میں تو اپنے قصیدہ میں یہ کہا

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

اور ایک غلطی کے ازالہ والے مضمون میں یہ دکھایا کہ بعض وقت میرے مرید لوگ میری پیغمبری کا مخالفین کے سامنے انکار کر جاتے ہیں حالانکہ میں واقعی رسول ہوں۔ پھر آپ نے سیالکوٹ والے لیکچر میں اپنی ذات کو کرشن جی کا اوتار ثابت کیا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو کچھ سروکار نہیں۔

راقم امام الدین: پس اہل انصاف بزرگان فیصلہ کرلیں کہ وہ شخص گمراہ ہے جو خداوند تعالی کو واحد بے ضد وند یقین کرتا ہے آنحضرت ﷺ کو اپنا ہادی برحق مانتا، اور قرآن مجید کو بلفظ وحی من اللہ یقین کرتا ہے یا وہ شخص گمراہ ہے جو ختم نبوۃ کے بعد خود دعوی نبوت کرتا، قرآن مجید کی آیات کو توڑ کر ان میں اپنی عبارت ملاتا، اور اس قسم کی تحریف لفظی کر کر اس کو اپنے الہاموں کے نام سے ظاہر کرتا ہے اور جس نے اصلی اسلام کو خیر باد کہکر اپنا نیا مذہب قائم کیا ہے

۲۔ سرسید احمد خان سے جہاں تک ہوسکا قومی نفرتوں کے متانے میں سعی بلیغ سے کام لیا اور ایک حدتک کامیاب بھی ہوا۔ اور شیعہ کا یکے بعد دیگرے علی گڈھ کالج کی عظیم الشان جامع مسجد میں ہر روز نمازیں پڑھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے سرسید کا انما المو منو ن اخوۃ پر پورا پورا یقین تھا اور اس نے عمل کر کر دکھا دیا۔

مرزا صاحب قادیانی نے اغراض نفسانی کو عزیز رکھ کر سخت قومی تفرقہ ڈال دیا ہے اور اسلام کا ایک ٹکڑہ کاٹ لیا ہے جس کو اپنے نام احمدی جماعت پکارتے ہیں حالانکہ غلامی جماعت پکارنا چاہیے تھا اور باقی کل اسلامی دنیا کو کافر کہتے ہیں اپنے مریدوں میں صاف اعلان کر دیا کہ غیر مرزائیوں کے ساتھ نماز پڑھنا جمعہ اور جنازہ میں شامل ہونا گویا کفر میں پڑنا ہے۔

راقم امام الدین: پس جو شخص فا صلحوا بین ا خو یکم و اتقو ا اللہ پر اپنی زندگی کا دار مدار رکھتا ہے وہ گمراہ ہے یا وہ شخص گمراہوں کا سرتاج ہے جس نے ایک گروہ کو تارک الجماعۃ بنا دیا ہے اور اسلام میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا ہے

۳۔ سرسید احمد خان ایک محقق اسلام تھے ان کی تصانیف علمی تحقیقات تجربہ اور مشاہدہ اقوال بزرگان سلف وخلف اپنے ساتھ رکھتے تھے اس مرحلہ میں وہ قرآن مجید سے کسی وقت بھی علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔

مرزا صاحب قادیانی سیکنڈ ہینڈ الہاموں، اضغاث احلام اور بعض کے نزدیک علم رمل پر آپ کا دار مدار ہے جس کے ذریعہ سے بہت سا دوزخ کا ایندھن جمع ہو رہا ہے قل متا ع الد نیا قلیل ۔

۴۔ سرسید احمد خان اپنے تئیں ایک عاجز بندہ یقین کر کر خداوند تعالی کی حمد گاتے تھے۔

مرزا صاحب قادیانی اپنے فخر غرور شیخی اور تعلّی پر نازاں ہوکر یہ فقرات الاپتے ہیں

یحمد ك الله علی عر شه یعنی خداوند تعالی اے مرزا! عرش بریں پر تیری حمد گاتا ہے۔

پھر آپ کا خدا یوں کہتا ہے انت منّی و انا منك

اگر اس عربی فقرہ پر غور کی جاوے تو اس کے مدعی میں کمال درجہ کی دہریت پائی جاتی ہے۔

۵۔ سرسید احمد خان سواء ورنیکولر علم ادب کے انگلش لٹریچر اور علوم جدیدہ سے بھی پورے واقف تھے اور اردو زبان کی جو اس زمانہ میں کایا پلٹ ہوئی اس کے بانی ہونے کا تاج آپ کے سر پر ہے آپ نے اردو علم ادب میں از سر نو جان ڈالی اور تازہ روح پھونکی بایں ہمہ فیوض و برکات خاکساری کا دعوی۔

مرزا صاحب قادیانی سوا چند فارسی کتابوں کے اور پنجابی اردو لکھنے کے سب میں عاری ہیں عربی لٹریچر کا بڑا بھاری دعوی ہے مگر ایک الہام کی عبارت ہے صح زو جنی، جس پر ضمیمہ شحنہ ہند میں تمام و کمال لکھا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ مرزا جی کے خدا کا عجیب حال ہے کہ کبھی مرزا جی کو اپنا بیٹا کہتا ہے (انت منی بمنز لة و لدی) اور کبھی مرزا صاحب کی بی بی کو اپنی بی بی کہتا ہے اور عربی کا مذکورہ فقرہ بولتے وقت تذکیر و تانیث کا لحاظ نہیں رکھتا (دیکھو ضمیمہ مذکور ج ۲ ص ۱۰۴)۔ (اخبار الحکم ج ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

ناظرین جائے غور ہے خداوند تعالی کا ایک عاجز بندہ کہلانا شرک اور گمراہی ہے یا خدا کا بیٹا بننا صریح ... اور کفر ہے حالانکہ قرآن مجید میں صاف صاف لکھا ہوا پاتے ہیں:

تکاد السّماوات یتفطّرن منه و تنشق الارض و الجبال هدّا ان دعوا للرحمن و لدا و ما ینبغی للرحمن ان یتخذ و لدا۔

(قریب ہے کہ (اس بات سے) آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ کانپ کر گر جائیں اس سبب سے کہ ان لوگوں نے رحمٰن کے لئے فرزند ثابت کیا حالانکہ رحمٰن کو شایان نہیں کہ وہ فرزند رکھے)

قل هو الله احد الله الصمد لم یلد و لم یو لد و لم یکن له کفوا

احد ۔(اے نبی کہہ دو کہ وہی اللہ ایک ہی اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے)

۶۔سر سید احمد خان نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ ومشاہدہ اور محنت سے تفسیر القرآن لکھی اور دور از کار باتوں ،توہمات کو جنہوں نے اسلام کے نورانی چہرہ پر بدنما دھبے لگا دیئے تھے دور کیا، جس سے مرزا جی اور ان کی جماعت کے بعض ممبروں نے فوائد حاصل کئے بالخصوص حکیم مولوی نورالدین صاحب نے جو اپنے حلقہ درس وتدریس میں انہیں نیچری خیالات سے اپنی تقریر کو موثر اور دلچسپ بناتے ہیں اگرچہ مولوی صاحب بظاہر ان دنوں مرزا صاحب قادیانی کے ہم آہنگ ہوکر سرسید احمد خان کو کوستے بھی ہیں مگر ذخیرہ وہی ہے اور اوسکی وہی مثال ہے جو حکایت کے پیرایہ میں ہم اپنے کسی مضمون میں لکھ چکے ہیں اور ناظرین کی دل چسپی کے لئے اس مقام پر اس کا اعادہ کرتے ہیں:

مرزا صاحب نے اب تک تو تفسیر القرآن نہیں لکھی آئندہ دیکھئے لکھنے کا وقت کب آوے کیونکہ اب تو دوسری دنیا سے پیغام آرہے ہیں۔

ناظرین! یقین جانو مرزا جی کو تفسیر لکھنے کا مادہ ہی نہیں چند آیات کے تحت میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے سراسر فضول اور غلط ہے ہم نے آپ کی تفسیر دانی کا نمونہ ضمیمہ شحنہ ہند میں پبلک کو دکھا دیا ہے۔ اب انشاء اللہ مفصل اس پر لکھنے کا ارادہ ہے بشرطیکہ خدا نے حیات مستعار کے چند انفاس باقی رکھے۔ ورنہ ہم اپنی عمر بھوگ چکے ہیں کوئی شیر بہادر ہمارے قائم مقام کھڑا ہو جاوے گا جو ہم سے بہت اچھا لکھے گا۔

ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی ہی ساری جماعت مرزائی سے ایسے نکلے جنہوں نے چند سورتوں کی تفسیر لکھی مگر کورانہ تقلید میں پڑ کر۔اور جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ مرزائی مشن سے خارج۔

حکایت ۔ایک ہندو افسر سررشتہ تعلیم جو سنسکرت کے علم سے بھی کچھ واقف تھا گوشت کھانے سے پرہیز کرتا تھا۔اس نے اپنا کھانا پکانے کے لئے ایک برہمن لڑکے کو نوکر رکھا۔مگر دینا ناتھ کو ماس بھکشن سے کچھ پرہیز نہ تھا۔ادھر اپنے آقا کے لئے دال بھات پکاتا ،اودھر دوسرے تیسرے دن چھوٹی سی ہنڈیا میں اپنے لئے پیسہ دو پیسہ کا گوشت پکا لیتا۔اس لڑکے کو سکول کے طالب علموں سے علم سیکھنے کا شوق ہوا، اس لئے

ہنڈیا کا عمدہ انتظام نہ کرسکتا تھا، تو بعض اوقات اپنی ہنڈیا میں سے ایک چمچ شوربا کا نکال کر ماسٹر صاحب کی دال میں ملا دیتا۔ جس کے ملنے سے دال بہت لذیذ ہو جاتی اور ماسٹر موصوف جنہوں نے کبھی اس کا مزہ نہ چکھا تھا، متوالے ہو کر تناول فرماتے۔ مگر جس دن دال میں شوربہ کا ایک چمچ نہ ڈالتا لڑکے کی شامت آ جاتی کہ بدذات نمک حرام تو کھیلتا رہتا ہے اور کھانے پکانے کی طرف دل نہیں لگاتا۔

ایک دن جب کہ لڑکا اپنے لئے گوشت نہ پکا سکا، اور ماسٹر جی کو دال کا مزہ نہ آیا تو لڑکے پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ اب لڑکا کیا جواب دیتا ہے کہ جناب فرصت کے وقت اس سامنے کی پہاڑی پر ایک بوٹی لینے جایا کرتا ہوں، اس کو توڑ کر دال میں ڈالتا ہوں۔ آپ کا کام زیادہ ہے اور میں وہاں ہر روز نہیں جا سکتا۔ تو ماسٹر جی کیا فرماتے ہیں کہ میں نے تیرے کو کہا ہے کہ تو میرے کو دھوکا نہ دیا کر۔ سب کام چھوڑ کر بوٹی لینے جایا کرو۔

قصہ کوتاہ ایک دن جلدی کے مارے شوربا میں دال ملاتے وقت ایک چھوٹی سی ہڈی بھی چلی گئی۔ جب ماسٹر صاحب کو وہ ہڈی نظر آئی تو لڑکے کو سنا شروع کیا کہ تو نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا۔ لڑکے نے اصل حال بتا دیا اس پر ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہی (گوشت) پکا لیا کرو مگر خبردار راز فاش نہ ہو۔

واہ مولوی صاحب یہ تو وہی بات ہوئی

وجد و منع بادہ اے صوفی چہ کافر نعمتی است
منکر مے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

اچھا اگر یہی مصلحت ہے تو اس راز کو پوشیدہ رکھ کر سرسید احمد خان کو کوسا کر،
مگر دائی سے کہاں پیٹ چھپایا جاوے گا۔

۷۔ سرسید احمد خان نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ایام غدر میں لاکھوں مسلمانوں کی جانیں بچائیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی تمام بدظنیوں اور الزامات کو جو اسلام کے دشمنوں اور گورنمنٹ کے حاسدوں کی طرف سے مسلمانوں پر لگائے گئے تھے، دور کرایا۔ اور ان ہولناک اور سخت تحریرات کی جو یورپین اہل قلم نے مسلمانوں کے حق میں ناواقفی سے تحریر کی تھیں، اس عالی دماغی، خداداد سنجیدگی اور متانت اور مستقل مزاجی سے تردید کی

کہ اپنوں اور بے گانوں نے مرحبا اور احسنت کے نعرے بلند کیے۔ مثلاً ڈاکٹر ہنٹر کے مقابلہ میں اسباب بغاوت ہند، اور سر ولیم میور اور دیگر فضلائے یورپ کے جواب میں خطبات الاحمدیہ وغیرہ کتابوں کے ذریعہ اسلام کی حقیقت اور اصلی و سچی تصویر دکھائی کہ باید وشاید، اور روز روشن کی طرح دکھایا کہ وہابی مسلمان گورنمنٹ انگلشیہ کے سچے خیر خواہ اور پکے ایمان دار ہیں اور پرلے درجہ کے راست باز وغیرہ۔

مرزا صاحب قادیانی نے اپنا اعتبار جمانے کے لئے از سرنو ان بدظنیوں کو باور کرانے کی کوششیں کیں جو خداوند نے خاک میں ملا دیں۔ وہابیوں کو بدمعاش، کور باطن، نبی سے بغض رکھنے والے، وغیرہ کلمات اپنی تصانیف میں لکھ رہے ہیں۔ (دیکھو آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۱۹۳)

اور گورنمنٹ انگلشیہ کو جماعت مسلمانوں کے برخلاف یہ کہہ کر بھڑکایا کہ تمام مسلمان مجھ سے اس وجہ سے مخالفت رکھتے ہیں کہ میں جہاد کے مخالف ہوں اور کسی خونی مہدی کا قائل نہیں۔

مگر خداتعالی کا ہزار شکر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایسی پالیسی کو خوب سمجھتی ہے اور ہر ایک بات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔ پس مرزا جی کی ایسی تحریروں کی اس نے کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ مرزا جی کو عام مسلمانوں سے ہرگز کچھ ہمدردی نہیں ہے۔ ان کا مشن اصلی اسلام سے جدا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر جہنمی اور کاٹے جانے کے قابل ہیں۔ وغیرہ

۸۔ سر سید احمد خان نے ہزاروں روپئے صرف کر کے یورپ کا سفر کیا، اور اس سفر میں بے شمار تجربات کیے۔ اور زمانہ اقامت لنڈن میں خطبات الاحمدیہ انگریزی میں ترجمہ کرائی۔ اپنے دہلی والے جدی مکانات فروخت کر کر چھپوائی۔ جس کی اشاعت سے اہل یورپ پر صاف کھل گیا کہ اسلام جو ہمارے ملک میں غلطی سے بت پرستوں کا مذہب مشہور ہو گیا ہے، دراصل یہی ایک سچا مذہب ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کتاب دنیا کے تمام براعظموں میں مشتہر ہو چکی ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آئینہ کمالات اسلام اور انجام آتھم اور

فیصلہ آسمانی وغیرہ جن میں گالیوں کے انبار ہیں، کچھ مسلمانوں کے بزرگان سلف وخلف کو، کچھ غیر مذاہب کے پیشواؤں کو، اور چونکہ حضرات مولوی صاحبان زیادہ تر قابل ادب ہیں اس لئے ان کو زیادہ حصہ ملا ہے۔اور ایک مولوی صاحب کو حلال زادہ کہا گیا ہے جس کو موٹے قلم سے ایک سے لے کر دس تک لعنتیں دی ہیں۔ (دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸۔اور ڈکشنری سبّ وشتم تیار کردہ منشی الٰہی بخش صاحب مولف عصائے موسیٰ صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴۔)

راقم امام الدین: ناظرین خوب اندازہ لگائیں کہ وہ شخص جو اپنی جان، اپنا مال، اپنی جدی جائیداد، اشاعت اسلام میں تصدق کر دے وہ گمراہ ہوسکتا ہے، یا پاک اور مقدس لوگوں کو گالیاں دینے والا۔اور گالیاں بھی کیسی مغلظ اور ناحق بے موجب۔

۹۔سرسید احمد خان نے اپنی بے نظیر تصانیف کے ذریعے سے ہندوستان کے تمام لوگوں کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً اصلاح کی جن میں سے چودہ جلد تہذیب الاخلاق مکمل لیکچرز، آخری مضامین اور دیگر کتابیں ہیں۔ان کتابوں میں تجربات ومشاہدات کا ایک خزانہ بھرا پڑا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بادی اشتہارات جو جھگڑوں فسادوں اور لعنتوں سے لبریز ہیں۔ایک اشتہار میں صاف ذکر ہے کہ مجھے مراق کی بیماری ہے جو مالیخولیا ہے۔ایک چھوٹے سے رسالہ میں ایک سے لے کر پورے ایک ہزار تک لعنتیں گنی ہیں جس سے گویا مراقی مالیخولیا کا ثبوت دیا ہے۔

۱۰۔جو نوجوان محض مذہب کی ناواقفیت اور صرف عقلی تعلیم کی بدولت، اسلام سے نکل چکے تھے سرسید احمد خان نے ان کو اپنے زبردست دلائل سے روک لیا اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں جما دیں اور ہندوستان میں یہ عزت پہلے اس زمانہ میں آپ ہی کو حاصل ہوئی۔

مرزا: سوائے اپنی جماعت کے چند مریدوں کے باقی اسلامی دنیا مرزا جی کے نزدیک کافر ہے۔غور سے ملاحظہ کرو۔ذکر الحکیم نمبر۴، اور حقیقت المہدی کو جو خاص مرزا جی کے نفس ناطقہ اور اول المومنین کی لکھی ہوئی ہیں۔

۱۱۔سرسید احمد خان نے اپنی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی، مرزا صاحب سے گالیاں کھائیں (دیکھو آئینہ کمالات اسلام) اور کھا رہے ہیں اور فصبر جمیل پر عمل کیا اور زیادہ

تر آپ کا جرم یہ ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے وفات مسیح والا مسئلہ کیوں لکھ دیا اور تفسیر القرآن میں شائع کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بے موجب ایک نیک اور مصلح قوم مسلمان کے حق میں اپنی زبان کو زہر آلودہ کیا مگر بمصداق الہام منشی الٰہی بخش صاحب ردّت الیه لعانه سرسید احمد خان کا ان گالیوں نے کچھ نہیں بگاڑا، بلکہ مرزا جی کے شاگردوں کے وسیلہ سے مرزا جی پر ہی لوٹائی جاتی ہیں۔غور سے دیکھو مضمون شیطانی رگ و ذکر الحکیم نمبر ۴۔

۱۲: انسانی وملکی وقومی ہمدردی گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی اور آنریری خدمات کے صلہ میں کے سی ایس آئی ، اور لے جسلیٹو legislative کونسل کی ممبری کے صلہ میں خطاب آنریبل اور علمی دنیا کی خدمات میں ڈاکٹر وغیرہ کے خطابات آپ کو عطا ہوئے ۔شاہی تمغے آپ کی تصاویر کے ڈریس سے دیکھ لو۔قومی خدمات کے صلہ میں جو ملکی سوسائیٹیوں اسلامی انجمنوں وغیرہ نے ایڈریس پیش کئے وہ سب کے سب کتابوں اخباروں وغیرہ میں درج ہیں اور علمی دنیا کے سامنے ہیں۔عیاں راچہ بیان

مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ کی محرری سے علیحدہ ہوئے۔مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے۔براہین احمدیہ کے شائع کرنے کے لئے جو چندہ لوگوں سے وصول کیا اسی کو شیر مادر سمجھ کر پی گئے۔دعاوی متعلقہ کے پورا کرنے میں ناقابل ثابت ہوئے ،اور سرکاری اعزاز کے ثبوت میں اپنے باپ کے سارٹی فیکیٹ ہر جگہ پیش کرتے ہیں بطور شہادت جس سے پایا جاتا ہے سرکار کی خیر خواہی کا ذاتی ثبوت نری خیر ہی خیر ہے۔

۱۳۔سرسید احمد اگر چاہتے تو لاکھوں اشخاص منتخب روزگار آج کے دن آپ کے مرید ہوتے کیونکہ وہ سید آل رسول تھے،مگر چونکہ ان کے اعتقاد میں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کا حق نہیں کہ لوگوں سے بیعت کا اقرار لے،اس لئے وہ اس فعل کو سراسر عبث سمجھتے تھے۔ان کا مقولہ تھا کہ اسلام ان بندھنوں کو توڑنے کے لئے آیا تھا،کوئی نئی ہتھ کڑی اور بیڑی ڈالنے نہیں آیا تھا۔مروجہ پیری مریدی ایک قسم کی غلامی ہے جو لعنت میں داخل ہے...

اس گئے گذرے نا لائق طریقے کو جس کے اختیار کرنے سے انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کی قوم کو تباہ و غارت کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا، مرزا جی نے اپنی ذاتی ضروریات سے تنگ آ کر باوجودیکہ خود کسی کے مرید نہ تھے اس سلسلہ کو سخت کوشش سے جاری کیا اور حمقاء سے ٹکے وصول کر رہے ہیں۔ اپنی جماعت سے ۳۱۳ آدمیوں کے نام گنوائے ہیں کہ یہ مجاہدین ہیں تاکہ آپ کی نبوۃ کی تکمیل اور مشابہت ہو جاوے۔

راقم امام الدین: اگر مسلمانوں کی قوم میں احمق بے تمیز لوگ ہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے معاملہ فہم بھی بہت ہیں جو ایسی حکمت عملیوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

۱۴: سرسید احمد خان نے بے شمار تجارب کو ساتھ لے کر کاسہ گدائی ہاتھ میں لیا اور ایسی مستقل مزاجی اور ہمت کے ساتھ کہ اس کوشش کو خاک میں ملا دینے کے لئے سخت سے سخت مخالفت کی گئی مگر مرتے دم تک ہمت نہیں ہاری۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دکان نکالی اپنے ذاتی فائدوں کے لئے مثلاً رہن شدہ اراضی کے چھڑانے، سنہری جڑاؤ زیورات کے بنوانے، یاقوتیوں کے مزے اڑانے، بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ پکوانے وغیرہ کے لئے۔

راقم امام الدین: سبحان اللہ انہیں اوصاف پر مرحوموں کو گمراہ کہا جاتا ہے اور اپنے تقدس اور مسیحائی کو جتا کر بیعت پر زور دیا جاتا ہے۔

نصیحتم چہ کنی ناصحا نمی دانی
کہ من نہ معتقدِ مردِ عافیت جو ام

۱۵۔ سرسید احمد خان نے مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے ایم اے او کالج تیار کیا جس سے بے شمار نوجوان انٹرنس، ایف اے، بی اے، ایم اے، ایل ایل بی وغیرہ ہر سال نکلتے ہیں۔ یہ ایسا بے نظیر اور بھاری کالج ہے کہ ہندوستان بھر میں نہ کوئی قومی، نہ کوئی سرکاری کالج اس کا ہم پلہ ہے۔ گویا ایک نئی دنیا کا نمونہ ہے اس کالج کی نسبت گورنر جنرلوں تک کی رائے ہے کہ انڈیا بھر میں اپنی وضع کا یہ ایک ہی کالج ہے۔ خدا جلد اس کالج کو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچا دے کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کا صرف یہی ایک سچا ذریعہ ہے اور یہی سرسید احمد خان کا منشا تھا۔ حال ہی میں جو تخمینہ آمدنی

اس کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تنخواہوں کا لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ لاکھ روپئہ سالانہ سرکاری خزانہ سے یہ لوگ وصول کر رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو ایسے کاموں سے سخت نفرت ہے کیونکہ ان میں کچھ گھر سے بھی دینا پڑتا ہے۔ ہاں منارہ اور قبرستان کے بہانہ مریدوں سے روپئہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اپنی جماعت کو بہشت میں داخل کیا جاوے۔ اس عمل سے نادان مریدوں کی از دست مفلس بنایا جاتا ہے مگر مرزا جی کو کسی کے افلاس اور استغناء سے کیا غرض ہے ان کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے بہت کچھ مل جاتا ہے اور کیسا سچا مقولہ ہے

تا که احمق هست باقی در جهاں
مرد دانا کے خورد تشویش ناں

۱۶: سرسید احمد خان نے اس قومی چندہ میں اپنی خاص جیب سے سرسید محمود کے پاکٹ اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے اس قدر روپئہ عطا کیا کہ گھر میں سوا خدا و رسول کے نام کے کچھ بھی نہیں رکھا۔ کاغذات رجسٹرات وغیرہ سب کے سامنے ہیں اور سرسید احمد خان کی عملی زندگی اور موت اس کی شہادت دے رہی ہے کہ مرتے وقت دفن کے لئے کفن بھی گھر سے نہ نکلا۔

مرزا غلام احمد صاحب نے جو اپنے مریدوں وغیرہ سے چندہ وصول کیا ہے، اس میں اپنی طرف سے تو صفر ہونا ہی تھا، بی بی بچوں کی طرف سے بھی ایک حبہ تک نہیں ہے۔ کیا کرنا جو لوگ منہاج نبوت پر ہوتے ہیں ان میں ایسی کفایت شعاری پائی جاتی ہے جو الذین یبخلون کے درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ خوب ہی احسن کما احسن اللہ کی داد دی جاتی ہے

۱۷۔ سرسید احمد خان ہر قسم کا چندہ کا حساب کتاب رکھتے تھے اور اس کو پبلک میں شائع کرتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا حال یہ ہے کہ لنگر اور سکول چندوں کا جو روپئہ آتا ہے جب اس کا حساب پوچھا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ میں کوئی بنیا بقال نہیں ہوں کہ حساب رکھا کروں۔

۱۸۔ جب سر سید احمد کی عمر ۴۴ سال تھی، تو ان کے سے فوت ہوئے، مگر سر سید احمد موصوف نے اپنی باقی عمر ۴۰ سال نہایت عفت پاک دامنی اور پارسائی کے ساتھ، بحالت تجرید قومی خدمات اسلامی خیر خواہی میں صرف کی اور اس دھن میں اس درجہ غرق ہوئے کہ ازواج مطہرات پر عالی شان مضمون لکھتے لکھتے خاتمہ بالخیر ہوا انا لله و انا الیه راجعون

مرزا غلام احمد قادیانی نے موجودہ بی بیوں پر قناعت نہ کر کر ۶۰ برس کی عمر میں اشرافوں کی کنواری لڑکی پر دندان آز تیز کئے، اور اس کو اپنے عقد میں لانے کے لئے اس کے شوہر کی مرگ کے الہام ظاہر کئے۔ جب یہ امید بر نہ آئی تو اس کے مربیوں اور رشتہ داروں کو اپنی پیش گوئی پورا کرانے پر آمادہ کیا۔ اور جب کچھ ہاتھ نہ آیا تو پہلی بی بی کو طلاق اور معزز بیٹوں کو عاق کر دیا۔ اب مرگ کے پیغام آ رہے ہیں اور یہ حسرت دل میں ہی رہتی نظر آتی ہے۔

۱۹: ایک مدت مدید سرکاری جج رہے، اور خاص کر ایک قومی اور نیم سرکاری اخبار انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ گزٹ کے اڈیٹر اور ان سب خدمات کو عرصہ ۴۰ سال اس خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ کوئی حرف ان پر کسی قسم کا کسی طرف سے نہیں آیا۔ بلکہ قوم اور ملک نے اور خاص کر گورنمنٹ انگلشیہ نے ان قابل قدر اصلاحات پر عمل کیا اور گورنر جنرلوں اور لفٹننٹ گورنروں نے نہ صرف آپ کی روشن رائے اور عالی دماغی کی تعریف ہی کی بلکہ نہایت وقعت اور تعظیم کے ساتھ آپ کے شکریہ ادا کئے۔

مرزا غلام احمد صاحب اپنی منہ پھٹ اور دل آزار تحریروں کی بدولت بزمرہ ملزمان بذریعہ وارنٹ عدالتوں میں طلب کئے گئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی والے مقدمہ میں خونی پیش گوئیاں اور قاتل الہام ضبط سرکار ہوئے۔ مولوی کرم الدین جہلمی والے ہتک عزت کے مقدمہ میں ابتدائی عدالت سے پانچ سو روپیہ جرمانہ ہوا جو عدالت العالیہ سے بعد سماعت اپیل واپس کیا۔ اور اس طرح پر مقدمہ بازیوں میں مریدوں کا ہزار ہا روپیہ برباد ہوا۔ اور اثناء مقدمہ میں جو الہاموں کی مٹی خراب ہوئی، اس کو سب لوگ جانتے ہیں۔

۲۰۔ سر سید احمد خان لین دین کے معاملات میں نقد دام نقد کام کے مصداق تھے۔ اگر

کسی نے ایک روپیہ دیا تو اس کے عوض میں جب تک چار پانچ واپس نہ کیے، صبر نہ آیا۔

۲۱: جب تک کوئی شخص صلاح نہ پوچھتا سرسید احمد خان اس کے پرائیویٹ معاملہ میں دخل دینا بدتہذیبی میں شمار کرتے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مریدوں کی لڑکیوں اور لڑکوں کا ایک رجسٹر رکھا گیا ہے اور ان کی ناموں کی بقید ولدیت وقومیت وسکونت فہرستیں طلب کی جاتی ہیں تاکہ سب کے ناطے دینے دلانے کا اختیار آپ ہی کے ہاتھ میں رہے اس موقعہ پر ایک لطیفہ خوب پھبتا ہے

ایک ظریف نے ایک برہمن سے سوال کیا

ظریف: آپ کی تعریف؟

برہمن: ہم مہنت ہیں

ظریف۔ مہنت کس کو کہتے ہیں؟

برہمن: جو ایک شریف کی بیٹی کا کسی بھلے مانس کے ساتھ رشتہ کرا دے

ظریف: تو پھر سیدھا یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم دلال ہیں۔

۲۲: سرسید احمد خان ایک سمندر ناپیدا کنار کی طرح حوصلہ رکھتے ہیں۔

مرزا قادیانی ایک ادنی سی بات پر غضب میں آجاتے ہیں۔

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ
عارف کہ برنجد تنگ آبست ہنوز

۲۳: سرسید احمد خان نے نہایت عمدہ محققانہ ثبوت دے کر ایک آسامی خالی کی دیکھو تہذیب الاخلاق قدیم جلد ہفتم اور تفسیر القرآن جلد دوئم سورہ آل عمران۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فوراً اس آسامی پر قبضہ کرلیا اور اپنے محسن استاد کا احسان ماننے کی بجائے ان کو گالیوں سے پیش آتے ہیں۔

راقم امام الدین: اس باب میں ہم بہت کچھ ضمیمہ شحنہ ہند اور وکیل اخبار میں لکھ چکے ہیں ۔یعنی جیسا کہ اکثر بزرگان سلف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی بلا باپ پیدا ہوئے اور چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں، اس میں نہ کسی عقلی دلیل کی ضرورت ہے نہ

قوانین قدرت کو پیش کرنا پڑتا ہے۔

برخلاف اس کے سرسید احمد قولی (قرآن مجید) اور فعلی (نیچر) کتاب دونوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عام قوانین قدرت کے موافق وہ باپ سے پیدا ہوئے اور مثل دیگر انبیاء وفات پا گئے۔

اب اگر قادیانی مرزا جی ان کو بلا باپ مانتے ہیں تو کیا جس شخص کو خدا بلا باپ بھی پیدا کرسکتا ہے اس کو ہمیشہ زندہ نہیں رکھ سکتا۔ کیا ایسے شخص کے لئے ایک وسیع دنیا میں زندہ رکھنے کے لئے خدا کے پاس ایک آدمی کے لئے جگہ نہیں مل سکتی۔ غرض کہ جن آیات سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے انہیں آیات و دیگر آیات سے اس کی پیدائش باپ کے ساتھ بھی ظاہر ہے۔ مگر یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ بلا باپ مان کر وفات ثابت کی جاوے مگر مرزا جی نے آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والی مثال اختیار کی ہے اور صرف آسامی کو خالی دیکھ کر اس پر قبضہ کرنا ہی مناسب سمجھا۔

۲۴: سرسید احمد خان کے تادم واپسیں آپ کے ہوش وحواس قائم تھے دیکھو سرسید کے آخری مضامین مضمون قوم کی زندگی، موت۔

مرزا غلام احمد صاحب کا حال یہ ہے کہ دیکھو وہ اشتہار جس میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو مراق کی بیماری ہے جس کو مالیخولیا کہتے ہیں۔

۲۵: سرسید احمد خان کے ایک ایک لکچر کے وقت ہزاروں اشخاص منتخب روزگار موجود ہوا کرتے تھے جن میں سے اکثر مسلمان، بعض اہل ہنود، اور خال خال یورپین بھی ہوتے تھے اور لیکچر سنتے وقت ایک عجیب قسم کا نظارہ ہوتا تھا۔ جب وہ قوم کی حالت سابقہ اور آئندہ کا مقابلہ کرتے تھے تو سامعین پر ایک بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا تھا چونکہ الفاظ ان کے دل سے نکلتے تھے اس لئے دلوں پر اثر کرتے تھے۔ اور الحق کہ وہ قوم کے فدائی اور سچے عاشق تھے۔

قادیانی مرزا جی کو خدا کے فضل سے مجلس میں بولنا ہی نہیں آتا۔ تحقیقات مذاہب والے لیکچر میں لوگوں کو بڑی امید تھی کہ خود تشریف لاویں گے اور لیکچر سناویں گے، مگر چونکہ بولنا آتا ہی نہیں اس لئے اپنے لنگڑے حواری کو بھیج دیا۔ اسی طرح پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں واقعات پیش آئے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اپنے بیت الفکر میں بیٹھ کر

اپنے فدائیوں کو خوب پیتا لیتے ہیں۔

۲۶: سرسید احمد خان نے اپنا مال جان وغیرہ سب کچھ قومی ہمدردی میں تصدق کر دیا اور وفات کے وقت رہنے کے لئے مکان اور دفن کے لئے کفن بھی اپنے پاس سے نہ نکلا۔

قادیانی مرزا جی نے مریدوں کی آمدنی سے لاکھوں روپئوں کی جائداد جڑاؤ زیورات مکانات تیار کرائے ہیں اور چھما چھم روپیہ برس رہا ہے کیوں نہ ہو منہاج نبوت پر جو ہوئے۔

۲۷: سرسید احمد خان کا سلسلہ خاندان نبوۃ علی صاحب الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہے۔

مرزا جی کس سلسلہ چنگیز خان کی طرف جاتا ہے

۲۸۔ سرسید احمد خان نے قوم اور ملک کی خاطر سمندر پار ملکوں کا سفر کیا اور بے شمار تجربے اور مشاہدے ساتھ لائے جن سے افراد قوم کو آگاہ کیا۔

قادیانی مرزا جی نے جب دہلی سے شکست کھائی تو پھر کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔ ضلع گورداسپور کی عدالت میں جاتے رہے، وہ بھی ہتک عزت والے مقدمے میں۔

۲۹: سرسید احمد خان کے دوست تمام ملک کے عموماً اور مسلمانوں کی قوم کے خصوصاً ہم درد ہیں اور تمام اہل قبلہ کو اپنے بھائی یقین کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قادیانی مرزا صاحب اپنے گروہ کے سوا باقی سب کو کافر اور کاٹے جانے کے قابل بتاتے ہیں اور بالخصوص سرسید احمد خان سے ذاتی بغض وعناد ہے برخلاف آیات قرآن مجید۔

راقم امام الدین: جو شخص تمام مسلمانوں کو جہنمی اور کاٹا جانے کے قابل اور کافر ... بناتا ہے، خداوند تعالی اس کو ہدایت دے اور توبہ اس کے نصیب کرے آمین

امام الدین گجرات۔ پنجاب۔

۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء

قادیانی محاسب

اور خداوند مسیح کے شاگردوں کی تعداد

Mirza as Arithmetician

مصنفہ: سلطان القلم جناب مسٹر اکبر مسیح
یہ مضمون پہلے رسالہ تجلی لاہور میں چھپا
اور مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد آغا شہباز خان نے شہر سیالکوٹ سے شائع کیا۔ ۱۹۲۸ء

سر سید احمد خان مرحوم نے اپنے آخری مضمون ازواج مطہرات میں خداوند مسیح کے مریدوں کی تعداد کی نسبت ایک بڑی غلطی کی تھی۔ انہوں نے لکھا تھا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی عمر کا زمانہ مہاجرت میں گذرا اور اخیر زمانہ کچھ بہت طویل نہ تھا کیونکہ صرف ۳۳ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ اس وقت تک صرف ستر آدمی آپ پر ایمان لائے تھے۔"

قادیانی فرقہ نے سید احمد خان کے تمام خیالات کو مسخ کر کے سرقہ کر لیا اور آخری فقرہ کی غلطی کو آمنا صدقنا کہہ کر قبول کر لیا اور اپنی بنالیا۔

ہم ضربت عیسوی میں دکھلا چکے ہیں کہ مسیح خداوند کی موت کے بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بالکل سر سید احمد خان کے خیالات کو نقل کر کے صرف خان یار کی قبر کا اضافہ کر دیا۔ یہ بات مشہور ہے کہ عادی چور اور ڈاکو مال مسروقہ کی حیثیت کو تبدیل کر دیتے ہیں کہ شناخت نہ ہو سکے۔ اکثر ان میں کوئی نقص پیدا کر دیتے ہیں۔

بجنسہ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔ وہ سرسید احمد خان کے عمدہ خیالات میں اپنی حماقت تعصب اور خباثت کو ملا کر اپنی چوری چھپانا چاہتے ہیں اور ان کی غلطیوں کو اور بھی بھونڈا اور بدنما کرکے ایجاد بندہ بتلاتے ہیں۔

خداوند مسیح کے سوانح میں کئی امر حیرت ناک ہیں جن کی نظیر دنیا کے کسی مصلح کی حیات میں نہیں ملتی۔ آپ کی کل مدت عمر ۳۳ برس تھی، جس میں آپ کی تبلیغ کا زمانہ ایک یا ڈھائی برس کے اندر اندر ہے۔ اور عیسائیت کی یہ عظیم الشان سلطنت جس نے تمام جہان کے مذاہب کو اپنی تعداد، اپنی تہذیب، اپنی فتح مندی اور اقتدار سے نیچا کر رکھا ہے اسی قلیل مدت کا نتیجہ ہے۔ مہاتما بدھ نے پچاس برس تبلیغ دین کی۔ حضرت محمد (ﷺ) نے تئیس برس۔

مصلحین نے اپنے دین کو ایک ظاہری کامیابی کی حالت میں چھوڑا۔ ترقی کی راہ پر رواں، پھر اگر ان کے دین کی ترقی ہوئی تو توقع کے موافق۔ بدھ نے اپنے شاگردوں کے درمیان اسّی برس کی عمر کو پہنچ کر عافیت کے ساتھ انتقال کیا۔ آنحضرت (ﷺ) نے عرب کے قلب کو اپنی زندگی میں فتح کر لیا۔ اور بت پرستی کے زور کو توڑ کر ملک کے نہایت مضبوط حصہ کو مسلمانی کی حالت میں ایک فوج ظفر موج کے ساتھ چھوڑا۔ یعنی عین عروج کے وقت وہ اس جہان سے اپنے دین کو نصرت کی راہ میں لگا کر گئے۔

عیسویت کی حالت بالکل برعکس ہوئی۔ اس کے خداوند نے دشمنوں کی فتح کے نعروں کے درمیان صلیب کے اوپر اپنی جان دی۔ دنیا کی سب سے طاقتور سلطنت کو اپنے خلاف اور اپنی عداوت پر کمربستہ دیکھا اور اپنے شاگردوں کو منتشر اور سراسیمہ اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی (ریویو آف ریلی جنز۔ ماہ مئی ۱۹۰۷ء):

جس کو یہودیوں نے ذلیل و رسوا کیا اور اس کی کچھ پیش نہ گئی۔،

اور اس کی طاقت کا یہ حال ہو کہ عدالتوں میں گھسیٹا جائے اس کے منہ پر تھوکا جائے، کوڑے لگائے جائیں اور آخر گلے میں پھانسی کا رسہ ڈالا جائے۔،

چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ ایک مسیحیت کے دعویدار کو صلیب پر لٹکانے کا

حکم حاکم وقت سے ملا تھا اور اس نے چپکے سے قبول کیا اور اس کے منہ پر تھوکا گیا اور وہ کچھ نہ کر سکا اور کوڑے لگائے گئے اور سارا سلوک بدترین مجرموں کا سا کیا گیا اور آخر ہاتھوں میں کیل ٹھونکے گئے اور صلیب پر لٹکایا گیا،

مرزا غلام احمد قادیانی نے خداوند کی شہادت کے واقعات کو بہت مزا لے کر اور مسرت کے ساتھ بیان کیا۔اور ان لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوا جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے کانٹوں کا تاج گوندھا تھا۔اور ہمارے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ یہ شخص مسیح الدجال کے دور کے رشتہ داروں میں ضرور ہے۔انہیں واقعات کو ہم نے بھی نقل کیا ہے،مگر دل کے درد کے ساتھ،آنکھوں میں آنسو بھر کر۔واقعات تو سچے ہیں مگر ان کے بیان میں اور بیان کرنے والوں میں فرق ہوتا ہے۔ہم ان کو اس دل اور زبان سے بیان کرتے ہیں جس سے اہل بیت کے چاہنے والے معرکہ کربلا کی مصیبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔مگر مرزائی اس دل سے جس سے یزید اور اس کے ہواخواہوں نے وہ ستم کئے تھے۔یزیدیوں نے وہ تمام کوششیں کر ڈالیں جو اہل بیت کا...ناس کرنے کے لئے فہم میں آسکتی تھیں،مگر خدا کو کچھ اور منظور تھا۔سادات برقرار رہے مگر یزیدیوں میں سے کسی کا پتہ نہیں۔اور ہم کو اس میں خدا کی قدرت نظر آرہی ہے۔اور اگر خداوند مسیح کے دین کو مٹانے کے لئے رومی حاکم اور یہودی مرزائے قادیانی کو بھی اپنے مشورہ میں لیتے،تو بھی کوئی بہتر یا نئی تدبیر نہ نکلتی۔مگر خدا کی قدرت دیکھو وہ دین اب تک برقرار ہے۔مسیحیت کا لقب دنیا نے اسی،دعویدار،کو دیا جو مستحق تھا،اگرچہ وہ:

چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ،مارا گیا

اور ہر جھوٹا دعویدار دجال اور کذاب بن جاتا ہے۔اور یہ بھی شان مسیحائی ہے کہ سب سے بڑا فخر جو دشمن اپنے لئے سمجھتا ہے یہی ہے کہ کوئی اس کو مثیل مسیح کہے۔

تاریخ میں کسی دیرپا تحریک کا آغاز ایسی بے سروسامانی کے ساتھ نہیں ہوا جیسی عیسویت کا آغاز،اور نہ اس کا انجام اس رسوائی میں ہوا جو خدا کو اس دین کی ابتدائی حالت کے لئے منظور ہوئی۔

اس کے آسمانی دین ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اس کا نشو ونما

کسی زمینی چیز کی طرح نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ خداوند مسیح نے اپنے دین کے مددگار ایسے لوگ منتخب کئے جن کا شمار لوگوں میں نہیں ہوسکتا تھا جن کی شان میں مرزا غلام احمد قادیانی یہ لکھتا ہے:

گیارہ جاہل ناخواندہ ماہی گیر۔،

جو مچھلیاں پکڑتے پکڑتے ساتھ ہو لئے۔

کہتے ہیں کسی ولی نے اپنے مریدوں کی اطاعت فرمان برداری اور عقیدت کا امتحان لینے کو انہیں حکم دیا کہ باغچہ میں جا کر فلاں قسم کے پودوں کو لگا دو۔ اور ہدایت کی کہ زمین کھود کر جڑ اوپر اور پتے کو نیچے کر کے پودا گاڑنا۔ اور پھر کھولتا ہوا پانی تھالے میں بھرنا۔

یہ سن کر سبھوں نے اعتراض کیا کہ کوئی پودہ اس طرح زمین میں نہیں لگ سکتا۔ ان میں صرف ایک ایسا نکلا جو بلا چون و چرا جا کر مرشد کے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ اور اس نے ولی کی کرامت دیکھی اور قائل ہوگیا:

بہ مئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

بجنسہ یہی حال عیسویت کے نشو ونما ہوا کہ لوگ ہنستے رہے اور اس وقت ہنسنا بے جا نہ تھا۔ مگر جو نتیجہ دیکھ چکنے کے بعد بھی وہی بڑ ہانکتے اور مچھلیاں پکڑنے والوں پر ہنستے ہیں۔ پھر بھی ماہی گیروں کے مرشد کے مثیل بننے کی آرزو رکھتے ہیں ہم ان کو شاباش کہتے ہیں: بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

ایک اور حیرت ناک بات بھی ہے، جس کی نظیر تاریخ دنیا نہیں پیش کرسکتی۔ عیسائی لوگ تین سو برس تک انتہا درجہ کی ذلت اور خواری میں بسر کرتے رہے۔ موت اور قید اور رسوائی ہی دنیا میں ان کا بخرہ رہا۔ جو کھیت خداوند نے جوتا اس کے اپنے خون کے قطروں سے بویا۔ اور گیارہ ماہی گیروں نے اس کو اپنے اور مریدوں کے خون سے تین سو برس تک سینچا۔ جس کی بدولت یہ کھیتی خوب لہلہا رہی ہے۔ اور وہی عیسائی جنہوں نے دنیا کو لات ماری تھی آج ہیں کہ دنیا و مافیہا ان کے قدموں سے لپٹی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے بے مانگے وہ بھی پا لیا جس کے باعث وہ اہل عالم کے رشک بنے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی شان میں صادق آیا و جیھاً فی الدنیا و لآخرہ

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے یا لکھواتا ہے، (وہی مئی کا ریویو آف ریلی جنز۔ پادری صاحبان کی تہذیب):

کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ غیر اقوام میں سے آپ کے فرضی خدا پر اس کی زندگی میں کتنے ایمان لائے تھے .... تم یہودیوں میں سے ہی اپنے فرضی خدا کے اتنے پیرو دکھا دو جو اس فرضی خدا کو حوالات میں دینے کے وقت بھاگ نہ گئے ہوں اور ایمان پر ثابت قدم رہے ہوں اور انکار نہ کر دیا ہو۔

ہم یہاں صرف خداوند کے مریدوں کی تعداد کی نسبت لکھیں گے اور اس امر کا بار ثبوت مرزا قادیانی کے اوپر ہے کہ سوائے مقدس پطرس کے کسی اور نے بھی انکار کیا یا یہودا کے سوا کوئی اور ایمان پر ثابت قدم نہ رہا۔ ہم کو معلوم ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ذہن میں سر سید احمد خان کی وہ بات جم گئی کہ خداوند کے مریدوں کی تعداد، صرف ستر آدمی، تھی اور ہم اس خیال کی تردید کرتے ہیں۔

خداوند مسیح کے شاگردوں کی کوئی مردم شماری نہیں ہوئی تھی جس کی رو سے ان کا صحیح شمار و اعداد بتلایا جائے۔ لیکن قرائن موجود ہیں جن کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک یا ڈھائی برس کی قلیل مدت میں آپ نے یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان بے شمار مرید بنا لئے تھے جن کی مجموعی تعداد نے ان کو ایک پولٹیکل وقعت بخش دی تھی جس کے باعث اس زمانہ کی سب سے طاقتور سلطنت نے اس کے خلاف اپنا سارا زور لگا دینا اپنا فرض سمجھا، محض اس اندیشہ سے کہ مبادا یہ لوگ قوت پکڑ کر سلطنت کو خطرہ میں نہ ڈال دیں۔ اور اس نے یہ خطرہ برابر تین سو سال تک محسوس کیا حتی کہ روم اور اس کی سلطنت خداوند مسیح کی غلامی میں داخل ہو گئی۔

ا۔ خداوند مسیح سے پہلے یوحنا اصطباغی یعنی حضرت یحیٰ کی بشارت تھی، جس کا نتیجہ بطور خلاصہ انجیل شریف میں یہ بیان کیا گیا۔

اس وقت یروشلم اور سارے یہودیا اور یردن کے گرد و نواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس گئے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیا (متی۔۳:۵و۶)

Then went out to him Jerusalem, and all Judaea, and all the region

round about Jordan.

And were baptized of him in Jordan confessing their sins. (Matthew: 3: 5-6)

اس سے روشن ہے کہ ملک کا ملک حضرت یحیٰ کی طرف اُمڈ آیا تھا اور ان سے بیعت کرنے لگا تھا۔ چنانچہ مسیح نے بھی فرمایا ہے:

سب لوگوں نے یہ سن کے اور محصول لینے والوں نے خدا کی تصدیق کی اور یوحنا کا بپتسمہ لیا (لوقا ۷:۲۹)

And all the people that heard him, and the publicans, justified God, being baptized with the baptism of John. (Luke 7 : 29)

چنانچہ منکر لوگ یوحنا کے، مریدوں کے سامنے آپ سے انکار کرتے ہوئے ڈرتے تھے کہ اگر کہیں؛

تو سب لوگ ہمیں سنگسار کریں گے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ یوحنا نبی تھا (لوقا ۲۰:۶)

But and if we say, Of men; all the people will stone us: for they be persuaded that John was a prophet (luke 20 :6)

بلکہ ہیرودیس کو یہی خوف لگا ہوا تھا اور وہ:

ہر چند اسے قتل کرنا چاہتا تھا مگر عام لوگوں سے ڈرتا تھا کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے۔ (متی ۱۴:۵)

And when he would have put him to death, he feared the multitude, because they counted him as a prophet. (Matthew 14:5)

جب مقدس یوحنا نے برملا خداوند مسیح کی تصدیق کردی تو یہ تمام مرید جو یوحنا فراہم کر چکے تھے، خداوند مسیح کے مریدوں کے دائرہ میں داخل ہو گئے۔ اور خود اپنے مرشد کی وصیت سے مسیح کو وراثت میں ملے۔ اور جب یوحنا کے بعض شاگردوں نے آکر آپ سے کہا:

اے ربی جو شخص یردن کے پار تیرے ساتھ تھا جس کی تو نے گواہی دی ہے

دیکھ وہ بپتسما دیتا ہے اور سب اس کے پاس آتے ہیں،
تو یوحنا نے خوشی سے جواب دیا:
میری یہ خوشی پوری ہوگئی ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور میں گھٹوں
(یوحنا ۳: ۲۶ تا ۳۰)

And they came unto John , and said, unto him , Rabbi , he that was with thee beyond Jordan, to whom thou barest witness, behold, the same baptizeth, and all men come to him .

John answered and said: a man can receive nothing, except it be given him from heaven.

Ye yourselves bear me witness, that I said, I am not the Christ, but, that I am sent before him.

He that hath the bride is the bridegroom: but the friend of the bride groom, which standeth and heareth him, rejoiceth greatly because of the bridegroom's voice: this my joy therefore is fulfilled.

He must increase but I must decrease. (John 3 : 26-30)

ہم اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسی بڑی تعداد یوحنا کے شاگردوں کی تھی جو سب کے سب مسیح کے شاگردوں میں مل گئے جن کی تعداد دیکھ کر یہودی علماء اور ہیرودیس بادشاہ بھی خوف کھاتے تھے۔

۲۔ مگر مسیح کے شاگرد وہی نہ ہوئے جو یوحنا کے شاگرد تھے، بلکہ ان کی تعداد روز افزوں بڑھنے لگی اور اس کا عام چرچا ہونے لگا کہ:

فریسیوں نے سنا کہ یسوع یوحنا سے زیادہ شاگرد کرتا اور بپتسمہ دیتا ہے۔ گو
یسوع آپ نہیں بلکہ اس کے شاگرد بپتسمہ دیتے ہیں (یوحنا ۴: ۱۔۳)

When therefore the Lord knew how the Pharasees had heard that Jesus made and baptized more disciples than John.

(Though Jesus himself baptized not, but his disciples.)

He left Judea, and departed again into Galilee. (John 4:1-3)

۳۔ مسیح خداوند کے شاگردوں کی تعداد کا اندازہ کچھ اس بات پر غور کرنے سے لگ سکتا ہے کہ آپ کی زیارت کرنے کو اور آپ کے وعظ سننے کو لوگ کس طرح دور دور سے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر جوق در جوق سر کے بل دوڑتے ہوئے جنگل پہاڑوں اور دریاؤں میں آپ کو کھوجتے ہوئے جمع ہوتے تھے۔ ان کے کلام کی تاثیر کیسی حیرت انگیز تھی کیونکہ وہ کلام دراصل خدا کا کلام تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ کی گرفتاری پر مامور ہوئے تھے وہ ناکام واپس ہو کر اپنے آقاؤں کے روبرو اقبال کرتے تھے کہ،

اس آدمی کی طرح کبھی کسی نے کلام نہیں کیا (یوحنا ۷:۴۵)۔

Then came the officers to the chief priests and Pharasees; and they said unto them, Why have ye not brought him .

The officers answered, Never man spake like this man (John: 7:45-46)

اس ہجوم کے ساتھ لوگ آپ کا کلام سننے کو آپ پر ٹوٹ پڑتے تھے کہ آپ کو بار ہا کشتی کے اوپر دریا کے اندر پناہ لینا پڑی۔ اور آپ کشتی میں بیٹھ کر دریا کے کنارے کھڑے لوگوں کو وعظ کرتے تھے:

جب بھیڑ اس پر گری پڑتی تھی اور خدا کا کلام سنتی تھی۔ اور وہ گنیسرٹ کی جھیل کے کنارے کھڑا تھا... اور اس نے ان کشتیوں میں سے ایک پر چڑھ کر جو شمعون کی تھی اس سے درخواست کی کہ کنارے سے ذرا ہٹا لے چل اور بیٹھ کر لوگوں کو کشتی پر سے تعلیم دینے لگا (لوقا ۵:۱۔۳)

: اور یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ جھیل کی طرف چلا گیا اور گلیل سے ایک بڑی بھیڑ پیچھے ہو لی اور یہودیہ اور یروشلم اور ادومیہ سے اور یردن کے پار اور صور اور صیدا کے آس پاس سے ایک بڑی بھیڑ یہ سن کر کہ وہ کیسے بڑے کام کرتا ہے، اس کے پاس آئی۔ پس اس نے اپنے شاگردوں سے کہا بھیڑ کی وجہ سے ایک چھوٹی کشتی میرے لئے تیار رہے تا کہ وہ مجھے دبا نہ ڈالیں (مرقس ۳:۷۔۱۰)

But Jesus withdrew himself with his disciples to the sea: and a great

multitude from Galilee follwed him, and from Judaea.

And from Jerusalem, and from Idumaea, and from beyond Jordan; and they about tyre and Sidon, a great multitude, when they had heard what great things he did, came upon him .

and he spake to his disciples, that a small ship should wait on him because of the multitude, lest they should throng him.

For he had healed many, insomuch that they pressed upon him for to touch him, as many as had palgue.

and the unclean spirits when they saw him, fell down before him, and cried saying:thou art the son of God. (Mark 3:7-10)

غرض کہ خداوند مسیح کی طرف لوگ اس طرح فوج فوج امنڈ آتے تھے کہ ایک کے اوپر ایک گرا پڑتا تھا۔ :

ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ لگ گئی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا (لوقا ۱۲:۱)۔

In the meantime, there were gathered together an innumerable multitude of people, insomuch that they trode one upon another, he began to say unto his disciples first of all, Beware ye of the leaven of the Pharasees, which is hypocrisy. (Luke 12:1)

اور سارا شہر دروازہ پر جمع ہو گیا (مرقس ۱:۳۳)

And all the city was gathered together at the door

And he healed many that were sick of divers diseases, and cast out many devils; and suffered not the devils to speak, because they knew him. (Mark :33-34)

اس کی شہرت تمام سوریا میں پھیل گئی...

اور گلیل اور دکاپولس اور یروشلم اور یہودیہ اور یرن کے پار سے بڑی بھیڑ

اس کے پیچھے ہو لی (متی ۴:۲۴-۲۵)

And Jesus went about all Galilee, teaching in their synagogues, and preaching the pospel of the kingdom, and healing all manner of sickness and all manner of disease among the people.

And his fame went throughout all Syria: and they brought unto him all sick people that were taken with divers diseasees and torments, and those which were posseeeed with devils, and those which were lunatick, and those that had the palsy; and he healed them.

And there followed him great multitudes of people from Galilee, and fro,m decapolis, andfrom Jerusalem, and from Judaea, and from beyond Jordan. (Matthew: 23-25)

کئی دن بعد جب وہ کفرنحوم میں پھر داخل ہوا تو سنا گیا کہ وہ گھر میں ہے پھر اتنے آدمی جمع ہو گئے کہ دروازے کے پاس بھی جگہ نہ رہی اور وہ انہیں کلام سنا رہا تھا (مرقس ۲:۱-۲)

And again he entered into capernaum, after some days; and it was noise that he was in the house.

And straightway many were gathered togethered, insomuch that there was no room to receive them, no, not so much as about the door; and he preached the word unto them. (Mark : 2: 1-2)

اس نے (مسیح نے) ان (شاگردوں) سے کہا تم آپ الگ ویران جگہ میں چلے جاؤ اور ذرا آرام کرو۔ اس لئے کہ بہت لوگ آتے جاتے تھے اور انہیں کھانا کھانے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی پس وہ کشتی میں بیٹھ کر الگ ایک ویران جگہ میں چلے گئے اور لوگوں نے انہیں جاتے دیکھا اور بہتیروں نے پہچان لیا اور سارے شہروں سے اکٹھے ہو ہو کر پیدل ادھر دوڑے اور ان سے پہلے جا پہنچے (مرقس ۶:۳۱-۳۳)

جس شخص کی تعلیم اور تلقین نے ملک یہودیہ میں ایسی ہل چل مچا دی تھی اور جس کے کام دیکھنے اور کلام سننے کے لئے لوگ ٹڈی دل کی طرح جنگل اور پہاڑوں پر دوڑے جاتے تھے اس کے فوری اثر کا پورا اندازہ آج دو ہزار برس کے بعد کر لینا مشکل ہے۔ مگر پھر بھی انجیل کی تاریخ کے صفحے پر یہاں وہاں کچھ اشارات مل جاتے ہیں جن سے کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ مثلاً روٹی اور مچھلیوں کے معجزہ کے ذکر کے بعد مقدس یوحنا فرماتے ہیں:

> پس جو معجزہ اس نے دکھایا وہ لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے (یوحنا ۶:۱۴)
>
> جب وہ یروشلم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل پڑ گئی اور لوگ کہنے لگے یہ کون ہے؟ پھر بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرۃ کا نبی یسوع ہے۔ (متی ۲۱:۱۰۔۱۱)

And the disciples went and did as Jesus commanded him.

And brought the ass, and the colt, and put on them rheir clothes and they set him thereon.

And a very great multitude spread their garments in the way; others cut down branches from the trees, and strawed them in the way.

And the multitudes that went before, and that followed, cried, saying: Hosanna to the Son of David: Blessed is he who cometh in the name of the Lord; Hosanna in the highest.

And when he was come into Jerusalem, all the city was moved, saying, Who is this ?

And the multitudes said, This is Jesus the prophet of Nazareth of Galilee.And Jesus went into the temple of God and cast out all of them that sold and bought in the temple and overthrew the tables of the moneychangers, and the seats of them that sold doves.

And said unto them, it is written, My house shall be called the house of prayer; but ye have made it a den of thieves.

And the blind and the lame came to him in the temple, and he healed them. (Matthew:21. 6-14)

بھیڑ میں سے بہتیرے اس پر ایمان لائے اور کہنے لگے کہ مسیح جب آئے گا تو کیا ان سے زیادہ معجزے دکھائے گا جو اس نے دکھائے ہیں (یوحنا ۷:۳۱)

۴۔ جب فریسیوں نے یہ حال دیکھا تو ان کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے وہ یہ سوچنے لگے کہ کیونکر اس حیرت افزا ترقی کو روکیں جو دن دونی رات چوگنی ہوتی جاتی ہے۔ انہوں نے مجلسیں کرنا شروع کیں۔ آپس میں اقرار کیا کہ اب چھپائے نہیں چھپ سکتا اس شخص نے تمام لوگوں کو مرید کر ڈالا : پس فریسیوں نے آپس میں کہا سوچو تو تم سے کچھ نہیں بن پڑتا دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا (یوحنا ۱۲:۱۹)

انہوں نے ایک تدبیر یہ نکالی کہ علماء سے فتوے دلایا کہ؛

اگر کوئی اس کے مسیح ہونے کا اقرار کرے تو عبادت خانہ سے خارج کیا جاوے۔ (یوحنا ۶؟ ۲۳)

جس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ:

یہودیوں کے ڈر سے کوئی شخص اس کی بابت صاف نہ کہتا تھا (یوحنا ۷:۱۳)

Howebeit no man spake openly of him for fear of the Jews. (John 7 :13)

Because that by the reson of him many of thr Jews went away, and believed on Jesus.

On the next day much people that were come to the feast, when they heard that Jesus was coming to Jerusalem,Took branches of palm trees, and went forth to meet him, and cried Hosanna: Blessed is the King of Israel that cometh in the name of the Lord.

And Jesus when he had found a young ass, sat thereon; as it is written.

Fear not daughter of sion: behold, thy King cometh, sitting on an ass's colt.

Thesee things understood not his disciples at thr first; but when Jesus was glorified then remembered they and that they had done these things unto him .

The people therefore that was with him when he callaed Lazarus out of the grave and raised him from the dead, bare record.

For this cause the people also met him, for that they heard that he had done this miracle.

The Pharasees therefore said among themselves, Perceive ye how ye prevail nothing? behold the world is gone after him .(John 12: 11-91)

علانیہ اقرار سے بہت سے لوگ رک گئے مگران کے ایمان کی آگ ویسی ہی سلگتی رہی حتی کہ سرداروں میں سے بھی بہتیرے اس پر ایمان لائے مگر فریسیوں کے سبب سے اقرار نہ کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ عبادت خانہ سے خارج کئے جائیں۔

یہ کمزور مریدوں کا حال ہے جن کی نسبت مقدس حواری فرماتا:

وہ آدمیوں کی عزت کو خدا کی عزت سے زیادہ عزیز جانتے تھے

(یوحنا ۱۲:۴۲۔۴۳)

Nevertheless among the chief rulers also many believed on him; but because of the Pharisees they did not confess him, lest they should be put out of the synagogue.

For they loved the praise of men more than the praise of God.(John 12 :42-43)

ادھر فریسیوں نے تو یہ کیا ادھر مریدوں کے دل میں جوش پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا جواب دینا چاہا جس سے نہ صرف ایمان کا اقرار ہوتا بلکہ بڑے جوش کے

ساتھ ہوتا جس پر خداوند اپنے مریدوں کو دلیر نہ کرنا چاہتے تھے چنانچہ ان میں سے ایک بڑے گروہ نے یہ کہتے ہوئے کہ:

جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔،،

چاہا کہ مسیح کو اپنا بادشاہ بنالیں اور سب کچھ علانیہ للکار دیں مگر خداوند نے ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔ان کا ساتھ چھوڑ کر کسی پہاڑ پر اکیلا چلا گیا (یوحنا ۶:۱۴۔۱۵) کیونکہ وہ روحوں پر شاہی کرنے آیا تھا نہ جسموں پر۔ پھر ایک اور مرتبہ جب آپ یروشلم میں داخل ہوئے جہاں کہ فتوی دینے والے عالموں کا مسکن تھا تو آپ کے مریدوں نے راستے میں اپنے کپڑے ڈال ڈال کر فرش بچھا دیا۔ اور لوگوں نے درختوں کی ہری ڈالیوں سے سڑک کو سجایا۔اور:

بھیڑ جو اس آگے چلتی تھی پکار پکار کر کہتی تھی کہ ابن داؤد کو ہوشعنا۔مبارک ہے وہ خداوند کے نام پر آتا ہے عالم بالا پر ہوشعنا۔ (متی ۲۱:۸۔۹)

اس گرم جوشی کو جو بہت ہی صلح اور آشتی کے ساتھ تھی خداوند نے روا رکھا۔ یہ وہ مرید تھے جو علانیہ اپنے ایمان کا اقرار کر کے یروشلم کی دیواروں کو ہلا رہے تھے۔اور:

بعض فریسیوں نے اس سے کہا اے استاد اپنے شاگردوں کو ڈانٹ،،

تو آپ نے جواب دیا:

اگر یہ چپ رہیں تو پتھر چلاّ ئیں گے (لوقا ۱۹:۳۹۔۴۰)

And the brought him to Jesus; and they cast their garments upon the colt, and they sat Jesus thereon.

And as he went they spread their clothes in the way.

And when hw was come nigh, even now at the descent of the mount of Olives, the whole multitude of the disciples began to rejoice and praise God with a loud voice for all the mighty works that they had seen; saying, Blessed be the King that cometh in the name of the Lord: peace in heaven, and glory in the highest.

And some o the Pharasees from among the multitude said unto him,

Master, rebuke thy disciples.

And he answered and said unto them I tell you that, if these should hold their peace, the stones would immediately cry out. (Luke 19: 35-40)

۵۔ مسیح کے شاگردوں کی یہ کثرت دیکھ کر دشمنوں کے دلوں پر ہیبت چھا گئی تھی اور جب وہ خداوند کو گرفتار کرنے کی سوچتے تھے تو ان کو اندیشہ ہوتا تھا کہ کہیں کوئی بڑا بلوہ نہ ہو جائے وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ خداوند کے شاگردوں کو تلوار چلانا حرام تھا کہ خداوند خود گرفتاری کے لئے تیار تھے اور اپنے مریدوں کو سمجھا چکے تھے کہ کوئی ہاتھ نہ ہلائے کہ صلیب ہی آپ کا تخت تھا جس پر بیٹھ کر وہ سارے جہان کو ابد تک تسخیر کریں گے وہ دو زخمی ہاتھ تھے جس سے آپ مملکتیں زیر و زبر کر دیں گے کہ بادشاہ تو خلقِ خدا کے خون کی ندیاں بہا کر تخت تک پہنچے مگر ابن داؤد اپنے خون کو بہا کر خدا کی بادشاہت قائم کرے گا۔

رومی اور فریسی ناحق لرزتے تھے فریسیوں نے اس کے پکڑنے کی کوشش کی پر لوگوں سے ڈرے (مرقس ۱۲:۱۳)۔ وہ اس کے ہلاک کرنے کا موقع ڈھونڈھنے لگے کیونکہ اس سے ڈرتے تھے اس لئے کہ سارے عام لوگ اس کی تعلیم سے حیران ہوتے تھے (مرقس ۱۱:۱۸)

And the scribes and the chief priests heard it, and sought how they might destroy him; for the herd him, because all the people was astonished at his doctrine. (Mark 11:18)

There came then his brethren and his mother, and, standing without, sent umnto him, calling him.

And the multitude sat about him, and they saind unto him, Behold, thy mother and thy brethren without seek for thee. (Mark 3:3-4)

And he begain again to teach by the sea side; and there was gathering unt him a great multitude, so that he entered into a ship, and sat in the sea, and the whole multitude was by the sea on the land (Mark 4:1)

اس جستجو میں لگے کہ: اسے کیونکر فریب سے پکڑ کر قتل کریں پر انہوں نے کہ عید کو نہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا ہو جائے (مرقس۴؟۱۔۲)

اور اس وجہ سے وہ یہ چال چلے کہ یہودا اسکریوطی کو ملایا تا کہ:

بغیر ہنگامہ کے وہ اسے ان کے حوالے کرا دے (لوقا:۲۲:۶)

ان چند آیات سے جو ہم اوپر لکھ چکے جو بطور جملہ معترضہ کے جگہ جگہ وارد ہیں یہ روشن ہو جاتا ہے کہ خداوند مسیح کے مریدوں کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں سے گنی جاتی تھی جو کسی ایک شہر یا قصبہ میں نہ تھے بلکہ تمام ملک میں ہر بستی میں تمام ملتوں اور تمام گروہوں میں۔ امیروں میں اور غریبوں میں، حاکموں میں اور رعیت میں عالموں میں اور جاہلوں میں۔ تجاروں میں کشت کاروں میں، اہل قلم میں اور اہل سیف میں، مزدوروں میں اور پیشہ وروں میں۔ مردوں میں اور عورتوں میں جو آیا سجدہ میں گرا جس نے دیکھا مطیع ہوا۔ یہی دیکھ دیکھ کر فقیہہ اور فریسی جو اس ملت کے فرعون تھے بڑے یاس و حرمان سے کہتے تھے:

سوچو تو تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا۔

۶۔ یہاں تک جو کچھ ہم لکھ چکے یہ عموماً مسیح کے یہودی مریدی کی بابت تھا غیر یہودیوں میں سے بھی بہت سے آپ کے مرید تھے مثلاً سامریوں کے شہر سخار میں شہر کے رہنے والوں میں سے بہت سے سامری ایک ہی دن میں ایمان لائے:

اس شہر کے بہت سے سامری اس عورت سے کہنے سے.... اس پر ایمان لائے۔،

اور انہوں نے دو روز تک مسیح کو اپنا مہمان رکھا اور اس اثنا میں ان کے سوا:

اور بہتیرے اس کے کلام کے سبب ایمان لائے۔ (یوحنا۴:۳۹۔۴۱)

And many of the Samaritans were came unto him, they besought him that he would tarry with them: and he abode there two day.

And many more believed because of his own words:

and said unto the woman, Now we believe not because of thy saynig:

For we have heard him ourselves, and know that this is indeed the Christ,

the Saviour of the world. (John 4 - 40-42)

So the father knew that it was at the same hour, in which Jesus said unto him, Thy son liveth: and himself believed and his whole house. (John 4 : 53)

اسی طرح ایک رومی سردار کی نسبت لکھا ہے کہ:

وہ اوراس کا سارا گھرانہ ایمان لایا (یوحنا ۴:۵۳)۔

اور ہر معجزہ کا نتیجہ یہی ہوتا تھا۔ لوگ ایمان بھی لاتے تھے اور انکار بھی کرتے تھے۔ انکار تو سخت دلی کی وجہ سے تھا مگر ایمان توقع کے موافق۔ اگر ان بہرے اندھے لنگڑے کوڑھیوں مفلوجوں دیوانوں اور طرح طرح کے بیماروں کا شمار کیا جائے جن کو خداوند نے چنگا کیا یا مردوں کا جن کو جلایا اور ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا جنھوں نے اپنی آنکھوں سے خدا کی قدرت دیکھی اور ان صالح ایمان داروں کا بھی جو دیکھ کر خدا کی قدرت کا فطرۃً اعتراف کر لیتے ہیں اور اس کا خیال کیا جائے کہ خداوند نے ہزاروں معجزے دکھلائے تو ہماری آنکھ کے سامنے ایمان داروں کی فوجیں کی فوجیں گذر جاتی ہیں جن سے کئی رجمنٹیں بن سکتیں۔

مرزا اور اس کے چیلوں کی بے بصیرتی سے تو ذرا بھی تعجب نہیں آتا مگر ہم کو سرسید کی غلطی کا افسوس ہے کہ انہوں نے مسیح کے دوسرے درجہ کے حواریوں کو جن کی تعداد ستر تھی مگر جن کے نام سے ہم کو خبر نہیں جو خاص طور سے مثل بارہ حواریوں کے منتخب ہوئے تھے آپ کے کل مریدوں کی تعداد سمجھ لیا جو بے شمار تھی جن میں سے کچھ لوگ جو کسی ایک جگہ صعود کے قبل اور صلیب و بعثت کے بعد خداوند کی زیارت کرنے کو پوشیدہ جمع ہوئے تھے ان کی تعداد:

پانچ سو سے زیادہ تھی (اول قرنطی ۱۵:۶)

And that he was seen of above five hundred brethren at once, of whom the greater part remain unto this present, but some are fallen asleep. (1 Corinthians, 15:6)

خداوند کے مریدوں کی تعداد اس کثرت سے اور مسلّمہ تھی کہ خداوند نے آ

پ اس کو پلاطوس کے آگے اس دلیل میں پیش کیا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔آپ نے فرمایا:

میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ۔ اگر میری بادشاہت اس دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑائی کرتے تا کہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا (یوحنا ۱۸: ۳۶)۔

Jesus answered My kingdom is not of this world: if my kingdom were of this world, then would my servants fight, that I should not be delivered to the Jews: but now is my kingdom not from hence. (John 18:36)

مسیح نے گویا اس میں یہ فرمایا تجھ کو یہ معلوم ہے کہ میرے مریدوں کی کتنی بڑی تعداد ہے۔ اگر میں ان کو حکم دیتا تو وہ مخالف گروہ کو مغلوب کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھی اور میں کبھی گرفتار نہیں ہوسکتا تھا لیکن انہوں نے تلوار نہیں چلائی جو وہ میرا حکم پاکر ضرور چلا سکتے تھے۔ جب انہوں نے مقابلہ نہیں کیا تو ظاہر کہ میرا حکم اس کے خلاف تھا اور ایسا حکم نہ دیتا اگر میں دنیا میں بادشاہی کرنا چاہتا۔ پلاطوس نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ورنہ وہ یہ کہتا تیرے پاس خادم کہاں ہیں یا تیرے سو پچاس خادم کب لڑ سکتے تھے مگر پلاطوس قائل ہوگیا۔

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے خداوند کی نہایت واضح تعلیم اپنے مریدوں کو یہ تھی کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ اگر تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے میں بھاگ جاؤ ۔ جو تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اس کے سامنے دوسرا بھی پھیر دینا۔، یعنی آپ نے مریدوں کو دفع ظلم کے صرف دو طریق بتلائے یا وہ جو قابیل نے اختیار کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ شہید ہوجاؤ مگر ہاتھ نہ اٹھاؤ، یا گرز یز پا۔ اور جب آپ نے اپنے رسولوں کو تلوار چلانے سے قطعی منع فرمایا جیسا کہ ہم آگے اپنے مضمون : عیسویت اور تلوار۔ میں ثابت کریں گے، تو مرزا کا ان رسولوں کو، بھگوڑے، کہنا صرف اپنے ناپاک دل کی خباثت کا اظہار کرنا ہے جو شخص تلوار کھینچنا اور کشت وخون کے لئے میدان میں اترنا فرض سمجھے اور پھر پیٹھ دکھلائے اس کو بھگوڑا کہتے ہیں، مگر جن کو دفع شر کی بھی اجازت نہ ہو اور مرشد کا حکم ہو کہ بھاگ کر اپنی جان بچاؤ ان کو اس

لقب سے یاد کرنا مردمی کی بات نہیں خصوصاً ان لوگوں کو جو اپنا سنہ بھاگنے کی تاریخ سے شروع کرتے ہیں۔ اور ہم نے بار بار اس بات پر اصرار کیا کہ عیسویت کے سچے نمونہ مکہ والے اسلام میں ملتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ مرزا اور اس کے گروہ کو چونکہ محمدی دین سے خارج کیا گیا ہے اس لئے اس کو حواریوں کی نسبت اس قسم کے الفاظ کرنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا کسی آریہ کو۔

مگر انصاف پسند لوگوں کو ہم سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ شاگرد اپنے خداوند کی گرفتاری گوارا نہ کر سکتے تھے اور وہ فطرۃً مارنے مرنے کو تیار بھی تھے بلکہ اس امر میں خداوند کی نافرمانی کرنے کی بھی جسارت کرتے تھے کہ مقدس پطرس سے نہ رہا گیا اور انہوں نے تلوار کھینچ بھی لی اس پر خداوند کو انہیں ڈانٹنا پڑا اور از سرِ نو سمجھانا کہ

> آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ کی منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ لچن سے زائد فرشتے میرے پاس ابھی موجود کر دے گا؟ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے کیونکر پورے ہوں گے؟... مگر سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔ اس پر سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے (متی ۲۶:۵۳،۵۴،۵۶)

And behold one of them which were with Jesus streched out his hand, and drew his sword, and struck a servant of the high priest's and smote off his ear.

Then said Jesus unto him, Put up again thy sword into his place: for all they that take the sword shall perish with the sword.

Thinkest thou that I cannot now pray to my Father, and he shall presently give me more than twelve legions of angels?

But how then shall the scriptures be fulfilled, that thus it must be.

In that same hour said Jesus to the multitudes, are ye come out as against a thief with swords and staves for to take me? I sat daily with you teaching in the temple, and ye laid no hold on me.

But all of this was done, that the scriptures of the prophets might be fulfilled. Then all the disciples forsook him, and fled.

But peter followed him afar off unto the high priest's palace, and went in, and sat with the servants to see the end (Matthew 26 :51-59)

پس اب کیا چارہ تھا یا وہ خداوند کی نافرمانی کر کے مشیت ایزدی سے لڑتے اور اپنی عاقبت خراب کرتے یا وہی کرتے جو کیا، یعنی بھاگ گئے اور خداوند کو منظور تھا کہ وہ لوگ بھاگ جائیں اور اس کے ساتھ گرفتار نہ ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں کی رہائی کے لئے خداوند نے اپنے گرفتار کرنے والوں سے درخواست کی تھی:

پس اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو۔ (یوحنا ۸:۱۸)

Jesus answered I have told you that I am he: if therefore ye seek me, let these go their way. (John 18:8)

مگر شاگرد برابر اڑے رہے اور ایک لمحہ قبل از وقت نہ بھاگے یعنی اس وقت تک کہ خداوند مسیح نے قطعی طور پر سمجھا دیا کہ میری موت اور گرفتاری میں:

نوشتے پورے ہو رہے ہیں،،

تب سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے

یہ سچ ہے کہ مقدس پطرس نے انکار کیا اور اس کا مقدس رسول کو ساری عمر قلق اور اقرار رہا جس کے باعث اس نے اپنے دل کو پانی کر کے آنکھوں سے انڈیل دیا اور انجام کار اپنے خون کو بھی اسی صلیب پر بہایا۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ رسول کو اور کیا چارہ تھا اس کی تلوار خداوند نے میان میں کرا دی اس کو منع کر دیا کہ مقابلہ نہ کرے اور گرفتاری اور موت سے اس کو نہ بچائے۔ پس اس کی جان اس وقت خداوند کے کام میں نہیں آ سکتی تھی اور حکم تھا کہ بھاگ جائے۔ لیکن محبت اور جان نثاری کے ولولہ نے اس کو پھر مجبور کیا کہ وہ اس مقام تک چھپ کر پہنچے جہاں اس کی رسائی نہیں ہو سکتی تھی یا دیکھے کہ خداوند پر کیا بیتا۔ یہ فعل اس کا ذاتی ذمہ داری کا تھا جب پہچانا گیا اور ڈرا کہ ناکام رہے اور بلا دریافت حال واپس جائے، اس نے جھوٹ بول کر اپنے تئیں پوشیدہ کیا اور جاسوسی میں لگا رہا لیکن جب اجام کار پھر بھی پہچانا گیا تو اس نے قسم کے ساتھ اور

اپنے اوپر لعنت کر کے لوگوں کو یقین دلایا کہ میں مسیح کا ساتھی نہیں ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

سب سے بڑا بہشت کی کنجیوں کا مالک تو پطرس تھا وہ بھی لعنت کر چکا۔،

کس پر؟ اپنے اوپر نہ کسی غیر پر۔ انہوں نے کچھ اس قسم کے الفاظ کہے،

خدا کی قسم میں اسے نہیں جانتا اگر اس سے مجھے کچھ واسطہ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت۔،

حاشا ہم نہیں کہتے کہ مقدس پطرس نے اچھا کیا۔ انہوں نے ضرور برا کیا اور اپنی برائی کا اعتراف کیا۔ انہوں نے جھوٹ بولا بلکہ ایک اور خطا کی کہ اس مقام پر گئے جہاں جانے کے واسطے ان کو خداوند کی اجازت نہ تھی مگر انہوں نے ایک ایسے موقع پر جھوٹ بولا ایک ایسی غرض کے واسطے کہ ان کے جھوٹ کو ہر ملت اور مذہب نے بجز مسیحی دین کے تقیہ اور توریہ اور دروغ مصلحت آمیز کے نام سے روا رکھا ہے۔ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کو اور اپنی جان بچانے کو، نہ کسی کو نقصان پہنچانے کو اور قرآن شریف نے تو اس کو صراحۃً قابل مواخذہ ہونے سے یہ کہہ کر مستثنیٰ کر دیا

الّا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالا یما ن۔ مگر وہ نہیں جس پر زبردستی ہوئی اور اس کا دل ایمان پر برقرار رہا (نحل ع ۱۴)

مگر چونکہ معترض کو مسیح اور اس کے رسولوں کے ساتھ گہری عداوت ہے اور قرآن اور حدیث سے وہ ناواقف ہے اس لئے اس کے منہ سے اس قسم کے اعتراضوں کا نکلنا کچھ بھی تعجب کی بات نہیں۔

مگر ہم سوچتے ہیں کہ ان لوگوں کے دل کیسے سیاہ ہوں گے جن کی ہمدردی ظالم یہود کے ساتھ ہو اور مظلوم حواری کے خلاف۔ ان کے دل اس بات سے کڑھتے ہونگے کہ ہم کیوں اس وقت نہ ہوئے کہ یہود کے ساتھ مسیح پر اور اس کے رسولوں پر کچھ ظلم اپنے ہاتھ سے بھی کر سکتے۔ دو ہزار برس پہلے کیوں نہ پیدا ہوئے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ان لوگوں کی روحانی ہم جنسی سے آریہ لوگ تناسخ کی دلیل نہ پکڑیں کہ یہ لوگ انہیں مردودوں کی ناپاک اور خبیث روحیں ہیں جو برابر چولے بدلتے ہوئے آخر کار پنجاب کے قصبہ قادیان میں مجسم ہوئیں۔

پس مریدوں کا بہ تعمیل ارشاد مرشد بھاگ جانا کسی طرح ان کو انصافاً ملزم نہیں بناتا اور نہ ان کی جان نثاری پر حرف لاتا ہے جس کو مابعد کے سوانح نے روز روشن کی طرح آشکارا کر دیا بلکہ ہم تو یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ ایک وہ شخص جس کے سر دو ہزار برس سے لعنت تھوپی گئی یعنی یہوداسکر یوطی جس نے اپنے مرشد کے ساتھ وہ کیا جس کو جہان نے دغا بتلایا، اور ہمارے لئے اب تک اسرار ہے جو کھلتا نہیں اس نے بھی آزمائش کے لمحہ کے بعد ہی اپنی جاں نثاری اور وفاداری کا ثبوت دیا جو اس حالت میں اس کے لئے ممکن تھا۔ یعنی خود اپنے تئیں ہلاک کیا اور اس روپیہ کو جس کے لالچ میں کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ حرکت کی تھی انہیں لوگوں کے منہ پر پھینک مارا جن کے ہاتھوں سے وہ ملا تھا۔

ہم کو نہ مقدس پطرس کی طرف سے معذرت کرنا منظور ہے، نہ یہوداسکر یوطی پر اس سے زیادہ تشدد کرنا جو اس نے اپنے اوپر کیا اور جس کا وہ مستوجب تھا مگر ہم حیرت سے دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ دو برس کی صحبت نے ان لوگوں کے دل میں ایسی بڑی جان نثاری اور وفاداری پیدا کر دی تھی کہ جن لولوگوں کو ایک لمحہ لغزش لگی وہ بھی ایسی جلد سنبھل گئے اور انہوں نے اپنی جانیں پانی کی طرح اپنے مرشد کے دین کی راہ میں فدا کر دیں اور یہ سب حسبۃ للہ ۔آرے کے اوپر لات مارنا مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے مشکل ہے۔

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین